

ثمرۃ العقائد

اس کتاب میں، ضرورت کی تقریباً 350 عقیدے ہیں
اور ہر عقیدے کے لئے دس دس آیتیں اور دس دس حدیثیں ہیں
بلکہ ان سے بھی زیادہ ہیں

مؤلف

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی صنادامت برکاتہم

مکتبہ ثمیر، ناچپسیٹر، انگلینڈ

Mobile (0044)7459131157

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب-----ثمرۃ العقائد
 نام مؤلف-----مولانا ثمیر الدین قاسمی
 ناشر-----ملکتیہ ثمیر، مانچیسٹر، انگلینڈ
 طباعت-----باراول مارچ ۲۰۱۵ء
 چھپائی کے لئے رابطہ کریں مولانا شمس الحق باٹلی
 فون-----نمبر 07811720145

مؤلف کا پتہ

Maulana Samiruddin Qasmi
 70 Stamford Street , Old trafford
 Manchester, England -M16 9LL
 E samiruddinqasmi@gmail.com
 Mobile (00 44) 07459131157

ملنے کے پتے

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	ثمرۃ العقائد ایک قابل قدر کتاب خدا کرے کہ سب مل جائیں ۱۔ اللہ کی ذات	18 21 25
2	صرف اللہ ہی روزی دینے والا ہے اللہ ہی بچہ دینے والا ہے اللہ ہی شفا دیتا ہے	41 44 46
3	۲۔ اللہ پر جزایا سزا دینا واجب نہیں ہے ۳۔ دہریوں کو خدا مان لینا چاہئے آپ جو ان رہ کر دکھلائیں	48 53 55
4	۴۔ رویت باری	57
5	۵۔ حضور ﷺ کو 10 بڑی بڑی فضیلتیں دی گئیں ہیں [۵] حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں کوئی اور نہیں ہیں	67 74
6	۶۔ حضور ﷺ بشر ہیں لیکن اللہ کے بعد تمام کائنات سے افضل ہیں حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میں انسان ہوں قرآن میں نور 5 معانی میں استعمال ہوا ہے حقارت کے طور پر رسول کو بشر کہنا بالکل ٹھیک نہیں ہے،	82 85 97 100



نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ مجھے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو	103
7	۷۔ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں	
	آپ کا جسم اطہر قبر میں بالکل محفوظ ہے	104
8	۸۔ حاضر ناظر	
	حضور ﷺ ہر جگہ حاضر نہیں ہیں	122
9	۹۔ مختار کل صرف اللہ ہے	147
	اختیارات کی 4 قسمیں ہیں	147
	حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میرے ہاتھ میں	
	نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں ہے	156
10	۱۰۔ علم غیب	166
	حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ مجھے علم غیب نہیں ہے	172
	حضور سے اعلان کروایا گیا کہ، علم غیب ہوتا تو مجھے کوئی نقصان ہی نہیں پہنچتا	175
11	۱۱۔ صرف اللہ ہی سے مدد مانگ سکتے ہیں	203
	دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے	206
	حضور سے اعلان کروایا گیا کہ میں بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں	209
12	۱۲۔ وسیلہ	221
	وسیلہ کی 5 صورتیں ہیں	221
	[۱] دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے	223

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
13	۱۳۔ یہ 5 عقیدے اتنے اہم ہیں	234
	یہ 5 عقیدے یہ ہیں	234
14	۱۴۔ شفاعت کا بیان	240
	قیامت میں سفارش کرنے کی 8 صورتیں ہیں	241
15	۱۵۔ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے	248
	سب نبیوں کے دین میں تھا کہ اللہ ایک ہے	253
	اب حضور ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے	255
16	۱۶۔ رسول ﷺ کی گستاخی	261
	حضور ﷺ کی گستاخی بہت بڑا وبال ہے	262
	[۴] غیر مسلم ملک میں رسول کی گستاخی	275
	گستاخ رسول اس دور میں ایک بڑا مسئلہ ہے	277
17	۱۷۔ تمام صحابہ کرام کا احترام بہت ضروری ہے	279
	ہر صحابی کی عزت کرنا اور دل سے محبت کرنا ضروری ہے	280
	صحابہ کی فضیلت کے بارے میں یہ 8 آیتیں ہیں	282
	صحابہ کے درمیان جو اختلاف ہوا ہمیں اس میں نہیں پڑنا چاہئے	292
	یہ دس صحابی ہیں جنکو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے	293
18	۱۸۔ اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے	294
	اہل بیت میں کون کون داخل ہیں	295

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے	302
	سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	305
	سیدہ حضرت فاطمہؓ کو وراثت کیوں نہیں دی گئی	306
	حضرت ابوبکرؓ نے عہد کیا کہ اہل بیت کو جی بھر کر کر دیں گے	309
	حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کے گلے ملے	310
	امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت	312
	حضرت علیؓ کو حد سے زیادہ بڑھانا بھی ہلاکت ہے	314
	ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی فضیلت	322
	امیر المؤمنین حضرت ابوبکرؓ کے فضائل	325
	حضرت ابوبکرؓ ان صحابہ میں سے افضل تھے	329
	حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضورؐ کے خسر ہیں	330
	امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے فضائل	331
	حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں	332
	امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے فضائل	334
	میرے اساتذہ نے کتنا احترام سکھایا!	339
19	۱۹۔ خلافت کا مسئلہ	340
	خود حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے	341
	سب نے مل کر حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا	348

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کی تھی	349
	پانچ خلیفوں کی خلافت کی مدت	352
20	۲۰۔ ولی کس کو کہتے ہیں	354
	ولی کی علامت یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر خدا یاد آئے	356
	جو شریعت کا پابند نہیں وہ ولی نہیں ہے	357
21	۲۱۔ فرشتوں کا بیان	361
22	۲۲۔ جن کا بیان	369
	جنات انسان کو پریشان کرتا ہے	
	لیکن اتنا نہیں ہے جتنا آج کل کے زمانے میں اس میں غلو ہے	371
	جنات کے ٹھیکے داروں سے چوکنار ہیں	372
23	۲۳۔ حشر قائم کیا جائے گا	374
24	۲۴۔ میزان حق ہے	381
25	۲۵۔ اللہ نے جنت کو پیدا کر دیا ہے	383
26	۲۶۔ قرآن اللہ کا کلام ہے	391
	قرآن میں نہ تحریف ہوئی ہے اور نہ ہوگی	397
27	۲۷۔ اللہ کہاں ہیں	401
	عرش ایک بہت بڑی مخلوق ہے	408
28	۲۸۔ قلم کیا چیز ہے	423

426

۲۹۔ ایمان کی تفصیل

29

426

چھ چیزوں پر ایمان ہو تو آدمی کو مومن قرار دیا جائے گا

434

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا

435

دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے

441

۳۰۔ تقدیر

30

445

جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی کام کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے

446

تقدیر کے بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے

447

۳۱۔ استطاعت، خلق اور کسب، کیا ہیں کسب

31

453

۳۲۔ شرک تمام آسمانی کتابوں میں ممنوع ہے

32

457

شرک کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریں گے

460

اللہ کی عبادت میں شریک کرنا حرام ہے

462

اللہ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ، اور رکوع جائز نہیں ہے

470

گناہ کبیرہ کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا

473

۳۳۔ مسلمان مرتد کب بنتا ہے

33

474

مرتد کو قاضی شرعی قتل کی سزا دے گا

479

آدھے جملے سے مشرک نہ بنائیں

481

۳۴۔ اہل قبلہ کون لوگ ہیں

34

486

اسلام میں تشدد بھی نہیں ہے، اور بہت ڈھیل بھی نہیں ہے،

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
35	۳۵۔ پیری مریدی	488
	پیر خدا ترس ہو تو اس کا زیادہ اثر پڑتا ہے	491
	دنیا طلب کرنے کے لئے پیر بنانا، یا مرید بنانا اچھی بات نہیں ہے	493
	حضورِ غمورتوں سے بیعت کرتے تھے لیکن انکے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے،	498
	پیر صاحب آپ کو کوئی معنوی فیض دے دیں گے ایسا نہیں	499
36	۳۶۔ تعویذ پہننا کیسا ہے	500
	تعویذ کی ۷ سات قسمیں ہیں	500
	بعض تعویذ کرنے والوں کا مکر	501
	جس گھر میں تعویذ کا رواج ہو جاتا ہے، اس کی جان نہیں چھوڑتی	503
	تعویذ سے ذہنی طور پر تھوڑی تسلی ہو جاتی ہے	504
	تعویذ نہ لٹکائے اور صبر کرے تو یہ تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے،	513
	کبھی کبھار تعویذ لٹکالی جس سے تسلی ہو جائے تو اس کی تھوڑی سی گنجائش ہے	514
	لیکن تعویذ کا دھندنا لینا ٹھیک نہیں ہے	517
	[۵]۔ جادو کرنا حرام ہے	521
	عراف کے پاس جانے سے چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی	524
	[۷]۔ جنات نکالنا	526
37	۳۷۔ قبروں کی زیارت	527
	حضور نے قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے سے منع فرمایا	529

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	قبر پر اس لئے جانے کی اجازت ہے کہ وہاں آخرت یاد آنے لگے	531
	سات 7 شرطوں کے ساتھ قبر پر جانے کی اجازت ہے	533
	[۱] اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے	533
	[۲] قبر والوں سے نہ مانگے	534
	[۴] پردے کے ساتھ جائے، بے پردگی کے ساتھ ہرگز نہ جائے	538
	عام حالات میں عورتوں کو قبر پر جانا منع ہے	546
	قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے	548
	حضور ﷺ کی قبر مبارک پر قبہ کیوں ہے	550
	جنکے یہاں موت ہوئی ہے انکے یہاں کھانا کھانا مکروہ ہے	562
38	۳۸۔ قبر پر عرس جائز نہیں ہے	568
	گانا اور ڈھولک، طبلہ بجانا حرام ہے	572
	گنگنا کر گیت گانا بھی مکروہ ہے	574
39	۳۹۔ فیض حاصل کرنا	579
	قبروں اور مردوں سے کون سا فیض حاصل ہوتا ہے	585
40	۴۰۔ قبر کے پاس ذبح کرنا ممنوع ہے	591
	ذبح کرنے کی چار صورتیں ہیں	591
	[۴] چوتھی صورت، اللہ کے نام پر کرے اور قبر سے دور کرے	597
41	۴۱۔ ماتم کرنا حرام ہے	599

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	مصیبت کے وقت قرآن نے صبر کرنے کو کہا ہے	600
	واویلا کرنا ممنوع ہے	603
42	۴۲۔ ایصال ثواب ایک مستحب کام ہے	606
	اس وقت کی افرا تفری	609
	ایصال ثواب کی 3 صورتیں ہیں	610
	[۱] مال خیرات کر کے ثواب پہنچانے سے میت کو ثواب ملتا ہے	611
	[۲] بدنی عمل کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں	614
	[۳] قرآن پڑھ کر اور دعا کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں	615
	کچھ حضرات کی رائے ہے کہ ثواب نہیں پہنچا سکتے	619
	قبر پر خرافات	622
43	۴۳۔ میت کا سننا	624
	[۱]۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے ہیں	625
	لیکن اللہ جتنا چاہے تو سنا دیتے ہیں	630
44	۴۴۔ یہ دس چیزیں علامت قیامت میں سے ہیں	632
	ہم ان علامات قیامت پر ایمان رکھتے ہیں	633
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زمین پر اتریں گے	634
	کچھ اور چیزیں بھی علامت قیامت میں سے ہیں	643
	تمت بالخیر	644

ثمرۃ العقائد کی خصوصیات

1	کتاب بہت آسان انداز میں لکھی گئی ہے
2	آج کل ضرورت کی جو عقائد ہیں، انہیں کو ذکر کیا گیا ہے
3	ہر عقیدے کے لئے صریح آیتیں، اور صحیح احادیث لائی گئیں ہیں
4	کوشش یہ کی گئی ہے کہ تمام مسالک کے لوگ اس پر متفق ہو جائیں
5	جمعہ میں تقریر کرنے والے خطیبوں کے لئے یہ آسانی ہے کہ یہاں سے آیت اور احادیث لیں اور تقریر فرمائیں
6	کتاب بہت سنجیدہ انداز میں لکھی گئی ہے، اور ہر مسلک والوں کے لئے مفید ہے
7	ہر عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے کتنی آیتیں ہیں، اور کتنی حدیثیں ہیں، انکو گن کر بتائی گئی ہے، اور ہر آیت اور ہر حدیث کا پورا حوالہ دیا گیا ہے
8	اس کتاب میں، ضرورت کی تقریباً 350 عقیدے ہیں، اور ان عقیدوں کو ثابت کرنے کے لئے دس دس آیتیں اور دس دس حدیثیں ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ ہیں البتہ ضرورت کے موقع پر کم بیش بھی ہے
9	ان عقیدوں کو ثابت کرنے کے لئے 563 آیتیں ہیں اور 373 حدیثیں ہیں اور کل عنوانات 465 ہیں۔ اور کل بڑے عقیدے 44 ہیں

مقدمہ

علم الکلام یا عقائد

از۔ حضرت مولانا مرغوب صاحب لاچپوری، دامت برہم

نوٹ:- حضرت مولانا مرغوب صاحب لاچپوری، ایک جید عالم ہیں، تقریباً ۷۰۰ رسائل کے مصنف ہیں، اور دسیوں کتابیں انکے قلم سے آچکی ہیں، اور بہت مقبول بھی ہیں، بہت صحیح رائے رکھتے ہیں، اور صحیح مشورہ دیتے ہیں، مجھے یہ کہنے میں جھجک نہیں ہے کہ وہ میرے شاگرد ہیں، لیکن مجھ سے کہیں آگے بڑھ چکے ہیں، اسی لئے میں نے اپنی کتاب انکو تصحیح کے لئے دیا، انہوں نے بہت اچھی تصحیح کی اور بہت مفید مشوروں سے نوازا، انہیں کی تصحیح کے ساتھ یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے۔۔۔ ادارہ

عقائد کی تصحیح انتہائی اہم اور ضروری چیز ہے، بغیر تصحیح عقائد کے ایمان کی حفاظت مشکل ترین امر ہے۔ یہ جملہ تو مشہور ہے کہ اعمال کی کمزوری معاف ہو سکتی ہے مگر عقیدہ کی کمزوری قابل عفو نہیں، اس لئے کتنے اعمال ہیں جن کے نہ کرنے سے گناہ تو ہے مگر کفر کا حکم نہیں لگتا، اس کے برخلاف ان اعمال کے بارے میں عقیدہ صحیح نہ ہو تو اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ عقیدہ کی غلطی سے آدمی صراط مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت کی راہ کا مسافر بن جاتا ہے۔ راقم الحروف کے جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس کی بڑی عمدہ مثال دی ہے، حضرت تحریر فرماتے ہیں:

”عقائد کی غلطی کرنے والے لوگوں کی صحیح مثال اس مسافر کی سمجھئے! جو منزل مقصود کی شاہ راہ عام کو چھوڑ کر غلطی سے کسی دوسری راہ ہولیا۔ اور مغلوبان خواہش کی واقعی حالت ایسی سمجھئے! جو منزل مقصود اصلی اور سیدھی سڑک پر چل رہے ہیں، لیکن بامخالف کے تیز و تند جھونکے بمشکل انہیں قدم اٹھانے دیتے ہیں۔“ (توحید الاسلام۔ تالیفات مرغوب ص ۳۲)

اسی اہمیت کی وجہ سے فقہاء عظام و علماء کرام نے ایمان و عقائد کے بیان کو بڑی تفصیل سے لکھا۔ اسلامی عقائد کیا ہیں؟ کوئی طالب اس کا مطالعہ کرنا چاہے تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ”بہشتی یوز“ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ”عمدة الفقہ“ جلد اول، ”عین الہدایہ“ کا مقدمہ وغیرہ کتب کا مطالعہ کرے کہ ان میں بڑی مفید باتیں آگئی ہیں۔

اس موضوع پر ہمارے اکابر کی چند مستقل کتابیں بھی ہیں، حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی ”علم الکلام“ اور ”عقائد اسلام“ قابل قدر ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب اجمیری رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث و مفتی جامعہ حسینیہ راندیر) کا مختصر رسالہ ”معین العقائد“ طلبہ کے لئے بہت مفید ہے، باوجود اختصار کے جامعیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں ”الفقہ الاکبر“ کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور اپنی زندگی کے آخری ایام ”کتاب الوصیۃ“ کے نام سے دوسرا رسالہ تصنیف فرمایا، ان دونوں رسائل کی شرح شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے تفصیل سے لکھی اور اس میں بطور تتمہ و تکملہ مزید عقائد کا اضافہ کر کے ایک مفید تصنیف تیار کر لی ہے۔ جو ”شرح فقہ اکبر“ کے نام سے مطبوعہ ہے، اس کی اردو شروحات بھی شائع ہیں۔

امت کے قابل قدر کاوشوں میں سے ایک قابل اعتماد متن ”العقائد النسفیہ“ ہے جو عمر بن محمد نجم الدین النسفی (۵۳۷ھ) کی تالیف ہے، جن کا شمار فقہ حنفی کے اساطین میں ہوتا ہے، اور جن کے قلم نے فقہ کلام ادب، تفسیر، تاریخ اور دیگر علوم و فنون پر تقریباً سو کتابوں کو مدون کیا ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ نے

اپنے پیشرو علماء کرام کی محنتوں سے استفادہ کرتے ہوئے عقائد صحیحہ سے متعلق ایک متن تیار کیا جسے امت کے درمیان قبول عام نصیب ہوا۔ آٹھویں صدی کے مشہور کثیر التصانیف محقق عالم مسعود بن عمر علامہ سعد الدین تفتازانی (۷۹۳ھ) نے اس متن کی شرح لکھی، جس میں علامہ موصوف نے ماترید یہ اور اشاعرہ کے علوم سے استفادہ کرتے ہوئے خالص فنی انداز میں علم کلام کے مسائل کو عقلی و نقلی دلائل سے مبرہن کیا۔ علامہ موصوف علم کی گیرائی و گہرائی میں اپنی نظیر آپ ہیں، تاریخ میں موصوف ہی ایک ایسے خوش نصیب مصنف ہیں جن کی مختلف علوم و فنون کی دسیوں کتابیں نصاب تعلیم کا جز بنائی گئی ہیں، اور آج تک علمی دنیا ان کے احسانات سے گراں بار ہیں۔

متقدمین کی ان کتابوں کی افادیت اور داخل نصاب کی ضرورت کے ساتھ اس بات کا اظہار بھی لابدی ہے کہ آج کے دور میں طلبہ کو موجودہ زمانہ کے گمراہ عقائد فرقوں کے بارے میں چند بنیادی اور اہم موضوعات پر کچھ کتابیں تیار کر کے پڑھانی چاہئیں۔ ہمارے فارغ التحصیل طلبہ کی ایک اچھی خاصی تعداد آج کے گمراہ فرقوں کے بنیادی عقائد ہی سے بے خبر ہے، جب عقائد ہی کے بیخبری ہیں تو ان کی تردید اور بیخ کنی کیا کر سکتے ہیں؟ بعض مدارس میں فرقہ باطلہ کے نام سے ایک مستقل شعبہ کا اجراء قابل مبارک باد ہے، مگر سب ہی طلبہ کے لئے درس میں بھی چند مضامین داخل نصاب کئے جانے چاہئیں۔

تدوین علم کلام..... علم کلام اور اس کی ضرورت

صاحب مفتاح السعادة نے لکھا ہے کہ علم کلام کی ابتدائی اشاعت پہلی صدی ہجری میں معتزلہ اور قدریہ نے کی۔ اور اہل سنت والجماعت کے علم کلام کی بنیاد تیسری صدی ہجری میں پڑی، کیونکہ اعتزال کی ابتدا واصل بن عطاء نے کی جو: ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور: ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ اور اہل سنت والجماعت کے علم کلام کی بنیاد امام ابو الحسن اشعری نے ڈالی جو تیسری صدی میں تھے اور خود ایک مدت تک معتزلی رہ چکے تھے۔ اس بناء پر علم کلام دو صدیوں تک مستقل طور پر معتزلہ کے ہاتھ میں رہا۔

علم کلام اور اس کی ضرورت:..... فلسفہ کی عام وقعت اور ارسطو و افلاطون کے پر عظمت ناموں سے بہت سے لوگ مرعوب ہو گئے تھے اور ان کے دلوں سے مذہب کا اثر زائل ہو گیا تھا، اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ فلسفہ کے مسائل اور حکماء کے خیالات پر تنقید کر کے ان کی وقعت اور ان کے اثر کو کم کیا جائے۔ متکلمین اسلام میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اسی ضرورت سے ”تہافت الفلاسفہ“ لکھی۔

علوم دینیہ میں اس علم کا رتبہ سب سے بڑا ہے، کیونکہ جملہ امور دینیہ کا دار و مدار صحت عقائد پر ہے، اگرچہ انسان عمر بھر نیکیاں ہی کرتا رہے مگر جب کبھی عقیدے میں کچھ نقصان واقع ہو جائے گا تو ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی، اور اگر عقیدہ صحیح ہو تو کم از کم ابدی عذاب سے نجات مل جائے گی۔ قرآنی تعلیم میں بھی ایمان اور عقائد کی فضیلت و اہمیت پر بکثرت اشارے اور تصریحات موجود ہیں، اور جہاں اعمال صالحہ کا ذکر آیا ہے وہاں شروع میں ایمان کو بالالتزام لایا گیا ہے، جس سے واضح طور پر ایمان اور حسن عقیدہ کی اہلیت ثابت ہوتی ہے۔ (معین العقائد ص ۱۴)

ثمرۃ العقائد ایک قابل قدر کتاب

ایمان کی حفاظت کے لئے صحیح عقائد پر مشتمل حضرت مولانا ثمر الدین قاسمی صاحب مدظلہ نے ایک ضخیم کتاب ”ثمرۃ العقائد“ مرتب فرمائی، مولانا نے اپنی عادت اور اس زمانہ کی ضرورت اور طرز کے مطابق ہر عقیدے کے اثبات پر بطور دلائل قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کا ایک معتد بہ حصہ جمع فرمادیا، ہر عقیدے کے تحت اولاً آیات قرآنی پھر آپ ﷺ کے ارشادات مع مکمل حوالوں کے ایک عمدہ ترتیب پر لکھے ہیں، جنہیں پڑھ کر ہر صاحب ایمان اپنے عقائد کو درست کر سکتا ہے۔

یہ کتاب بہت آسان انداز میں لکھی گئی ہے، اور جن عقائد میں زیادہ خلجان تھے ان میں آیات بہت لائے ہیں، اور احادیث بھی بہت جمع کئے ہیں تاکہ اس عقیدے کے بارے میں تشفی ہو جائے، البتہ جن عقائد میں زیادہ خلجان نہیں تھے ان میں کم آیات لائے ہیں اور کم احادیث پیش کی ہے

حضرت اپنی عادت کے مطابق اشارہ میں بھی کسی پر طنز نہیں کرتے، اور نہ کسی کی بات پیش کر کے اس پر رد کرتے ہیں تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے، انہوں نے عقیدہ پیش کیا ہے، اے اور اس کے لئے آیات اور احادیث پیش کی ہیں، جو امت کی ایک اہم ضرورت ہے

موجودہ دور میں گمراہی کا ایک عجیب فتنہ چل پڑا ہے، اور حدیث پاک کی ورشنی میں وہ دور آ گیا ہے جس میں آپ ﷺ اس بات کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ: قرب قیامت میں ایسے حالات آئیں گے آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، اللھم احفظنا منہ، اس پر فتنہ دور میں ہر مسلمان کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے، اور اپنے عقیدے کی فکر اصلاح کرنی چاہئے۔

راقم کو الحمد للہ پوری کتاب کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا، ماشاء اللہ ہر طرح اس کو مفید پایا، اگر اہل

علم اس کو مطالعہ میں رکھیں اور گاہ گاہ مساجد میں اس کا خلاصہ سناتے رہے تو انشاء اللہ ہمارے عوام کے عقائد بھی درست رہیں گے اور وہ ہر طرح کی گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔

عقائد پر اردو زبان میں بعض کتابیں دیکھنے اور ان کے مطالعہ کی توفیق ہوئی، ان کی افادیت کے اقرار کے باوجود جامعیت اور قرآن وحدیث کے حوالوں سے بھرپور اس کتاب کی طرح اور کوئی کتاب نظر نہیں آئی، واقعی یہ کتاب بہت مفید ہے، والعلم عند اللہ۔

چونکہ یہ کتاب ضخیم ہے، ارادہ ہے کہ اس کی ایک تلخیص بھی کروں، اگر وہ تلخیص مکمل ہوگئی تو بہت ممکن ہے کہ مکاتب و مدارس کے طلبہ کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی، اگر ارباب اہتمام اور اساتذہ مکاتب و دارالعلوم اپنے طلبہ کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دیں تو ان کے لئے بھی بہت مفید ہوگی۔

خصوصاً مکاتب کے بچوں کو تو ہفتہ میں ایک دن درس اور ساڑھان چاہئے، اس لئے کہ مکاتب کے اکثر طلبہ بعد میں دنیوی تعلیم میں مشغول ہو جاتے ہیں اور انہیں دینی علوم کے حصول کا زیادہ وقت نہیں ملتا، اور بسا اوقات ایسے ہی طلبہ عقائد میں کمزور رہ کر بعض مرتبہ گمراہ فرقوں کے آلہ کار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اللہ کرے کہ یہ عقائد کی درستگی کا بہترین ہتھیار ثابت ہو، اور مولانا کو دارین میں بہتر اجر عطا فرما کر ذخیرہ آخرت و ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

کتبہ: مرغوب احمد لاچپوری

۴ شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱ اپریل ۲۰۱۸ء سنچر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب لکھنے کا مقصد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

ایک مرتبہ کچھ طالب آئے اور کہنے لگے کہ، مولانا عقائد میں کوئی ایسی کتاب لکھ دیں جو ہم جیسے طالب علموں کو آسانی سے سمجھ میں آجائے، ہم لوگ سنتے ہیں کہ عقائد کے لئے نص قطعی چاہئے، یعنی آیت اور صحیح حدیث سے استدلال کیا گیا ہو، اس لئے ایسی کتاب لکھیں جس میں صرف آیت سے اور صحیح حدیث سے عقیدہ ثابت کیا گیا ہو، پھر عام فہم آیات، اور احادیث لائیں جن کو تمام مسلک والے مان لیں، کتاب بہت آسان انداز میں لکھیں جس سے عام طالب بھی سمجھ سکیں، کتاب میں وہ عقائد زیادہ ہوں جن کی ضرورت آج کل بہت پڑتی ہے۔

میں بہت دنوں تک اس بات پر غور کرتا رہا، پھر کچھ دنوں کی محنت کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے یہ مجموعہ تیار ہو گیا، اللہ اس کو قبول فرمائے، اس کے تیار کرنے میں، مکہ شاملہ سے کافی مدد ملی گئی ہے اس کتاب میں طالب علم کی درخواست کی پوری رعایت کی گئی ہے۔ مثلاً، اس میں صرف آیات اور احادیث سے عقائد ثابت کئے گئے ہیں، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ جس عقیدے میں اختلاف زیادہ تھا، اس میں آیات اور احادیث زیادہ لائی گئی ہیں تاکہ ناظرین کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ اور جن عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں تھا ان میں حدیثیں، یا آیتیں کم لائی گئیں ہیں، تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے، اور پڑھنے والے اکتانہ جائیں

میں علماء کے اقوال، قول صحابی، قول تابعی، اجماع، اور قیاس کو دل سے مانتا ہوں، اور ان کی قدر کرتا

ہوں، لیکن طالب علم کی خواہش یہ تھی کہ زیادہ تر قرآن اور حدیث ہو، اس لئے آیت اور حدیث سے ہی زیادہ تر استدلال کیا، پھر دوسری بات یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ عقائد کے ثبوت کے لئے نص قطعی چاہئے [یعنی آیت، اور حدیث صحیح چاہئے] اس لئے بھی اسی پر زور دیا ہوں کتاب کو آسان انداز میں لکھاتا کہ ہر آدمی پڑھ کے، اور انہیں عقائد کو ترجیح دی جن کی ضرورت آج کل زیادہ پڑتی ہے۔ کتاب میں لفظی بحث نہیں کی تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے

خدا کرے کہ سب مل جائیں

آیت اور حدیث پر اس لئے بھی زور دیا کہ یہ اصل ہیں، تمام مسلک والے ان کو مانتے ہیں، سب کے عقائد کی بنیاد بھی یہی قرآن اور احادیث ہیں، اس لئے امید کی جاسکتی ہے کہ ان عقائد پر متفق ہو جائیں، اور اختلاف کے یہ فتوے کم سے کم ہو جائے، اور مسلمانوں میں اتفاق ہو جائے، یا کم سے کم بڑے بڑے عقیدے پر اتفاق کر لیں، اور جزئیاتی مسائل کے لئے یہ راستہ کھلا رکھیں کہ ہر مسلک والا اپنے اپنے انداز میں عمل کر لیں

یہ بہت اچھی بات ہوگی کہ سب مسلک والے کم سے کم مسلمانوں کے ملی مسائل کے لئے سال میں ایک مرتبہ جمع ہو جائیں، اس میں ایک دوسرے پر طنز نہ کریں، ہنگامہ اور انتشار نہ کریں، بلکہ ملی اور مشترکہ مسائل پر مل کر غور کریں اور سب جمع ہو کر ایک فیصلہ کریں تاکہ حکومت پر زور دینے میں آسانی ہو۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ایک مسلک والا کچھ کہتا ہے، دوسرا کچھ کہتا ہے، اور حکومت انتشار، اختلاف سمجھ کر کسی پر عمل بھی عمل نہیں کرتی، بلکہ ہمیں کمزور سمجھ کر نظر انداز کر دیتی ہے

بس اسی اتفاق کے خاطر اس کتاب کو لکھنے کی سعی کی ہے، خدا کرے کہ ناچیز کا یہ مقصد پورا ہو جائے، اور لوگ مجھے دعائیں دیں۔ آمین یا رب العالمین

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، جنت، جہنم ان سب کی حقیقت آیت اور حدیث سے ہی معلوم ہوگی، کسی کے کہنے سے نہیں ہوگی، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ عقیدے کے لئے نص قطعی چاہئے، یعنی آیت اور حدیث ہی چاہئے، میں نے اسی لئے صرف آیتیں اور احادیث جمع کی ہیں، اور انہیں سے سارے عقیدوں میں استدلال کیا ہے

دل سے معافی مانگتا ہوں

عقائد کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے، اس بارے میں بہت اختلاف بھی ہے، اور ہر ایک کے دلائل بھی بہت ہیں، اس لئے میرے لئے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ میں نے سارے عقائد صحیح لکھے ہیں، اور ان کے لئے دلائل بھی بالکل صحیح دئے ہیں، بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں غلطی ہوئی ہوگی، اس لئے اس کتاب میں کسی کو غلطی نظر آئے تو ضرور مجھے اس کی اطلاع دیں۔ اور کسی کو تکلیف ہوئی ہو تو مجھے دل سے معاف کر دیں، میں بہت شکر گزار ہوں گا

اتنا خیال ضرور رکھیں کہ آیت کی صراحت سے، یا صحیح حدیث کی صراحت سے کوئی بات ثابت ہوتی ہو، اور میں نے اس کے خلاف لکھ دیا ہے، تو ضرور مجھے اطلاع دیں، کیونکہ آیت، یا صحیح حدیث کے خلاف عقیدہ پیش کر کے مجھے گناہ میں مبتلا نہیں ہونا ہے، اور یہ بوجھ لیکر دنیا سے نہیں جانا ہے

ہاں علماء کی رائیں مختلف ہوں تو میں ان کا بھی بہت احترام کرتا ہوں، اور دل سے مانتا ہوں، لیکن اس سے کتاب لمبی ہو جائے گی، اس لئے اس کو چھوڑ دیا ہوں

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر سے حل پیش کیا

آیت کا کوئی لفظ مغلق ہو تو اس کے حل کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر، تنویر المقیاس، سے اس لفظ کو حل کیا ہے، کیونکہ اس تفسیر کی نسبت کم سے کم ایک عظیم صحابی کی طرف ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کی تفسیر کافی صحیح ہوتی ہے، اس لئے دوسری تفاسیر کا مجھے انکار نہیں ہے، لیکن حل کے لئے اسی کا انتخاب کیا گیا ہے۔

آیت کا ترجمہ، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کے آسان ترجمہ قرآن سے لیا ہوں۔ اور احادیث کا ترجمہ، مجھے خود کرنا پڑا، کیونکہ احادیث کی تمام کتابوں کے لئے کوئی اردو ترجمہ میسر نہیں تھا

طنز و مزاح سے اختر از کیا ہوں

اس کتاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کسی کا نام نہ آئے تاکہ اس کو برا معلوم نہ ہو، کسی کے بارے میں اشارہ اور کنایہ بھی نہیں کیا ہوں، تاکہ اس کی توہین نہ ہو اور اختلاف نہ بڑھ جائے، پھر بھی کسی کو برا معلوم ہو تو دل سے معافی مانگتا ہوں۔ اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دیں۔

شکریہ

اس کتاب کے لکھنے میں جن جن حضرات نے مدد کی ہے، میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں خاص طور پر میری اہلیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ انہوں نے ہر قسم کی سہولت پہنچائی جس کی بنا پر میں یہ کتاب لکھ سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہانوں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے

حضرت علامہ اختر صاحب، اور حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب، لاہوری دامت برکاتہم، کا بھی

خاص شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے ہمیشہ میری ہمت افزائی کی، اور میری کتاب سے خاص دل چسپی رکھی، اور مفید مشوروں سے نوازتے رہے

حضرت مولانا مرغوب صاحب لاچپوری دامت برکاتہم نے تو میری پوری کتاب کی اصلاح بھی فرمائی، اور اچھی اصلاح فرمائی اس لئے ان کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ سے ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین

میرے لئے دعا فرمادیں

علماء اور صلحاء کی خدمت میں عرض ہے کہ میری آخرت درست ہو جائے، اور اللہ پاک تمام گناہوں کو معاف کر کے، جنت الفردوس عطا کر دے، اس کی دعا کر دیں، میں اس وقت اڑسٹھ سال کا ہو چکا ہوں، بڑھاپے کا وقت ہے، ہاتھ بالکل خالی ہے، پتہ نہیں کب بلاوا آجائے، اس لئے جب بھی یاد آئے بشرط سہولت میرے لئے دعا کر دیا کریں، بس اتنی سی گزارش ہے

دعا کا محتاج، احقر ثمیر الدین قاسمی، غفرلہ، مانچیسٹر، انگلینڈ، 13 / 2 / 2018

مبائل نمبر 0044 7459131157

ای میل۔ samiruddinqasmi@gmail.com

اللہ کی ذات

اس عقیدے کے بارے میں 61 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اس وقت کچھ لوگ ناستک، بن رہے ہیں، یعنی وہ کہتے ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں، یہ دنیا خود ہی پیدا ہوئی ہے، نہ حساب کتاب ہے، اور نہ قیامت ہے، اس لئے ہم کو اللہ پر یقین کرنے اور اس کی عبادت کرنے کی ضرورت نہیں، یہ مصیبت آسمانی تمام مذہب والوں کے لئے ہے، اس لئے میں نے ان آیتوں کو پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہے، اسی نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے، اور وہی سب کو ختم کرے گا، اور قیامت لائے گا، اور سب کا حساب لیا جائے گا، اور جو ایمان کے ساتھ جائے گا اس کو جنت دی جائے گی، اور جو بغیر ایمان کے مرے گا اس کو جہنم میں داخل کیا جائے

اس کتاب میں میں نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ موت، حیات، شفا، بیماری، روزی، بیوی، اولاد، یہ سب چیزیں دینے والا صرف اللہ ہے، اس لئے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہئے، اور صرف اسی سے تمام ضروریات مانگنی چاہئے

اللہ کا ذاتی نام، اللہ، ہے، باقی نام صفاتی ہیں

لفظ، اللہ، اللہ کا ذاتی نام ہے، اور اس کے علاوہ جتنے بھی نام ہیں وہ سب صفاتی نام ہیں، یعنی اللہ کی صفت کی وجہ سے وہ نام بنا ہے، مثلاً، رزاق، اس لئے اللہ کا نام ہے کہ اللہ روزی دینے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ کا ذاتی نام استعمال ہوا ہے

1۔ قل اللہ خالق کل شیء و هو الواحد القہار۔ (آیت ۱۶، سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔ کہو کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ تنہا ہی ایسا ہے کہ اس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

2۔ سبحانہ ہو اللہ الواحد القہار۔ (آیت ۴، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اللہ پاک ہے، وہ ایک اور زبردست اقتدار کا مالک ہے!

ان دونوں آیتوں میں اللہ کے ذاتی نام استعمال ہوئے ہیں،

ان کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں اللہ کا ذاتی نام استعمال ہوا ہے

اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

اللہ اس ذات کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے، اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی انتہا ہے۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے

3۔ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (آیت ۳، سورۃ الحديد: ۵۷) ترجمہ، وہی اللہ اول بھی ہے، اور آخر بھی ہے، ظاہر بھی ہے، اور باطن بھی ہے اور وہ ہر چیز کو پوری طرح جانتا ہے

4۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ (آیت ۸۸، سورۃ القصص ۲۸)

ترجمہ۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے

1۔ حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، انت الظاهر فليس فوقك شيء و انت الباطن فليس دونك شيء ﴿(مسلم شریف، باب الدعاء عند النوم، ص ۱۷۹، نمبر: ۶۸۸۹/۲۷۱۳)

ترجمہ۔ اے اللہ آپ ہی اول ہیں، آپ سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے، آپ آخر ہیں، آپ کے بعد کچھ نہیں ہے، آپ ظاہر ہیں آپ کے اوپر کچھ بھی نہیں ہے، آپ باطن ہیں آپ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے ان آیتوں اور حدیث میں ہے کہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ کی ذات کبھی فنا نہیں ہوگی اور نہ اس کو موت آئے گی

اللہ کی ذات فنا سے پاک ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

5۔ کل شیء ہالک الا وجہہ۔ (آیت ۸۸، سورت القصص ۲۸)

ترجمہ۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے

6۔ و توکل علی الحی الذی لا یموت۔ (آیت ۵۸، سورت الفرقان ۲۵)

ترجمہ۔ تم اس ذات پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ فنا اور موت سے پاک ہے

حیات کی چار قسمیں ہیں۔

[۱] ایک اللہ کی حیات ہے، اس میں نہ فنا ہے اور نہ موت ہے، یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی

[۲] حیات دنیوی۔ یہ انسان اور جانور کی حیات ہے، انکی حیات ایک زمانے میں نہیں تھی، پھر اللہ کے پیدا کرنے سے ہوئی، اور پھر فنا ہو جائے گی، اور موت واقع ہو جائے گی۔

[۳] حیات برزخی۔ یہ قبر کی حیات ہے، اس کو حیات برزخی کہتے ہیں، یہ مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے، اور قیامت تک رہے گی

[۴] جنت اور جہنم کی حیات، یہ حیات جنت اور جہنم میں داخل ہونے کے بعد شروع ہوگی، اور ہمیشہ رہے گی،

ان سب کو حیات، کہتے ہیں، لیکن اس کی کیفیت میں بہت فرق ہے۔

اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے

زمین اور آسمان میں جتنی بھی چیزیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ کی ذات، یا اس کی صفات کی طرح نہیں ہیں، کیونکہ اللہ کی ذات واجب الوجود ہے، اور دنیا کی ساری چیزیں فانی ہیں، اس کی ذات اور صفات کی طرح کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے

اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں، اس کی دلیل یہ آیت ہے

7۔ لیس کمثلہ شیء و هو السمع البصیر۔ (آیت ۱۱، سورت الشوریٰ ۴۲)

ترجمہ۔ کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات کو سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے

8۔ لم یکن لہ کفو احد۔ (آیت ۴، سورت اخلاص ۱۱۲)

ترجمہ۔ اور اللہ کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں ہے

9۔ اذ تأمر و ننا ان نکفر باللہ و نجعل لہ اندادا۔ (آیت ۳۳، سورت سبا ۳۴)

ترجمہ۔ جب تم تاکید کرتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کا معاملہ کریں اور اس کے ساتھ شریک مانیں

10۔ فلا تجعلوا للہ اندادا و انتم تعلمون۔ (آیت ۲۲، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جب کہ تم یہ سب باتیں جانتے ہو

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے

اللہ کی نہ اولاد ہے، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے

، اور نہ اس کے برابر کوئی ہے

اس لئے کسی کو اللہ کے برابر سمجھنا شرک ہے اس سے بہت بچنا چاہئے۔

عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، لیکن قرآن نے بتایا کہ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، وہ بے

نیاز ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں۔

11۔ قل هو الله احد الله الصمد ، لم يلد و لم يولد ، ولم يكن له كفوا احد۔ (آیت

۳، سورت اخلاص ۱۱۲)۔ ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ، اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے، اللہ ہی ایسا ہے کہ سب

اس کے محتاج ہیں، نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں

12۔ سبحانه ان يكون له ولد له ما فى السماوات و ما فى الارض۔ (آیت ۱۷،

سورت النساء ۴) ترجمہ۔ وہ اس بات سے بالکل پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں اور زمین میں

جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔

13۔ قالوا اتخذ الله ولدا سبحانه هو الغنى له ما فى السماوات و ما فى الارض۔ (

آیت ۶۸، سورت یونس ۱۰)

۔ ترجمہ۔ کچھ لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، پاک ہے اس کی ذات وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ سے نہ کوئی پیدا ہوا ہے، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، اور نہ اس کا کوئی مثل ہے

اللہ کو نہ نیند آتی ہے، اور نہ نیند ان کے مناسب ہے۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

14۔ اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم لا تأخذه سنة و لا نوم (آیت ۲۵۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو ہمیشہ زندہ ہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوا ہے، جس کو نہ کبھی اونگھ لگتی ہے اور نہ نیند آتی ہے

2۔ حدیث میں ہے۔ ان اللہ لا ینام و لا ینبغی له ان ینام۔ (مسلم شریف، باب فی قوله علیہ

السلام ان اللہ لا ینام، ص ۹۱، نمبر ۷۹/۴۴۵)

ترجمہ۔ اللہ سوتا نہیں ہے، اور اس کے لئے نیند مناسب بھی نہیں ہے

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ اللہ کو نیند نہیں آتی، اور یہ اس کے لئے مناسب بھی نہیں ہے

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

15۔ الم تعلم ان الله على كل شيء قدير (آیت ۱۰۶، سورۃ البقرۃ ۲)۔

ترجمہ۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

16۔ لله ملك السماوات و الارض و ما فيهن و هو على كل شيء قدير۔ (آیت

۱۲۰، سورۃ المائدہ ۵)۔ ترجمہ۔ تمام آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہیں وہ سب اللہ ہی کی ملکیت میں

ہیں، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

17۔ اين ما تكونون يا ربكم الله جميعا ان الله على كل شيء قدير۔ (آیت ۱۲۸،

سورۃ البقرۃ ۲)۔ ترجمہ۔ تم جہاں بھی ہو گے اللہ تم سب کو اپنے پاس لے آئے گا، یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے

18۔ فيغفر لمن يشاء و يعذب من يشاء و الله على كل شيء قدير۔ (آیت ۲۸۲،

سورۃ البقرۃ ۲)۔ ترجمہ۔ اللہ جس کو چاہے گا اس کو معاف کر دے گا، اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا،

اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

19۔ و يعلم ما في السماوات و ما في الارض و الله على كل شيء قدير۔ (آیت ۲۹،

سورۃ آل عمران ۳)۔ ترجمہ۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہر چیز کو جانتا ہے، اللہ

ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

20۔ و لله ملك السماوات و الارض و الله على كل شيء قدير۔ (آیت ۱۸۹، سورۃ

آل عمران ۳)

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت صرف اللہ کی ہے اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے

اس طرح ۴۰ آیتوں میں فرمایا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

21۔ ذالکم اللہ ربکم لا الہ الا ہو خالق کل شیء فاعبدوہ۔ (آیت ۱۰۲، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ یہ اللہ ہے جو تم کو پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، اس لئے اسی کی عبادت کرو۔

22۔ قل اللہ خالق کل شیء و هو الواحد القہار۔ (آیت ۱۶، سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔ کہہ دو صرف اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اور تنہا وہی ہے جن کا اقتدار سب پر حاوی ہے

23۔ ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ہو۔ (آیت ۶۲، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ یہ اللہ ہے جو تم کو پالنے والا ہے، وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،

ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اس لئے اللہ ہی سے اولاد مانگنا چاہئے، کسی پیر یا فقیر سے نہیں مانگنا چاہئے، یہ شرک ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں

اللہ تمام جہانوں کا مالک ہے

، اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

24۔ و لله ملك السماوات و الارض و الله على كل شيء قدير۔ (آیت ۱۸۹، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ تمام آسمانوں اور زمین کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

25۔ و لله ملك السماوات و الارض و ما بينهما۔ (آیت ۷، سورت المائدہ ۵)۔

ترجمہ۔ تمام آسمانوں اور زمین، اور جو ان دونوں کے درمیان ہیں اس کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے،

26۔ و لله ملك السماوات و الارض و ما بينهما و اليه المصير۔ (آیت ۱۸، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ تمام آسمانوں اور زمین، اور جو ان دونوں کے درمیان ہیں اس کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے، اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے

27۔ سبحانه الذى بيده ملكوت كل شيء و اليه ترجعون۔ (آیت ۸۳، سورت یس ۳۶)

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ تمام چیزوں کی ملکیت ہے، اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تمام چیزوں کا مالک ہے۔

حشر کا دن بہت بڑا دن ہے، اللہ اس دن کا بھی مالک ہے

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں -

28۔ مالک یوم الدین۔ (آیت ۳، سورت الفاتحہ ۱)

ترجمہ۔ جو بدلے کے دن کا مالک ہے

29۔ قوله الحق وله الملك يوم ينفخ في الصور۔ (آیت ۷۳، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اور جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن بادشاہی اسی کی ہوگی

ان آیتوں میں ہے کہ قیامت کے دن کا مالک اللہ ہی ہے

اللہ جوہر، عرض، جسم اور کیفیت سے پاک ہے،

اللہ جوہر، عرض، جسم اور کیفیت سے پاک ہے، کیونکہ یہ باتیں مخلوقات کے لئے ہیں، اور اللہ واجب الوجود ہے، اس لئے وہ ان صفات سے پاک ہے۔

اس کے لئے یہ آیت ہے

30۔ لیس کمثلہ شیء وهو السمع البصیر۔ (آیت ۱۱، سورت الشوریٰ ۴۲)

ترجمہ۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے اس آیت میں ہے کہ اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے

اللہ تعالیٰ جہت، اور مکان سے پاک ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

31۔ الا انه بكل شیء محیط۔ (آیت ۵۴، سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔ سن لو اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

32۔ وکان اللہ بكل شیء محیطا۔ (آیت ۱۲۶، سورت النساء ۴۲)

ترجمہ۔ اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اس لئے جہت کو بھی گھیرے ہوا ہے، اس لئے اللہ کے لئے کوئی جہت نہیں ہے۔

اللہ ہی ہر قسم کے تعریف کے لائق ہیں

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

33۔ الحمد لله الذى له ما فى السموات و ما فى الارض و له الحمد فى الآخرة و هو الحكيم الخبير۔ (آیت ۱، سورت سباء ۳۴)

ترجمہ۔ تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس کی صفت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، اور آخرت میں بھی تعریف اسی کی ہے، اور وہی ہے جو حکمت کا مالک ہے مکمل طور پر خبر رکھنے والا

34۔ له ما فى السموات و ما فى الارض و ان الله لهو الغنى الحميد۔ (آیت ۶۴، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ہے، اور یقین رکھو کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو سب سے بے نیاز ہے بذات خود تعریف کے قابل ہے

35۔ و اعلموا ان الله غنى حميد۔ (آیت ۲۶۷، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اور یاد رکھو کہ اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ ہر قسم کی تعریف اسی کی طرف لوٹی ہے

36۔ لله ما فى السموات و ما فى الارض ان الله لهو الغنى الحميد۔ (آیت ۲۶، سورت لقمان ۳۱)

ترجمہ۔ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ہے، اور یقین رکھو کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو سب سے بے نیاز ہے بذات خود تعریف کے قابل ہے

ان آیتوں میں ہے کہ تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کی ہیں

اللہ جھوٹ بولنے سے پاک ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

37۔ وعد اللہ حقاً و من اصدق من اللہ قیلاً۔ (آیت ۱۲۲، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے؟

38۔ و من اصدق من اللہ حدیثاً۔ (آیت ۸۷، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ بات کا سچا ہو؟

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ سچا ہی سچا ہے، اس میں جھوٹ کا کوئی تصور نہیں ہے

کچھ لوگوں نے یہ منطقی بحث چھیڑ دی ہے کہ جھوٹ بولنا بھی ایک چیز ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا اللہ جھوٹ پر بھی قادر ہے؟، اور بعض لوگوں نے یہ سمجھ کر یہ بھی ایک چیز ہے، اس لئے کہہ دیا کہ اللہ جھوٹ پر بھی قادر ہے، لیکن بولتے نہیں ہیں۔

لیکن یہ بحث بھی منطقی ہے، اور جواب بھی منطقی ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ اس میں نقائص کا تصور بھی نہیں ہے، اس لئے جھوٹ ہو یا نقائص کی کوئی اور چیز، اللہ ان تمام سے پاک ہیں۔ یہ تو انسان اور جنات کا خاصہ ہے کہ اس میں اچھائی بھی ہے، اور نقائص بھی ہیں۔

اللہ ہر چیز کا سننے والا ہے، اور ہر چیز کو جاننے والا ہے

اللہ کے علاوہ کوئی ایسی ذات نہیں ہے جو ہر چیز کو سننے والی، اور ہر چیز کو جاننے والی ہو۔

ہندوؤں کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کا بت انکی دعا کو سنتا ہے، اور اس کی حالت کو جانتا ہے، اسی لئے وہ بتوں

کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتے ہیں، اور اس سے حاجت مانگتے ہیں،

مسلمان کو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے، یہ مدد طلب کرنے میں شرک ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

39۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔ (آیت ۱۷۷، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اے ہمارے رب ہماری خدمت قبول کر لے، صرف تو ہی بہت سننے والا، بہت جاننے والا ہے

40۔ قل اتعبدون من دون الله ما لا یملک لکم ضرا و لا نفعا و الله هو السميع

العليم۔ (آیت ۷۶، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اے پیغمبر ان سے کہو! کہ کیا اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو، جو نہ نقصان کا مالک

ہے، اور نہ نفع کا مالک ہے، صرف اللہ ہی ہر بات کو سننے والا، اور ہر بات کو جاننے والا ہے

41۔ قال ربی یعلم القول فی السماء و الارض و هو السميع العليم۔ (آیت ۴، سورت

الانبیاء ۲۱) ترجمہ۔ پیغمبر نے کہا، آسمان اور زمین میں جو کچھ کہا جاتا ہے، میرا رب اس سب کو جانتا ہے،

وہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے

42۔ و الذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء ان الله هو السميع البصیر۔ (آیت

۲۰، سورت غافر ۴۰) ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جس کو تم پکارتے ہو وہ کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا، صرف اللہ ہی

بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے

اللہ کی ذات بلند ہے، اور عظمت والی ہے

اللہ کی ذات بہت بلند ہے، اور بہت عظمت والی ہے، اس کی بڑائی کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، یہ اعتقاد رکھنا چاہئے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

43۔ و لا یودہ حفظہما و هو العلی العظیم۔ (آیت ۲۵۵، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ اور زمین آسمان دونوں کی نگہبانی سے اللہ کو ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ بہت ہی بلند، اور عظمت والا ہے

44۔ لہ ما السموات و ما فی الارض و هو العلی العظیم۔ (آیت ۴، سورت الشوریٰ ۴۲)

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے، اور وہ بہت ہی بلند، اور عظمت والا ہے

45۔ و ان ما یدعون من دونہ هو الباطل و ان اللہ هو العلی الکبیر۔ (آیت ۶۲، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔ اور اللہ کے علاوہ جنکو بھی تم پکارتے ہو سب باطل ہیں، اور اللہ ہی کی شان اونچی ہے، رتبہ بھی بڑا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کی ذات بہت بلند ہے، اور بہت عظمت والی ہے۔

اس لئے صرف اللہ ہی سے مانگنا چاہئے، اور اسی کی عبادت کرنی چاہئے

صرف اللہ ہی روزی دینے والا ہے

اس لئے اللہ کے علاوہ کسی سے روزی نہیں مانگنی چاہئے

ان آیتوں میں اس کی دلیل ہے

46۔ ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين۔ (آیت ۵۸، سورت الذاریات ۵۱)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ ہی روزی دینے والا ہے، مستحکم قوت والا ہے

47۔ الله يبسط الرزق لمن يشاء و يقدر۔ (آیت ۲۶، سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔ جس کے لئے چاہتا ہے اللہ اس کی روزی میں وسعت دے دیتا ہے، اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ ہی روزی دینے والا ہے، کسی اور کو اس کا اختیار نہیں ہے، اس لئے اللہ کے علاوہ کسی اور سے روزی نہیں مانگنی چاہئے۔

اللہ کے علاوہ کسی اور سے روزی نہیں مانگنی چاہئے

بعض غیر مسلموں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے بعض ہستی کو روزی دینے کا مالک بنایا ہے، اس لئے وہ اس کی پوجا کرتے ہیں، اور اس سے روزی مانگتے ہیں، اور اپنی حاجت مانگتے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ روزی دینے کا مالک خود میں ہوں، میں نے کسی کو روزی دینے کا مالک نہیں بنایا ہے، اس لئے مجھ سے ہی روزی مانگنا چاہئے اس کے لئے یہ آیتیں یہ ہیں۔

48۔ ان الذين تعبدون من دون الله لا يملكون لكم رزقا فابتغوا عند الله الرزق و اعبدوه۔ (آیت ۱۷، سورت العنکبوت ۲۹)

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جن جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتا، اس لئے اللہ ہی کے پاس روزی تلاش کرو، اور اسی کی عبادت کرو

49۔ يعبدون من دون الله ما لا يملك لهم رزقا من السموات و الارض شيئا و لا يسطيعون۔ (آیت ۷۳، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور یہ اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمین میں سے کسی طرح کے روزی دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور نہ اختیار رکھ سکتی ہے

اس آیت میں ہے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی روزی دینے کا مالک ہے اور نہ وہ روزی دے سکتا ہے۔

اس لئے اللہ کے علاوہ کسی ولی، یا نبی سے، یا پیر، فقیر سے روزی نہیں مانگنی چاہئے

اللہ کے علاوہ کوئی بھی کسی تکلیف کو دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

50۔ وان یمسک اللہ بضر فلا کشف لہ الا ہو۔ (آیت ۷۱، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے

51۔ فلا یملکون کشف الضر و لا تحویلا۔ (آیت ۵۶، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ جتکو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، نہ وہ تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ اس کو بدلنے کے مالک ہیں

52۔ قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ۔ (آیت ۱۸۸، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے لئے نقصان اور نفع کا بھی مالک نہیں ہوں، ہاں اللہ جو چاہے

53۔ قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ما شاء اللہ۔ (آیت ۴۹، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے لئے نقصان اور نفع کا بھی مالک نہیں ہوں، ہاں اللہ جو چاہے

جب نبی کو بھی خود انکے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں دیا تو دوسروں کو کون سا اختیار ہوگا

54۔ و ما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجأرون۔ (آیت ۵۳، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تمہیں

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور تکلیف دور نہیں کر سکتا۔

اس لئے کسی اور سے تکلیف دور کرنے کی التجا نہیں کرنی چاہئے

صرف اللہ ہی بچہ دینے والا ہے

اولاد دینا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لئے کسی اور سے اولاد نہیں مانگنی چاہئے، یا کسی قبر، یا پیر، یا دیوی دیوتا کے پاس اس کو مانگنے نہیں جانا چاہئے
ان آیتوں میں اس کا ثبوت ہے

55۔ للہ ملک السموات و الارض یخلق ما یشاء یهب لمن یشاء اناثا و یهب لمن یشاء الذکور ، او یزجہم ذکرا و اناثا و یجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر ۔ (آیت ۵۰، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔ سارے آسمانوں اور زمین کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے، اور لڑکیاں بھی دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ جاننے والا ہے اور قدرت والا ہے
اس آیت میں ہے کہ اللہ ہی اولاد دیتا ہے

56۔ فلما اثقلت دعوا اللہ ربہما لئن آتینا صالحا لنکونن من الشاکرین فلما آتا ہما صالحا جعل لہ شرکاء فیما آتاہم، فتعلی اللہ عما یشرکون أیشرکون ما لا یخلق شیئا و ہم یخلقون ، و لا یستطیعون لہم نصرا و لا انفسہم ینصرون ۔ (آیت ۱۹۰-۱۹۲، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو میاں بیوی دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور بالضرورتیرا شکر ادا کریں گے، لیکن جب اللہ نے اس کو ایک تندرست بچہ

دے دیا تو ان دونوں نے اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا شروع کر دیا، حالانکہ اللہ ان کی مشرکانہ باتوں سے کہیں بلند اور برتر ہے، کیا وہ ایسی چیزوں کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک مانتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے بلکہ خود انکو پیدا کیا جاتا ہے؟، اور جو نہ ان لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں، اور نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں

اس آیت میں ہے کہ اللہ ہی اولاد دیتا ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ دوسری دیوی دیوتا نے دیا، یا دوسرے ولی یا فقیر نے دیا اور اس کی پوجا کرنے لگتا ہے، اور اس کو شریک ٹھہرا لیتا ہے

57۔ هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا هو العزیز الحکیم۔ (آیت ۶، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ صرف خدا ہی ہے جو ماؤں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زبردست قدرت کا مالک ہے، اعلیٰ درجے کی حکمت کا بھی مالک ہے

58۔ و الذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء ان اللہ هو السميع البصیر (آیت ۲۰، سورت غافر ۴۰)۔ ترجمہ۔ اور اللہ کو چھوڑ کر جنکو یہ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے، یقیناً اللہ ہی ہے جو ہر بات کو سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ ہی دعا قبول کرنے والے ہیں، اور اللہ ہی اولاد دینے والے ہیں بعض عورتیں اللہ کے علاوہ سے بچہ مانگتی ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، اللہ ہی نے اس عورت کو پیدا کیا ہے، اور اللہ ہی بچہ دے گا، اسی سے مانگنا چاہئے، بعض سادھو ایسے موقع پر شرک تک کروا لیتا ہے، اور غیروں کی پوجا کروا لیتا ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

اللہ ہی شفا دیتا ہے

آدمی علاج کر سکتا ہے، لیکن شفا دینے کا اختیار صرف اللہ کو ہے، اس لئے صرف اللہ ہی سے شفا مانگے کسی پیر یا ولی کو شفا دینے کا اختیار نہیں ہے، اس لئے ان سے شفا نہیں مانگنی چاہئے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں -

59۔ و اذا مرضت فهو يشفين - (آیت ۸۰، سورت الشعراء ۲۶)

ترجمہ۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو صرف وہی مجھے شفا دیتا ہے

60۔ وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو ا - (آیت ۱۷، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے

61۔ فلا يملكون كشف الضر ولا تحويلا - (آیت ۵۶، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ جنکو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، نہ وہ تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ اس کو بدلنے کے مالک ہیں

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

3۔ عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا اشتكى منامن انسان مسحه بيمينه ثم

قال اذهب الباس رب الناس و اشف انت الشافي لا شفاء الا شفائك شفاء لا يغادر

سقما۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب استحباب رقية المريض، ص ۹۷۲، نمبر ۲۱۹۱/۵۷۰)

ترجمہ۔ ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور اپنے دائیں ہاتھ سے اس کو چھوتے، پھر یہ دعا پڑھتے، انسان

کے رب تکلیف کو دور کر دیں، تو ہی شفا دینے والا ہے، اس لئے شفا دے دے، صرف تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

4۔ عن عبد العزيز قال دخلت انا و ثابت علي انس بن مالك ، قال ثابت يا ابا حمزة اشتكى فقال انس : ألا أرقىك برقية رسول الله ﷺ؟ قال بلى ، قال اللهم رب الناس مذهب الباس ، اشف انت الشافي لا شافي الا انت ، شفاء لا يغادر سقما۔ (بخاری شریف، باب رقیۃ النبی ﷺ، ص ۱۰۱۴، نمبر ۵۷۴۲)

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں اور ثابتؓ حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آئے، حضرت ثابت نے کہا اے ابو حمزہ میں بیمار ہوں، تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں حضورؐ کی تعویذ آپ پر نہ پڑھوں، حضرت ثابتؓ نے فرمایا، ہاں!، حضرت انسؓ نے کہا۔ اے انسانوں کے رب تکلیف دور کرنے والے، شفا دے دے، شفا دینے والا صرف تو ہی ہے، ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

اس دونوں حدیثوں میں ہے کہ شفاء دینے والی ذات صرف اللہ ہے،، اس لئے کسی اور سے شفاء نہیں مانگنی چاہئے،

اس وقت بہت سے لوگ شفا مانگنے کے لئے دیوی، دیوتاؤں، اور نہ جانے کیسے کیسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں، اور وہ چکما دیکر پیسہ بھی لوٹتے ہیں، اور ایمان بھی خراب کرتے ہیں، اس سے بچنا چاہئے

اس عقیدے کے بارے میں 61 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۔ اللہ پر جزایا سزا دینا واجب نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 15 آیتیں اور 0 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

معتزلہ: ایک جماعت تھی اس نے کہا تھا کہ اللہ پر بدلہ دینا واجب ہے
لیکن اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، ہر چیز اس کی مرضی پر ہے۔
اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء و اللہ علی کل شیء قذیر۔ (آیت ۲۸۴، سورت البقرة ۲) ترجمہ۔ پھر جس کو چاہے گا معاف کر دے گا، اور جس کو چاہے گا سزا دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

2۔ فیضل اللہ من یشاء و یهدی من یشاء و هو العزیز الحکیم۔ (آیت ۴، سورت ابراہیم ۱۴) ترجمہ۔ پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

3۔ ان اللہ یفعل ما یرید۔ (آیت ۱۴، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

4۔ و یفعل اللہ ما یشاء۔ (آیت ۲۷، سورت ابراہیم ۱۴)

ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس پر کسی چیز کا کرنا واجب نہیں ہے

اللہ جو کچھ دے وہ اس کا فضل ہے

کسی چیز کو دینا اللہ پر واجب نہیں ہے، وہ جس کو جو کچھ دے وہ اس کا فضل ہے اس کے لئے آیتیں یہ ہیں -

5۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم (آیت ۲۱، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے

6۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم - (آیت ۴، سورت الجمعہ ۶۲)

ترجمہ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے

7۔ و ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم (آیت ۲۹، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔ اور یقیناً تمام فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

8۔ واللہ یختص برحمته من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم - (آیت ۱۰۵، سورت البقرہ ۲)

ترجمہ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے، اور اللہ عظیم فضل کا مالک ہے

ان آیتوں میں ہے کہ جو کچھ اللہ دیتا ہے وہ اس کا فضل ہے، اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خیر اور شر سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

پچھلے زمانے میں کچھ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ شر کا کام اچھا نہیں ہے، اس لئے وہ شر کے پیدا کرنے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ شر کا پیدا کرنے والا شیطان ہے۔ لیکن چونکہ آیت میں ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ پاک ہے، اس لئے یہی عقیدہ صحیح ہے کہ خیر اور شر دونوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اور بندے کو جو ثواب یا عذاب ہوتا ہے وہ اس کے کسب یعنی اس کام کو کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

9۔ اللہ خالق کل شیء و هو علی کل شیء وکیل۔ (آیت ۶۲، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

10۔ ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا هو۔ (آیت ۶۲، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ یہ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

11۔ قل کل من عند اللہ۔ (آیت ۷۸، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ کہو ہر چیز اللہ ہی کے پاس سے ہے

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔

البتہ بندہ شر کا کام کرے تو اللہ اس سے راضی نہیں ہوتا
، اور خیر کا کام کرے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔

ہے سب کام اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا، البتہ نیک کام کرنے سے اللہ راضی ہوتے ہیں اور برے کام کرنے سے اللہ راضی نہیں ہوتے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

12۔ و لا یرضی لعبادہ الکفر (آیت ۷، سورۃ الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا

اس آیت میں ہے کہ اللہ کفر سے راضی نہیں ہوتے

13۔ و ان اعمال صالحا ترضاہ (آیت ۱۹، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اور وہ نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوتے ہیں

14۔ و ان اعمال صالحا ترضاہ۔ (آیت ۱۵، سورت الاحقاف ۴۶)

ترجمہ۔ اور وہ نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوتے ہیں

ان دونوں آیتوں میں ہے کہ نیک اعمال سے اللہ راضی ہوتے ہیں

اللہ کی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں

پچھلے زمانے میں ایک بحث رہی ہے کہ، مثلاً پیدا کرنے سے پہلے اللہ خالق ہے یا نہیں تو اس بارے میں یہ ہے کہ اللہ کی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں، یعنی جب تک کائنات کو پیدا نہیں کیا تھا اس وقت بھی اللہ خالقیت، اور رازقیت کے ساتھ متصف تھا، اور پیدا کرنے کے بعد بھی وہ اسی صفت کے ساتھ متصف ہے، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں آئی ہے۔ اور جب اس کائنات کو ختم کر دیں گے اس وقت بھی اللہ خالق رہے گا اس میں کوئی کمی نہیں آئیگی، کیونکہ اللہ کی تمام صفات ابدی ہیں

15۔ ان ذالک لمحی الموتی و هو علی کل شیء قدير۔ (آیت ۵۰، سورت الروم ۳۰)

ترجمہ۔ یقیناً وہ اللہ مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اللہ نے مردوں کو ابھی زندہ نہیں کیا ہے، بلکہ قیامت میں زندہ کریں گے، پھر بھی ابھی سے اللہ کو مردوں کو زندہ کرنے والا کہا جاتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ زندہ کرنے سے پہلے بھی وہ زندہ کرنے کی صفت رکھتے ہیں۔ اسی طرح تمام صفات کا حال ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 15 آیتیں اور 0 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۔ دہریوں کو خدا مان لینا چاہئے

اس کے 7 دلائل ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

کچھ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ موجود نہیں ہے، یہ کائنات خود پیدا ہوئی، اور خود ختم ہو جائے گی، اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے، اسی کو دہریہ کہتے ہیں، اسی کو ناستک، کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے خدا کو کبھی نہیں دیکھا اس لئے وہ موجود نہیں ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ

1۔۔۔ ان آنکھوں سے خدا کو دیکھ ہی نہیں سکتے، وہ واجب الوجود ہے، وہ دنیا کی چیز کی طرح نہیں ہے کہ ہم ان آنکھوں سے دیکھ لیں، ہاں آخرت میں مومن کے لئے ایسی آنکھ پیدا کر دی جائے گی جس سے وہ اللہ کو دیکھ سکے گا، دنیا میں یہ بات ممکن نہیں ہے اللہ کی ذات ستر ہزار نور کے پردے میں ہے اس لئے اس کو کیسے دیکھ سکو گے، خود حضورؐ نے معراج کی رات کے بارے میں فرمایا۔ نور انی ارہ کہ وہ تو نور ہے اس کو کیسے دیکھا جاسکتا ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے

عن ابی ذر قال سألت رسول الله ﷺ هل رأيت ربك؟ قال نور أنى أراه؟۔)

مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قولہ علیہ السلام نور انی اراہ، ص ۹۱، نمبر ۸۷۸/۴۴۳ (ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ، میں نے حضورؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا کہ، وہ تو نور ہے، اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں)

2۔۔۔ دنیا میں اللہ کا پیدا کیا ہوا سورج کو دو پہر میں نہیں دیکھ سکتا جس میں بہت ہی ادنیٰ سا نور ہے، تو اللہ کی ذات جو نور ہی نور ہے اس کو ہماری آنکھیں کیسے دیکھ سکتی ہیں

اللہ کی ذات کو کیوں نہیں مانیں

3۔۔۔ دنیا میں کھربوں آدمی ہیں، ہر ایک کا چہرہ بالکل الگ الگ ہے، بلکہ ایک ماں باپ کے دو بچے ہیں تو دونوں کے چہرے بالکل الگ الگ ہوتے ہیں، یہ الگ الگ چہرہ کس ذات کی وجہ سے ہے، جس ذات کی وجہ سے یہ الگ الگ چہرہ ہے اسی ذات کا نام خدا ہے، قرآن میں اسی کو، رب العالمین کہا ہے۔

اس کے لئے آیت یہ ہے۔ الحمد لله رب العالمین۔ (سورت الفاتحہ، آیت ۱)

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اللہ کی ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے

اس آیت میں ہے کہ اللہ پوری دنیا کو پالتے رہتے ہیں

جب یہ بات طے ہے کہ ہر ایک کا چہرہ الگ الگ ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان چہروں کو الگ الگ کرنے والی جو ذات ہے اسی کو خدا کہتے ہیں

آپ خود مر کر دکھلائیں

4۔۔۔ دہریہ کہتے ہیں ہم خود پیدا ہوئے، اگر ایسی ہی بات ہے کہ آپ خود پیدا ہوئے ہیں تو آپ ذرا خود مر کر دکھلائیں، آپ کے اختیار میں مرنا ہے پھر بھی آپ خود مر نہیں سکتے تو خود پیدا کیسے ہو گئے،

آپ جوان رہ کر دکھلائیں

5۔۔۔ دہریہ خود یہ چاہتے ہیں کہ میں جوان رہوں اور اس کے لئے وہ خوب نسخہ بھی استعمال کرتے ہیں، لیکن پھر بھی جو چیز [جو ذات] اس کو بوڑھا کرتی جاتی ہے، اور ہاتھ پاؤں کونا کارہ کرتی جاتی ہے، اسی ذات کا نام خدا ہے۔ قرآن میں ہے۔

و منکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئ۔ (آیت ۷۰، سورت النحل ۱۶)
ترجمہ۔ اور تم میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو عمر کے سب سے ناکارہ حصے تک پہنچا دیا جاتا ہے، جس میں پہنچ کر وہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتا، بیشک اللہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے

اگر آپ خود پیدا ہوئے ہیں تو نوے سال تک جوان رہ کر دکھلائیں، اگر یہ نہیں کر سکتے تو جو ذات تمہیں بوڑھا کر رہی اسی ذات کا نام خدا ہے، اس لئے خدا کو مان لیں

آپ سو سو سال تک زندہ رہ کر ہی دکھلا دیں

6۔۔۔ دہریہ زیادہ ہی زندہ رہنا چاہتے ہیں، اگر یہ خود پیدا ہوئے ہیں، تو چلو سو سو سال ہی زندہ رہ کر

دکھلائیں، اگر یہ خود پیدا ہوئے ہیں تو اس کو خود زندہ بھی رہنا چاہئے، لیکن جو ذات اس کو مارتی ہے اسی ذات کا نام خدا ہے،

حضرت براہیم علیہ السلام نے اللہ کی ذات کو متعارف کرانے کے لئے ہی کہا تھا،
آیت یہ ہے

۔ اذ قال ابراہیم ربی الذی یحی و یمیت۔ (آیت ۲۵۸، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ جب ابراہیم نے کہا کہ: میرا رب وہ جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی دیتا ہے
پس جو ذات آپ کو مار رہی ہے اسی ذات کا نام خدا ہے، اور اسی ذات نے تمہیں پیدا بھی کیا ہے

جو ذات مارے گی اسی کا نام خدا ہے

7۔۔۔ قرآن اور حدیث کی رہنمائی تو ہے ہی، لیکن ہم لوگ جو خدا مانتے ہیں وہ اسی لئے مانتے ہیں کہ وہ ایک دن ہمیں مارے گا، اور جو ذات مارے گی وہی پیدا کرنے والی بھی ہے، اور جب دونوں باتیں بالکل سامنے ہیں جن کا آپ انکار نہیں کر سکتے، تو اس سے یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ قیامت بھی ہے اور جنت اور جہنم بھی ہیں۔۔۔ اس کے لئے لمبی چوڑی دلائل دینے کی ضرورت نہیں

آپ مان لیں کہ پیدا کرنے والا خدا ہے

اس لئے اب مان لیں کہ آپ کو پیدا کرنے والا خدا ہے، اور اس کے سامنے یہ معافی مانگیں کہ اے مارنے والے خدا مجھے معاف کر دے، اور مجھے جنت دے دے، اگر دل سے یہ کہا، اور اسی پر موت ہوئی تو ممکن ہے کہ اللہ آپ کو معاف کر دیں گے

۴۔ رویت باری

اللہ کو دیکھنا

اس عقیدے کے بارے میں 5 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

معراج کی رات میں حضور ﷺ نے اللہ کو دیکھا یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے

- 1۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ حضورؐ نے اللہ کو نہیں دیکھا
- 2۔ دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اللہ کو دیکھا ہے لیکن اس کے نور کو دیکھا ہے۔ بہر حال دیکھا ضرور ہے۔ اکثر حضرات کی رائے یہی ہے
- 3۔ تیسری جماعت یہ کہتی ہے کہ، اوپر سے سرسری دیکھا ہے، اندر کی حالت کو نہیں دیکھا، اور وہ دیکھ بھی نہیں سکتے، کیونکہ اللہ کی ذات لامنتہی ہے
- 4۔ چوتھی جماعت یہ کہتی ہے کہ اللہ کو دل سے دیکھا ہے

البتہ سب نے یہ بات ضرور کہی کہ آخرت میں مومن اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے

ہر ایک کی دلائل یہ ہیں

پہلی جماعت۔ جن حضرات نے کہا کہ اللہ کو نہیں دیکھا

، ان کی دلائل یہ ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کو دیکھنے کی فرمائش کی تو اللہ نے کہا کہ اس پہاڑ کو دیکھو، یعنی طور پہاڑ کو دیکھو، اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہر گیا تو تم مجھے دیکھ سکو گے، اور اگر وہ اپنی جگہ پر نہیں ٹھہرا تو تم دنیا میں مجھے نہیں دیکھ سکو گے، اللہ نے جب پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ناممکن ہے، کیونکہ دنیا میں ہماری آنکھیں ایسی نہیں ہیں کہ اللہ کو دیکھ سکیں۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ قال ربی ارنی انظر الیک قال لن ترانی ، و لكن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی ، فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا ۔ (آیت ۱۴۳، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ میرے رب مجھے دیدار کرا دیجئے کہ میں آپ کو دیکھ لوں، فرمایا! تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے، البتہ پہاڑ کی طرف نظر اٹھاؤ، اس کے بعد اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ لو گے، پھر جب انکے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا، اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے اس آیت میں ہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ کو نہیں دیکھا، اس لئے دنیا میں ان آنکھوں کے ساتھ اللہ کو دیکھنا ممکن نہیں ہے، ہاں آخرت میں دیدار ہوگی۔

2۔ لا تدركه الابصار و هو يدرك الابصار و هو اللطيف الخبير [آیت ۱۰۳، سورت الانعام ۶] ﴿

ترجمہ۔ نگاہیں اللہ کو نہیں پاسکتیں، اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے، اس کی ذات بہت لطیف ہے، اور وہ بہت باخبر ہے

اس آیت میں ہے کہ نگاہ اللہ کو نہیں پاسکتی، اس لئے اللہ کی ذات کو نہیں دیکھ سکتی ہے

3۔ و ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب [آیت ۵، سورت الشوری ۲۲] ﴿ (بخاری شریف، کتاب التفسیر، سورت النجم ۵۳، ص ۸۶۰، نمبر ۴۸۵۵)

ترجمہ۔ کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعہ ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے بات کرے

اس آیت میں ہے کہ اللہ دنیا میں کسی آدمی سے وحی کے واسطے سے بات کرتے ہیں، یا حجاب میں بات کرتے ہیں، اس لئے کچھ حضرات کا یہ کہنا ہے کہ معراج کی رات میں حضور نے حجاب ہی میں اللہ سے بات کی ہیں، اللہ کو آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہؓ کا موقف یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کو نہیں دیکھا جاسکتا ہے

احادیث یہ ہیں

1۔ عن مسروق قال: قلت لعائشہؓ یا اماتہ هل رأى محمد ﷺ ربه؟ فقالت لقد قف شعري مما قلت، اين انت من ثلاث، من حدثكهن فقد كذب؟ من حدثك ان محمدا ﷺ رأى ربه فقد كذب، ثم قرأت ﴿ لا تدركه الابصار و هو يدرك الابصار و هو اللطيف الخبير [آیت ۱۰۳، سورت الانعام ۶] ﴾ (بخاری شریف، کتاب التفسیر،

سورت النجم ۵۳، ص ۸۶۰، نمبر ۲۸۵۵)

- ترجمہ۔ حضرت مسروق نے کہا کہ، میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ، اے اماں، کیا حضورؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ، تمہاری بات سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، یہ تین باتیں تمہیں پتہ نہیں ہے! ان تینوں باتوں کے بارے میں کوئی بات کرے تو یہ جھوٹ ہے، جو یہ کہے کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو یہ جھوٹ ہے، پھر یہ آیت پڑھی، ﴿لَا تَدْرِكُ الْبَصَارُ وَهُوَ يَدْرِكُ الْبَصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾، ترجمہ، نگاہیں اللہ کو نہیں پاسکتیں، اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے، اس کی ذات اتنی ہی لطیف ہے، اور وہ اتنا ہی باخبر ہے اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے۔

2۔ عن مسروق... يا ام المؤمنين أنظرنى و لا تعجلينى . ألم يقل الله تعالى ﴿و لقد رآه بالافق المبين﴾ (آیت ۲۳، سورت التکویر ۸۱) ﴿و لقد رآه نزلة أخرى﴾ (آیت ۱۳، سورت النجم ۵۳)، فقالت انا اول هذه الامة سأل عن ذالك رسول الله ﷺ فقال انما هو جبريل عليه السلام . لم اراه على صورته التى خلق عليها غير هاتين المرتين رأيته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بين السماء الى الارض - (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب معنی قول اللہ عز وجل، ولقد رآه نزلة اخرى، وهل رأى النبى ربه ليلة الاسراء، ص ۹۰، نمبر ۷۷۷/۴۳۹)

- ترجمہ۔ حضرت مسروق نے کہا، ام المؤمنین مجھے مہلت دیں اور جلدی نہ کریں، کیا اللہ تعالیٰ نہیں کہا ﴿و لقد رآه بالافق المبين﴾ اور ﴿و لقد رآه نزلة أخرى﴾، کہ حضورؐ نے افق المبین پر دیکھا، اور اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس امت کا میں پہلا آدمی ہوں جس نے

حضورؐ کو اس بارے میں پوچھا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ، وہ جبریلؑ کو دیکھا ہے، ان دو مرتبوں کے علاوہ میں نے جبریلؑ کو اپنی اصلی صورت پر نہیں دیکھی ہے، میں انکو دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے ہیں، اور انکی خلقت نے زمین اور آسمان کے درمیانی حصے کو بھر دیا ہے

اس آیت میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ، و لقد رآہ بالافق المبین ، اور، و لقد رآہ نزلة أخرى ، میں جو دیکھنے کا تذکرہ ہے وہ اللہ کو دیکھنا نہیں ہے، بلکہ حضورؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو انکی اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔

اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ حضورؐ نے دنیا میں اللہ کو نہیں دیکھا ہے

3۔ عن ابی ذر قال سألت رسول اللہ ﷺ هل رأیت ربک؟ قال نور أنى أراه؟ ۔

مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قوله علیہ السلام نور انی اراہ، ص ۹۱، نمبر ۸۷۸/۴۴۳ (

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ، میں نے حضورؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا کہ، وہ تو نور ہے، اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں

اس حدیث میں ہے کہ۔ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ معراج کی رات میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حجاب نور ہے [اس لئے اس کو کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔

4۔ عن ابی موسیٰ قال قام فینا رسول اللہ ﷺ بخمس کلمات حجابہ نور . و

فی رواية ابی بکر ، النار . لو كشفه لاحرق سبحات وجهه ما انتهى الیه بصره من

خلقه۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قوله علیہ السلام ان اللہ لاینام، ص ۹۱، نمبر ۸۷۹/۴۴۵)

ترجمہ۔ حضورؐ ہمارے درمیان پانچ کلمات لیکر کھڑے ہوئے۔۔۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حجاب نور

ہے، اور ابو بکر کی روایت میں ہے کہ، نار، ہے، اگر اس کو لوگوں کے سامنے کھول دے تو اس کے چہرے کی چمک سے جہاں تک نظر جائے گی وہاں جل کر راکھ ہو جائے گی
ان تینوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پر نور کا حجاب ہے، اس لئے دنیا میں اس کو نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

2۔ دوسری جماعت

دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اللہ کو دیکھا ہے لیکن اس کے نور کو دیکھا ہے۔ بہر حال دیکھا ضرور ہے۔
اکثر حضرات کی رائے یہی ہے
ان کی دلیل یہ حدیث ہے

5۔ قلت لابی ذر قال كنت اسأله: هل رأيت ربك؟ قال ابو ذر قد سألته فقال رأيتُ نوراً۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قوله عليه السلام نور انی اراه، ص ۹۱، نمبر ۱۷۸/۴۴۴)

ترجمہ۔ میں نے حضرت ابو ذر سے پوچھا۔۔۔ میں نے حضورؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ، کہ میں نے نور دیکھا۔
اس حدیث میں ہے کہ میں نے اللہ کے نور کو دیکھا ہے

3۔ تیسری جماعت

تیسری جماعت یہ کہتی ہے کہ، اوپر سے سرسری دیکھا ہے، اندر کی حالت کو نہیں دیکھا، اور وہ دیکھ بھی نہیں سکتے، کیونکہ اللہ کی ذات لامنتہی ہے

ان کی دلیل یہ قول صحابی ہے

6۔ قال سمعت عكرمة يقول سمعت ابن عباس يقول ان محمدا ﷺ راى ربه عز وجل - (سنن كبرى للنسائي، باب قوله تعالى ما كذب الفؤاد ما راى، ج ۱۰، ص ۲۷۶، نمبر ۳۷۳۷/۱ طبرانی کبیر، باب عكرمة عن ابن عباس، ج ۱۱، ص ۲۴۲، نمبر ۱۱۶۱۹)

ترجمہ۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ، محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے

لیکن آیت میں ہے کہ اللہ کو نگاہیں نہیں پاسکتیں [لا تدركه الابصار] اس لئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کو ظاہری طور پر سرسری دیکھا ہے

4۔ چوتھی جماعت یہ ہے کہ اللہ کو دل سے دیکھا ہے

7۔ عن يوسف بن مهران عن ابن عباس . ﴿ما كذب الفؤاد ما راى﴾ [سورة النجم ۵۳، آیت ۱۱] قال راى ربه عز وجل بفؤاده - (طبرانی کبیر، باب يوسف بن مهران عن ابن عباس، ج ۱۲، ص ۲۱۹، نمبر ۱۲۹۴۱)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ﴿ما كذب الفؤاد ما راى﴾ جو آیت ہے اس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ، حضورؐ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا ہے۔

اس قول صحابی میں ہے کہ حضورؐ نے اللہ کو دل سے دیکھا ہے

مومن آخرت میں اللہ کو دیکھیں گے

پچھلے زمانے میں جہمیہ فرقے نے آخرت میں بھی اللہ کو دیکھنے کا انکار کیا تھا، اس زمانے میں اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ اللہ کی رویت ہوگی۔

آخرت میں اللہ ایسی آنکھ پیدا کر دیں گے کہ مومن اللہ کو سامنے دیکھ رہے ہوں گے۔
اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

4۔ وجوه يومئذ ناظرة الى ربها ناظرة۔ (آیت ۲۳، سورت القيامة ۷۵)

ترجمہ۔ قیامت کے دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے

8۔ ان ابا هريرة اخبره ان ناسا قالوا لرسول الله ﷺ يا رسول الله هل نرى ربنا يوم

القيامة... هل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب؟ قالوا لا، يا رسول الله!

قال فانكم ترونه كذلك۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب اثبات روية المؤمنين في الآخرة

ربهم، ص ۹۲، نمبر ۱۸۲/۴۵۱، ابن ماجہ شریف، باب فیما انکرت الحمیة، ص ۲۷، نمبر ۱۷۸)

ترجمہ۔ کچھ لوگوں نے حضورؐ سے سوال کیا، کہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔۔۔ تو

آپؐ نے فرمایا کہ بادل نہ ہو تو سورج کو دیکھنے میں کوئی پریشانی ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ

نہیں، حضورؐ نے فرمایا، بس ایسے ہی تم بغیر پریشانی کے اللہ کو دیکھو گے۔

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا

9۔ عن صہیب قال تلا رسول اللہ ﷺ هذه الآية ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ [آیت ۲۶، سورت یونس ۱۰]۔ وقال اذا دخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار نادى مناد يا اهل الجنة ان لكم عند الله موعدا يريد ان ينجزكموه ، فيقولون و ما هو ؟ الم يثقل الله موازيننا و يبيض و جوهنا و يدخلنا الجنة و ينجيننا من النار قال فيكشف الحجاب فينظرون اليه فوالله ما اعطاه الله شيئا احب اليهم من النظر يعنى اليه . و لا اقرلا عينهم ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب مقدمہ، باب فيما انكرت الجحيمية، ص ۲۸، نمبر ۱۸۷ مسلم شریف، کتاب الايمان، باب اثبات روية المؤمنين في الآخرة ربهم، ص ۹۲، نمبر ۴۴۹/۱۸۱) ترجمہ۔ حضرت صہیبؓ نے فرمایا کہ حضورؐ نے یہ آیت تلاوت کی، للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ، ترجمہ۔ جس نے اچھا کام کیا، اس کے لئے حسنی، بہتری ہوگی، اور کچھ زیادہ بھی ملے گی، اس کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا کہ جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، اور جہنم والے جہنم میں داخل ہو جائیں گے، تو ایک پکارنے والا پکارے گا، آئے جنت والو! اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے، اللہ چاہتے ہیں کہ اللہ تم کو اس کا بدلہ دے دیں، تو لوگ پوچھیں گے وہ کیا ہے، اللہ نے ہمارے وزن کو بھاری نہیں کر دیا، اور ہمارے چہرے کو شاداب کیا، اور ہم کو جنت میں داخل کیا، جہنم سے چھٹکارا دیا [اس سے زیادہ اور کیا دیں گے]، تو اللہ حجاب اٹھائیں گے گے، پھر لوگ اللہ کی طرف دیکھیں گے، خدا کی قسم اللہ نے جتنا ان لوگوں کو نعمت دی تھی، اللہ کو دیکھنا ان سب سے بہتر ہوگا، اور ان کی آنکھوں کے لئے سب سے زیادہ ٹھنڈک والی چیز ہوگی۔

10۔ ان ابا هريرة اخبرهما قال فهل تمارون في روية الشمس ليس دونها سحاب؟ قالوا لا قال فانكم ترونه كذا لك ۔ (بخاری شریف، کتاب الاذان، باب فضل

السجود، ص ۱۳۰، نمبر ۸۰۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بادل نہ ہو تو سورج کو دیکھنے میں کوئی شک ہوتا ہے، لوگوں نے کہا نہیں! حضورؐ نے فرمایا کہ تم اسی طرح بغیر شک کے اللہ کو دیکھو گے۔

جہمیہ فرقے نے کہا تھا کہ آخرت میں بھی اللہ کا دیدار نہیں ہوگا

ان کی دلیل یہ آیت ہے

5۔ ﴿لَا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ [آیت ۱۰۳،

سورۃ الانعام ۶]

ترجمہ۔ نگائیں اس کو نہیں پاسکتیں، اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے، اس کی ذات اتنی ہی لطیف ہے، اور وہ اتنا ہی باخبر ہے

اس آیت میں ہے کہ نگاہ اللہ کو نہیں پاسکتی، جس سے انہوں نے استدلال کیا ہے کہ ہم آخرت میں بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکیں گے

جمہور نے اس آیت کا جواب یہ دیا ہے کہ درک کا معنی ہے پورے طور پر گھیرنا، ہماری آنکھیں اللہ کی ذات کو گھیر نہیں سکتی، صرف دیکھ سکتی ہے، اور اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جنت میں بھی ہم اللہ کو دیکھیں گے، لیکن اس کو احاطہ نہیں کر پائیں گے، کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اللہ کو آخرت میں دیکھ ہی نہیں پائیں گے۔

اس عقیدے کے بارے میں 5 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۵۔ حضورؐ کو 10 بڑی بڑی

فضیلتیں دی گئیں ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 12 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپؐ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ کے لئے تو بہت سی فضیلتیں ہیں جو کسی اور نبی اور رسول کو نہیں دی گئیں ہیں لیکن یہاں 10 بڑی بڑی فضیلتیں ذکر کی جا رہی ہیں، تاکہ یہ اندازہ ہو کہ حضورؐ کا مقام کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں آپؐ کی فضیلتیں سب سے زیادہ ہیں، اور اللہ کے بعد سب سے بڑی شخصیت آپؐ ہی کی ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ع

کشف الدجی بجمالہ		بلغ العلیٰ بکمالہ
صلو علیہ و آلہ		حسنت جمیع خصالہ

ترجمہ۔ اپنے کمال میں آپؐ بلندی تک پہنچ گئے۔ اپنی خوبصورتی سے آپؐ نے اندھیرے کو روشن کر دیا
آپؐ کی تمام خصلتیں بہت اچھی ہیں۔ آپؐ پر اور آپؐ کی آل و اولاد پر درود و سلام ہو

بعض مرتبہ آدمی کو حضورؐ کی فضیلت کا پتہ نہیں ہوتا ہے تو وہ اس کی شان میں گستاخی کر لیتا ہے، اور بعض
مرتبہ حضورؐ کے ختم نبوت کا انکار کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر ہو جاتا ہے، اس لئے میں نے یہ فضائل
ذکر کئے تاکہ حضورؐ کی محبت انسانوں کے دل میں بیٹھ جائے، اور وہ ان کی محبت لیکر دنیا سے جائے

[۱] حضورؐ کو شفاعت کبریٰ دی جائے گی

میدان حشر میں جب حساب کتاب نہیں ہو رہا ہوگا تو لوگ بہت پریشان ہوں گے، اور چاہیں گے کہ کم سے کم حساب ہو جائے اس کے لئے لوگ بہت سے نبیوں کے پاس جائیں گے، لیکن وہ انکار کر دیں گے کہ میں اس سفارش کے لائق نہیں ہوں، اس کے لئے آپؐ لوگ حضورؐ کے پاس جائیں، لوگ آپ کے پاس آئیں گے، پھر آپ سفارش کریں گے، اسی کا نام شفاعت کبریٰ ہے، جو صرف حضورؐ کے لئے خاص ہے۔

گناہ گاروں کو جنت میں داخل کرانا، یا اپنی امت کو جنت میں لیجانے کی سفارش کرنا، یہ دوسرے انبیاء بھی کریں گے، اور صلحاء بھی کریں گے، اس کو شفاعت صغریٰ کہتے ہیں، یہ دوسرے انبیاء بھی کریں گے حضورؐ کو شفاعت کبریٰ دی جائے گی اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا ثم يقال لي : ارفع رأسك و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسى فأحمد ربى بتحميد يعلمنى ، ثم اشفع فيحد لى حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله فى الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى فى النار الا من حبسه القرآن ۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے، ہمارے رب کے سامنے کوئی سفارش کرتا تو اس جگہ سے ہمیں عافیت ہو جاتی۔۔۔ پھر مجھ سے کہا جائے

گا، سر اٹھاؤ اور مانگو دیا جائے گا، کہو بات سنی جائے گی، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی، تو میں سر اٹھاؤں گا، اور ایسی حمد کروں گا جو اللہ اس وقت مجھے سکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا تو ایک حد متعین کر دی جائے گی، پھر میں ان لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر پہلے کی طرح دوبارہ میں سجدے میں جاؤں گا، یہ تیسری مرتبہ ہوگا یا چوتھی مرتبہ ہوگا، یہاں تک کہ جہنم میں وہی باقی رہیں گے جنکو قرآن نے روک رکھا ہے [یعنی صرف کافر جہنم میں باقی رہ جائیں گے]

اس حدیث میں تین باتیں ہیں [۱] ایک تو یہ کہ شفاعت کبریٰ آپؐ کریں گے
[۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ قیامت میں بھی آپؐ اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے، اور اللہ تعالیٰ دیں گے
[۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ جتنے بندوں کو نکالنے کی اجازت ہوگی اتنے ہی کو جہنم سے نکالیں گے۔

[۲] حضور ﷺ کو حوض کوثر دیا جائے گا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا ہے

1۔ انا اعطیناک الکواثر فصلی لربک وانحر۔ (آیت ۱-۲۔ سورۃ الکواثر ۱۰۸)
ترجمہ۔ اے پیغمبر! یقیناً جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے، اس لئے اپنے رب کی خوشنودی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو

اس آیت میں اللہ فرماتے ہیں کہ آپؐ کو کوثر دیا۔

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

2۔ عن عبد اللہ بن عمر و قال النبی ﷺ حوضی مسیرۃ شہر مأوہ أبیض من اللبن

و ريحه أطيب من المسك و كيزانه كنجوم السماء ، من شرب منها فلا يظماً أبدا
- (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ص ۱۱۳۸، نمبر ۶۵۷۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میرا حوض ایک ماہ تک چلنے کی مسافت تک لمبا ہے اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ ہے، اور اس پر جو پیا لے ہیں وہ وہ آسمان میں ستارے جتنے ہیں، جو اس کا پانی ایک مرتبہ پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

3۔ سمعت انس بن مالک يقول ... فقال انه انزلت على أنفا سورة فقراء بسم الله الرحمن الرحيم ، انا اعطيناك الكوثر ، حتى ختمها فلما قرئها هل تدرون ما الكوثر ؟ قالوا الله و رسوله اعلم ، قال فانه نهر وعدنيه ربي عز و جل في الجنة و عليه خير كثير ، عليه حوض ترد عليه امتي يوم القيامة آنيته عدد الكواكب - (ابو داود شریف، کتاب السنۃ، باب فی الحوض، ص ۶۷۱، نمبر ۴۷۴۷)

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھ پر ابھی ایک سورت اتری ہے، پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر، انا اعطیناک الکوثر، سورت کو آخر تک تلاوت کی، جب تلاوت کر چکے تو پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوثر کیا ہے، لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو معلوم ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نہر ہے، اللہ نے جنت میں مجھ سے اس کا وعدہ کیا ہے، اس نہر میں بہت خیر ہے، اس پر حوض ہے، قیامت کے دن اس پر میری امت آئے گی، اس پر جو برتن ہے وہ ستاروں جتنے ہیں

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو حوض کوثر دیا جائے گا، جو کسی اور کو نہیں دیا جائے گا

[۳] وسیلہ ایک بہت بڑا مقام ہے

جو صرف حضور ﷺ کو دیا جائے گا۔

4۔ عن عبد الله بن عمر بن العاص انه سمع النبي ﷺ يقول ثم سلوا لى الوسيلة ، فانها منزلة فى الجنة لا ينبغي الا لعبد من عباد الله و ارجو أن اكون انا هو ، فمن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة ۔ (مسلم شریف، باب استحباب القول مثل قول الموزن لمن سمعه ثم يصلى على النبي ثم يسأل الله الوسيلة، ص ۱۶۳، نمبر ۳۸۳/۸۴۹، ترمذی شریف کتاب المناقب، باب سلوى الوسيلة، ص ۸۲۲، نمبر ۳۶۱۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔۔۔ پھر میرے لئے وسیلہ مانگے، وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی لئے مناسب ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ پس جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی

5۔ عن جابر بن عبد الله ان رسول الله ﷺ قال من قال حين يسمع النداء ، اللهم رب هذه الدعوة التامة الصلاة القائمة آت محمد الوسيلة و الفضيلة و ابعثه مقاما محمودا الذى وعدته ، حلت له شفاعتى يوم القيامة ۔ (بخاری شریف، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، ص ۱۰۲، نمبر ۶۱۴) ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا اذان سنتے وقت جو کہے گا، اے اللہ۔ حضورؐ کو وسیلہ دے، فضیلت دے، اور مقام محمود پر فائز فرما، جس کا آپؐ نے وعدہ فرمایا ہے، تو قیامت کے دن اس کے لئے میری سفارش حلال ہو جائے گی

ان دو حدیثوں میں ہے کہ وسیلہ ایک بہت بڑا مقام ہے جو صرف ایک بندے کو دیا جائے گا، اور وہ صرف حضورؐ کے لئے ہوگا۔

[۴] حضورؐ کو، لواء الحمد، دیا جائے گا

جو کسی اور کو نہیں دیا جائے گا

لواء الحمد کا ترجمہ ہے تعریف کا جھنڈا، قیامت میں آپ اللہ کی ایسی تعریف کریں گے جو کسی اور نے نہیں کی ہوگی، اس لئے اس کو، لواء الحمد، کہا جاتا ہے، یہ صرف حضورؐ کو دیا جائے گا۔

6۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا خطيبهم اذا وفدوا و انا مبشرهم اذا ايسوا، لواء الحمد يومئذ بیدی و انا اکرم ولد آدم علی ربی و لا فخر۔ (ترمذی شریف، باب انا اول الناس خروجا اذا بعثوا، ص ۸۲۳، نمبر ۳۶۱۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب قیامت میں لوگ نکلیں گے تو میں سب سے پہلے نکلوں گا، جب اللہ کے سامنے وفد لے کر جائیں گے تو میں اس کا خطیب ہوں گا، جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو خوش خبری دینے والا ہوں گا، اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، میں اللہ کے سامنے اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ مکرم ہوں گا، لیکن اس میں مجھے کوئی فخر نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔

[۵] حضورؐ خاتم النبیین ہیں کوئی اور نہیں ہیں۔

خاتم النبیین، کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں، اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے اس کے لئے آیت اور احادیث یہ ہیں۔

2۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ (آیت ۴۰، سورۃ الاحزاب ۳۳)۔ ترجمہ۔ حضورؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور سب سے آخری نبی ہیں

7۔ عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال انا خاتم النبیین۔ (بخاری شریف، باب خاتم النبیین، ص ۵۹۵، نمبر ۳۵۳۵، ترمذی شریف، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، ص ۵۰۹، نمبر ۲۲۱۹) ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔۔۔ میں آخری نبی ہوں

8۔ عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ... و انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن ودلائلہا، ص ۵۹۶، نمبر ۴۲۵۲)

ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ۔۔۔ میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے، ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، لیکن بات یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ان آیت اور احادیث میں ہے حضورؐ آخری نبی ہیں، اور یہ بھی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے گا، اس لئے جو اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ جھوٹا ہے، اس کو ہرگز نبی نہیں ماننا چاہئے

[۶] حضورؐ پوری انسانیت کے لئے نبی ہیں

اور جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے وہ کسی خاص قوم کے لئے تھے، یا خاص زمانے کے لئے تھے، لیکن حضورؐ تمام لوگوں کے لئے نبی بن کر آئے، جنات کے لئے بھی نبی ہیں، اور انسان کے لئے بھی نبی ہیں، اور قیامت تک کے لئے نبی اور رسول ہیں، اس لئے آپؐ کی فضیلت سب سے زیادہ ہے اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔ و ما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا۔ (آیت ۲۸، سورۃ السبا ۳۴)

ترجمہ۔ اور اے رسول ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوش خبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔

4۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (آیت ۱۵۸، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ آپؐ کہہ دیجئے اے لوگو! تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

5۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (آیت ۱۰۷، سورۃ الانبیاء ۲۱)

ترجمہ۔ اور اے پیغمبر! ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے

6۔ الیوم اکملت لکم دینکم، و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

(آیت ۳، سورت المائدۃ ۵)۔ ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر ہمیشہ کے لئے پسند کر لیا۔

7۔ یا معشر الجن و الانس الم یأتکم رسل منکم۔ (آیت ۱۳۰، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس خود تم میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ ان آیتوں سے پتہ چلا کہ آپؐ انسان اور جنات سب کے لئے نبی ہیں

[۷] حضورؐ کو معراج پر لیجایا گیا اور بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں

حضورؐ کو معراج میں لے گئے اور بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں۔ یہ فضیلت صرف حضورؐ کے لئے کسی اور نبی کے لئے نہیں ہے۔۔۔ ان آیتوں میں اس کا ذکر ہے

8۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الذی بارکنا حوالہ لنریہ من آیاتنا انہ هو السميع العليم۔ (آیت، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں تاکہ انہیں ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ ہر بات کو سننے والی اور ہر چیز کو دیکھنے والی ذات ہے۔

9۔ لقد رأى من آیات ربہ الكبرى (آیت ۱۸، سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا۔

9۔ عن مالک بن صعصعة ان نبی اللہ ﷺ حدثہ عن لیلة اسری ، قال بینما انا فی الحطیم۔ ربما قال فی الحجر۔ مضطجعا اذا اتانی آت فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح ثم رفع لی البیت المعمور ، الخ۔ (بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ص ۶۵۲، نمبر ۳۸۸۷)

ترجمہ۔ حضورؐ پاک نے معراج کی رات کے بارے میں بیان کیا، کہ میں حطیم میں تھا، ایک روایت میں ہے کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا، کہ ایک آنے والا آیا [جبرائیلؑ آئے۔۔۔ مجھ کو جبرائیلؑ سماء دنیا تک لے گئے، اور دروازہ کھلوا یا۔۔۔ پھر مجھے بیت المعمور تک لے گئے۔

ان آیات اور احادیث میں یہ بھی ہے کہ معراج میں لیجائے گئے، اور یہ بھی ہے کہ نشانیاں دکھلائی گئیں

(۸) حضورؐ پر قرآن اتارا جو کسی اور پر نہیں اتارا

اور انبیاءؑ پر چھوٹی چھوٹی کتابیں اتاریں، لیکن حضورؐ کے اوپر قرآن جیسی عظیم کتاب اتاری جو کسی اور پر نہیں اتاری۔

10۔ انا نحن نزلنا عليك القرآن تنزيلاً۔ (آیت ۲۳، سورت الانسان ۷۶)

ترجمہ۔ اے پیغمبر! ہم نے ہی آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے

اس آیت میں ہے کہ ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے

(۹) حضورؐ محبوب رب العالمین ہیں

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

10۔ عن علی بن علی المکی الہلالی عن ابیہ قال دخلت علی رسول اللہ ﷺ فی شکاتہ الذی قبض فیہا انا خاتم النبیین و اکرم النبیین علی اللہ و احب المخلوقین الی اللہ عز و جل۔ (طبرانی کبیر، ج ۳، بقیۃ الاخبار الحسن بن علی، ۵۷، نمبر ۵۲۶۷/ مستدرک للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، باب من کتاب آیات رسول اللہ ﷺ التي ہی دلائل النبوة، ج ۲، ص ۶۷۲، نمبر ۴۲۲۸) (

ترجمہ۔ حضرت علیؑ الہلالیؒ فرماتے ہیں کہ جس مرض میں حضورؐ کی وفات ہوئی، میں اس وقت حضورؐ کے پاس گیا۔۔۔ آپؐ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں، اور اللہ کے نزدیک سب سے معجز ہوں، اور اللہ کے نزدیک مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہوں

11۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ ... و انا اکرم ولد آدم علی ربی و لا فخر۔ (ترمذی شریف، باب انا اول الناس خروجا و اذ ابغثوا، ص ۸۲۳، نمبر ۳۶۱۰)

ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے رب کے نزدیک میں اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ معجز ہوں، لیکن اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

ان احادیث میں ہے کہ حضورؐ اللہ کو مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں

[۱۰] حضورؐ اولین اور آخرین کے سردار ہیں کوئی اور نہیں ہے

12۔ عن ابی ہریرۃ قال کنا مع النبی ﷺ فی دعوة..... و قال انا سید الناس یوم القیامة۔ (بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ﴿و لقد ارسلنا نوحا الی قومہ﴾ [آیت ۲۵، سورت ہود] ص ۵۵۵، نمبر ۳۳۴۰)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں ایک دعوت میں حضورؐ کے ساتھ تھا۔۔۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا

13۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انا سید ولد آدم و اول من تنشق عنہ الارض، و اول شافع و اول مشفع۔ (ابوداؤد شریف، باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام، ص ۶۶۰، نمبر ۴۶۷۳)

ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں، زمین جب پھٹے گی تو میں سب سے پہلے نکلوں گا، میں سب سے پہلے سفارش کروں گا، اور میری سفارش سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔

ان 10 آیت اور 13 حدیثوں میں حضورؐ کی فضیلت ذکر کی گئی ہے

اس لئے حضورؐ کی اتباع کی جائے، ان کی گستاخی ہرگز نہ کریں، اور ایسے جملے استعمال نہ کریں جن سے ان کی گستاخی ہوتی ہو، لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ انکو عیسائیوں کی طرح اتنا نہ بڑھا دیں کہ اللہ کے درجے میں پہنچا دیں، حضورؐ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے،

حضور ﷺ کی جتنی فضیلتیں ہیں اتنے ہی پر رکھنے کی
تعلیم دی گئی ہے، اس سے زیادہ بڑھانا ٹھیک نہیں ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

11۔ قل یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق۔ (آیت ۷۷، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔

12۔ لا تغلوا فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ (آیت ۱۷، سورت النساء ۴)

ترجمہ، اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو

حضورؐ کو جتنی فضیلت قرآن میں دی ہے اسی پر رکھنا افضل ہے، اس سے بڑھانا اچھا نہیں ہے۔

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

14۔ سمع عمرؓ يقول علی المنبر سمعت النبی ﷺ يقول لا تطرونی کما اطرت

النصارى ابن مریم فانما انا عبده فقولوا عبد اللہ و رسولہ۔ (بخاری شریف، احادیث

الانبياء، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿و اذ کر فی الکتاب مریم اذ انتبذتمن اهلها﴾ [آیت ۱۶، سورت

مریم] ص ۵۸۰، نمبر ۳۴۲۵)

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ منبر پر حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے، کہ مجھے تعریف میں حد سے زیادہ

نہ بڑھاؤ جیسے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو بڑھایا، میں اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول

کہا کرو

اس حدیث میں ہے کہ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑھایا یہاں تک اللہ کے قریب کر دیا، تم بھی مجھے اتنا نہ بڑھا دینا، مجھے صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

15۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ لا تخيروا بین الانبیاء۔ (ابوداؤد شریف، باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام، ص ۶۶۰، نمبر ۴۶۶۸) ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے انبیاء کے درمیان فضیلت مت دو

ان احادیث میں ہے کہ مجھے نبیوں پر بہت زیادہ فضیلت مت دو، اس لئے آیت اور احادیث میں حضورؐ کے لئے فضیلتیں ثابت ہیں اتنی ہی فضیلت بیان کرنی چاہئے، اس سے زیادہ کرنا گمراہی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جتنا حدیث اور قرآن میں ہے، اس سے زیادہ کرنا بدعت ہے، اور بدعت کا انجام گمراہی ہے، اس لئے یہ کام نہیں کرنا چاہئے

16۔ حدثنی عبد الرحمن بن عمر السلمی وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة. (ابوداؤد شریف، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، ص ۶۵۱، نمبر ۴۶۰۷، نمبر ۴۶۰۷، مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ص ۳۴۷، نمبر ۸۶۷، ۲۰۰۵)۔ ترجمہ۔ دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے بچا کرو، اس لئے کہ دین میں نئی بات کرنا بدعت ہے، اور ہر بدعت کا انجام گمراہی ہے

ان 2 آیتوں اور 3 حدیثوں میں ہے کہ قرآن اور حدیث میں جتنا ہے، اس سے زیادہ کرنا ٹھیک نہیں ہے،۔۔۔ یہ گمراہی ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 12 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۶۔ حضور ﷺ بشر ہیں

لیکن اللہ کے بعد تمام کائنات سے افضل ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 28 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضور پر جو آیتیں اتری ہیں وہ نور ہیں، آپ کی رسالت نور ہے، آپ پر اترا ہوا قرآن نور ہے، ایمان نور ہے، اور یہ تمام صفتیں حضور میں اتم درجے میں ہیں اس لئے ان صفات کے اعتبار سے آپ نوری ہیں، لیکن ذات کے اعتبار سے آپ انسان ہیں کیونکہ آپ انسان میں پیدا کئے گئے ہیں، آپ کھاتے تھے، پیتے تھے، شادی بیاہ کی، اور انسان کی طرح زندگی گزاری۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ع

آپ ﷺ مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

1۔ عن ابن عباس قال اوحى الله الى عيسى بن مريم... فلولاً محمد ما خلقت آدم، و لولاً محمد ما خلقت الجنة و لا النار، و لقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا اله الا الله محمد رسول الله فسكن۔ (مستدرک للحاکم، ومن کتاب آیات رسول اللہ الہی دلائل النبوة، ج ۲، ص ۶۷۲، نمبر ۴۲۲۷/متوفی ۴۰۵ھ)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں، کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو وحی بھیجی۔۔۔ اللہ نے فرمایا، محمدؐ نہیں ہوتے تو میں حضرت آدم کو پیدا نہیں کرتا،، اور محمدؐ نہیں ہوتے تو میں جنت اور جہنم پیدا نہیں کرتا، میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا، تو میں نے اس عرش پر لا اله الا الله محمد رسول الله، لکھا تو وہ ساکن ہو گیا۔

2۔ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطية... فرأيت على قوائم العرش مكتوبا، لا اله الا الله محمد رسول الله، فعلمت انك لم تضاف الى اسمك الا احب الخلق اليك، فقال الله: صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى، ادعني بحقه فقد غفرت لك، و لولاً محمد ما خلقتك۔ (مستدرک للحاکم، ومن کتاب آیات رسول اللہ الہی دلائل النبوة، ج ۲، ص ۶۷۲، نمبر ۴۲۲۸/متوفی ۴۰۵ھ)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا جب حضرت آدمؑ نے غلطی کی۔۔۔ میں نے عرش کے پائے پر، لا اله الا

اللہ محمد رسول اللہ، لکھا ہوا دیکھا، تو سمجھ گیا کہ اللہ اپنے نام کے ساتھ صرف محبوب کو ہی ملا سکتا ہے، تو اللہ نے فرمایا، آدم! تم نے سچ کہا، حضرت محمد، جھکو مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں، آپ نے ان کا وسیلہ لیکر دعا کی تو میں نے تم کو معاف کر دیا، اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کائنات میں سے سب سے افضل ہیں۔

نوٹ: یہ حدیث صحاح ستہ، یا انکے اوپر کی کتاب میں مجھے نہیں ملی، اور اور حاشیہ والے نے لکھا ہے کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، لیکن چونکہ فضیلت میں یہ حدیث تھی، اس لئے ناچیز نے اس کو ذکر کر دیا۔

حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میں انسان ہوں

ان 3 آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ آپؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ آپؐ بشر ہی ہیں، البتہ آپؐ پر وحی آتی ہے، جو بہت بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

1۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الی انما الهاکم الہ واحد۔ (آیت ۱۱۰، سورۃ الکہف ۱۸)
ترجمہ۔ آپؐ کہہ دیجئے، کہ میں تو تمہی جیسا ایک انسان ہوں، البتہ مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک ہی خدا ہے

2۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الی انما الهاکم الہ واحد۔ (آیت ۶، سورۃ فصلت ۴۱)
ترجمہ۔ آپؐ کہہ دیجئے، کہ میں تو تمہی جیسا ایک انسان ہوں، البتہ مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک ہی خدا ہے

3۔ قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا۔ (آیت ۹۳، سورت الاسراء ۱۷)
ترجمہ۔ کہہ دیجئے، سبحان اللہ، میں تو ایک بشر ہوں، جسے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا

ان تینوں آیتوں میں اعلان کروایا گیا کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں، البتہ میرے پاس وحی آتی ہے
4۔ و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد أفان مت فهم الخالدون (آیت ۳۴، سورۃ الانبیاء ۲۱)
ترجمہ۔ اے پیغمبر تم سے پہلے بھی ہمیشہ زندہ رہنا ہم نے کسی فرد بشر کے لئے طے نہیں کیا، چنانچہ اگر آپؐ کا انتقال ہو گیا تو کیا یہ لوگ ایسے ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں گے

5۔ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم۔ (آیت ۱۱، سورۃ ابراہیم ۱۴)
ترجمہ۔ ان قوموں سے ان کے پیغمبروں نے کہا، ہم واقعی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں

6۔ و ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب (آیت ۵۱، الشوریٰ ۴۲)
ترجمہ۔ کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ اس سے رو برو بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعہ ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے ہو۔
ان 3 آیتوں میں اعلان تو نہیں کروایا، لیکن اشارہ ہے کہ رسول انسان ہوتے ہیں

ان حدیثوں میں حضورؐ نے اعلان کیا ہے کہ میں انسان ہوں

حدیثیں یہ ہیں

3۔ قال عبد الله صلى الله عليه وسلم..... قال انه لو حدث في الصلوة شيء لبأتكم به و لكن انما انا بشر مثلكم انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكروني۔ (بخاری شریف، کتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ص ۷۰، نمبر ۴۰۱/مسلم شریف، کتاب المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود، ص ۲۳۲، نمبر ۵۷۲، ۱۲۸۵)
ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے نماز پڑھائی۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم لوگوں کو ضرور بتاتا، میں تمہاری طرح انسان ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو۔

4۔ ان امہا ام سلمۃ زوج النبی ﷺ..... فخرج الیہم فقال : انما انا بشر و انه یأتینی الخصم فلعل بعضکم ان یشکون ابلغ من بعض فاحسب انه صدق فاقضی لہ بذالک۔ (بخاری شریف، کتاب المظالم، باب اثم من خاصم فی باطل و هو یعلمہ، ص ۳۹۶، نمبر ۲۴۵۸)

ترجمہ۔ ام سلمیؓ نے فرمایا کہ۔۔۔ حضورؐ ان جھگڑنے والوں کے پاس آئے اور فرمایا کہ، میں انسان ہوں، میرے پاس مدعی اور مدعی علیہ آتے ہیں، ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض آدمی اپنی دلیل پیش کرنے میں زیادہ ماہر ہو، جس سے میں گمان کر لوں کہ یہی سچا ہے، جس کی وجہ سے میں اس کے لئے چیز کا فیصلہ کر دوں۔

5۔ انه سمع موسیٰ بن طلحة بن عبید اللہ یحدث عن ابیہ ، قال مررت مع رسول اللہ ﷺ فی نخل..... فبلغ النبی ﷺ فقال انما هو الظن ان کان یغنی شیئا فاصنعوه، فانما انا بشر مثلکم، و ان الظن یخطی و یصیب۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الرہون، باب تلقیح النخل، ص ۳۵۴، نمبر ۲۴۷۰)

ترجمہ۔ حضورؐ کھجور کے باغ سے گزر رہے تھے۔۔۔ حضورؐ کو یہ بات پہنچی کی [اس سال کھجور کم آئی ہے] تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک میرا گمان تھا، اگر کوئی چیز کام آتی ہو تو اس کو کر لو، میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں، گمان کبھی صحیح بھی ہوتا ہے، اور کبھی غلط بھی ہوتا ہے۔

ان 6 آیات اور 3 حدیث میں بار بار آپؐ نے اعلان کیا ہے کہ میں انسان ہوں۔

یوں بھی حضور ﷺ انسانی نسل میں پیدا ہوئے ہیں، انسانی نسل میں شادی بیاہ کی ہے تو آپؐ نور کیسے ہو سکتے ہیں!

انسان فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے

انسان فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے، اس لئے اس کو فرشتوں میں، یا نوری مخلوق میں داخل کرنا مناسب نہیں ہے

اس کی دلیل یہ ہے۔

شرح عقائد میں عبارت یہ ہے۔ رسل البشر افضل من رسل الملائكة ، و رسل الملائكة افضل من عامة البشر ، و عامة البشر افضل من عامة الملائكة ۔ (شرح عقائد النسفیۃ، ص ۱۷۶) ترجمہ۔ انسان میں جو رسول ہیں وہ فرشتوں کے رسول سے افضل ہیں، اور فرشتوں میں جو رسول ہیں وہ عام انسان سے افضل ہیں، اور عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں

شرح عقائد کی عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں

- [۱]۔۔ عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔
 - [۲]۔۔ بڑے فرشتے جنکو فرشتوں کا رسول کہتے ہیں وہ عام انسانوں سے افضل ہیں۔
 - [۳]۔۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ فرشتوں کے رسولوں سے بھی انسان کے رسول افضل ہیں۔
- اس لئے حضور ﷺ انسان ہونے کے ناطے تمام فرشتوں سے افضل ہیں
- اس لئے آپ ﷺ کو نوری مخلوق میں شامل کرنا، آپؐ کی حیثیت کو گرا نا ہے

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ
حضور ﷺ اللہ کے بعد سب سے افضل ہیں

اس لئے کہ حضور ﷺ مخلوق میں ۷ درجے اوپر ہیں

[۱] کیونکہ حضور ﷺ خاتم الرسل ہیں

[۲] آپؐ کے نیچے تمام رسول ہیں

[۳] ان کے نیچے تمام نبی ہیں

[۴] ان کے نیچے بڑے فرشتے ہیں

[۵] ان کے نیچے عام انسان ہیں

[۶] ان کے نیچے عام فرشتے ہیں

[۷] ان کے نیچے باقی مخلوقات ہیں

وہ آیتیں جن میں انسان کو فرشتوں سے افضل شمار کیا گیا ہے

عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

7۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا

ابلیس۔ (آیت ۱۱، سورت الاعراف ۷)۔ ترجمہ۔ اور ہم نے تمہیں پیدا کی، پھر تمہاری صورت بنائی،

پھر فرشتوں سے کہا، آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ سب نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے۔

8۔ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ۔ (آیت ۳۰، سورت الحجر ۱۵)

ترجمہ۔ چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا

9۔ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ۔ (آیت ۷۳، سورت ص ۳۸)

ترجمہ۔ چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا

ان 3 آیتوں میں ہے کہ سارے فرشتوں سے انسان کو تعظیمی سجدہ کرایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ

عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں

10۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (آیت ۷۰، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت بخشی، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں

سواریاں مہیا کی ہیں

11۔ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَذَا الْبَلَدِ آمِينَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ

تَقْوِيمٍ۔ (آیت ۱-۴، سورت التین ۹۵)

ترجمہ۔ قسم ہے انجیر اور زیتون کی، اور صحرائے سینا کے طور پہاڑ کی، اور اس امن و امان والے شہر کی،

کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے

ان آیتوں میں چار قسمیں کھا کر کہا کہ انسان کو بہت اچھے انداز میں پیدا کیا ہے۔

12۔ و علم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء

ہا ولاء ان کنتم صادقین ، قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز

الحکیم ، قال یا آدم انہم باسماء ہم فلما انبأہم باسمائہم ، قال الم اقل لکم انی

اعلم غیب السموات و الارض ۔ (آیت میں ۳۱-۳۳، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اور آدم کو اللہ نے سارے کے سارے نام سکھائے، پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور ان

سے کہا، اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ، فرشتہ بول اٹھے آپ ہی کی ذات پاک ہے، جو کچھ

علم آپ نے ہمیں دیا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے، حقیقت میں علم و حکمت کے مالک تو صرف

آپ ہیں، اللہ نے کہا، آدم تم ان کو ان چیزوں کے نام بتادو، چنانچہ جب حضرت آدم نے ان کے نام

ان کو بتادے تو اللہ نے فرشتوں سے کہا، کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے بھید

جانتا ہوں

ان 6 آیات سے معلوم ہوا کہ عام آدمی عام فرشتوں سے افضل ہے، اسی لئے تو انسان کو اشراف

المخلوقات کہتے ہیں

اور انسانی رسول فرشتوں کے رسول سے افضل اس لئے ہیں، کہ سب سے بڑے اور افضل فرشتہ جبریل

علیہ السلام ہیں، اور جبریل علیہ السلام تمام رسولوں کو پیغام پہنچاتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ رسول

اہم فرشتوں سے افضل ہیں۔

معراج کی رات حضرت جبریلؑ حضورؐ کے خادم بن کر حضورؐ کو آسمان پر لے گئے تھے، اس سے بھی

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سب فرشتوں سے افضل ہیں۔

اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔ مضطجعا اذا اتانى آت فانطلق بى جبريل حتى اتى السماء الدنيا فاستفتح ثم رفع لى البيت المعمور ، الخ۔ (بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ص ۶۵۲، نمبر ۳۸۸۷) ترجمہ۔ میں حطیم میں سویا ہوا تھا۔۔۔ مجھکو جبرئیل علیہ السلام لے گئے، یہاں تک کہ سماء دنیا تک لائے، اور دروازہ کھلوا یا۔۔۔ پھر بیت المعمور تک مجھے لے گئے۔ اس حدیث میں حضرت جبرئیلؑ خادم بن کر حضور کو معراج میں لے گئے ہیں، اس لئے حضورؐ تمام فرشتوں سے بھی افضل ہیں

اور حضور ﷺ سب رسولوں سے افضل ہیں اس کے لئے کئی آیتیں گزر چکی ہیں
ایک آیت یہ بھی ہے

13۔ و ما كان محمد ابا احد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبیین۔ (آیت ۴۰، سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔ مسلمانو! محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سے سب سے آخری نبی ہیں۔

ان 7 آیت اور ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان فرشتوں سے افضل ہیں، اور حضور سب سے افضل ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ بھگوان

انکی دیوی اور دیوتا کے روپ میں آتے رہے ہیں،

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ بھگوان یعنی خدا انکی دیوی اور دیوتاؤں کے روپ اور شکل میں آتے رہے ہیں، اور آج بھی آتے رہتے ہیں، اسی لئے وہ دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں انکے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں، ان پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں،

مسلمانوں کو بھی شبہ نہ ہو کہ خدا حضورؐ کی شکل میں آئے ہوں، اور یہ بھی اللہ کے نور کا حصہ ہوں، اس لئے 6 آیتوں میں حضورؐ سے تاکید کے ساتھ اعلان کروایا کہ میں بشر ہوں، انسان ہوں، میں نوری مخلوق نہیں ہوں، خدا میرے روپ میں، یا شکل میں نہیں آیا ہے، اس لئے نہ میری عبادت کرو، اور نہ مجھ سے اپنی حاجت روائی کی درخواست کرو، میں بھی خدا سے مانگتا ہوں، اور تم بھی خدا ہی سے مانگو، یہی تعلیم دینے کے لئے حضورؐ کو مبعوث کیا تھا، اور یہی دین اسلام ہے

وہ آیتیں اور احادیث

جن سے حضورؐ کے نوری ہونے کا شبہ ہوتا ہے

14. یا اهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفوا عن كثير قد جاءكم من الله نور و كتاب مبين . يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلم و يخرجهم من الظلمات الى النور باذنه و يهديهم الى صراط مستقيم (آیت ۱۵-۱۶، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ پیغمبر آگئے ہیں، جو کتاب [تورت اور انجیل] کی بہت سی باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو تم چھپایا کرتے تھے، اور بہت سی باتوں سے درگزر کر جاتے ہیں، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آئی ہے، اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کر دینے والی ہے، جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں، اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا کرتا ہے۔

اس آیت میں نور، سے مراد حضور ﷺ کو لیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تفسیر جلالین میں نور کی تفسیر میں صرف، هو النبی ﷺ، کہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نور سے محمد ﷺ مراد ہیں۔ لیکن تفسیر ابن عباس میں ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد حضورؐ کی رسالت ہے،

حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر یہ ہے۔ ﴿قد جائکم من اللہ نور﴾ رسول، یعنی محمد) یہاں نور کی تفسیر میں پہلے رسول، لائے، پھر محمد، لائے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی رسالت نور

ہے، خود حضورؐ کی ذات نور نہیں ہوئی، اور وہ کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ پہلے کئی آیتوں میں یہ اعلان کروایا گیا کہ آپ انسان ہیں

آگے آیت نمبر ۱۶ میں نور سے مراد ایمان ہے۔ تفسیر یہ ہے۔ ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ﴾ من الكفر الى الايمان۔ (تنویر المقياس، من تفسیر ابن عباس، ص ۱۱۹، آیت ۱۵-۱۶، سورت المائدہ ۵) اس تفسیر میں نور کا ترجمہ ایمان، کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نور کے مختلف ترجمے ہیں

تیسری دلیل یہ ہے کہ، اس آیت کے شروع میں، یا اهل الكتاب قد جائكم رسولنا، کہا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کو یہ بتلانا ہے کہ تمہارے پاس میرا رسول آگیا ہے، اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہاں نور سے مراد حضورؐ کی رسالت ہے

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ، آپ کا دین، آپ کی رسالت اور آپ کی ہدایت نور ہے، اور ایسا نور ہے جو سورج اور چاند کی روشنی سے بھی برتر ہے۔

بعض مفسرین نے نور کی تفسیر صرف محمدؐ سے کی ہے، جس کی وجہ سے بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ حضورؐ کی ذات نور ہے، لیکن حضرت ابن عباسؓ کی اصلی تفسیر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضورؐ کی رسالت مراد ہے، ورنہ نور والی تفسیر دسیوں آیتوں سے متضاد ہو جائے گی۔

نور کا معنی کہیں، نور نبوت ہے، کہیں قرآن ہے، اور کہیں ہدایت ہے، اس لئے ایک مبہم لفظ سے حضورؐ کو نور ثابت کرنا مشکل ہے۔

یہی وہ آیت ہے جس سے بعض حضرات حضور ﷺ کو نور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
آپ بھی غور فرمائیں۔

اس آیت سے بھی بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں

15۔ یا ایہا النبی انا ارسلناک ، شاہدا و مبشرا و نذیرا ، و داعیا الی اللہ و سراجا

منیرا۔ (آیت ۴۵-۴۶، سورت احزاب ۳۳)

ترجمہ۔ اے نبی بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے ہو، خوشخبری سنانے والے ہو، اور خبردار کرنے والے ہو، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہو، اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں سراجا منیرا سے مراد ایسی روشنی ہے جس کی اقتداء کی جائے، یعنی آپ کی ہدایت اور نبوت۔ تفسیر یہ ہے۔ ﴿سراجا منیرا﴾ مضیا یقتدی بک۔ (تنویر المقیاس، من تفسیر ابن عباس، ص ۴۴۶ آیت ۴۶، سورت احزاب ۳۳) اس تفسیر میں سراج سے مراد چراغ نہیں ہے، بلکہ آپ کی نبوت والی روشنی ہے، جس کی لوگ اقتداء کریں۔

قرآن میں نور 5 معانی میں استعمال ہوا ہے

قرآن میں نور پانچ 5 معانی میں استعمال ہوا ہے، کبھی قرآن کے معنی میں، کبھی رسالت کے معنی میں، کبھی ایمان کے معنی میں، کبھی احکام کے معنی میں، اور کبھی دین کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس لئے قرآن کی اس آیت میں جو، قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین، (آیت ۱۵، سورت المائدہ ۵) میں نور سے حضورؐ ہی کو لینا ضروری نہیں ہے، اس سے انکی رسالت بھی مراد ہو سکتی ہے جیسا کہ تفسیر ابن عباس میں نور سے حضورؐ کی رسالت مراد لی ہے، اور اگر اس نور سے حضورؐ کی ذات مراد لیتے ہیں تو یہ آیت اوپر کی 12 آیتوں کے خلاف ہو جائے گی، جس میں حصر اور تاکید کے ساتھ یہ اعلان کروایا گیا ہے کہ میں انسان ہوں
آپ خود بھی غور کر لیں

1۔ ان دو آیتوں میں نور سے قرآن مراد ہے

16۔ و اتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون (آیت ۱۵۷، اعراف ۷)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد قرآن ہے۔ ﴿و اتبعوا النور﴾ القرآن. (۱۵۷/۷)

17۔ ما کنت تدري ما الكتاب و لا الايمان و لكن جعلناه نورا۔ (آیت ۵۲، الشوریٰ

۴۲) تفسیر ابن عباس میں یہاں قرآن کو نور کہا ہے۔ ﴿ولكن جعلناه﴾ قلناه یعنی القرآن ﴿﴾

نورا ﴿﴾ بیانا للامر و النهی (۴۲/۵۲)

ان آیتوں میں نور سے قرآن مراد لیا گیا ہے

2۔ ان دو آیتوں میں نور سے مراد ایمان ہے

19۔ و یخرجهم من الظلمات الى النور باذنه۔ (آیت ۱۶، سورت المائدہ ۵)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد ایمان ہے ﴿و یخرجهم من الظلمات الى النور﴾ من الکفر الى الایمان۔ (آیت ۱۶، سورت المائدہ ۵)

20۔ هو الذی یصلی علیکم و ملائکته لیخرجکم من الظلمات الى النور و کان بالمومنین رحیما۔ (آیت ۴۳، سورت الاحزاب ۳۳)

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں نور سے مراد ایمان ہے، اور ظلمات سے مراد کفر ہے۔ تفسیر یہ ہے۔ ﴿لیخرجکم من الظلمات الى النور﴾ قد اخرجکم من الکفر الى الایمان۔ (آیت ۴۳، سورت الاحزاب ۳۳) اس تفسیر میں نور کا ترجمہ ایمان ہے۔

3۔ اس آیت میں نور سے مراد احکام ہیں

21۔ انا انزلنا التوراة فیہا ہدی و نور۔ (آیت ۴۴، سورت المائدہ ۵)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد احکام ہیں ﴿انا انزلنا التوراة فیہا ہدی﴾ من الضلالۃ ﴿و نور﴾ بیان الرجم۔ (آیت ۴۴، سورت المائدہ ۵)

4۔ اس آیت میں نور سے مراد دین ہے

22۔ یریدون ان یطفؤ نور اللہ بافواہم و یابى اللہ الا ان یتم نورہ و لو کرہ

الکافرون۔ (آیت ۳۲، سورت التوبہ ۹)

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں نور سے مراد اللہ کا دین ہے، تفسیر یہ ہے۔ ﴿نور اللہ﴾، دین اللہ۔ ﴿الا ان يتم نوره﴾ الا ان يظهر دينه الاسلام۔ (تنوير المقياس، من تفسیر ابن عباس، ص ۲۰۲، آیت ۳۲، سورت التوبة ۹) اس تفسیر میں نور کا ترجمہ دین اسلام کیا ہے۔

23۔ يريدون ليطفؤ نور الله بافواههم و الله متم نوره و لو كره الكافرون۔ (آیت ۸، سورت الصف ۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں نور سے مراد اللہ کا دین ہے یا اللہ کی کتاب قرآن ہے۔ تفسیر یہ ہے۔ ﴿ليطفؤا نور الله﴾، ليطفؤا دين الله و يقال كتاب الله القرآن۔ ﴿و الله متم نوره﴾ مظهر نور كتابه و دينه۔ (آیت ۸، سورت الصف ۶۱) اس تفسیر میں نور کا ترجمہ دین اور کتاب کیا گیا ہے۔

5۔ اس آیت میں نور سے مراد، حضورؐ کی رسالت ہے

18 ﴿قد جائكم من الله نور و كتاب مبين﴾ (آیت ۱۵، سورت المائدہ ۵)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد رسالت ہے ﴿قد جائكم من الله نور﴾ رسول، یعنی (محمد) (۵/۱۵) یہاں نور کی تفسیر میں پہلے رسول، لائے، پھر محمد، لائے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپؐ کی رسالت نور ہے، خود حضورؐ کی ذات نور نہیں ہوئی

جب نور قرآن میں پانچ معانی میں استعمال ہوا ہے تو، قد جائكم من الله نور و كتاب مبين، (آیت ۱۵، سورت المائدہ ۵) میں نور سے مراد حضورؐ ہی کو کیوں لیں جبکہ وہ 16 کے خلاف ہو جائے گا اس لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضور ﷺ بشر تھے، لیکن ان میں ایمان، رسالت، قرآن، دین اور احکام کی صفت اتم درجے میں تھی جو نور ہیں اس لئے آپؐ کی صفت کے اعتبار سے نور تھے

حقارت کے طور پر رسولؐ کو بشر کہنا بالکل ٹھیک نہیں ہے،

رسول انسان ہوتے ہیں، لیکن آپؐ کو اس طرح کہنا کہ، آپؐ ہماری طرح انسان ہیں، اور یہ تاثر دینا کہ ہمارے پاس وحی نہیں آتی، اس لئے آپؐ کے پاس بھی وحی نہیں آتی ہے، اس لئے آپؐ ہمیں نصیحت نہ کریں، اور نہ ہم آپؐ پر ایمان لانے کے پابند ہیں، اس طرح کہنا رسولؐ کی بے ادبی ہے، اور ان پر ایمان نہ لانا ہے، اس لئے اس طرح بشر نہیں کہنا چاہئے، اس میں ایمان سے منہ موڑنا ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے

24. و ما انت الا بشر مثلنا فات باية ان كنت من الصادقين۔ (آیت ۱۵۲، سورۃ الشعراء ۲۶)۔ ترجمہ۔ تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو، لہذا اگر سچے ہو تو کوئی نشانی لے کر آؤ

24۔ و ما انت الا بشر مثلنا و ان نظنک لمن الکاذبین۔ (آیت ۱۸۶، سورۃ الشعراء ۲۶)۔ ترجمہ۔ تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو، اور ہم تمہیں پورے یقین کے ساٹھ جھوٹا سمجھتے ہیں

25۔ فقال الملا الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا مثلنا... بل نظنکم کاذبین۔ (آیت ۲۷، سورۃ ہود ۱۱)۔ ترجمہ۔ جن سرداروں نے کفر اختیار کیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم میں کوئی بات نظر نہیں آرہی ہے کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو۔۔۔ بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تم سب جھوٹے ہو ان 3 آیتوں میں کفار نے رسولوں کو اپنے جیسا رسول کہا کہ ان کے پاس وحی نہیں آتی اور انکی اتباع مت کرو، اس طرح کا رسولؐ کو بشر کہنا، ان کی گستاخی ہے۔ اس سے ہر آدمی کو پرہیز کرنا چاہئے۔

قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره، والى حديث ثابت نہیں ہے

کچھ حضرات اس حدیث سے حضورؐ کو نور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں مصنف عبد الرزاق کا حوالہ دیا ہے، پھر بعض حضرات نے دلائل النبوة للبیہقی، اور مستدرک حاکم کا بھی حوالہ دیا ہے، لیکن میں نے ان تینوں کتابوں کو سامنے رکھ کر بہت تلاش کی اور، مکتبہ شاملہ، کے ذریعہ بھی تلاش کی لیکن حدیث کہیں نہیں ملی، بلکہ پچھلے زمانے کے بہت سارے حضرات نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، ظاہر ہے کہ موضوع حدیث سے قرآن کے خلاف کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے، اس لئے اس حدیث سے بھی حضورؐ کو نور ثابت کرنا مشکل ہے۔

حدیث یہ ہے۔

روى عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله قال قلت يا رسول الله ! بابي انت و امي اخبرني عن اول شيء خلقه الله تعالى قبل اشياء ؟ قال : يا جابر ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره - الخ (المواهب اللدنية، للقسطلاني، [متوفى 923ھ] ج اول، المقصد الاول، باب تشریف اللہ تعالیٰ ص ۴۸)

نوٹ: اس حدیث کو، المواهب للذنیہ، مصنف قسطلانی وفات 923ھ نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے، لیکن چونکہ قسطلانی صاحب 923ھ کے ہیں اس لئے ان کی حدیث کو میں نہیں لے سکتا، کیونکہ میرا التزام یہ ہے کہ تبع تابعی کے زمانے کی کتابوں سے حدیث لیتا ہوں یا صحاح ستہ یا انکے اساتذہ کی کتابوں سے حدیث لیتا ہوں، کیونکہ وہی اصل ہیں، اور قسطلانی بہت بعد کے ہیں، اور تابعی اور تبع تابعی کے زمانے کی کتابوں میں یہ حدیث نہیں ہے، اس لئے اس کا لینا مشکل ہے۔ یوں بھی یہ اعتقاد کا مسئلہ ہے، اور یہ حدیث 12 آیتوں اور تین حدیثوں سے ٹکراتی ہے، اس لئے اس حدیث کو لینا اچھی

بات نہیں ہے۔

اس حدیث کے برخلاف دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے، اس اول ماخلق نورنبیک، والی حدیث کو کیسے لے لیں، حدیث یہ ہے۔

7۔ حدثنا عبد الواحد بن سلیم لقیث الولید بن عبادۃ بن الصامت فقال حدثنی ابی قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان اول ما خلق اللہ القلم فقال له اکتب فجری بما هو کائن الی الابد . (ترمذی شریف، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ نون و القلم، ص ۷۵۷، نمبر ۳۳۱۹)

ترجمہ۔ میں نے حضور پاک ﷺ سے سنا، فرمایا اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا، پھر قلم سے کہا لکھو، تو قیامت تک جتنی باتیں ہونی تھیں سب لکھ دیا۔

26۔ اس آیت سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ سب سے پہلے قلم پیدا کیا ہے۔ ن و القلم و ما یسطرون۔ (آیت ۱، سورت القلم ۶۸)

اس حدیث میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا اس لئے یہ حدیث نورنبیک کے خلاف ہے۔
12 آیتوں اور تین احادیث میں بار بار کہا ہے کہ حضورؐ بشر تھے، اب نور ثابت کرنے کے لئے کوئی آیت ہو یا پکی حدیث ہو جس میں صراحت کے ساتھ یہ بتایا ہو کہ حضورؐ نور تھے تب نور ثابت ہوگا۔ موضوع حدیث، یا تفسیر کرنے والوں کے مبہم بات سے نور ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے

میں نے اصلی تحقیق پیش کر دی ہے۔ آپ حضرات خود بھی غور کر لیں

واللہ اعلم بالصواب

حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ مجھے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑھایا اور انکو اللہ کا بیٹا تک کہہ دیا، اور یہ انکی تعظیم میں کیا لیکن یہ بات صحیح نہیں تھی اس لئے انکو قرآن میں روکا کہ نبی کی تعظیم اتنی ہی کرو جتنا ان کا حق ہے، اس سے زیادہ کرنا غلو ہے جو ٹھیک نہیں

اس لئے حضور ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ میرے بارے میں بھی غلومت کرنا، اس لئے حضورؐ اگر بشر ہیں تو آپ کو بشر ماننا ہی بہتر ہے اور اسی میں آپ کی تعظیم ہے۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے

8۔ سمع عمرؓ يقول على المنبر سمعت النبي ﷺ يقول لا تطروني كما اطرت النصارى ابن مريم فانما انا عبده فقولوا عبد الله ورسوله۔ (بخاری شریف، احادیث الانبياء، باب قول الله تعالى ﴿واذكري الكتاب مريم اذ انتبذتمن اهلها﴾ [آیت ۱۶، سورت مريم ۱۹] ص ۵۸۰، نمبر ۳۴۲۵)

ترجمہ۔ حضورؐ فرماتے ہیں جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تم بھی مجھے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرنا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو اس حدیث میں ہے کہ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑھایا، تم بھی مجھے اتنا نہ بڑھا دینا

27۔ لا تغلو فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ (آیت ۱۷، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو

28۔ قل یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق۔ (آیت ۷، سورت المائدة ۵)

ترجمہ۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو

اس عقیدے کے بارے میں 28 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۷۔ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں

اور یہ زندگی دنیا سے بھی اعلیٰ ہے
آپ کا جسم اطہر قبر میں بالکل محفوظ ہے

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 20 حدیثیں ہیں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ قبر میں زندہ ہیں، اور یہ حیات برزخی ہے، یہ حیات دنیا سے بھی اعلیٰ ہے، اور حضور کے جسم کو مٹی نے نہیں کھایا ہے، آپ کا جسم قبر میں بالکل محفوظ ہے

حضورؐ قبر میں زندہ ہیں اس کی دلیل یہ احادیث ہیں

1۔ عن ابی درداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلاة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهدہ الملائکة و ان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلاته حتی یفرغ منها قال قلت بعد الموت؟ قال و بعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء . فنبی اللہ حی یرزق ۔ (ابن ماجہ شریف، باب ذکر وفاته و دفنه ﷺ ص ۲۳۲، نمبر ۱۶۳)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میرے اوپر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو اس لئے کہ جمعہ کا دن حاضر ہونے کا دن ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو بھی آدمی درود بھیجتا ہے مجھ پر ضرور پیش کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ درود شریف سے فارغ نہ ہو جائے، میں نے کہا کہ آپ کی موت کے بعد بھی درود پیش کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں موت کے بعد درود پیش کیا جائے گا، اللہ نے زمین پر اس بات کو حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے، اللہ کے نبی زندہ رہتے ہیں، اور انکو روزی دی جاتی ہے۔

اس حدیث میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ انبیاء کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی [۲] دوسری یہ کہ نبی علیہ السلام قبر میں زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے۔ [۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ پر سلام پیش کیا جاتا ہے

2۔ عن اوس ابن اوس قال قال النبی ﷺ..... فان صلوتکم معروضۃ علی ، قال فقالوا یا رسول اللہ !و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمیت ؟ قال یقولون بلیت . قال ان اللہ حرم علی الارض أجساد الانبیاء ﷺ۔ (ابوداؤد شریف، باب فی الاستغفار، ص ۲۲۶، نمبر ۱۵۳۱/ ابن ماجہ شریف، باب فی فضل الجمعة، ص ۱۵۲، نمبر ۱۰۸۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، لوگوں نے پوچھا کہ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے [شاید راوی نے ارمیت کی جگہ بلیت، کہا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کر دیا کہ وہ کھائے۔

اس حدیث میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ انبیاء پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ زمین پر نبیوں کے جسم کو کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔

3۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا ابلغته۔ (بیہقی فی شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی ﷺ واجلالہ وتوقیرہ، ج ثانی، ص ۲۱۸، نمبر ۱۵۸۳)۔ ترجمہ۔ حضور پاک سے روایت ہے کہ جو میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے میں اس کو سنتا ہوں، اور جو دور سے درود بھیجتا ہے، مجھ کو وہ درود پہنچا دیا جاتا ہے اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کے پاس درود بھیجے تو میں اس کو سنتا ہوں، اور دور سے درود بھیجے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

4۔ قال قال رسول اللہ ﷺ حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم، و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت خیرا حمدت اللہ و ما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم۔ (مسند البزار، باب زاذان عن عبد اللہ، ج ۵، ص ۳۰۸) ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی تم لوگوں کے لئے بہتر ہے، کہ تم لوگ بات کرتے ہو اور میں تم لوگوں سے بات کرتا ہوں، اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے، کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، جب میں اس میں کوئی اچھی بات دیکھتا ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، اور جب بری بات نظر آتی ہے تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور قبر میں زندہ ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ حاضر ناظر نہیں ہیں ورنہ اعمال پیش کئے جانے کی ضرورت کیا ہے۔

اس حدیث میں بھی ہے کہ مجھے لوگوں کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔

5۔ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ (نسائی شریف، کتاب السہو، باب التسلیم علی النبی ﷺ، ص ۱۷۹، نمبر ۱۲۸۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ زمین میں پھرنے والے اللہ کے فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

۔ اس حدیث میں ہے کہ سلام کا جواب دینے کے لئے زندہ کیا جاتا ہے

6۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام . (ابوداؤد شریف، باب زیارة القبور، ص ۲۹۵، نمبر ۲۰۴۱)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مجھے سلام کرتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں
اس حدیث میں ہے کہ مجھے زندہ کیا جاتا ہے۔

7۔ عن انس بن مالک ، ان رسول اللہ ﷺ قال أتیتُ و فی رواۃ ہداب . مررتُ . علی موسی لیلۃ أسری بی عند الکثیر الاحمر ، و هو قائم یصلی فی قبرہ . (مسلم شریف، باب من فضل موسی علیہ السلام، ص ۱۰۴۲، نمبر ۲۳۷۵/۶۱۵۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں آیا، اور حضرت ہداب کی روایت میں ہے کہ، معراج کی رات میں میں کثیر احمر کے پاس حضرت موسیؑ کی قبر کے سامنے سے گزر ہوا، تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

شہداء زندہ ہیں تو نبی کا درجہ ان سے بلند ہے اس لئے وہ بھی زندہ ہیں

1۔ و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات ، بل احياء و لكن لا تشعرون ۔ (آیت ۱۵۴، نمبر البقرة ۲)۔ ترجمہ۔ جو اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انکو مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم کو ان کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

اس آیت میں یہ بھی ہے کہ شہید زندہ تو ہیں لیکن انکی زندگی کس طرح کی ہے، اس کا تم شعور نہیں کر سکتے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیات برزخی ہے۔
چونکہ ہمیں قبر کی حیات کا شعور نہیں ہے، اس لئے بہت تحقیق میں نہیں پڑنا چاہئے

2۔ ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون ۝ فرحين بما آتاهم اللہ من فضله و يستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم و لا هم يحزنون ۝ يستبشرون بنعمة من اللہ و فضل و ان اللہ لا يضيع اجر المؤمنين ۝ (آیت ۱۶۹-۱۷۱، سورۃ آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور اے پیغمبر جو اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس روزی ملتی ہے، اللہ نے انکو اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش ہیں، اور ان کے پیچھے جو لوگ ابھی ان کے ساتھ شہادت میں شامل نہیں ہوئے، ان کے بارے میں اس بات پر خوشی مناتے ہیں کہ جب وہ ان سے آکر ملیں گے تو نہ انکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت میں ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں تو انبیاء بدرجہ اولیٰ قبر میں زندہ ہوں

گے اور روزی دئے جاتے ہوں گے۔

8۔ عن مسروق قال سألنا عبد الله هو ابن مسعود عن هذه الآية ﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحياء عند ربهم يرزقون﴾ (آیت ۱۶۹، آل عمران ۳)، قال اما انا قد سألنا عن ذالك فقال أرواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوى الى تلك القناديل۔ (مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشهداء فی الجنة وأنهم احياء عند ربهم يرزقون، ص ۸۴۵، نمبر ۱۸۸۷/۲۸۸۵)

ترجمہ۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے میں نے اس آیت کے بارے میں پوچھا (کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ مت سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دئے جاتے ہیں)، حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضور سے پوچھا تھا، تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندے کے پیٹ میں ہوتے ہیں، عرش کے نیچے انکی قندیلیں لٹکی ہوتی ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں، پھر ان قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں۔

چار چیزوں کے اعتبار سے حضور دنیا میں بھی زندہ ہیں

رسول اللہ ﷺ کو ظاہری موت واقع ہوئی ہے البتہ برزخی حیات ہے، جس میں نبی کو روزی دی جاتی ہے، البتہ تین چیزوں میں نبی کو دنیا میں بھی زندہ شمار کیا جاتا ہے۔ [۱] انکی بیوی کا نکاح نہیں ہوگا، کیونکہ نبی ابھی بھی زندہ ہیں۔ [۲] ان کی وراثت تقسیم نہیں ہوگی۔ [۳] مٹی اس کے جسم کو نہیں کھاتی ہے۔ [۴] اور حضورؐ کی زندگی اتنی قوی ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیں گے، آپ خاتم النبیین ہیں

عام لوگ بھی قبر میں زندہ کئے جاتے ہیں

عام لوگ بھی قبر میں زندہ ہیں، اور یہ حیات برزخی ہے، اس میں ان کو عذاب اور ثواب بھی ہوتا ہے البتہ عام لوگوں میں اور انبیاء اور شہداء میں فرق یہ ہے کہ عام لوگوں کا جسم مٹی کھا جاتی ہے، وہ سڑ گل جاتا ہے، اور انبیاء اور شہداء کا جسم ویسے ہی زمین میں باقی رہتا ہے، جیسا دفن کے وقت تھا، ان کو کھانا پینا دیا جاتا ہے، اور ان کی زندگی دنیا کی زندگی سے بہت اعلیٰ ہے،

لیکن چونکہ آیت میں ہے، وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (آیت ۵۴ سورت البقرة ۲) کہ تم کو اس کا شعور نہیں ہے، اس لئے اس بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے، بس حدیث اور آیت میں جتنا ہے اسی پر اکتفا کرنا چاہئے

عام لوگ بھی قبر میں زندہ کئے جاتے ہیں اس کے لئے احادیث یہ ہیں

9۔ عن ابی ایوب ^{رض} قال خرج النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} وقد وجبت الشمس ، فسمع صوتا فقال یہود یعذب فی قبورہا۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۵) ترجمہ۔ حضور ^{سورج} کے غروب کے وقت نکلے تو کوئی آواز سنی، تو آپ نے فرمایا کہ یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے

اس حدیث میں ہے کہ یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ حیات برزخی ہے۔

10۔ حدثنی ابنة خالد بن سعید ابن العاصی انہا سمعت النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} و هو یتعوذ من عذاب القبر۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ص ۲۲۱، نمبر ۱۳۷۶) ترجمہ۔ خالد بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ^{سورج} کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور ^{سورج} کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ حیات برزخی ہے۔

قبر میں روح اور جسم دونوں کو عذاب، یا ثواب ہوتا ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

11۔ عن البراء بن عازب قال خرجنا مع النبی ﷺ فی جنازة... قال فتعاد روحہ فی جسده ، فیاتیہ ملکان فیجلسان فیقولان لہ من ربک فیقول ربی اللہ... تعاد روحہ و یاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان من ربک ؟ فیقول ہا ہا لا ادری ۔ (مسند احمد، حدیث البراء بن عازب، ج ۵، ص ۳۶۴، نمبر ۱۸۰۶۲ / ابوداؤد شریف، باب المسألة فی القبر وعذاب القبر ۶۷۲، نمبر ۴۷۵۳)

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے۔۔۔ آپ نے فرمایا کہ مردے کے جسم میں روح لوٹا دی جاتی ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ دونوں فرشتے مردے کو بیٹھاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے، وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔۔۔ مردے کی روح لوٹائی جاتی ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں، پھر پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے، مردہ کہتا ہے، ہائے مجھے چھ پتہ نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ قبر میں ہر آدمی کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور فرشتہ اس سے سوال کرتے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسم اور روح دونوں کو عذاب، یا ثواب ہوتا ہے، صرف روح یا صرف جسم کو نہیں۔

12۔ عن عبد الله بن عمر رض ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال ان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده بالغداة والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة و ان کان من اهل النار فمن اهل النار فيقال هذا مقعدک حتى یبعثک الله الی یوم القيامة۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب لمیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی، ص ۲۲۱، نمبر ۱۳۷۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جب مرتا ہے تو صبح اور شام جنت میں اس کی رہنے کی جگہ پیش کی جاتی ہے، اگر وہ جنت والوں میں ہے تو جنت کی جگہ، اور اگر وہ جہنم والوں میں ہے تو جہنم کی جگہ پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ قیامت میں اٹھائے جانے تک تیری یہ جگہ ہے۔
اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قبر میں زندہ ہے

13۔ انه سمع ابا سعيد الخدري رض يقول قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان كانت سالحة قالت قدمونی قدمونی و ان كانت غیر سالحة قالت یا ويلها این یذهبون بها؟ یسمع صوتها کل شیء الا الانسان و لو سمعها الانسان لصعق۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب کلام لمیت علی الجنازة، ص ۲۲۱، نمبر ۱۳۸۰)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے، اور لوگ اس کو اپنے کندھے پر لیجا رہے ہوتے ہیں، تو اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو، اور اگر وہ گناہ گار ہے تو کہتا ہے ہائے افسوس تم کہاں لیجا رہے ہو، اس کی آواز انسان کے علاوہ سب سنتے ہیں، اور اگر انسان سن لے تو سب بیہوش ہو جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام انسان بھی قبر میں زندہ کیا جاتا ہے، اور یہ حیات برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ رشتہ داروں پر ہمارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

14۔ سمع انس بن مالک يقول قال النبی ﷺ ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم و عشائرکم من الاموات فان کان خیرا استبشروا به و ان کان غیر ذالک قالوا اللہم لا تمتمہم حتی تہدیہم کما ہدیتنا۔ (مسند احمد، کتاب مسند انس بن مالک، ج ۳، ص ۶۴۳، نمبر ۱۲۲۷۲)

ترجمہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مردے رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں، اگر عمل اچھا ہوتا ہے تو اس سے انکو خوشی ہوتی ہے، اور اگر اعمال اچھے نہیں ہوتے، تو کہتے ہیں کہ اے اللہ جس طرح مجھے ہدایت دی اس کو بھی ہدایت دینے سے پہلے موت نہ دینا۔

ان 14 احادیث، اور 2 آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں، اور یہ بھی پتہ چلا کہ ان کا جسم بھی محفوظ ہے، ان کو مٹی نے نہیں کھایا ہے۔

یہ حیات برزخی ہے، لیکن دنیا سے بہت اعلیٰ ہے

یہ حیات برزخی ہے اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

3۔ حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون ، لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ۔ (آیت ۱۰۰، سورت المؤمنون ۲۳)۔ ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آ کر کھڑی ہوگی تو وہ یہ کہے گا کہ: میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کر کے نہ اٹھایا جائے اس آیت میں ہے کہ مرنے والے برزخ میں ہوتے ہیں ، اور بد اعمال لوگ دنیا میں واپس آنے کی گزارش کریں گے لیکن انکو یہاں آنے نہیں دیا جائے گا۔

4۔ و حاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب ۔ (آیت ۴۶، سورت غافر ۴۰) ترجمہ۔ اور فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا، آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح شام پیش کیا جاتا ہے، اور جس دن قیامت آجائے گی اس دن حکم ہوگا کہ فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔

اس آیت میں ہے کہ عذاب کا معاملہ عالم برزخ میں ہوگا، اس لئے یہ حیات برزخی ہے۔

5۔ ولو ترى اذ الظالمون فى غمرات الموت و الملائكة باسطوا أيديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق ۔ (آیت ۹۳، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اور اگر تم وہ وقت دیکھو تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے گا جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لئے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمے لگاتے تھے

6۔ و من اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظیم ۔ (آیت ۱۰۱، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔ اور مدینے کے باشندوں میں بھی منافق ہیں، یہ لوگ منافقت میں اتنے ماہر ہو گئے ہیں کہ تم انہیں نہیں جانتے، انہیں ہم جانتے ہیں، ان کو ہم دو مرتبہ سزا دیں گے، [ایک روح نکالتے وقت، اور دوسرا قبر میں] پھر ان کو ایک زبردست عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

7۔ و يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا و فى الآخرة و يضل الله الظالمين و يفعل ما يشاء ۔ (آیت ۲۷، سورت ابراہیم ۱۲) ۔ ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی جما دے گا کرتا ہے اور آخرت میں بھی [یعنی قبر میں بھی]۔

8۔ ان الابرار لفي نعيم ، و ان الفجار لفي جحيم ۔ (آیت ۱۳، سورت الانفطار ۸۲)

ترجمہ۔ یقین رکھو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے، اور بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہوں گے۔

ان 6 آیتوں سے پتہ چلا کہ انسان کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے، پھر اس کو سزا دی جاتی ہے، یا نعمت دی جاتی ہے۔ اور پہلے 14 حدیثوں سے بھی یہی ثابت کیا گیا تھا۔

دنیوی اعتبار سے حضور ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے

البتہ آپ قبر میں جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں، جو دنیوی حیات سے بھی اعلیٰ ہے
حضور کا دنیوی انتقال ہو چکا ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے

15۔ ان عائشۃؓ اخبرته قالت اقبل ابو بکر فقال اما بعد فمن كان منكم يعبد

محمدا ﷺ فان محمدا قد مات ، و من كان يعبد الله فان الله حي لا يموت ، قال

الله تعالى . ﴿ و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفاین مات او قتل

أنقلبتم على أعقابكم ، و من ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا و سيجزى الله

الشاکرین ﴾ آیت ۱۴۲، سورۃ آل عمران (۳) (بخاری شریف، باب الدخول علی لمیت بعد الموت اذا

أدرج فی اکفانه، ص ۱۹۹، نمبر ۱۲۴۱ ابن ماجہ شریف، باب ذکر وفاته و دفنہ ﷺ، ص ۲۳۲، نمبر ۱۶۲۷)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں، کہ حضرت ابو بکرؓ باہر سے تشریف لائے۔۔۔ پھر فرمایا کہ اما بعد تم میں

سے جو محمدؐ کی عبادت کرتا ہو، تو محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے، اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہو، تو اللہ زندہ

ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی، پھر آیت پڑھی (محمدؐ ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے

رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر ان کا انتقال، یا انہیں قتل کر دیا جائے تو کیا تم اٹے پاؤں پھر جاؤ گے، اور جو

کوئی اٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور جو شکر گزار بندے ہیں اللہ ان کو

ثواب دے گا)

اس حدیث میں اور آیت میں ہے کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی اسی انداز

میں لوگوں کو خطاب کیا

9۔ انک میت و انهم میتون (آیت ۳۰، سورۃ الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اے پیغمبر موت تمہیں بھی آنی ہے اور موت انہیں بھی آنی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضورؐ سے فرماتے ہیں کہ آپؐ کا بھی انتقال ہو جائے گا، اور وہ کفار بھی مریں گے۔

10۔ ثم انکم بعد ذالک لمیتون۔ (آیت ۱۵، سورۃ المومنون ۲۳)

ترجمہ۔ پھر اس سب کے بعد تمہیں یقیناً موت آنے والی ہے۔

16۔ عن جابر بن عبد اللہ قال لما مات النبی ﷺ جاء ابا بکر مال من قبل العلاء

الحضرمی۔ (بخاری شریف، کتاب الشهادات، باب ۷، ص ۴۳۷، نمبر ۲۶۸۳)

ترجمہ۔ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں جب حضورؐ کا انتقال ہوا تو علا حضرمیؓ کی جانب سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس مال آیا۔

17۔ عن عائشة قالت مات النبی ﷺ انه لبین حاقنتی و ذاقنتی۔ (بخاری شریف،

کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاته، ص ۵۵۷، نمبر ۴۴۴۶)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب حضورؐ کا انتقال ہوا تو وہ میرے ہنسلے اور تھوڑی کے درمیان تھے ان دونوں حدیثوں میں ہے، مات النبی ﷺ، یعنی حضورؐ کا انتقال ہو گیا۔

ان 2 آیتوں اور 3 حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دنیوی اعتبار سے آپؐ کا انتقال ہو چکا ہے

یوں بھی ظاہری طور پر حضورؐ کا انتقال ہو گیا ہے، اسی لئے تو آپؐ کو دفن کیا گیا، اگر وہ دنیا میں ہوتے تو دفن نہیں کیا جاتا۔

کچھ حضرات نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ مومن کی روح دنیا میں بھی پھرتی ہے

ان کا استدلال اس قول صحابی سے ہے۔

18۔ عن عبد اللہ بن عمرو [بن العاص] قال الدنيا سجن المومن و جنة الکافر ، فاذا مات المومن یخلى به یسرح حیث شاء۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام عبد اللہ بن عمر، ج ۷، ص ۵۷ نمبر ۲۶۷)

ترجمہ۔ حضرت عمر بن العاص نے فرمایا کہ دنیا مومن کی قید ہے، اور کافر کی جنت ہے، پس جب مومن مرتا ہے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے گھومتا ہے
اس قول صحابی میں ہے کہ یسرح حیث شاء، کہ جہاں چاہتے ہیں وہ جاتے ہیں، جس سے انہوں نے استدلال کیا کہ وہ دنیا میں بھی ادھر ادھر جاتے ہیں۔
لیکن اس میں تین کمزوریاں ہیں۔

[۱]۔۔ یہ صحابی کا قول ہے، یہ حدیث نہیں ہے، اس لئے اس سے اعتقاد ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

[۲]۔۔ اس میں، الدنيا سجن المومن، کا جملہ ہے، اس لئے دنیا جب قید خانہ ہے تو وہ یہاں آ کر پھر قید خانہ میں کیوں آئیں گے اس لئے حیث شاء کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ وہ دنیا میں پھرتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔ کیونکہ اس قول صحابی میں دنیا کی تصریح نہیں ہے [۳]۔۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت جعفر شہیدؓ کے بارے میں اس کی صراحت ہے کہ وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے اس قول صحابی سے روح کے دنیا میں پھرنے کا ثبوت نہیں ہوگا

جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے ہیں اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

19۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ رأیت جعفرًا یطیر فی الجنة مع الملائکۃ۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن طالب، ص ۸۵۵، نمبر ۶۳۶۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے جعفرؓ کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑ رہے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ حضرت جعفرؓ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔ اس لئے عبد اللہ بن عمر کے قول کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مومن موت کے بعد جنت میں پھرتے ہیں، دنیا میں پھرنا ثابت نہیں ہوگا

20۔ عن مسروق قال سألنا عبد اللہ ہو ابن مسعود عن هذه الآية ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ (آل عمران، ۱۶۹)

قال اما انا قد سألنا عن ذالك فقال ارواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شئت ثم تأوى الى تلك القناديل۔ (مسلم شریف،

کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشهداء فی الجنة وانهم احياء عند ربهم يرزقون، ص ۸۴۵، نمبر ۲۸۸۵/۱۸۸۷)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے میں نے اس آیت کے بارے میں پوچھا (کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیئے جاتے ہیں)، حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضورؐ سے پوچھا تھا، تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندے کے پیٹ میں ہوتے ہیں، عرش کے نیچے انکی قندیلیں لٹکی

ہوتی ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں، پھر ان قندیلوں میں واپس آ جاتے ہیں

اس حدیث میں بھی ہے کہ جنت میں جدھر چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں، دنیا میں ادھر ادھر پھرنے کا ثبوت نہیں ہوگا

ثبوت نہیں ہوگا

www.besturdubooks.net

دوزخی دنیا میں آنے کی گزارش بھی کریں گے تو اس کو یہاں نہیں آنے دیا جائے گا

اس آیت میں ہے کہ برزخی لوگ دنیا میں واپس آنے کی گزارش کریں گے تب بھی اس کو دنیا میں واپس نہیں آنے دیا جائے گا، تو یہ روحیں دنیا میں کیسے بھٹکنے لگی
آیت یہ ہے۔

11۔ حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون ، لعلی اعمل صالحا فیما ترکت
کلا انها کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ۔ (آیت ۱۰۰، سورت
المومنون ۲۳)

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آ کر کھڑی ہوگی تو وہ یہ کہے گا کہ: میرے رب مجھے
واپس بھیج دیجئے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں یہ تو ایک بات
ہی بات ہے جو زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے جو اس
وقت تک قائم رہے گی جب تک ان کو دوبارہ زندہ کر کے نہ اٹھایا جائے

اس آیت میں ہے کہ دوزخی دنیا میں آنے کی درخواست بھی کریں گے تو انکو آنے کی اجازت نہیں ہوگی
تو پھر ان مردوں کی روحیں کیسے دنیا میں آ کر گھومے گی، اور صدقات مانگے گی۔

ان 2 آیتیں اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روحیں جنت میں ادھر ادھر پھرتی ہیں، دنیا میں
نہیں

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 20 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس کی دیوی، دیوتا جدھر چاہتے ہیں

دنیا میں گھومتے رہتے ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی دیوی، دیوتا کی روحیں دنیا میں گھومتی رہتی ہیں وہ مورتی کے اندر آتی ہیں اور اپنے مانگنے والوں کی ضرورتوں کو سنتی ہیں، اور اس کی مدد کرتی ہیں انکے یہاں مختلف دیوی ہیں جو مختلف مندروں میں اور مختلف پہاڑوں پر بسیرا کرتی ہیں، اس لئے اپنے ماننے والوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ اس پہاڑ کی یا ترا [زیارت کریں] اور اس کا दर्शन کریں [اس کا دیدار کریں]، لوگ ان دیویوں کی محبت میں اس کی زیارت کرنے جوق در جوق جاتے ہیں، اور وہاں سجدہ کرتے ہیں، پوجا کرتے ہیں اور ان سے اپنی اپنی حاجتیں مانگتے ہیں

اس نکتہ پر غور فرمائیں

۸۔ حاضر ناظر

حضور ﷺ ہر جگہ حاضر نہیں ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 13 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حاضر کی تین قسمیں ہیں

[۱] زندگی میں حضورؐ بہت سی جگہ پر حاضر تھے۔

[۲] آخرت میں بہت سی جگہ پر حاضر ہوں گے

[۳] لیکن حضورؐ ہر جگہ حاضر ہوں، اور ہر چیز کو دیکھ رہے ہوں، مثلاً آج زید موجود ہے، انکی تمام

حالتوں کو حضورؐ دیکھ رہے ہوں، اور زید کے پاس موجود بھی ہوں، یہ صفت صرف اللہ کی ہے، رسول میں

یہ صفت نہیں ہے۔

ہر جگہ حاضر رہنا، اور ہر چیز کو ہر وقت دیکھے رہنا صرف اللہ کی صفت ہے

اللہ علم کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر ہیں
اس کے لئے یہ آیتیں ہیں۔

1۔ ہو معکم اینما کنتم و اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۴، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔ تم جہاں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے

2۔ و لا ادنیٰ من ذالک و لا اکثر الا ہو معہم این ما کانوا۔ (آیت ۷، المجادلۃ ۵۸)

ترجمہ۔ اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے

3۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ (آیت ۴۰، سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔ جب حضورؐ اپنے ساتھی حضرت ابوبکرؓ سے کہہ رہے تھے، غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہیں

4۔ فلا تہنوا و تدعوا الی السلم و انتم الاعلون و اللہ معکم۔ (آیت ۳۵، محمد ۴۷)

ترجمہ۔ اے مسلمانوں تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو، تم ہی سر بلند رہو گے، اللہ تمہارے ساتھ ہے

5۔ و اذا سألک عبادی فانی قریب۔ (آیت ۱۸۶، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ اے حضورؐ جب آپ سے میرا بندہ پوچھتا ہے، تو کہہ دو کہ میں بہت قریب ہوں

6۔ و نعلم ما توسوس بہ نفسہ و نحن اقرب الیہ من حبل الوريد۔ (آیت ۱۶، ق ۵۰)

انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں انکو بھی جانتا ہوں اور ان کے شرگ سے بھی زیادہ قریب ہوں

ان 6 آیتوں میں ہے کہ اللہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، اس لئے حاضر ناظر کی صفت صرف اللہ کی ہے

اللہ ہر چیز کو اور ہر بندے کی حالت کو دیکھنے والے ہیں یعنی اللہ ناظر ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

7۔ و اللہ بصیر بالعباد۔ (آیت ۱۵، سورت آل عمران ۳)

8۔ و اللہ بصیر بالعباد۔ (آیت ۲۰، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور تمام بندوں کو اللہ اچھی طرح دیکھ رہا ہے

9۔ ان اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۲۳۳، سورت البقرة ۲)

10۔ ان اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۲۳۷، سورت البقرة ۲)

11۔ ان اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۲۶۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اور یقیناً جان لو کہ اللہ تمہارے سارے کاموں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے

12۔ و اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۱۵۶، سورت آل عمران ۳)

13۔ و اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۱۶۳، سورت آل عمران ۳)

14۔ و اللہ بما يعملون بصیر۔ (آیت ۳۹، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔ اور تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اسے خوب اچھی طرح دیکھتا ہے

ان 8 آیتوں میں ہے کہ اللہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے، یعنی وہ ناظر ہے

اس لئے حاضر ناظر کی صفت صرف اللہ کی ہے۔

نوٹ: دیکھنے کی کیفیت اور حاضر کی کیفیت کیا ہے یہ اللہ ہی جانے، یہ اسی کی شان کے مناسب ہے

ان آیتوں میں ہے کہ حضورؐ ان جگہوں پر حاضر نہیں تھے۔

ان آیتوں میں ہے کہ دنیا میں فلاں فلاں جگہ پر حاضر نہیں تھے، اس آیت میں شاہد کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور آخرت میں بھی آپؐ کہیں گے میں فلاں جگہ حاضر نہیں تھا، تو ان 5 آیتوں کے ہوتے ہوئے اور ۶ حدیثوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حضور حاضر ناظر ہیں ؟
ان آیتوں پر غور کریں

آیتیں یہ ہیں

15۔ و ما كنت بجانب الغربي اذ قضينا الى موسى الامر و ما كنت من الشاهدين -
(آیت ۴۴، سورت قصص ۲۸)

ترجمہ۔ آے پیغمبرؐ آپ اس وقت کوہ طور کی مغربی جانب حاضر نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو احکام سپرد کئے تھے، اور آپ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اس کو دیکھ رہے تھے۔

16۔ و ما كنت بجانب الطور اذ نادينا - (آیت ۴۶، قصص ۲۸)

ترجمہ۔ اور آپ اس وقت طور کے کنارے نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو پکارا تھا،

17۔ و ما كنت لديهم اذ يلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم و ما كنت لديهم اذ يختصمون - (آیت ۴۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ آپ اس وقت ان کے پاس نہیں تھے جب وہ یہ طے کرنے کے لئے اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا، اور نہ اس وقت تم ان کے پاس تھے جب وہ اس مسئلے میں ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے تھے۔

18۔ و ما كنت لديهم اذا جمعوا امرهم و هم يمكرون۔ (آیت ۱۰۲، سورت یوسف ۱۲)
ترجمہ۔ اور آپ اس وقت یوسف کے بھائیوں کے پاس موجود نہیں تھے جب انہوں نے سازش کر کے اپنا فیصلہ پختہ کر لیا تھا۔

19۔ و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم و انت على كل شيء شهيد (آیت ۱۱، سورت المائدہ ۵)۔

ترجمہ۔ اور جب تک میں انکے درمیان موجود رہا میں انکے حالات سے واقف رہا، پھر جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو آپ خود انکے نگراں تھے، اور آپ ہر چیز کے گواہ ہیں۔
نوٹ: یہ آیت اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے، لیکن ایک حدیث میں حضور نے بھی لا علمی ظاہر کی ہے، اور اسی آیت کو پڑھی ہے، اس لئے یہ آیت حضورؐ کے بارے میں بھی ہو گئی۔ وہ حدیث علم غیب کی بحث میں آئے گی۔

ان 5 آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ان جگہوں پر حاضر نہیں تھے بلکہ آپ آخرت میں بھی اقرار کریں گے کہ میں مرنے کے بعد ان امتوں کے پاس حاضر نہیں رہا تو آپ ہر جگہ حاضرناظر کیسے ہو گئے۔
نوٹ: یہ مسئلہ عقیدے کا ہے، اس لئے حضورؐ کو حاضرناظر ثابت کرنے کے لئے کوئی صریح آیت، یا کوئی پکی حدیث لانی ہوگی، جس سے صراحت کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ ہر جگہ حاضرناظر ہیں، یا قبر میں رہ کر بھی حاضرناظر ہیں، صرف خواب کی باتوں، یا لفظی بحثوں، یا برزخوں کی باتوں سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا، یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔

احادیث میں ہے کہ حضور ﷺ وہاں حاضر نہیں تھے

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں بھی بہت سی جگہ پر حاضر نہیں تھے، اور قیامت میں بھی اس کا اظہار کریں گے، کہ میں انتقال کے بعد میں اپنی قوم میں موجود نہیں رہا، اور انکے احوال بھی مجھے معلوم نہیں ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور حاضر ناظر نہیں ہے، ہاں جو بات آپ کو بتادی گئی وہ آپ کو معلوم ہیں۔ اور جو باتیں حضور^۱ بتائی گئی ہیں وہ اولین اور آخرین سے زیادہ ہیں

- حدیث معراج میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے بیت المقدس کو حضور^۲ کے سامنے کر دیا جس کی وجہ سے اس کو دیکھ کر قریش کو جواب دیتے رہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ حاضر ناظر نہیں ہیں، اگر آپ حاضر اور ناظر ہوتے تو بیت المقدس کو آپ کے سامنے حاضر کرنے کی ضرورت کیا ہے، آپ تو بیت المقدس کے پاس موجود ہی ہیں، اور آپ اس کو دیکھ بھی رہے ہیں

1۔ حدیث یہ ہے۔ سمعت جابر بن عبد اللہ^{رض} انہ سمع رسول اللہ ﷺ يقول لما كذبنى قريش قمت في الحجر فجلى الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته وانا انظر اليه۔ (بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب حدیث الاسراء، ص ۶۵۲، نمبر ۳۸۸۶)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے حضور^۳ سے سنا، وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب قریش نے مجھے معراج کے موقع پر جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا، اللہ نے میرے لئے بیت المقدس واضح کر دیا، میں اس کو دیکھتا رہا اور انکی نشانہوں کے بارے میں قریش کو بتاتا رہا۔

حضورؐ کی بیوی حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی، جس کی وجہ سے تقریباً ایک ماہ تک حضورؐ پریشان رہے، پھر حضرت عائشہؓ کی برأت میں سورہ نور کی آیتیں نازل ہوئیں تب حضورؐ کو اطمینان ہوا۔ اگر حضورؐ حاضر ناظر تھے تو ایک ماہ تک پریشان ہونے کی ضرورت کیا تھی، آپؐ کو معلوم ہو جانا تھا کہ حضرت عائشہؓ بری ہیں۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

2۔ عتبہ بن مسعود عن عائشہؓ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ حین قال لہا اهل الافک ما قالوا..... و قد لبث شہرا لا یوحی الیہ فی شانی بشیء قالت فتشہد رسول اللہ ﷺ حین جلس ثم قال اما بعد یا عائشہ انہ بلغنی عنک کذا کذا فان کنت بریئة فسیرئک اللہ و ان کنت الممت بذنب فاستغفری اللہ و توبی الیہ..... و انزل اللہ تعالیٰ ﴿ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم﴾ [آیت ۱۱، سورۃ النور ۱۸] (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ص ۷۰۱، نمبر ۴۱۴۱/مسلم شریف، کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الافک وقبول التوبۃ، ص ۱۲۰۵، نمبر ۷۰۲۰/۷۰۲۱)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ، تہمت لگانے والوں جو کچھ ان سے کہا۔۔۔ حضورؐ ایک مہینے تک ٹھہرے رہے میرے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی، پھر فرماتی ہیں جب حضورؐ بیٹھے تو انہوں نے تشہد پڑھی، پھر کہا اما بعد، آئے عائشہ تمہارے بارے میں مجھے یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر تم بری ہو تو اللہ تمہیں بری کر دیں گے، اور اگر تم نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے استغفار کرو اور توبہ کرو۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں یہ آیت اتاری ﴿جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ الخ﴾ آپؐ حاضر ناظر تھے تو آپؐ کو اپنی چہیتی بیوی حضرت عائشہؓ کی برأت کا علم کیوں نہیں ہو گیا۔

ان احادیث میں بھی ہے کہ مجھے لوگوں کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔ اگر پوری کائنات آپؐ کے سامنے ہے اور

آپ حاضر ناظر ہیں تو سلام پہنچانے کی ضرورت کیا ہے، آپ کے تو سامنے ہی سلام ہو رہا ہے

3۔ عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام۔ (نسائی شریف، کتاب السہو، باب التسليم علی النبی ﷺ، ص ۱۷۹، نمبر ۱۲۸۳)
ترجمہ۔ اللہ کے لئے زمین میں پھرنے والے فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

4۔ قال قال رسول الله ﷺ حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم ، و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت خیرا حمدت الله و ما رأیت من شر استغفرت الله لکم۔ (مسند البزار، باب اذا ان عن عبد الله، ج ۵، ص ۳۰۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے، تم لوگ مجھ سے باتیں کرتے ہو، میں تم لوگوں سے باتیں کر لیتا ہوں [اور حدیث بن جاتی ہے] اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے، اگر میں ان میں اچھی بات دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا، اور کوئی بری بات دیکھوں گا، تو میں تمہارے لئے استغفار کروں گا

ان احادیث سے پتہ چلا کہ [۱]۔ حضور قبر میں زندہ ہیں [۲]۔ اور ان پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ [۳]۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور حاضر ناظر نہیں ہیں اور نہ پوری کائنات آپ کے سامنے ہے ورنہ اعمال پیش کئے جانے کی ضرورت کیا ہے۔

آپ حاضر ناظر نہیں ہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

5۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا، ولا تجعلوا قبری عیدا، و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، ص ۲۹۶، نمبر ۲۰۴۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ [کہ اس میں کوئی عبادت ہی نہ کرو] اور میری قبر کو عید منانے کی طرح مت بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجا کرو، تم جہاں بھی ہو مجھ پر تمہارا درود پہنچایا جاتا ہے۔

ان احادیث میں ہے کہ تم جہاں بھی ہو مجھے تمہارا سلام پہنچایا جاتا ہے۔ اگر حضور حاضر ناظر ہیں تو فرشتوں کو سلام پہنچانے کی کیا ضرورت ہے

اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں بھی آپ حاضر ناظر نہیں ہوں گے ورنہ غیر صحابی کو بھی صحابی کیسے سمجھ لیں گے،

6۔ عن ابن عباس الا و انه یجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یا رب أصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح ﴿و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم﴾ فیقال ان هولاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم۔ (بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم۔ ص ۷۹، نمبر ۴۶۲۵، مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ وصفاتہ، ص ۱۰۱۸، نمبر ۴۳۰۴/۵۹۹۶)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔۔۔ قیامت میں حضورؐ کی امتی کے کچھ لوگ لائے جائیں

گے جنکی بد اعمالیاں انکو پکڑ چکی ہوں گی، حضور ﷺ کہیں گے میرے رب یہ میرے صحابی ہیں، تو آپ کو کہا جائے گا، آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کی وفات کے بعد انہوں نے کیا کام کیا ہے [یعنی یہ مرتد ہو چکے تھے]، تو حضور کہتے ہیں کہ میں وہی بات کہوں جو ایک نیک بندے [حضرت عیسیٰ] نے کہا تھا، کہ جب تک میں انکے درمیان رہا تو میں ان کا گواہ رہا، اور جب آپ نے مجھے وفات دی تو آپ ہی انکے نگران ہیں۔ فرشتے حضور کو اطلاع دیں گے کہ جب آپ ان لوگوں سے جدا ہوئے تھے تو یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے

اگر آپ حاضر ناظر ہوتے تو آپ کیوں نہ جان لیتے کہ یہ آدمی میرا صحابی نہیں رہا۔

ان 6 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آپ حاضر ناظر نہیں ہیں، اور نہ پوری کائنات کو آپ کے سامنے کر دی گئی ہے کہ آپ ساری چیزوں کو دیکھ لیں، ہاں آپ قبر میں اپنے جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں، اور جو لوگ آپ پر سلام اور درود پیش کرتے ہیں، فرشتے اس کو آپ تک پہنچا دیتے ہیں، حدیث سے یہی ثابت ہے

اور جب تک آیت، یا پکی حدیث سے حاضر ناظر ثابت نہ ہو، یہ عقیدے کا مسئلہ ہے اس لئے خواب کی باتوں، یا لوگوں کے اقوال سے اتنے بڑے معاملے کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے

قیامت میں گواہی دینے کے لئے امت کا، یا نبی کا حاضر ناظر ہونا ضروری نہیں ہے

آگے تین آیتیں پیش کی جا رہی ہیں، اور عبد اللہ بن عباس کی تفسیر کے اعتبار سے تینوں آیتوں میں شاہدا کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ قیامت میں یہ گواہی دیں گے، کہ میں نے اپنی امت پر رسالت پہنچا دی ہے، اور دوسری امت پر بھی گواہی دیں گے کہ انکے نبیوں نے اپنی اپنی امتوں پر رسالت پہنچا دی ہے، اس لئے شاہدا کا ترجمہ گواہی دینے کا ہے، حاضر ناظر کا نہیں ہے

یہ اشکال کہ گواہی دینے کے لئے امت کی حالتوں کو دیکھنا ضروری ہے، تب ہی تو حالات کو دیکھ کر گواہی دی جاسکے گی، اس لئے حضورؐ کو تمام حالات کی خبر ہے، یہ اشکال صحیح نہیں ہے، بلکہ قرآن نے یہ بتایا ہے کہ تمام نبیوں نے اپنی اپنی امت کو رسالت پہنچا دی ہے، اللہ کی اسی خبر پر اعتماد کر کے حضور بھی گواہی دیں گے، اور حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتایا ہے کہ تمام رسولوں نے اپنی اپنی امت کو رسالت پہنچا دی ہے اس لئے اسی پر اعتماد کرتے ہوئے امت محمدیہ بھی گواہی دے گی کہ تمام رسولوں نے اپنی اپنی امت کو رسالت پہنچا دی ہے، اس میں نہ حضور کا حاضر ہونا ضروری ہے اور نہ اس امت کا حاضر ہونا ضروری ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

7۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ یجی النبی و معہ الرجال و یجی النبی و معہ الثلاثة و اکثر من ذالک و اقل، فیقال لہ هل بلغت قومک؟ فیقول

نعم فیدعی قومہ فیقال هل بلغکم؟ فیقولون: لا، فیقال من شهد لک؟ فیقول محمد و امتہ، فیدعی امة محمد فیقال هل بلغ هذا؟ فیقولون نعم فیقول و ما علمکم بذالک؟ فیقولون أخبرنا نبینا بذالک ان الرسل قد بلغوا فصدقناه، قال فذالکم قوله تعالی ﴿و کذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یكون الرسول علیکم شهیدا﴾ آیت ۱۲۳، سورت البقرة (۲) (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب صفة امة محمد ﷺ، ص ۶۲۴، نمبر ۴۲۸۴)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ نبی قیامت آئیں گے اور انکے ساتھ دو آدمی ہوں گے، اور کچھ نبی آئیں گے، اور انکے ساتھ تین یا زیادہ آدمی ہوں گے، ان سے پوچھا جائے گا، کیا آپ نے اپنی قوم کو پورا پیغام پہنچا دیا تھا، وہ کہیں گے ہاں، اب ان کی قوم کو بلایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم کو نبی نے پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں تو، نبیوں سے پوچھا جائے گا پیغام پہنچانے پر آپ کا گواہ کون ہے، نبی فرمائیں گے، محمدؐ اور ان کی امت، اب محمدؐ کی امت بلائی جائے گی، اور پوچھا جائے گا، کیا ان نبیوں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟، امت محمدیہ کہے گی ہاں، تو اللہ پوچھیں گے تم کو اس کا کیا پتہ ہے، تو امت محمدیہ کہے گی، ہم کو ہمارے نبی نے اس بات کی اطلاع دی تھی کہ تمام نبیوں نے پیغام پہنچا دیا ہے، اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے [اس لئے ہم مے اس کی گواہی دی] حضورؐ نے اس کی تائید میں یہ آیت پڑھی [و کذا لک، الخ] ایسے ہی ہم نے تم کو وسط امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے جو امت کو پیغام پہنچا دینے کی خبر دی تھی اس کی بنیاد پر یہ امت گواہی دے گی، اس کے لئے حاضر ناظر ہونا ضروری نہیں۔ آپ اس تفصیل کو پورے غور سے دیکھیں

اس حدیث میں بھی گواہی دینے کی پوری تفصیل ہے

8۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ یجیء نوح و امتہ فیقول اللہ تعالیٰ هل بلغت فیقول نعم ای رب ، فیقول لامتہ هل بلغکم ؟ فیقولون لا ما جائنا من نبی فیقول لنوح من یشہد لک ؟ فیقول محمد ﷺ و امتہ فتشہد انه قد بلغ ، و هو قوله جل ذکرہ ﴿و کذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا﴾۔ (آیت ۱۴۳، سورت بقرہ ۲)۔ (بخاری شریف، باب قول اللہ عز و جل، ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ [آیت ۲۵، سورت ہود] ص ۵۵۵، نمبر ۳۳۳۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت میں نوحؑ اور انکی امت لائی جائے گی، اللہ پوچھیں گے کیا تم نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے، حضرت نوحؑ فرمائیں گے، ہاں! اللہ امت سے پوچھیں گے، کیا تم کو رسالت پہونچا دیا، تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی نبی ہیں نہیں آئے، تو اللہ نوحؑ سے کہیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ تو نوحؑ کہیں گے کہ محمدؐ اور انکی امت، تو محمدؐ گواہی دیں گے کہ ہاں حضرت نوحؑ نے پیغام پہونچا دیا تھا، اللہ کے اس قول میں اسی واقعے کا ذکر ہے ﴿اسی طرح تم کو وسط امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول [محمدؐ] تم پر گواہ بنیں گے۔

اگر شہید کے لفظ سے حضور کو حاضر ناظر مان لیا جائے تو پھر اس امت کو بھی حاضر ناظر ماننا پڑے گا کیونکہ اس کے بارے میں بھی آیت میں ہے ﴿لتکونون شہداء علی الناس﴾، کہ تم لوگوں پر شہید ہوں گے، اور دوسری امتوں کو بھی حاضر ناظر ماننا ہوگا، کیونکہ انکے بارے میں بھی آیا کہ، ﴿جئنا من کل امة بشہید﴾، کہ ہر امت میں سے بھی ایک ایک شہید لاوں گا

اصل بات پہلے گزر چکی ہے کہ اللہ نے قرآن میں یہ کہہ دیا ہے کہ پچھلے نبیوں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کا

پیغام پہونچا دیا ہے، قرآن کی اس بات پر یقین کرتے ہوئے امت محمدیہ بھی گواہی دے گی کہ تمام نبیوں نے اپنا اپنا پیغام پہونچا دیا ہے، اور خود بھی گواہی دیں گے کہ سارے نبیوں نے اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے

اس آیت میں ہے کہ ہر قوم میں اللہ نے رسول بھیجا تھا۔

20۔ و ما علی الرسول الا البلاغ المبین (آیت ۵۴، النور ۲۴)

ترجمہ۔ اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں

21۔ و ما علی الرسول الا البلاغ المبین (آیت ۱۸، العنکبوت ۲۹)

ترجمہ۔ اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں

22۔ قل ای شیء أكبر شهادة قل الله شهيد بینی و بینکم۔۔ (آیت ۱۹، سورت الانعام

۶)۔ ترجمہ۔ اللہ سے بڑھ کر کون سی چیز گواہی دینے والی ہوگی، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔

اسی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے حضور ﷺ اور انکی امت قیامت میں گواہی دیں گے کہ تمام نبیوں نے اپنا اپنا پیغام پہنچا دیا ہے، اس لئے یہ امت اور حضور حاضر ناظر نہیں تھے

کچھ حضرات نے ان آیتوں سے حاضرناظر ثابت کی ہیں

کچھ حضرات نے ان 3 آیتوں سے حاضرناظر ثابت کی ہیں اور دلیل یہ دی ہے کہ حالات دیکھ کر ہی گواہی دی جاتی ہے اور حضورؐ پچھلے نبیوں کے لئے گواہی دیں گے اس لئے حضورؐ حاضرناظر ہو گئے کچھ حضرات نے شاہد اکا ترجمہ حاضر کیا ہے آیت یہ ہے۔

23۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔ (آیت ۱۵، سورت مزمل ۷۳)۔ ترجمہ۔ جھٹلانے والو یقین جانو ہم نے تمہارے پاس تم پر گواہ بننے والا ایک رسول اسی طرح بھیجا، جیسے ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا۔ یہاں شاہد اکا ترجمہ رسالت کو پہنچا دینے کی گواہی ہے، تفسیر ابن عباس میں عبارت یہ ہے ﴿شہدا علیکم﴾ (بالبلاغ) بالبلاغ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ شاہد اکا ترجمہ رسالت پہنچا دینے کی گواہی ہے، کیونکہ فرعون کی طرف جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا ہے وہ بھی رسالت پہنچا دینے کیلئے ہی ہیں

24۔ یا ایہا النبی انا ارسلناک شہدا و مبشرا و نذیرا O، و داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا۔ (آیت ۴۵، سورت احزاب ۳۳)۔ ترجمہ۔ آئے نبی! بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہو، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہو، اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو۔

یہاں بھی شاہد اکا ترجمہ رسالت پہنچا دینے کی گواہی کے معنی میں ہے، تفسیر ابن عباس میں اس کی تفسیر

بالبلاغ سے کی ہے، ﴿شاہدا﴾ علی امتک بالبلاغ۔ (آیت ۴۵، الاحزاب ۳۳) علی امتک بالبلاغ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ شاہدا کا ترجمہ رسالت پہنچا دینے کی گواہی ہے، آگے کی آیت میں ﴿داعیا الی اللہ باذنہ﴾ ہے، اللہ کی طرف بلانے والا ہے، جس سے رسالت پہنچانے کے معنی کا ثبوت ہے، حاضر ناظر کے معنی میں نہیں ہے۔

25۔ انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا۔ (آیت ۸، سورت الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ آئے پیغمبر ہم نے تمہیں گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا، اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے یہاں بھی تفسیر ابن عباس میں شاہدا کی تفسیر بالبلاغ سے کی ہے، ﴿شاہدا﴾ علی امتک بالبلاغ۔ (آیت ۸، سورت الفتح ۲۸) علی امتک بالبلاغ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ شاہدا کا ترجمہ اللہ کے پیغام پہنچا دینے کی گواہی دینا ہے، حاضر ناظر کے معنی میں نہیں ہے۔

ہر امت میں سے گواہ لائے جائیں گے تو اس پوری امت کو حاضر ناظر ماننا پڑے گا

اگر شہد کے لفظ سے حضورؐ کو حاضر ناظر ثابت کریں تو امتی بھی قیامت میں دوسری قوموں پر گواہی دے گی تو اس امتی کے ہر فرد کو حاضر ناظر ماننا پڑے گا، کیونکہ آیت میں ہے کہ یہ امتی بھی دوسری قوموں پر گواہ ہوگی، اس لئے شہد کے لفظ سے حضورؐ کو حاضر ناظر ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ آپ بھی غور کریں

آیتیں یہ ہیں

26۔ و کذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا۔ (آیت ۱۴۳، سورت بقرہ ۲)

ترجمہ۔ اور اے مسلمانو! اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے

27۔ و یوم نبعث فی کل امة شہیدا علیہم من انفسہم و جنائبک شہیدا علی ہولاء۔ (آیت ۸۹، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور وہ دن بھی یاد رکھو جب ہر امت میں ایک گواہ انہیں میں سے کھڑا کریں گے، اور اے پیغمبر! ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لئے لائیں گے

28۔ فکیف اذا جننا من کل امة بشہید و جنائبک علی ہولاء شہیدا۔ (آیت ۴۱، سورت نساء ۴)

ترجمہ۔ کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور اے

پیغمبر ہم تم کو ان لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔

29۔ لیکون الرسول شہیدا علیکم و تکنونوا شہداء علی الناس (آیت ۷۸، سورت الحج

۲۲) ترجمہ۔ تاکہ یہ رسول تمہارے لئے گواہ بنیں اور تم [یہ امت] دوسرے لوگوں کے لئے گواہ بنو۔

30۔ یوم نبعث من کل امة شہیدا۔ (آیت ۸۴، النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اس دن کو یا د کرو جس دن ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔

31۔ نزعنا من کل امة شہیدا فقلنا ہاتو برہانکم۔ (آیت ۷۵، سورت القصص ۲۸)

ترجمہ۔ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا نکال لائیں گے، پھر کہیں گے کہ لاؤ اپنی کوئی دلیل

ان 6 آیتوں میں ہے کہ ہر امت میں سے گواہ لائیں جائیں گے تو وہ تمام امتی بھی حاضر ناظر ہو

جائے گی، صرف ایک رسول حاضر ناظر نہیں رہیں گے۔۔۔ آیتوں پر غور کر لیں

شہد کے تین معانی ہیں

اس لئے سیاق و سباق دیکھ کر آیت کا ترجمہ کرنا ہوگا۔ تاکہ دوسری آیتوں سے اس کا معنی ٹکرا نہ جائے
[۱]۔۔ گواہی دینا۔

[۲]۔۔ موجود ہونا اور دیکھنا

[۳]۔۔ گواہوں کا تذکرہ کرنا، اور یہ کہنا کہ ان گواہوں نے سچ کہا ہے۔

[۱] شہد کا معنی گواہی دینا اس آیت میں ہے

32۔ وشہد شاہد من اہلہا۔ (آیت ۲۶، یوسف ۱۲)

ترجمہ۔ حضرت زلیخا کے اہل میں سے ایک بچے نے گواہی دی۔

اس آیت میں شہد کا ترجمہ صرف گواہ دینا ہے، کیونکہ بچے نے حضرت یوسفؑ کو زلیخا کے کمرے میں نہیں دیکھا تھا، اس لئے اس آیت میں شہد کا ترجمہ گواہ دینا ہے

[۲] شہد کا ترجمہ موجود ہونا، اس آیت میں ہے

33۔ و ما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر و ما کنت من الشاہدین۔

(آیت ۴۴، سورت قصص ۲۸)

ترجمہ۔ آئے پیغمبر آپ اس وقت کوہ طور کی مغربی جانب حاضر نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو احکام سپرد کئے تھے، اور آپ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اس کو دیکھ رہے تھے۔

اس آیت میں شہد کا ترجمہ ہے آپ وہاں حاضر نہیں تھے

[۳] گواہوں کا تزکیہ کرنا

تزکیہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تصدیق کرے کہ گواہ نے جو گواہی دی ہے وہ سچ اور صحیح ہے

34۔ فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید و جنائبک علی ہولاء شہیدا۔ (آیت ۴۱،
سورت نساء ۴۲)

ترجمہ۔ کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور اے پیغمبر ہم تم کو ان
لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔

تفسیر ابن عباس میں اس آیت میں شہید کا ترجمہ تزکیہ کیا ہے و جنائبک علی ہولاء شہیدا
﴿و یقال لامتك شہیدا مز کیا معدلا ، مصدقا لهم﴾، یعنی امت نے جو گواہی دی ہے حضور
اس کا تزکیہ کریں گے، کہ میری امت نے جو گواہی دی ہے، وہ ٹھیک ہے، سچ ہے

جب شہد کا تین معانی ہیں تو سیاق و سباق دیکھ کر ہی شہد کا ترجمہ کرنا ہوگا، تاکہ اس کا معنی دوسری آیتوں
سے ٹکرا نہ جائے۔

ان احادیث سے حاضر ناظر ہونے کا شبہ ہوتا ہے

9۔ عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله زوى لى الارض فرأت مشارقها و مغاربها و ان امتى سيبلى ملكها ما زوى لى منها۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب ہلاک ہذہ الامۃ بعضهم بعض، ص ۱۲۵۰، نمبر ۲۸۸۹/۷۲۷۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین میرے لئے سکیڑ دی، جس سے میں زمین کی مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا، اور جہاں تک زمین سکیڑی میری امت وہاں تک پہنچ جائے گی۔

یہ ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ، مشرق اور مغرب کی زمین آپ کے سامنے کردی کردی، اور آپ نے اس کو دیکھ لیا، اس میں زوی، ماضی کا صیغہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ ایک مرتبہ ایسا کیا گیا، ورنہ اگر آپ ہمیشہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو آپ کے سامنے زمین کو کرنے کا مطلب کیا ہے، وہ تو ہر وقت آپ کے سامنے ہے ہی، اس لئے اس حدیث سے حاضر ناظر ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی زندگی میں ایک معجزہ ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ہے،

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف زمین آپ کے سامنے کی گئی ہے پوری کائنات نہیں ہے آپ خود بھی غور کر لیں۔

اس حدیث سے بھی حضورؐ کے حاضر ناظر ہونے کا شبہ ہوتا ہے

10۔ عن عبد الله بن عمرو [بن العاص] قال الدنيا سجن المومن و جنة الكافر، فاذا مات المومن يخلى به يسرح حيث شاء. و الله اعلم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، باب

کلام عبد اللہ بن عمر، ج ۷، ص ۵۷، نمبر ۲۲۷۳۴)

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمر بن العاص نے فرمایا: دنیا مومن کی قید ہے اور کافر کی جنت ہے، پس جب مومن مر جاتا ہے تو وہ دنیا سے چھوٹ جاتا ہے، اور جہاں چاہتا ہے گھومتا رہتا ہے

اس صحابی کے قول میں یسر ح حیث شاء، کہ جہاں چاہتا ہے گھومتا رہتا ہے سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے مومن کی رو میں دنیا میں جہاں چاہتی ہیں گھومتی رہتی ہیں، اور اسی پر قیاس کر کے حضور بھی ہر جگہ حاضر ناظر ہیں

لیکن اس میں تین خامیاں ہیں

[۱]۔۔ یہ حدیث نہیں ہے یہ صحابی کا اپنا قول ہے، جس سے عقیدہ ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

[۲]۔۔ دوسری بات ہے کہ جب دنیا قید ہے اور موت کی وجہ سے وہاں سے نکل گئی تو دوبارہ دنیا جیسی قید میں مومن کی روح کیوں آئے گی۔

[۳]۔۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ دنیا میں نہیں بلکہ جنت میں جہاں چاہتی ہے گھومتی رہتی ہے، کیونکہ دوسری حدیث میں شہیدوں کے بارے میں ہے کہ انکی روح جنت میں جہاں چاہتی ہے گھومتی رہتی ہے، دنیا میں نہیں گھومتی۔

11۔ حدیث یہ ہے

۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ رأیت جعفرًا یطیر فی الجنة مع الملائکۃ۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن طالب، ص ۸۵۵، نمبر ۶۳۷۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جعفرؓ کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں اس حدیث میں ہے کہ حضرت جعفرؓ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔ اس لئے عبد اللہ بن عمر کے قول کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مومن موت کے بعد جنت میں پھرتے ہیں، دنیا میں پھرنا ثابت نہیں

ہوگا

اس حدیث میں بھی اس کی تصریح ہے کہ شہداء کی روہیں جنت میں جدھر چاہتی ہے گھومتی ہیں، دنیا میں نہیں

12۔ عن مسروق قال سألنا عبد الله هو ابن مسعود عن هذه الآية ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ (آیت ۱۶۹، آل عمران ۳) قال اما انا قد سألنا عن ذلك فقال ارواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوى الى تلك القناديل۔ (مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشہداء فی الجنة وانہم احياء عند ربهم يرزقون، ص ۸۴۵، نمبر ۴۸۸۵/۱۸۸۷)

ترجمہ۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس آیت ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ کے بارے میں پوچھا، فرمایا کہ میں اس آیت کے بارے میں حضورؐ سے پوچھ چکا ہوں، فرمایا کہ شہیدوں کی روح سبز پرندے کے پیٹ میں ہوتی ہے، اور قندیلیں عرش کے ساتھ لٹکی ہوتی ہیں، وہ روح جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے، پھر اس قندیل میں آکر ٹھہر جاتی ہے

اس حدیث میں بھی ہے کہ جنت میں جدھر چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں، دنیا میں ادھر ادھر پھرنے کا ثبوت نہیں ہوگا،

اس حدیث میں ہے کہ مومن کی روح بھی جنت میں ہوتی ہے

13۔ عن عبد الرحمن بن كعب الانصاري انه اخبره ان اباہ كان يحدث ان رسول

اللہ ﷺ قال انما نسمة المؤمن طائر يعلق في شجرة الجنة حتى يرجع الى جسده يوم يبعث۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب ذکر القبر والہی، ص ۶۲۲، نمبر ۴۲۷۱ مسند احمد، بقیۃ حدیث کعب بن مالک الانصاری، جلد ۲۵، ص ۵۷، نمبر ۱۵۷۷۷)۔

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مومن کی روح ایک پرندہ جیسی ہوتی ہے جو جنت کے درختوں میں لٹکی ہوتی ہے، پھر قیامت کے دن اٹھائے جانے کے وقت جسم کی طرف لوٹائی جائے گی، اس حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مومن کی روح جنت میں ہوتی ہے، دنیا میں ادھر ادھر نہیں بھٹکتی۔ یہ عقیدہ ہندوؤں کا ہے کہ مرنے کے بعد میت کی روہیں دنیا میں بھٹکتی رہتی ہیں۔

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 13 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں
آپ ان آیتوں اور حدیثوں میں خود غور کر لیں

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ دیوی اور دیوتا ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر چیز کو دیکھتے ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ انکے رشی منی، یعنی انکے پرانے بزرگ، اور دیوی، دیوتا ہر جگہ حاضر ناظر ہیں، یہاں تک کہ بتوں کے اندر بھی وہ حاضر ہیں، اور اپنے پوجا کرنے والے کی ہر بات کو سن رہے ہیں، اور انکو دیکھ بھی رہے ہیں، اور اس کی مدد بھی کرتے ہیں، اسی لئے تو وہ ان کی بت بنا کر پوجا کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں، ورنہ تو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ مٹی کی بنی بت ہے، اس میں کوئی جان نہیں ہے، لیکن اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اسکے رشی منی اس میں حاضر و ناظر ہیں اس لئے وہ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں انکو پوجتے، اور ان سے، اپنی منتیں مانگتے ہیں۔

اس لئے اللہ نے 5 آیتوں میں یہ واضح کر دیا کہ آپ فلاں فلاں مقام پر نہیں تھے، تاکہ لوگ حضور کو حاضر ناظر سمجھ کر ان سے منتیں نہ مانگنے لگیں، اور ان کے سامنے اپنی مرادیں نہ پیش کرنے لگیں۔

اس نکتہ پر غور فرمائیں۔

۹۔ مختار کل صرف اللہ ہے

البتہ حضورؐ کو دنیا میں بہت سے اختیار دئے گئے ہیں، اور آخرت میں بھی بہت سارے اختیار دئے جائیں گے، جو اولین اور آخرین میں سے سب سے زیادہ ہیں لیکن وہ جز اختیارات ہیں کل نہیں ہیں

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس عقیدے کے بارے میں 36 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اختیارات کی 4 قسمیں ہیں

[۱]۔۔۔ ازل سے ابد تک ہر چیز کرنے کا اختیار، یہ اختیار صرف اللہ کو ہے۔

[۲]۔۔۔ حضورؐ کو زندگی میں بہت سے اختیار دئے گئے

[۳]۔۔۔ حضورؐ کو قیامت میں چار اختیار دئے جائیں گے

[۴]۔۔۔ کیا حضورؐ کو زید کو شفا دینے، روزی دینے، نفع اور نقصان دینے کا اختیار ہے

[۱]۔۔ ازل سے ابد تک ہر چیز کرنے کا اختیار،

یہ اختیار صرف اللہ کو ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔ اللہ خالق کل شیء و هو علی کل شیء وکیل۔ (آیت ۶۲، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

2۔ ذالک اللہ ربکم خالق کل شیء۔ (آیت ۶۲، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پالنے والا ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

3۔ ان ربک فعال لما یرید۔ (آیت ۱۰۷، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ یقیناً آپ کا رب چوچا ہے کرتا ہے

4۔ ذو العرش المجید فعال لما یرید۔ (آیت ۱۶، سورت البروج ۸۵)

ترجمہ۔ عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے، جو کچھ ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے

5۔ قل اللہ خالق کل شیء و هو الواحد القہار۔ (آیت ۱۶، سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔ آپ یہ کہہ دیجئے کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہ ایک ہی غالب ہے

ان 5 آیتوں میں ہے کہ ازل سے ابد تک کا پورا پورا اختیار صرف اللہ کو ہے، کسی اور کو نہیں ہے

[۲]۔ زندگی میں حضور ﷺ کو بہت سارے اختیار دئے گئے

کھانے کے پینے کے سونے کے جاگنے کے، امر کے، نہی کے، احکام پھیلانے کے اختیارات دئے گئے تھے

خاص طور پر ان چار اختیار کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا
اس کے لئے آتیں یہ ہیں

6۔ هو الذی بعث فی الامیئن رسولا من انفسهم یتلوا علیہم آیاتہ و یرکبہم و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (آیت ۲، سورۃ الجمعۃ ۶۲) ترجمہ۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو انکے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے

7۔ ربنا و ابعث فیہم رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ و یرکبہم۔ (آیت ۱۲۹، سورۃ البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ اور ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہیں میں سے ہو، جو انکے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔

اس آیت میں ہے کہ حضورؐ کو چار کام کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ [۱]۔ قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے [۲]۔ قرآن سکھلانے کے لئے [۳]۔ حکمت سکھلانے کے لئے [۴] اور تزکیہ کرنے کے لئے، اس لئے زندگی میں حضورؐ کو یہ اختیار تو ہے۔

8۔ و داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا۔ (آیت ۴۶، سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔ اللہ کے حکم سے لوگوں کو بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو

9۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ (آیت ۶۷، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اے رسول جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کر

10۔ و لا بین لکم بعض الذی تختلفون فیہ فاتقوا اللہ و اطیعون۔ (آیت ۶۳، سورت

الزخرف ۴۳) ترجمہ۔ اور اس لئے لایا ہوں کہ تمہارے سامنے وہ چیزیں واضح کر دوں جن میں تم

اختلاف کرتے ہو، لہذا تم اللہ سے ڈرو، اور میری بات مان لو

ان 5 آیتوں میں ہے کہ آپ کو زندگی میں دین اور احکام پھیلانے کے، اور امر و نہی کے نافذ کرنے

کے اختیار دئے گئے تھے انکے علاوہ بھی زندگی میں بہت سارے اختیار دئے گئے تھے۔

[۳]۔ حضورؐ کو قیامت میں چار اختیار دئے جائیں گے

قیامت میں اللہ کے حکم سے اور بھی اختیار دئے جائیں گے، لیکن یہ چار اختیار اہم ہیں

- (۱) شفاعت کبریٰ کا اختیار
- (۲) شفاعت صغریٰ کا اختیار
- (۳) اللہ کی حمد کرنے کا اختیار
- (۴) حوض کوثر پر پانی پلانے کا اختیار

[۱] شفاعت کبریٰ کا اختیار

قیامت میں حساب کرنے کے لئے جو سفارش کی جائے گی، اس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں، کیونکہ یہ شفاعت بہت مشکل ہوگی، اور یہ سفارش کرنے کا حق صرف حضورؐ کو دیا جائے گا، کسی اور کو نہیں اس کے لئے حدیث یہ ہے

1۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا ثم يقال لى : ارفع رأسك و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسى فأحمد ربى بتحميد يعلمنى ، ثم اشفع فيحد لى حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله فى الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى فى النار الا من حبسه القرآن ۔ (بخارى شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ ص)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے ہمارے رب سے

کوئی سفارش کرتا تو ہم اس جگہ کی مصیبتوں سے نجات پالیتے۔۔۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سراٹھائے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا، فرمائے، آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سفارش کیجئے، سفارش قبول کی جائے گی، میں سراٹھاؤں گا، اور اللہ کی ایسی تعریف کروں گا جو اللہ مجھے تعلیم دیں گے، پھر میں سفارش کروں گا تو ایک حد تک میری سفارش قبول کی جائے گی، پھر میں انکو آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ پہلے کی طرح سجدے میں جاؤں گا، [پھر تیسری مرتبہ، پھر چوتھی مرتبہ سجدے میں جاؤں گا] پھر جہنم میں وہی باقی رہیں گے جنکو قرآن نے جہنم میں رکھنے کا فیصلہ کیا ہے [یعنی جو کافر ہوگا وہی جہنم میں باقی رہیگا]

اس حدیث میں تین چیزوں کا ثبوت ہے، [۱] ایک شفاعت کبریٰ کا [۲]، دوسرا حمد کرنے کا [۳]، اور تیسرا شفاعت صغریٰ کا

[۲] شفاعت صغریٰ کا اختیار

2۔ حدثنا انس بن مالک ان النبی ﷺ قال لكل نبی دعوة دعاها لامته وانی اختبأت دعوتی شفاوة لامتی یوم القیامة۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب اختباء النبی دعوة الشفاعة لامته، ص ۱۰۶، نمبر ۲۰۰/۴۹۴)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا ہوتی ہے جو اپنی امت کے لئے وہ کرتے ہیں اور میں نے اپنی امت کے لئے ایک دعا چھپا کر رکھی ہے، اور وہ یہ کہ قیامت کے دن اپنی امت کے لئے سفارش کروں گا۔

اس حدیث میں شفاعت صغریٰ کا ذکر ہے، جو حضور ﷺ کو دی جائے گی۔

لیکن یہ شفاعت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوگی

اس کے لئے یہ آیت ہے

11۔ من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه۔ (آیت ۲۵۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے

12۔ ما من شفیع الا من بعد اذنه۔ (آیت ۳، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے کسی کی سفارش کرنے والا نہیں ہے۔

[۳] حمد کرنے کا اختیار

حضورؐ کو قیامت میں اللہ کی ایسی تعریف کرنے کا اختیار دیا جائے گا جو کسی اور کو نہیں دیا جائے گا

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ یجمع اللہ الناس یوم القيامة فیقولون لو

استشفعنا علی ربنا حتی یریحنا من مکاننا ثم یقال لی : ارفع رأسک و سل

تعطه ، و قل یسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسی فأحمد ربی بتحمید یعلمنی ۔

بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ ص)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے ہمارے رب سے

کوئی سفارش کرتا تو ہم اس جگہ کی مصیبتوں سے نجات پالیتے۔۔۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا

جائے گا کہ اپنا سراٹھائے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا، فرمائے، آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سفارش

کیجئے، سفارش قبول کی جائے گی، میں سراٹھاؤں گا، اور اللہ کی ایسی تعریف کروں گا جو اللہ مجھے تعلیم دیں

گے۔

[۴] حوض کوثر پر پانی پلانے کا اختیار

4۔ عن عبد الله بن عمر و قال النبي ﷺ حوضي مسيرة شهر مأؤه أبيض من اللبن و ريحه أطيب من المسك و كيزانه كنجوم السماء ، من شرب منها فلا يظمأ أبدا .
(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ص ۱۱۳۸، نمبر ۹۷۵۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میرا حوض ایک مہینے تک چلنے کی مسافت تک ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے، اس کے پیالے آسمان میں ستارے جتنے ہیں، جو اس سے ایک مرتبہ پی لیگا کبھی پیاسا نہیں ہوگا

ان 4 چار حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور کو قیامت میں چار بڑے بڑے اختیار دئے جائیں گے

[۴]۔ اختیار کی چوتھی قسم،

نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے

اختیار کی چوتھی قسم ہے نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار، کسی کو اولاد دینا، کسی کو شفاء دینا، کسی کو روزی دینا، کسی کو موت دینا، کسی کو حیات دینا، بارش برسانا، قحط لانا، یہ اختیارات حضور ﷺ کو بھی نہیں ہیں، اور کسی اور کو بھی نہیں ہیں، یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

اس کے لئے یہ آیتیں یہ ہیں

13۔ قل ما كنت بدعا من الرسل ، و ما ادرى ما يفعل بى و لا بكم ، ان اتبع الا ما يوحى الى ۔ (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)۔ ترجمہ۔ کہو کہ میں پیغمبر میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا، میں کسی اور چیز کی نہیں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

اس آیت میں مجھے بھی معلوم نہیں کہ اللہ میرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے، تو حضورؐ کو اختیار کیسے ہوا

14۔ ، قل انى لا املك لكم ضرا و لا رشدا قل انى لن يجيرنى من الله احدا و لن اجد من دونه ملتحدا ۔ (آیت ۲۱، سورة الجن ۷۲)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں نہ تمہارے نقصان کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا مالک ہوں۔ آپ کہہ

دیجئے! مجھے اللہ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے، اور نہ میں اسے چھوڑ کر کوئی پناہ کی جگہ پاسکتا ہوں

اس لئے یہ چوتھی قسم کا اختیار بھی حضورؐ کے پاس نہیں ہے۔ آپ خود بھی آیتوں پر غور کر لیں۔

حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میرے ہاتھ میں نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

15۔ قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله۔ (آیت ۱۸۸، سورۃ الاعراف ۷)
ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے آپ کو بھی نقصان اور نفع پہنچانے کا مالک نہیں ہوں، مگر اللہ جتنا
چاہے گا اتنا ہوگا

16۔ قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله۔ (آیت ۴۹، سورۃ یونس ۱۰)
ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے آپ کو بھی نقصان اور نفع پہنچانے کا مالک نہیں ہوں، مگر اللہ جتنا
چاہے گا اتنا ہوگا

17۔ قل انی لا املك لكم ضرا ولا رشدا (آیت ۲۰، سورۃ الجن ۷۲)
ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں نہ تمہارے نقصان کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا مالک ہوں
18۔ قل انی لن یجیرنی من اللہ احدا و لن اجد من دونہ ملتحدا۔ (آیت ۲۱، سورۃ
الجن ۷۲)۔ ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے! مجھے اللہ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے، اور نہ میں اسے چھوڑ کر کوئی پناہ کی
جگہ پاسکتا ہوں

19۔ قل ما یكون لی ان ابدله من تلقاء نفسي۔ (آیت ۱۵، سورت یونس ۱۰)
ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کروں

20۔ قل ما کنت بدعا من الرسل ، و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ، ان اتبع الا ما

یوحی الی۔ (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)۔ ترجمہ۔ کہو کہ میں پیغمبر میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا، میں کسی اور چیز کی نہیں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

ان 6 آیتوں میں حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ مجھے اختیار نہیں ہے، تو پھر حضور ﷺ کو کیسے مختار کل کہا جائے؟۔

ان آیتوں میں ہے کہ حضورؐ کو بہت سے اختیارات نہیں ہیں

- 21۔ لیس علیک ہداهم و لكن الله یهدی من یشاء۔ (آیت ۲۷۲، سورۃ البقرۃ ۲)
- ترجمہ۔ آے پیغمبر آپ پر ہدایت دینے کی ذمہ داری نہیں ہے، لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے
- 22۔ انک لا تہدی من احببت ، و لكن الله یهدی من یشاء و ہوا علم بالمہتدین ۔ (آیت ۵۶، سورۃ القصص ۲۸)

ترجمہ۔ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت میں ہے کہ آپؐ کسی کو ہدایت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے، ہاں اللہ جس کو چاہیں اس کو ہدایت دے سکتے ہیں۔ تو پھر آپؐ مختار کل کیسے ہوئے

- 23۔ و لا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء الله (آیت ۲۴، سورۃ الکہف ۱۸)
- ترجمہ۔ آے پیغمبر کسی بھی کام کے بارے میں کبھی یہ نہ کہو کہ میں یہ کام کر لوں گا، ہاں یہ کہو کہ اللہ چاہے گا

تو کر لوں گا

24۔ لیس لك من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون۔ (آیت ۱۲۸، سورت آل عمران ۳)۔ ترجمہ۔ آئے پیغمبرؐ کو اس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں ہے، کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے، کیونکہ یہ ظالم لوگ ہیں

25۔ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا و الامر یومئذ لله (آیت ۱۹، سورت الانفطار ۸۲)۔ ترجمہ۔ یہ وہ دن [قیامت] ہوگا جس میں کوئی آدمی کسی دوسرے کے لئے کچھ کرنے کا مالک نہیں ہوگا، اور تمام تر حکم اس دن اللہ ہی کا چلے گا۔

26۔ ما کان للنبی و الذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین و لو کانوا اولیٰ قریبی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم۔ (آیت ۱۱۳، سورت التوبہ ۹)۔ ترجمہ۔ یہ بات تو نہ نبی کو زیب دیتی اور نہ دوسرے مومنوں کو کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں

27۔ ما کان لرسول ان یأتی بأیۃ الا باذن اللہ۔ (آیت ۷۸، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ اور کسی رسول کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے

ان 7 آیتوں کو غور سے دیکھیں کہ حضورؐ کو بہت سی چیزوں کا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ تو حضور ﷺ کو مختار کل کیسے کہا جائے؟۔

اللہ کی مرضی کے بغیر حضورؐ کو مسئلہ بیان کرنے کا بھی حق نہیں ہے

ان آیتوں میں تو یہاں تک ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر حضورؐ کو مسئلہ بیان کرنے کا بھی حق نہیں ہے

28۔ یا ایہا النبی لما تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک۔ (آیت ۱، سورت تحریم ۶۶)۔ ترجمہ۔ آئے نبی جس چیز کو میں نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے اسے کیوں حرام کرتے ہو۔

29۔ ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یشحن فی الارض۔ (آیت ۶۷، سورت الانفال ۸)۔ ترجمہ۔ یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں ہے کہ انکے پاس قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کا خون اچھی طرح نہ بہالیں

حضورؐ نے بدری قیدیوں سے فد یہ لینے کا حکم دیا تھا، جو اللہ کی مرضی نہیں تھی تو فوراً حضورؐ کو اس سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

ان 2 آیتوں کو دیکھیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر آپؐ کو مسئلہ بیان کرنے کا بھی حق نہیں ہے تو آپؐ مختار کل کیسے ہو گئے؟

حضورؐ نے جو کچھ کیا ہے وہ اللہ کی اجازت سے کی ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

30۔ و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ (آیت ۶۴، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ ہم نے کسی بھی رسول کو اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے انکی اطاعت کی جائے

31۔ و ما کان لرسول ان یأتی بأیة الا باذن اللہ لکل اجل کتاب۔ (آیت ۳۸، سورت

الرعد ۱۳)

ترجمہ۔ اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی آیت بھی لاسکے

32۔ و ما کان لرسول ان یأتی بأیة الا باذن اللہ۔ (آیت ۷۸، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ اور کسی رسول کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے

33۔ انزلنا الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم۔ (آیت ۱، سورت

ابراہیم ۱۴)

ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو اس کے رب کے حکم سے

اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آؤ۔

34۔ و داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا۔ (آیت ۴۶، سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔ اللہ کے حکم سے لوگوں کو بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو

ان 5 آیتوں میں ہے کہ حضورؐ کو بہت سے اختیار دئے گئے تھے، لیکن وہ سب اللہ کے حکم سے تھے

اللہ کے اختیارات لامحدود ہیں وہ حضور ﷺ کو کیسے حاصل ہو سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، اس کا اختیار لامحدود ہے اور حضورؐ کی ذات محدود ہے اس لئے وہ تمام اختیارات حضورؐ کو کیسے حاصل ہو سکتے ہیں، یہ ناممکن ہے، اس لئے حضور مختار کل نہیں ہیں، ہاں دنیا میں اور آخرت میں کچھ اختیار دئے گئے ہیں، جنکی تفصیل اوپر گزری۔

اس آیت میں ہے کہ اللہ جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں

35۔ ان ربک فعال لما یرید۔ (آیت ۱۰۷، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ یقیناً آپ کا رب چوچا ہے کرتا ہے

36۔ ذو العرش المجید فعال لما یرید۔ (آیت ۱۶، سورت البروج ۸۵)

ترجمہ۔ عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے، جو کچھ ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے

حضورؐ کو اس قسم کا اختیار نہیں ہے کہ جو چاہے کر لیں، یہ اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

ان 36 آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو زندگی میں بہت سے اختیار دئے گئے تھے،

اور قیامت میں بھی بہت سے اختیار دئے جائیں گے

یہ اختیارات تمام اولین اور آخرین سے زیادہ ہیں

ان سب کے باوجود آپؐ مختار کل نہیں ہیں، اور نہ آپؐ کسی کے نفع و نقصان کے مالک ہیں

حضورؐ کو کلی اختیار نہیں ہے، احادیث سے اس کا ثبوت

ان احادیث میں ہے کہ مجھے اختیار نہیں ہے

5۔ عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ قال یا ام الزبیر بن العوام عمۃ رسول اللہ ﷺ. یا فاطمۃ بنت محمد اشتریا انفسکما من اللہ ، لا املک لکما من اللہ شیئا ، سلانی من مالی ما شئتما۔ (بخاری شریف، باب من انتسب الی اباہ فی الاسلام والجاہلیۃ، ص ۵۹۴، نمبر ۳۵۲۷)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔۔۔ اے رسول اللہ کی پھوپھی ام زبیر بن عوام، اے فاطمہ بنت محمد اللہ سے اپنے لئے کچھ خرید لو میں تم لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا ہوں، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔

6۔ ان ابا ہریرۃؓ قال قام رسول اللہ ﷺ حین انزل اللہ عز و جل ﴿ و انذر عشیرتک الاقربین ﴾ [آیت ۲۱۴، سورۃ الشعراء ۲۶]۔ یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ ، لا أغنی عنک من اللہ شیئا ، و یا فاطمۃ بنت محمد ﷺ سلینی ما شئت من مالی ، لا اغنی من اللہ شیئا۔ (بخاری شریف، باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب، ص ۴۵۵، نمبر ۲۷۵۳)۔ ترجمہ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ گھڑے ہوئے اور فرمایا کہ۔۔۔ اے رسول کی پھوپھی صفیہؓ میں اللہ کی جانب سے تم کو کام نہیں آ سکتا، اور اے فاطمہؓ میرے مال میں سے مجھ سے مانگ لو، میں اللہ کی جانب سے کچھ کام نہیں آ سکتا۔

ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ میں قیامت میں کام نہیں آ سکتا، ہاں ایمان ہو اور اللہ شفا رس کرنے کی

اجازت دے تو میں سفارش کروں گا۔

7۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا ثم يقال لي : ارفع رأسك و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسي فأحمد ربي بتحميد يعلمني ، ثم اشفع فيحد لي حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله في الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى في النار الا من حبسه القرآن ۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے، ہمارے رب کے سامنے کوئی سفارش کرتا تو اس جگہ سے ہمیں عافیت ہو جاتی۔۔۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا، سر اٹھاؤ اور مانگو دیا جائے گا، کہو بات سنی جائے گی، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی، تو میں سر اٹھاؤں گا، اور ایسی حمد کروں جو اللہ اس وقت مجھے سکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا تو ایک حد متعین کر دی جائے گی، پھر میں ان لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر پہلے کی طرح دوبارہ میں سجدے میں گر پڑوں گا، یہ تیسری مرتبہ ہو گا یا چوتھی مرتبہ ہو گا، یہاں تک کہ جہنم میں وہی باقی رہیں گے جنکو قرآن نے روک رکھا ہے [یعنی صرف کافر جہنم میں باقی رہ جائیں گے]

اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں حضور اللہ سے مانگیں گے اور اللہ دیں گے، پھر یہ بھی ہے کہ تمام کی سفارش بیک وقت نہیں کریں گے، بلکہ ایک مرتبہ ایک حد متعین کی جائے گی، پھر دوسری مرتبہ دوسری حد متعین ہوگی، اور تیسری مرتبہ ایک حد متعین کی جائے گی، پھر چوتھی مرتبہ سفارش کی ایک حد متعین کی جائے گی، اس طرح چار مرتبہ میں آپ کی سفارش پوری ہوگی، اس لئے آپ قیامت میں بھی مختار کل نہیں ہوں گے،۔۔ ان حدیثوں میں آپ خود بھی غور فرمائیں۔

اس حدیث میں یہاں تک روکا گیا ہے کہ، یہ بھی نہ کہے کہ اللہ اور محمد ﷺ نے چاہا، بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے چاہا، پھر محمد ﷺ نے چاہا

8۔ حدیث یہ ہے۔ عن حذیفہ بن الیمان تقولون ما شاء الله و شاء محمد ، و ذکر ذالک للنبی ﷺ فقال اما و الله ان كنت لا عرفها لكم ، قولوا ما شاء الله ثم شاء محمد ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الکفارات، باب انہی ان یقال ما شاء الله و شئت، ص ۳۰۴، نمبر ۲۱۱۸ / مسند احمد، حدیث حذیفہ بن یمان، ج ۳۸، ص ۳۶۴، نمبر ۲۳۳۳۹)

ترجمہ۔ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے۔۔۔ تم لوگ کہتے ہو جو اللہ چاہتے ہیں، اور محمدؐ چاہتے ہیں [تو وہ کام ہوتا ہے]، اس کا تذکرہ حضورؐ کے سامنے ہوا، تو حضورؐ نے فرمایا خدا کی قسم تم لوگوں کی اس بات کو جانتا تھا، یوں کہو، جو اللہ چاہتے ہیں، پھر محمدؐ چاہتے ہیں [یعنی اللہ کے چاہنے کے بعد محمدؐ نے چاہا، تاکہ چاہنے میں شرکت نہ ہو]

اور طبرانی کبیر میں تو ہے کہ، صرف یہ کہو کہ اللہ نے چاہا، بیچ میں حضور ﷺ کے چاہنے کا نام ہی نہ لو،

9۔ حدیث یہ ہے۔ عن ربعی بن خراش عن اخ لعائشة زوج النبی ﷺ ... انما کان یمنعنی ان انہا کم من ذالک الحیاء ، فاذا قلت فقولوا ، ما شاء الله وحده ۔ (طبرانی کبیر، طفیل بن سخیر الدوسی اخو عائشہؓ، ج ۸، ص ۳۲۵، نمبر ۸۲۱۵)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ کے بھائی ربیع بن خراش سے روایت ہے۔۔۔۔ شرم کی وجہ سے میں یہ بات نہیں کہہ رہا تھا، جب تم کہو تو یوں کہو کہ، صرف اللہ جو چاہے وہ ہوتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ صرف یہ کہو کہ اللہ جو چاہے وہ ہوتا ہے۔

اس لئے ان 5 احادیث سے پتہ چلتا ہے، کہ حضور ﷺ مختار کل نہیں ہیں۔

اور جب حضورؐ مختار کل نہیں ہیں تو کوئی بھی نبی، یا صحابی، یا ولی بھی مختار کل نہیں ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس کی دیوی دیوتا کو کل اختیارات ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس کی دیوی، دیوتا کو، یہاں تک کہ اس کی مورتیوں کو بھی نفع نقصان پہنچانے کا اختیار ہے، چنانچہ انکے یہاں کچھ دیوی نفع پہنچانے کے لئے مختص ہیں، کچھ نقصان پہنچانے کے لئے مختص ہیں، کچھ کے ذمے بارش برسانے کا کام ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ دیوی، دیوتا کو پوجتے ہیں، اور ان سے اپنی ضرورتیں مانگتے ہیں، اور انکی مورتی بنا کر اس کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں

چونکہ یہ شرک تھا اس لئے اللہ نے قرآن حکیم میں اس پر پورا زور دیا، اور حضور ﷺ سے اعلان کروایا کہ میرے ہاتھ میں نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں ہے۔

اس نکتہ پر غور فرمائیں

۱۰۔ علم غیب صرف اللہ کو ہے

اس عقیدے کے بارے میں 55 آیتیں اور 17 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

علم غیب صرف اللہ کو ہے، ہاں حضورؐ کو غیب کی بہت ساری باتیں وحی کے ذریعہ، یا معراج میں لیجا کر، یا جنت اور جہنم کو آپ کے سامنے کر کے بتائی گئیں ہیں جو کائنات میں سب سے زیادہ علم ہے، اس لئے یوں کہا جائے کہ عالم الغیب صرف اللہ ہے، اور حضورؐ کو 7 طریقوں سے غیب کی بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں جو اولین اور آخرین میں سے سب سے زیادہ ہیں البتہ یہ علم جز ہے، کل علم نہیں ہے

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تمام نبیوں کو وحی کے ذریعہ غیب کی بہت ساری باتیں بتائی گئی ہیں، اسی لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے، یعنی غیب کی باتیں بتانے والے۔

لیکن غیب کی باتیں بتانے کی وجہ سے وہ، عالم الغیب نہیں ہو جاتے، کیونکہ اگر غیب کی باتیں بتانے سے وہ عالم الغیب ہو جائیں تو تمام نبیوں کو، عالم الغیب، ماننا پڑے گا، اس صورت میں تنہا حضورؐ عالم الغیب نہیں رہیں گے۔۔ اس نکتہ پر غور کر لیں۔

علم غیب کی تین صورتیں ہیں

[۱]۔۔ وہ علم غیب جو ذاتی ہے، اور ہر چیز کو شامل ہے، اور ہمیشہ کے لئے شامل ہے، یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ علم لا انتہا ہے، اس کی کوئی حد نہیں ہے یہ علم غیب صرف اللہ کو ہے، کسی اور کو نہیں ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

علم غیب اللہ کا علم ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے، اور حضور ﷺ کی تو انتہاء ہے، تو یہ بے انتہاء والا علم حضور کو کیسے ہو سکتا ہے!

[۲]۔۔ علم غیب کی دوسری صورت یہ ہے کہ، غیب کی باتیں ہیں، غیب کی چیزیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتائی۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے جتنی باتیں بتائیں، وہ تو رسول اللہ کے لئے ثابت ہیں یہ علم ایک تو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ علم بعض ہے اللہ کا کل علم نہیں ہے

اس آیت میں ہے کہ غیب کی کچھ خبریں وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتائی جا رہی ہے

۔ ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔ (آیت ۴۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں

[۳]۔۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کے کھانے پینے، بیمار، شفا، اولاد، موت، حیات، نفع

نقصان کا علم، کیا یہ علم حضور کو ہے؟

تو آگے 40 آیتیں اور 5 حدیثیں آرہی ہیں کہ یہ علم بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے۔

[۱]۔۔ وہ علم غیب جو ذاتی ہے، اور ہر چیز کو شامل ہے

یہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

[۱]۔۔ اللہ کا ذاتی علم غیب جو ہمیشہ کے لئے ہے، اور صرف اللہ ہی کو ہے، اس کے لئے آیتیں یہ ہیں۔

ان آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ کے پاس ہے

1۔ قل لا يعلم من فى السماوات والارض الغيب الا الله و ما يشعرون ايان يبعثون ۔

[آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷]۔ ترجمہ۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کسی کو

علم غیب نہیں ہے، اور لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کب دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

2۔ و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو ۔ (آیت ۵۹، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، اللہ کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔

3۔ ولله غيب السماوات والارض و اليه يرجع الامر كله۔ (آیت ۱۲۳، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ آسمان اور زمین میں جتنے پوشیدہ ہیں سب اللہ ہی کے علم میں ہیں، اور اسی کی طرف سارے معاملات لوٹائے جائیں گے۔

4۔ تعلم ما فى نفسى و لا اعلم ما فى نفسك انك انت علام الغيوب ۔ (آیت ۱۱۶،

سورت المائدة ۵)۔ ترجمہ۔ میرے دل میں کیا ہے وہ آپ جانتے ہیں، اور میں آپ کی پوشیدہ باتوں

کو نہیں جانتا، یقیناً آپ کو تمام چھپی ہوئی باتوں کا پورا پورا علم ہے

نوٹ: یہاں انک اور انت سے حصر ہے کہ صرف تو ہی جانتا ہے، پھر علام مبالغے کا صیغہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ بہت جاننے والے ہیں، پھر غیوب بھی مبالغے کا صیغہ ہے کہ غیب کی ہر ہر چیز کو جاننے والے ہیں، اس لئے اس صفت کا مالک کوئی اور نہیں ہے۔

5۔ له غيب السموات الارض۔ (آیت ۲۶، سورت الکہف ۱۸)

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کے ساری غیب کی باتیں اللہ ہی کے علم میں ہیں

6۔ قل انما العلم عند الله و انما انا نذير مبين۔ (آیت ۲۶، سورت الملک ۶۷)

ترجمہ۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، اور میں تو صرف صاف صاف طریقے پر خبردار کرنے والا ہوں

7۔ قل لا يعلم من فى السماوات والارض الغيب الا الله۔ (آیت ۶۵، سورت النمل

۲۷) ترجمہ۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ کسی کے پاس علم غیب نہیں ہے

8۔ قالوا لا علم لنا انك انت علام الغيوب۔ (آیت ۱۰۹، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔ رسول کہیں گے، ہمیں کچھ علم نہیں ہے، غیب کی ساری باتوں کو جاننے والے تو صرف آپ ہی ہیں

9۔ ان الله يعلم غيب السماوات والارض والله بصير بما تعملون۔ (آیت ۱۸، سورة

الحجرات ۴۹)۔ ترجمہ۔ اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے، اور جو کچھ تم

کرتے ہو اللہ اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے

10۔ ان الله عالم الغيب السماوات والارض انه علیم بذات الصدور۔ (آیت ۳۸،

سورت فاطر ۳۵)۔ ترجمہ۔ اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے، بیشک وہ

سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

11۔ الم يعلموا ان لله يعلم سرهم و نجواهم و ان الله علام الغيوب۔ (آیت ۷۸،

سورت التوبة (۹)۔ ترجمہ۔ کیا ان منافقوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ اللہ ان کی تمام پوشیدہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو جانتا ہے اور یہ کہ غیب کی ساری باتوں کا پورا پورا علم ہے۔

12۔ عالم الغیب و الشهادة هو الرحمن الرحیم۔ (آیت ۲۲، سورت الحشر ۵۹)

ترجمہ، اللہ چھپی ہوئی اور کھلی باتوں کو جاننے والے ہیں وہی ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

13۔ عالم الغیب و الشهادة العزيز الحكيم۔ (آیت ۱۸، سورت التغابن ۶۴)

ترجمہ، اللہ چھپی ہوئی اور کھلی باتوں کو جاننے والا ہے، وہی غالب ہے، حکمت والا ہے۔

14۔ الم يعلموا ان الله يعلم سرهم و نجواهم و ان الله علام الغیوب۔ (آیت ۷۸،

سورت التوبة ۹)۔ ترجمہ۔ کیا ان منافقوں کو پتہ نہیں تھا کہ اللہ ان کی تمام پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، اور یہ کہ انکو غیب کی ساری باتوں کا پورا پورا علم ہے۔

15۔ عالم الغیب و الشهادة وهو الحكيم الخبير۔ (آیت ۷۳، سورت الانعام ۶)

ترجمہ، اللہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے اور وہی بڑی حکمت والا ہے، پوری طرح باخبر ہے

16۔ عالم الغیب الشهادة فتعالی عما یشرکون۔ (آیت ۹۲، سورت المومنون ۲۳)

ترجمہ، اللہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے، اس لئے وہ انکے شرک سے بہت بلند و بالا ہے

17۔ عالم الغیب و الشهادة۔ (آیت ۴۶، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ، اللہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے

18۔ ثم تردون الى عالم الغیب و الشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون۔ (آیت ۸،

سورت الجمعة ۶۲)۔ ترجمہ، پھر تمہیں اس اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا جسے تمام پوشیدہ اور کھلی باتوں کا پورا علم ہے، پھر وہ بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

19۔ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا۔ (آیت ۲۶، سورت الجن ۷۲)

ترجمہ۔ وہی اللہ سارے بھید جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

20۔ واللہ غیب السماوات الارض۔ (آیت ۷۷، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین چھپی ہوئی باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے

21۔ تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک ما کنت تعلمہا انت و لا قومک من قبل

هذا۔ (آیت ۴۹، سورت ہود ۱۱)۔ ترجمہ۔ یہ غیب کچھ باتیں ہیں جو تمہیں وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، یہ باتیں نہ تم اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

نوٹ: اس آیت میں اللہ خود فرما رہے ہیں کہ اے نبی تمہیں کچھ معلوم نہیں تھا، اور نہ آپ کی قوم کو معلوم تھا اگر آپ کو علم غیب تھا تو تیس سال میں قرآن کو آپ پر اتارنے کی ضرورت کیا تھا، وہ پہلے ہی سے آپ کو معلوم ہونا چاہئے

اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

22۔ انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلاً۔ (آیت ۲۳، سورت الانسان ۷۶)

ترجمہ۔ آے پیغمبر! ہم نے ہی تم پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے

23۔ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلاً۔ (آیت ۱۰۶، سورت

الاسراء ۱)۔ ترجمہ۔ اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنائے تاکہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے پڑھو، اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔

ان آیتوں میں ہے کہ آہستہ آہستہ آپ پر قرآن اتارا۔

ان 23 آیتوں میں ہے کہ علم غیب صرف اللہ کو ہے کسی اور کو نہیں ہے، اور وہی ہر چیز کو جانتا ہے، کسی

اور کو یہ علم نہیں ہے جب ان آیتوں میں کسی اور کے لئے غیب ہونے کا صریح انکار ہے تو حضور ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرنا صحیح نہیں ہے

حضورؐ سے باضابطہ یہ اعلان کروایا گیا کہ مجھے علم غیب نہیں ہے

اس کے لئے 8 آیتیں یہ ہیں

24۔ قل لا يعلم من فى السماوات والارض الغيب الا الله و ما يشعرون ايان يبعثون
- [آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷]

- ترجمہ۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کسی علم غیب نہیں ہے، اور لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کب دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

25۔ قل لا اقول لكم عندى خزائن الله ولا اعلم الغيب۔ (آیت ۵۰، سورت الانعام ۶)
ترجمہ۔ آئے پیغمبر! ان سے کہو: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ، کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب کا پورا علم رکھتا ہوں۔

26۔ قل ما كنت بدعا من الرسل و ما ادرى ما يفعل بى و لا بكم ان اتبع الا ما
یوحى الى و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

- ترجمہ۔ کہو کہ میں پیغمبروں میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

27۔ و لا اقول لكم عندى خزائن الله و لا اعلم الغيب۔ (آیت ۳۱، سورت ہود ۱۱)
ترجمہ۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ، کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب کی ساری باتیں جانتا ہوں۔

28۔ قل انما الغیب لله فانظر انی معکم من المنتظرین۔ (آیت ۲۰، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ غیب کی باتیں تو صرف اللہ کے اختیار میں ہیں، لہذا تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں

29۔ یسئلونک عن الساعة ایاں مرساها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتھا

الا هو ا۔ (آیت ۱۸، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ لوگ آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے، وہی اسے اپنے وقت پر کھول کر دیکھائے گا۔

30۔ یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمها عند اللہ۔ (آیت ۶۳، سورت الاحزاب

(۳۳)

ترجمہ۔ لوگ آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے

31۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی من لغوب۔ (

آیت ۱۸۸، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اچھی اچھی چیزیں خوب جمع کرتا، اور مجھے کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچتی

ان 8 آیتوں میں حضورؐ سے یہ اعلان کروایا گیا ہے کہ، مجھے علم غیب نہیں ہے۔ صرف اللہ کے پاس علم غیب ہے، تو پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب ہے

حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میرے پاس جو علم ہے

وہ وحی کے ذریعہ سے ہے

میں اسی کی اتباع کرتا ہوں

ان 6 آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ ہے کہ میرے پاس جو بھی علم ہے وہ وحی کے ذریعہ ہے

32۔ قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی۔ (آیت ۲۰۳، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ آپؐ کہہ دیجئے میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی جانب سے وحی کی جاتی ہے۔

33۔ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (آیت ۵۰، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے

34۔ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (آیت ۱۵، سورت یونس ۱۰)

35۔ ان اتبع الا ما یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

36۔ و اتبع ما یوحی الیک۔ (آیت ۱۰۹، سورت یونس ۱۰)

37۔ ان هو الا وحی یوحی۔ (آیت ۴، سورت النجم ۵۳)

ان 6 آیتوں میں حصر کے ساتھ حضورؐ نے یہ بتایا کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ صرف وحی کے ذریعہ

آیا ہوا ہے، میں اسی کی اتباع کرتا ہوں، اس لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے بہت کچھ سوچنا ہوگا۔

اس کے باوجود علم غیب مانے تو اس کے لئے کوئی آیت ہو جس میں صراحت کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا ہو

کہ میں نے حضورؐ کو تمام علم غیب عطائی طور پر دئے ہیں۔

ان پانچ باتوں کا علم کسی کو بھی نہیں ہے

اس آیت میں ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم تو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔

38۔ ان اللہ عنده علم الساعة وینزل الغیث، و یعلم ما فی الارحام، و ما تدری

نفس ما ذا تکسب غدا، و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

آیت ۳۲، سورۃ لقمان (۳۱) ترجمہ۔ یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش برساتا ہے،

وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے، اور کسی تنفس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا، اور کسی

تنفس کو یہ پتہ ہے انکو کس زمین میں موت آئے گی، بیشک اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھنے والا ہے، ہر بات

سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس آیت میں ہے کہ، ان پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے، کسی اور کو نہیں ہے

حضور سے اعلان کروایا گیا کہ، علم غیب ہوتا

تو مجھے کوئی نقصان ہی نہیں پہنچتا

39۔ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی من لغوب۔

آیت ۱۸۸، سورۃ الاعراف (۷)۔ ترجمہ۔ اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اچھی اچھی چیزیں خوب جمع

کرتا، اور مجھے کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچتی۔

اس آیت میں ہے کہ، حضور ﷺ سے کہلوا رہے ہیں کہ اگر مجھے علم غیب ہوتا تو خیر کی بہت سے چیزیں

جمع کر لیتا، اور مجھے کوئی نقصان چھوٹا بھی نہیں۔

حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ، اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجی ہے
اور صرف وہی غیب جانتا ہے

آیت یہ ہے

40۔ و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو ا - (آیت ۵۹، سورة الانعام ۶)

ترجمہ۔ اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، اللہ کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔

ان 40 چالیس آیتوں میں حضورؐ یہ انکار کر رہے ہیں کہ مجھے علم غیب نہیں ہے تو پھر علم غیب کیسے ثابت کر دیا جائے۔

اور اگر عطائی طور پر علم غیب ہے تو ان آیتوں میں اس کا انکار نہیں ہونا چاہئے۔

یا پھر کسی آیت میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر ہو کہ اللہ نے حضور ﷺ کو عطائی طور پر تمام علم غیب دیا ہے، جو تلاش کرنے کے بعد مجھے نہیں ملی۔

اور جن دو آیتوں سے علم غیب ثابت کرتے ہیں وہاں وحی کا ذکر موجود ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے غیب کی بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں۔

حضور ﷺ کو علم غیب نہیں تھا، احادیث میں اس کا ثبوت

5 حدیثیں یہ ہیں

حضور ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی، جس کی وجہ سے تقریباً ایک ماہ تک حضورؐ پریشان رہے، پھر حضرت عائشہؓ کی برأت میں سورہ نور کی آیتیں نازل ہوئیں تب حضورؐ کو اطمینان ہوا۔ اگر حضورؐ عالم الغیب تھے تو ایک ماہ تک پریشان ہونے کی ضرورت کیا تھی، آپ کو معلوم ہو جانا تھا کہ حضرت عائشہؓ بری ہیں۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

1۔ عتبہ بن مسعود عن عائشہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ حین قال لہا اہل الافک ما قالو... و قد لبث شہرا لا یوحی الیہ فی شانی بشیء قالت فتشہد رسول اللہ ﷺ حین جلس ثم قال اما بعد یا عائشہ انہ بلغنی عنک کذا کذا فان کنت بریئة فسیرئک اللہ و ان کنت الممت بذنب فاستغفری اللہ و توبی الیہ و انزل اللہ تعالیٰ ﴿ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم﴾ [آیت ۱۱، سورت النور ۱۸] (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ص ۷۰۱، نمبر ۴۱۴۱/مسلم شریف، کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الافک وقبول التوبۃ، ص ۱۲۰۵، نمبر ۷۰۲۷/۷۰۲۸) حضرت عائشہؓ پر تہمت، اور انکی برأت کے بارے میں یہ بہت لمبی حدیث ہے۔ یہ اس کا مختصر ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، تہمت لگانے والوں نے جب کہا۔۔۔ ایک مہینے تک میرے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے بیٹھ کر حمد و ثنا کی، پھر فرمایا، عائشہ! تمہارے بارے میں ایسی ایسی باتیں پہنچی ہیں، اگر تم بری ہو تو اللہ بری کر دیں گے، اور اگر تم نے گناہ

کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو۔۔۔ پھر اللہ نے یہ آیتیں اتاریں [آ۱۱/س ۱۸] یقیناً جو تہمت لگانے والے تھے وہ ایک جماعت تھی۔ الخ

اس حدیث میں دیکھیں کہ حضور گواپنی چہیتی بیوی کے بارے بھی علم نہ ہو سکا کہ یہ بری ہیں یا نہیں اور ایک ماہ تک پریشان رہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو یہ پریشانی کیوں ہوتی۔

نماز جیسی اہم عبادت میں آپ بھول گئے، اور پھر فرمایا کہ میں بھی بھولتا ہوں، اور یہ بھی کہا کہ مجھے یاد دلا دیا کرو، اگر آپ عالم الغیب ہیں تو بھولنے کا کیا مطلب، پھر یاد کروانے کے لئے کیوں کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو علم غیب نہیں تھا۔

اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔ قال عبد الله صلى الله عليه وسلم..... قال انه لو حدث في الصلوة شيء لنبأتكم به و لكن انما انا بشر مثلكم انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكروني۔ (بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلة حیث کان، ص ۷۰، نمبر ۴۰۱ / مسلم شریف، کتاب المساجد، باب السہو فی الصلاۃ والسجود، ص ۲۳۲، نمبر ۵۷۲، ۱۲۸۵)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے نماز پڑھائی۔۔۔ فرمایا اگر نماز میں کوئی تبدیلی ہوئی ہوتی تو میں تم لوگوں کو ضرور بتاتا، لیکن میں تمہاری طرح انسان ہوں، جس طرح تم لوگ بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں، پس جب کبھی بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

اس حدیث میں ہے کہ میں بھول جاتا ہوں تو علم غیب کیسے ہوا۔

فیصلے جیسے اہم موقع پر ایک غیر سچے کو سچا مان لیں اور اس کے لئے فیصلہ بھی کر دیں، یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ غیب نہیں جانتے ہیں، ورنہ غیر سچے کو آپ سچا کیسے مان سکتے ہیں۔

3۔ ان امہام سلمۃ زوج النبی ﷺ..... فخرج الیہم فقال : انما انا بشر و انہ یأتینی الخصم فلعل بعضکم ان یكون ابلغ من بعض فاحسب انہ صدق فاقضی لہ بذالک۔ (بخاری شریف، کتاب المظالم، باب اثم من خاصم فی باطل و ہو یعلمہ، ص ۳۹۶، نمبر ۲۳۵۸) ترجمہ۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے۔۔۔ حضور گوگوں کے پاس آئے اور فرمایا میں ایک انسان ہوں، میرے پاس جھگڑے لیکر آتے ہیں، یہ بہت ممکن ہے کہ بعض دلیل پیش کرنے میں زیادہ ماہر ہو جس سے میں گمان کر لوں کہ یہ سچا ہے، اور اس کے لئے اس کا فیصلہ کر دوں۔ اس حدیث میں ہے کہ کبھی کسی کو اس کی باتوں سے سچا مان لیتا ہوں، تو پھر حضور کو علم غیب کیسے ہو گیا!۔

قیامت میں بھی حضور ﷺ کو علم غیب نہیں ہوگا، جس کی وجہ سے آپ ﷺ ایسے آدمی کو آپ مومن اور اپنا ساتھی سمجھ لیں گے جو بعد میں مومن نہیں رہے تھے،

4۔ حدیث یہ ہے۔ عن ابن عباس..... الا و انہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یا رب اصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم فیقال ان ہولاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم۔ (بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم۔ ص ۷۹۱، نمبر ۴۶۲۵، مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاتہ، ص ۱۰۱۸، نمبر ۵۹۹۶/۲۳۰۴)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔۔۔ قیامت میں میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں

گے، انکے بد اعمالیوں نے اس کو گرفتار کر لیا ہوگا، میں [حضورؐ] کہوں گا یہ میرے ساتھی ہیں، تو مجھ سے کہا جائے گا آپ کے بعد اس نے کیا کام کیا یہ آپ کو معلوم نہیں ہے، تو وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندے [حضرت عیسیٰ علیہ السلام] نے کہی تھی، آئے اللہ جب آپ نے مجھے موت دی، تو آپ ہی اس پر نگرہاں رہے، پھر مجھ کو اطلاع دی جائے گی، کہ جب سے آپ ان لوگوں سے جدا ہوئے ہیں تو یہ اپنی ایڑیوں کے بل واپس لوٹ گئے تھے۔

شفاعت کبریٰ کے وقت بھی آپ کو حمد یا نہیں ہوگا،

اس وقت اللہ آپ کو حمد کا الہام کریں گے

5۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے

5۔ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله تعالى الناس يوم القيامة... فإرفع رأسي فأحمد ربي بتحميد يعلمني ربي۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنۃ منزلیۃ فیہا، ص ۱۰۱، نمبر ۱۹۳/۴۷۵ بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی، ص ۱۲۷، نمبر ۷۴۱۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ لوگوں کو جمع کریں گے۔۔۔ میں اپنا سراٹھاؤں گا، پھر رب کی ایسی حمد کروں گا، جس کو اللہ مجھے سکھائیں گے

اس حدیث میں ہے کہ میں سجدے سے سراٹھاؤں گا تو اللہ مجھے حمد کا الہام فرمائیں گے جس سے میں عجیب حمد کروں گا، جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو علم غیب نہیں تھا۔

ان 5 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو علم غیب نہیں تھا، ہاں غیب کی کچھ باتوں کی آپؐ کو خبر دی گئی ہے، جو اولین اور آخرین کے علم سے زیادہ ہے، یہ صحیح ہے۔

جو اللہ کے علاوہ کے لئے علم غیب مانے وہ کافر ہے

امام ابو حنیفہؒ کی رائے

امام ابو حنیفہؒ کی مشہور کتاب فقہ اکبر ہے، حضرت ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح کی ہے، جس کا نام شرح فقہ اکبر ہے، اس میں ہے، کہ جو اللہ کے علاوہ کو عالم الغیب مانے وہ کافر ہے۔
شرح فقہ اکبر کی عبارت یہ ہے۔

ثم اعلم ان الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله تعالى احيانا.

و ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى، ﴿قل لا يعلم من في السماوات والارض الغيب الا الله﴾ - [آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷] ﴿كذابي المسامرة﴾ - (شرح فقہ اکبر، مسئلہ فی ان تصديق الكاهن بما يخبر به من الغيب كفر، ص ۲۵۳)

ترجمہ۔ پھر یہ جان لو کہ، انبیاء علیہم السلام غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے، ہاں کبھی کبھار جتنا بتا دیا جاتا تھا اتنا جانتے تھے۔

حنفیہ نے اس بات کو صراحت سے لکھا ہے کہ جو اعتقاد رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے تھے، وہ کافر ہے، کیونکہ اس کے خلاف میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے [آ ۶۵، ص ۲۷]، آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم نہیں ہے۔

شرح فقہ اکبر کی اس عبارت میں ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھے کہ حضورؐ کو علم غیب تھا وہ کافر ہے۔

حضور ﷺ کو غیب کی بہت سی باتیں بتائی گئیں ہیں

جو اولین اور آخرین سے زیادہ ہیں

لیکن وہ جز علم ہے کل نہیں ہے

[۲]۔۔۔ علم غیب کی دوسری صورت یہ ہے کہ، غیب کی باتیں، غیب کی چیزیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتائی ہیں۔ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے جتنی باتیں بتائیں، وہ تو رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت ہیں۔ یہ علم ایک تو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ علم بعض ہے اللہ کا کل علم نہیں ہے لیکن یہ بعض علم بہت چھوٹا نہیں ہے، یہ علم بھی اتنا عظیم ہے کہ اولین اور آخرین کو جتنا علم دیا گیا ہے ان سے زیادہ ہے

حضور ﷺ کو جو غیب کی باتیں بتائی گئی ہیں

اس کی 7 صورتیں ہوتی تھیں

[۱]۔ وحی کے ذریعہ حضور ﷺ غیب کی باتیں بتائی جاتی تھیں

[۲]۔ انباء الغیب، یعنی غیب کی خبر دی گئی، اس کے ذریعہ غیب کی باتیں بتائی جاتی تھیں

[۳]۔ غیب کی بات ہے، حضور ﷺ پر اس کو ظاہر کی گئی ہے۔ تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہ بعض علم غیب ہے، سب نہیں ہے۔

[۴]۔ غیب کی بات ہے، حضور ﷺ کو اس پر مطلع کیا گیا ہے، یہ بھی حضور گودی گئی ہے۔ تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہ بعض علم غیب ہے، سب نہیں ہے۔

[۵]۔ غیب کی بہت ساری باتیں ہیں، جنکو حضور ﷺ کے سامنے کر دی گئی۔ جیسے معراج میں لیجا کر آپؐ کو بہت کچھ دکھلایا گیا،

[۶]۔ یا نماز میں جنت اور جہنم کی چیزیں دکھلائی گئیں

[۷]۔ یا زمین کو آپ کے سامنے کر دی گئی، اور مشرق سے مغرب تک آپ نے دیکھ لی۔

یہ سب بھی بعض غیب ہیں، وہ تمام غیب نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں

[۱]۔۔۔ وہ علم غیب جو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

41۔ قل ما كنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ان اتبع الا ما

یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

ترجمہ۔ کہو کہ میں پیغمبروں میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

42۔ و ما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی۔ (آیت ۳-۴، سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے

[۲]۔۔۔ وہ علم غیب جو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے، جسکو انباء الغیب کہا گیا ہے،

ان 3 آیتوں میں یہ وضاحت ہے کہ غیب کی کچھ ہی خبروں کی آپ پر وحی کی گئی ہے، سب کی نہیں

43۔ ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔ (آیت ۴۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں

44۔ ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک و ما كنت لدیہم۔ (آیت ۱۰۲، سورت یوسف

۱۲) ترجمہ، یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں، اور آپ انکے پاس نہیں تھے

45۔ تلک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔ (آیت ۴۹، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں

ان آیتوں میں ہے کہ غیب کی کچھ باتیں ہیں جو وحی کے ذریعہ مجھے بتائی گئی ہیں اسی کو انباء الغیب کہا گیا [۳]۔۔۔ تیسری صورت یہ ہے کہ۔۔۔ غیب کی بات، حضور ﷺ پر اس کو ظاہر کی گئی ہے۔

۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے

46۔ عالم الغیب فلا یراہ علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیه و من خلفہ رصدا، لیعلم ان قد ابلاغوا رسالات ربہم و احاط بما لدیہم و احصى کل شیء عددا۔ (آیت ۲۶-۲۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اللہ ہی غیب کی ساری باتیں جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے [اس کام کے لئے] پسند فرمایا ہو، ایسی صورت میں وہ اس پیغمبر کے آگے پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے تاکہ اللہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام کو پہنچا دئے ہیں اس آیت میں ہے کہ۔۔۔ آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کی ہیں

[۴]۔۔۔ غیب کی باتیں ہیں، حضور ﷺ کو ان پر مطلع کیا گیا ہے، یہ بھی حضور کو دی گئی ہے۔

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہ بعض علم غیب ہے، سب نہیں ہے۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

47۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء۔ (آیت ۷۹، سورۃ آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور ایسا نہیں کر سکتا کہ تم کو براہ راست غیب کی باتیں بتا دے، ہاں وہ [جتنا بتانا مناسب سمجھتا ہے اس کے لئے] اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اس آیت میں ہے۔۔۔ اللہ نے حضور کو غیب کی بعض باتوں پر مطلع کیا ہے

[۵]۔۔۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ۔ غیب کی باتیں ہیں، لیکن حضورؐ کے سامنے کر دی گئیں۔

اس کا ثبوت اس آیت میں ہے

48۔ سَبَّحَنَ الَّذِی بَعْدَهُ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِی

بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیْهِ مِنْ اٰیَاتِنَا۔ (آیت ۱، سورت بنی اسرائیل ۱۷)

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، جس کے

ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں

اس آیت میں۔۔۔ اس کا ذکر ہے کہ آپؐ کو کائنات کی بہت ساری چیزیں دکھلائی گئیں ہیں

[۶]۔۔۔ چھٹی صورت آپؐ کے سامنے جنت اور جہنم کر دی گئی، جس کی وجہ سے حضورؐ جنت اور جہنم

کی بہت سی چیزیں دیکھ لی

6۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَأَلُو النَّبِیَّ ﷺ حَتّٰی اَحْفَوْهُ بِالْمَسْئَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ

الْمَنْبَرِ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَیْنَتْ لَکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا رَأَيْتُ فِی

الْخَیْرِ وَ الشَّرِّ کَالِیَوْمِ قَطْ ، اِنَّهُ صَوْرَتٌ لِّی الْجَنَّةِ وَ النَّارِ حَتّٰی رَأَيْتُ هُمَا دَوْنِ الْحَائِطِ

۔ (بخاری شریف، کتاب الفتن، باب التَّعْوِذُ مِنَ الْفِتَنِ، ص ۱۲۲۲، نمبر ۷۰۸۹)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضورؐ سے پوچھنا شروع کیا تو آپؐ ایک دن منبر پر

چڑھے، اور کہا کہ جو کچھ تم پوچھو گے، میں تمکو اس کے بارے میں بتاؤں گا۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج

کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا، میرے سامنے جنت اور جہنم کر دی گئی، یہاں تک کہ میں

نے ان دونوں کو دیوار کے پیچھے دیکھا۔

اس حدیث میں۔۔۔ ہے کہ حضورؐ کے سامنے جنت اور جہنم کر دی گئی اور آپؐ نے ان کو قریب سے دیکھا

[۷]۔۔ یاد دنیا اور آخرت کی کچھ چیزیں آپ کے سامنے کر دی گئی، اور آپ نے انکو دیکھ لی۔

7۔ عن ابی بکر الصدیق قال اصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم.... فقال نعم عرض علی ما هو کائن من امر الدنیا و امر الآخرة۔ (مسند احمد، مسند ابی بکر، ج ۱، ص ۱۰، نمبر ۱۶)، ترجمہ۔ ایک دن صبح ہوئی۔۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں جو [بڑے بڑے معاملے] ہونے والے ہیں وہ عرض کر دئے گئے

اس حدیث میں ہے۔۔ دنیا اور آخرت میں جو بڑے بڑے معاملے ہونے والے ہیں وہ میرے سامنے کر دئے گئے، تو یہ صورت بھی ہے کہ حضورؐ کے سامنے غیب کی کچھ باتیں ظاہر کر دی گئی، اور آپؐ نے ان کو دیکھ لیا، یہ غیب کی باتیں بتانے کی پانچویں صورتیں ہیں

لیکن آگے بتایا جائے گا کہ یہ غیب کی بعض باتیں ہیں، کل نہیں ہیں، اور وہ ہو بھی نہیں سکتی، کیونکہ اللہ کا علم تو لامنتہی ہے، تو وہ حضورؐ کو کیسے دیا جاسکتا ہے، جن کی منتہی ہے۔

وہ آیتیں جن سے کلی علم غیب ہونے کا شبہ ہوتا ہے

کچھ حضرات ان احادیث سے علم غیب عطائی ثابت کرتے ہیں
بعض حضرات نے آیت میں تبیاناً لکل شیء، سے استدلال کیا ہے کہ اس کتاب میں ہر چیز ہے، جس کا
مطلب یہ ہوا کہ حضور کو تمام کے علوم غیب دے دئے گئے۔

آیت یہ ہے

49۔ و نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء و ہدی و رحمة و بشری للمسلمین)
آیت ۸۹، سورت النحل (۱۶)۔ ترجمہ۔ اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہے تاکہ وہ ہر بات کو کھول کر
بیان کرے، اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، اور رحمت، اور خوشخبری ہو

تفسیر ابن عباس میں، تبیاناً لکل شیء، کی تفسیر کی ہے، من الحلال، و الحرام، و الامر،
و النہی، کہ اس کتاب [قرآن] میں حلال، حرام، امر، اور نہی، کی تفصیل ہے، تمام علم غیب نہیں ہے
تفسیر کی عبارت یہ ہے۔ ﴿تبیاناً لکل شیء﴾ من الحلال، و الحرام، و الامر، و النہی)
اس لئے اس آیت سے کلی علم غیب ثابت کرنا مشکل ہے

50۔ ما کان حدیثاً یفتری و لکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شیء و ہدی
و رحمة لقوم یؤمنون۔ (آیت ۱۱۱، سورت یوسف ۱۲)۔ ترجمہ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو
جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو، بلکہ اس سے پہلے جو کتاب آچکی ہے اس کی تصدیق ہے، اور ہر بات کی
وضاحت، اور جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے

بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ، اس آیت میں ہے کہ حضور پر قرآن اتارا، اور اس آیت میں ہے

کہ تمام چیزوں کی تفصیل ہے تو حضورؐ کو تمام چیزوں کا علم غیب ہو گیا۔

لیکن تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہاں تمام تفصیل سے مراد حلال اور حرام کی تفصیل ہے، تمام علوم غیبیہ نہیں ہیں، کیونکہ وہ تو اس کتاب میں ہے بھی نہیں۔ اور اللہ کا لامحدود علم اس کتاب میں کیسے ہو سکتا ہے تفسیر ابن عباس کی عبارت یہ ہے۔

تفسیر ابن عباس کی عبارت یہ ہے۔ ﴿و تفصیل کل شیء﴾ تبیان کل شیء من الحلال و الحرام۔ (تفسیر ابن عباس، آیت ۱۱۱، سورت یوسف ۱۲، ص)

51۔ عالم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصداً، لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم و احاط بما لدیہم و احصى کل شیء عدداً۔ (آیت ۲۶-۲۸، سورت الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اللہ ہی غیب کی ساری باتیں جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے [اس کام کے لئے] پسند فرمایا ہو، ایسی صورت میں وہ اس پیغمبر کے آگے پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے تاکہ اللہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام کو پہنچا دئے ہیں اس آیت۔۔۔ سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ، اللہ جن رسول سے راضی ہوتے ہیں ان پر غیب ظاہر کر دیتے ہیں، لہذا حضورؐ پر غیب ظاہر کر دیا اس لئے وہ علم غیب جاننے والے بن گئے۔

لیکن اس آیت سے استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں ہے قد ابلغوا رسالات ربہم، کہ اس علم کو رسولؐ پر ظاہر کرتے ہیں جو رسالت کے قبیل سے ہو، تمام علم غیب نہیں ہے، آپ خود بھی آیت پر غور کر لیں

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہاں بھی غیب سے مراد بعض غیب ہے، اس کی عبارت یہ ہے۔ ﴿فلا

یظهر ﴿فلا یطلع﴾ علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ﴿الا من اختار من الرسل﴾
فانہ یطلعه علی بعض الغیب۔ (تفسیر ابن عباس، ص ۶۲۰، آیت ۲۵-۲۶، سورت الجن ۷۲) اس
تفسیر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اللہ بعض غیب پر مطلع کرتے ہیں۔ پورا علم غیب نہیں دے دیا۔

52۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء۔ (آیت
۱۷۹، سورۃ آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور ایسا نہیں کر سکتا کہ تم کو براہ راست غیب کی باتیں بتا دے، ہاں وہ [جتنا بتانا مناسب سمجھتا
ہے اس کے لئے] اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔
اس آیت میں ہے۔ کہ اے اہل مکہ تم لوگوں کو اللہ غیب پر مطلع نہیں کرتا، ہاں اپنے رسول میں جتنو
چاہتے ہیں انکو غیب کی کچھ باتوں کی اطلاع دے دیتے ہیں۔

تفسیر ابن عباس میں یہاں بھی ہے کہ یہ بعض غیب ہے جو حضورؐ کو وحی کے ذریعہ بتایا گیا ہے، اس کی
عبارت یہ ہے۔ ﴿و ما کان اللہ لیطلعکم﴾ یا اہل مکہ ﴿علی الغیب من رسلہ من
یشاء﴾ یعنی محمداؐ فیطلعه علی بعض ذالک بالوحی۔ (تفسیر ابن عباس، ص ۸۰، آیت
۱۷۹، سورت آل عمران ۳) اس تفسیر میں دیکھیں علی بعض ذالک بالوحی، عبارت ہے، کہ وحی کے
ذریعہ غیب کی بعض باتوں کی حضورؐ کو اطلاع دیتے ہیں، اس لئے یہ کل علم غیب نہیں ہے۔

53۔ و لا رطب لا یابس الا فی کتاب مبین۔ (آیت ۵۹، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ یا کوئی خشک، یا کوئی تر چیز ایسی نہیں ہے جو ایک کھلی کتاب میں درج نہ ہو۔

بعض حضرات نے کتاب مبین سے استدلال کیا ہے کہ کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے، اور یہ حضورؐ

کو دیا گیا ہے، اس لئے حضور کو سارا علم غیب حاصل ہو گیا
 لیکن یہ استدلال اس لئے صحیح نہیں ہے، کیونکہ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے، جو حضور کو نہیں دی
 گئی ہے، یہ صرف اللہ کے پاس ہے، اور اس میں سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں
 تفسیر ابن عباس میں یہاں لوح محفوظ، لکھا ہوا، اس کی عبارت یہ ہے ﴿کتاب مبین﴾ کل ذالک
 فی اللوح المحفوظ، مبین مقدارھا و وقتھا)

اور لوح محفوظ حضور ﷺ کو نہیں دی گئی ہے اس لئے حضور کو تمام علم غیب نہیں ہوا

وہ احادیث جن سے علم غیب پر استدلال کیا جاتا ہے

یہاں چار حدیثیں ہیں جن میں ما کان و ما یکون، کا ذکر ہے، یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے حضورؐ نے ان سبھی چیزوں کو صحابہ کے سامنے بیان کیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کو خلق کی پیدائش سے لیکر جنت اور جہنم میں داخل ہونے تک کی غیب کی بات معلوم ہے، اور ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ، ما کان اور ما یکون، کا علم حضورؐ کو حاصل ہے

ان احادیث سے کچھ حضرات نے حضورؐ کے لئے علم غیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن غور سے دیکھیں گے تو یہ معلوم ہوگا کہ ان احادیث میں یہ ہے کہ حضورؐ کو بڑے بڑے فتنے کی اطلاع دی گئی ہے، یا بڑے بڑے واقعات کی اطلاع دی گئی تھی جن کا ذکر حضورؐ نے صحابہ کے سامنے کیا، کیونکہ علم غیب بے انتہاء ہے ان سب کو ایک دن میں کیسے بیان کیا؟ اور بعض حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ حضورؐ نے حضرت حذیفہؓ کے سامنے قیامت تک آنے والے فتنوں کا ذکر کیا ہے

اور ان احادیث سے سب علم غیب لے لیں تو یہ احادیث پچھلے 40 آیتوں کے خلاف ہو جائے گی، جن میں ذکر ہے کہ حضورؐ کو علم غیب نہیں ہے

احادیث یہ ہیں

8۔ عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعة الا حدث بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة، ص

(۱۲۵۱، نمبر ۲۸۹۱/۷۲۶۳)

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا حضور ہمارے سامنے کھڑے ہوئے، قیامت تک جتنی باتیں اس جگہ ہونے والی ہیں اس کو بیان کیا، کسی نے ان کو یاد رکھا، اور کسی انکو بھلا دیا، میرے یہ ساتھی اس بات کو جانتے ہیں

اس حدیث میں بھی ہے کہ قیامت تک جتنی باتیں ہونے والی ہیں انکو حضورؐ نے بیان کیا دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ، اس حدیث میں بڑے بڑے فتنے کا ذکر ہے، پورا علم غیب نہیں ہے، کیونکہ اسی حدیث کو دوسری سند سے بیان کیا ہے جس میں بڑے بڑے فتنے کا ذکر ہے، وہ احادیث یہ ہیں

9۔ قال حذیفہ بن الیمان واللہ انی لاعلم الناس بكل فتنة هی کائنة ، فیما بینی و بین الساعة۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة، ص ۱۲۵۱، نمبر ۲۸۹۱/۷۲۶۲)

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا کہ، میرے درمیان اور قیامت کے درمیان جتنے فتنے ہونے والے ہیں، خدا کی قسم میں لوگوں میں سے، انکو زیادہ جاننے والا ہوں۔ اس لئے یہ پورا علم غیب نہیں ہے ان احادیث میں قیامت تک آنے والے بڑے بڑے فتنوں کا ذکر ہے۔

10۔ عن حذیفۃ انه قال اخبرنی رسول اللہ ﷺ بما هو کائن الی ان تقوم الساعة فما منه شیء الا قد سألتہ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة، ص ۱۲۵۱، نمبر ۲۸۹۱/۷۲۶۵)

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ قیامت تک جو کچھ [فتنے] ہونے والے ہیں حضورؐ نے مجھ کو ان کی خبر دی ہے، اور ان میں سے ہر ایک کو میں نے پوچھ بھی لیا ہے

11۔ حدثنی ابو زید [یعنی عمرو بن اخطب] قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما كان و بما هو كائن فاعلمنا أحفظنا۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فيما يكون الى قيام الساعة، ص ۱۲۵۱، نمبر ۲۸۹۲/۷۲۶۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے ہم لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے اور ظہر تک ہمارے سامنے بیان کرتے رہے، پھر اتر کر نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے، اور عصر تک ہمارے سامنے بیان کرتے رہے، پھر منبر سے اترے اور نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور آفتاب کے غروب ہو نے تک ہمارے سامنے بیان کرتے رہے، اس میں جو کچھ ہو چکے ہیں، اور جو کچھ ہونے والے ہیں ہم لوگوں کو سب بتایا، اور ہم نے ان کو جان لیا اور ان کو یاد بھی کر لیا۔

اس حدیث میں ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے، اور جو ہونے والے ہیں سب بتایا، اب ظاہر بات ہے کہ ایک دن میں علم غیب کی تمام باتیں نہیں بتا سکتے، بلکہ بڑے بڑے فتنے، اور بڑے بڑے واقعات ہی بتا سکتے ہیں، اسی لئے امام مسلم میں اس حدیث کو کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے، اور اسی باب میں حضرت حذیفہؓ کی حدیث پہلے گزری جس میں ہے کہ اس میں بڑے بڑے فتنے کا ذکر ہے جو قیامت تک ہونے ہو لے ہیں، حضورؐ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اس میں تمام علم غیب نہیں ہے۔

12۔ سمعت عن عمر رضی اللہ عنہ يقول قام فينا النبي صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبه من نسبه۔ (بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى ﴿وهو الذي يبدء الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه﴾ [آیت ۲۷، سورت الروم] ص ۵۳۲، نمبر ۳۱۹۲)

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضور ﷺ کھڑے ہوئے، اور جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے وہاں سے لیکر جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں، اور جہنم والے جہنم میں داخل ہو جائیں وہاں تک کی خبر ہمیں دی، جو ان باتوں کو یاد رکھ سکے انہوں نے یاد رکھا، اور جو بھولنے والے تھے انہوں نے بھلا دیا۔

اس حدیث میں بھی بڑی بڑی خبریں، یا بڑے بڑے فتنے، یا بڑے بڑے واقعات حضور ﷺ نے بتائے، اس میں پورا علم غیب نہیں ہے، کیونکہ ایک دن میں پورا علم غیب بتانا ناممکن ہے

13۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال سأل النبي صلی اللہ علیہ وسلم حتى أحفوه بالمسئلة فصعد النبي صلی اللہ علیہ وسلم ذات يوم المنبر فقال لا تسألوني عن شيء إلا بينت لكم فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ما رأيت في الخير والشر كاليوم قط، انه صورت لي الجنة والنار حتى رأيت هما دون الحائط

قال قتادة يذكر هذه الحديث عند هذه الآية . ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسوكم و إن تسألوا عنها حين ينزل القرآن إن تبد لكم عفا الله عنها و الله غفور حلیم﴾ [آیت ۱۰۱، سورت المائدة ۵] (بخاری شریف، کتاب الفتن، باب التعوذ من الفتن، ص ۱۲۲۲، نمبر ۷۰۸۹)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضورؐ سے پوچھنا شروع کیا تو آپ ایک دن منبر پر تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ جو کچھ تم پوچھو گے، میں تمکو اس کے بارے میں بتاؤں گا۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا، میرے سامنے جنت اور جہنم کر دی گئی، یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو دیوار کے پیچھے دیکھا۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ۔ آپ کو علم غیب تھا، تب ہی تو آپ نے فرمایا کہ جو پوچھو گے سب بتاؤں گا

دوسرے حضرات یہ جواب دیتے ہیں کہ خود اس حدیث میں ہے کہ اللہ نے جنت اور جہنم میرے سامنے کر دی جس کی وجہ سے میں بیان کرتا چلا گیا، اس لئے یہ علم غیب نہیں ہے، بلکہ یہ وحی ہے جو آپ پر بار بار نازل ہوتی تھی، یا طلع علی الغیب ہے، چنانچہ اسی حدیث میں یہ آیت ہے کہ قرآن کے نازل ہوتے وقت سوال پوچھو گے تو سب بات ظاہر کر دی جائے گی، جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو وحی کے ذریعہ بات بتادی جاتی تھی۔

14۔ عن ابی بکر الصدیق قال اصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم.... فقال نعم عرض علی ما هو کائن من امر الدنیا و امر الآخرة، فجمع الاولون و الآخرون فی صعيد واحد ففطع الناس بذالک حتی انطلقوا الی آدم علیہ السلام... و یقول اللہ عز و جل ارفع راسک یا محمد و قل یسمع و اشفع تشفع۔ (مسند احمد، مسند ابی بکر، ج ۱، ص ۱۰، نمبر ۱۶)،

ترجمہ۔ ایک دن صبح ہوئی۔۔۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں جتنی چیزیں ہونے والی ہے وہ مجھ پر پیش کی گئی، پس ایک میدان میں اول اور آخر کے تمام لوگوں کو جمع کیا گیا، پس لوگ گھبرا کر

حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے۔۔۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے محمد اپنے سر کو اٹھائے، اور آپ کہئے بات سنی جائے گی، اور سفارش کیجئے تو سفارش قبول کی جائے گی

اس حدیث سے بھی بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ حضورؐ کو علم غیب تھا، کیونکہ اس میں ہے کہ دنیا اور آخرت میں جتنی بات ہونے والی ہے، میرے سامنے سب پیش کر دی گئی، اس لئے آپ کو سب چیز کا علم غیب حاصل ہو گیا

دوسرے حضرات نے جواب دیا کہ۔ اس پوری حدیث کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث میں بڑی بڑی چیزیں واضح کی گئی ہیں، اور خاص طور پر قیامت میں کس طرح حضرت آدمؑ اور دوسرے انبیاء کے پاس لوگ جائیں گے، اور کس طرح آپ شفاعت کبریٰ کریں گے، اس کا ذکر ہے۔ غیب کی تمام باتیں نہیں ہیں

15۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ أتاني الليلة ربي تبارك و تعالیٰ في احسن صورة . قال احسبه قال في المنام . فقال يا محمد هل تدري فيم يختصم الملاء الاعلى ؟ قال قلت : لا ، قال فوضع يده بين كتفي حتى وجدت بردها بين ثديي ، او قال في نحري . فعلمت ما في السماوات و ما في الارض قال يا محمد هل تدري فيم يختصم الملاء الاعلى قلت نعم في الكفارات ، المكث في المسجد بعد الصلوة ۔ (ترمذی شریف، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة ص، ص ۳۴، نمبر ۳۲۳۳، نمبر ۳۲۳۴، نمبر ۳۲۳۵)

ترجمہ۔ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ آج رات اللہ تعالیٰ اچھی صورت میں میرے پاس آئے۔۔۔ راوی کہتے ہیں شاید یہ خواب کی بات تھی۔۔۔ پھر اللہ نے کہا اے محمد آپ کو معلوم ہے کہ ملائعہ اعلیٰ کے لوگ کس بارے

میں جھگڑ رہے ہیں، میں نے کہا نہیں، تو اللہ نے اپنے ہاتھ کو میرے مونڈھے کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی، آپ نے ثدی فرمایا یا نخری فرمایا، پس جو آسمان میں تھا اور جو زمین میں تھا اس کو جان لیا، اللہ نے پوچھا آئے محمدؐ آپ کو پتہ ہے کہ ملاء اعلیٰ والے کس چیز میں سبقت کر رہے ہیں، میں نے کہا ہاں کفارات میں اور نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنے کا جو ثواب ہے اس بارے میں سبقت کر رہے ہیں۔

یہاں تین حدیثیں ہیں،

حدیث نمبر ۳۲۳۳ میں ہے۔۔ فعلمت ما فی السماوات و ما فی الارض۔

حدیث نمبر ۳۲۳۴ میں ہے۔۔ فعلمت ما بین المشرق و المغرب۔

اور حدیث نمبر ۳۲۳۵ میں ہے۔۔ فتجلی لی کل شیء و عرفت۔

بعض حضرات نے ان تین حدیث میں جو، فعلمت ما فی السماوات و ما فی الارض، یا، فعلمت ما بین المشرق و المغرب، یا۔ فتجلی لی کل شیء و عرفت، ہے اس سے ثابت کرتے ہیں کہ حضورؐ کو تمام چیزوں کا علم غیب ہے

دوسرے حضرات اس حدیث کے بارے میں چار باتیں کہتے ہیں۔

1۔ یہ حدیث اوپر کی 37 آیتوں کے خلاف ہے، جس میں ہے کہ مجھے علم غیب نہیں ہے۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسی حدیث میں، لا ادری، ہے، کہ مجھے معلوم نہیں ہے، تو حضورؐ کو علم غیب کیسے ہوا

3۔ تیسری بات ہے کہ آپؐ کو سارا علم غیب نہیں دیا گیا تھا، بلکہ خاص ملاء اعلیٰ کے بارے میں کچھ راز کھولی گئی کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ کس بات میں سبقت کرتے ہیں تاکہ حضورؐ اپنی امت کو بھی اس نیکیوں کو بتا

سکین

4۔ اور چوتھی بات یہ ہے کہ یہ حدیث خواب کی ہے،
اس لئے اس حدیث سے تمام چیزوں کا علم غیب ثابت کرنا مشکل ہے

16۔ عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله زوى لى الارض فرأنت مشارقها و
مغاربها و ان امتى سيبلى ملكها ما زوى لى منها۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب ہلاک
ہذہ الامۃ بعضهم ببعض، ص ۱۲۵۰، نمبر ۲۸۸۹/۷۲۷۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا، پس میں نے اس کے مشرق اور
مغرب کو دیکھا، اور جہاں تک سمیٹی گئی میری امت وہاں تک پہنچ جائے گی
اس حدیث سے بھی علم غیب ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے

یہ ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ آپ کے سامنے مشرق اور مغرب کی زمین کردی گئی، اور آپ نے اس کو دیکھ لیا،
لیکن اس حدیث میں وضاحت ہے کہ مشرق اور مغرب کی چیزوں کو دیکھا، صرف مشرق اور مغرب کی
چیزوں کو دیکھنا یہ پورا علم غیب نہیں ہے، بلکہ یہ جز ہے جو آپ کو بتایا گیا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ۔ اس میں زوی، ماضی کا صیغہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ ایک مرتبہ ایسا کیا گیا،
ورنہ اگر آپ کو ہمیشہ علم غیب ہے تو آپ کے سامنے زمین کو کرنے کا مطلب کیا ہے، وہ تو ہر وقت آپ
کے سامنے ہے ہی، اس لئے اس حدیث سے علم غیب ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ غیب کی بعض باتوں کو آپ
کو بتائی گئی ہے۔ آپ خود بھی غور کر لیں۔

17۔ عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ انی اری ما لا ترون و اسمع ما لا

تسمعون۔ (ترمذی شریف، کتاب الزہد، باب ماجاء فی قول النبی ﷺ لو تعلمون ما علم لصکتم قلیلاً، ص ۵۳۰، نمبر ۲۳۱۲) ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں جو دیکھتا ہوں تم لوگوں کو اس کا پتہ نہیں ہے، اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔

اس حدیث سے بعض حضرات نے علم غیب پر استدلال کیا ہے، لیکن اس حدیث سے بھی پورا علم غیب ثابت نہیں ہوتا ہے، بلکہ اللہ کا بعض علم غیب ہے، جو حضور کو بتایا گیا ہے۔
ان 10 دس آیت اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو علم غیب تھا۔ لیکن بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ آیت اور احادیث 40 آیتوں اور 8 احادیث کے خلاف ہیں،

کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو زید کی ہر حالت کی خبر ہے

[۳]۔۔۔ اور غیب کی تیسری صورت یہ ہے کہ کیا آج زید کی ساری حالت، موت کی حیات کی، روزی کی، شفا کی نفع کی نقصان کی معلوم ہے تو اس بارے میں آیت بالکل صاف ہے کہ جب حضور کو اپنی حالت کا پتہ نہیں، تو دوسروں کی حالت کا پتہ کیسے ہوگا!

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

54۔ قل ما كنت بدعا من الرسل و ما ادرى ما يفعل بى و لا بكم ان اتبع الا ما يوحى الى و ما انا الا نذير مبين (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)۔ ترجمہ۔ کہو کہ میں پیغمبروں میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے۔

اس آیت میں حضور اعلان کر رہے ہیں خود میرا بھی پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا، اور تیرا بھی پتہ نہیں کہ تیرے ساتھ کیا ہوگا تو آج زید کا علم حضور کو کیسے ہو جائے گا۔

55۔ تلک من انباء الغیب نوحيها اليک ما کنت تعلمها انت و لا قومک من قبل هذا۔ (آیت ۴۹، سورت ہود ۱۱)۔ ترجمہ۔ یہ غیب کی کچھ باتیں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، یہ باتیں نہ تم اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

نوٹ: اس آیت میں اللہ خود فرما رہے ہیں کہ اے نبی تمہیں کچھ معلوم نہیں تھا، اور نہ آپ کی قوم کو معلوم تھا تو زید کی ہر حال کا علم حضور کو کیسے ہو سکتا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 55 آیتیں اور 17 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ان کی دیوی اور دیوتا کو علم غیب ہے

ہمارے یہاں کے ہندو کا یہ خاص عقیدہ ہے کہ اس کے رشی منی [انکے بڑے ولی، جو مرچکے ہیں] وہ غیب کی باتوں کو جانتے بھی ہیں، اور انکی حاجتوں کو سن کر مدد بھی کرتے ہیں، اسی لئے انکا بت بناتے ہیں اور اس کی پوجا کرتے ہیں، اور ان سے ضرورتیں بھی مانگتے ہیں۔

اصل بات یہ کہ مسلمان کے علاوہ بہت ساری قوموں کا عقیدہ یہ ہے کہ انکے ولی، یار ہنما، علم غیب کو جانتے ہیں، اور وہ ہماری مدد بھی کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ بتوں دیوی، دیوتاؤں اور اپنے الگ الگ معبودوں کی بھی پوجا کرتے ہیں اور ان سے مدد بھی مانگتے ہیں، اس لئے اللہ نے قرآن میں صاف کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی غیب کا علم نہیں جانتا۔ تاکہ نہ اس کی عبادت کرے، اور نہ اس سے اپنی ضرورت مانگے

اس نکتہ پر غور کریں

۱۱۔ صرف اللہ ہی سے مدد مانگ سکتے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

مدد مانگنے کی دو صورتیں ہیں

[۱]۔۔ کوئی سامنے موجود ہو تو اس سے مدد مانگ سکتے ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، یہ جائز ہے، جیسے حضورؐ سے دعا کرنے کے لئے کہا، یا صحابہ نے آپ سے کئی چیزیں مانگی، یا جیسے قیامت میں حضورؐ انسانوں کے سامنے ہوں گے تو حضورؐ سے سفارش کی درخواست کریں گے، یا جیسے ڈاکٹر سے کہے کہ آپ میرا علاج کر دیں، یا ماں سے کہے کہ مجھے کھانا دے دیں۔

وہ دعا یا وہ مدد جو حضورؐ سے انکی زندگی میں مانگی ہیں، اور قرآن اور احادیث میں ان کا ذکر ہے، ان عبارات سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ موت کے بعد بھی ان سے مدد مانگنا جائز ہے، حالانکہ موت کے بعد کا معاملہ بالکل الگ ہے، موت کے بعد مدد مانگنے کے لئے باضابطہ آیت یا حدیث ہونی چاہئے

[۲]۔۔ دوسری صورت یہ ہے کہ، ایک آدمی مرا ہو ہے، وہ سامنے موجود نہیں ہے اب اس کے بارے میں یہ یقین کرنا کہ وہ ہماری بات کو سنتا ہے، اور میں جو کچھ مانگوں گا وہ دے دے گا یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسی مدد صرف اللہ ہی کر سکتا ہے

کسی میت سے مانگنے سے پہلے 4 سوال حل کریں

[۱] پہلا سوال یہ ہے کہ ہم جس میت سے مانگ رہے ہیں وہ ہماری بات سنتے بھی ہیں یا نہیں سماع موتی کی بحث میں آرہا ہے کہ مردے ہماری بات سنتے بھی ہیں یا نہیں اس بارے میں زبردست اختلاف ہے، ایک جماعت کی رائے ہے کہ مردے نہیں سنتے، کیونکہ قرآن نے اعلان کر کے کہا،
و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور . (آیت ۲۲، سورت فاطر ۳۵)۔ ترجمہ۔ مردہ اور زندہ برابر نہیں ہیں، اور اللہ تو جس کو چاہتا ہے بات سنا دیتا ہے، اور تم ان کو بات سنا نہیں سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں
اس آیت میں ہے کہ، اے حضورؐ آپ مردے کو نہیں سنا سکتے
اور دوسری جماعت کی رائے ہے کہ ہم تو نہیں سنا سکتے، ہاں اللہ چاہے تو کسی بات کو مردے کو سنا سکتے ہیں، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضورؐ نے ابو جہل اور ابولہب کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ کیا تم کو وہ چیز مل گئی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

حدیث یہ ہے۔ ان ابن عمر اخبرہ قال اطلع النبی ﷺ علی اهل القلیب فقال :
وجدتم ما وعد ربکم حقا ؟ فقیل له اُتدعون أمواتا ، فقال ما انتم باسمع منهم و لكن لا یجیبون ۔ (بخاری شریف، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۰)

ترجمہ۔ حضور بدر کے کنویں کے مردے کے پاس کھڑے ہوئے، اور کہا، اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، تم نے اس کو سچ پالیا؟ لوگوں نے حضورؐ سے کہا کہ آپ مردوں کو پکار رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ، تم بھی اتنا نہیں سنتے جتنا وہ سن رہے ہیں، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے

اس حدیث میں ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

اب چونکہ مردے کے سننے میں ہی اختلاف ہے اس لئے ہم مردے سے سوال کیسے کریں!

[۲] دوسرا سوال ہے کہ ہم سوال کر لیں، تو کیا مردے ہماری مدد کر سکتے ہیں، جبکہ حدیث میں ہے۔

اذا مات الانسان انقطع عمله۔ ترمذی شریف، نمبر ۶۷۱۳

ترجمہ۔ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے

، اب وہ دنیوی کوئی کام نہیں کر سکتا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو ہماری مدد کرنے کا اختیار نہیں ہے

[۳] اور تیسرا سوال ہے کہ کیا اللہ نے یا رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مردوں سے مانگیں؟

یا ایسے سوال کرنے سے منع کیا ہے

اس تیسرے سوال کے متعلق 30 آیتیں اور 3 حدیثیں آرہی ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے

مت مانگو۔

آپ خود بھی ان آیتوں پر غور کریں۔

[۴] اور چوتھا سوال یہ ہے کہ ہندو بھی ایک خدا کو مانتا ہے جسکو وہ، کرشن بھگوان، کہتا ہے لیکن دوسری

دیوی اور دیوتا سے بھی اپنی مدد مانگتا ہے

، تو آپ بھی جب خدا کے علاوہ، نبیوں سے، ولیوں سے اور دوسرے لوگوں سے مدد مانگتے ہیں، تو

ہندوؤں اور آپ کے اعتقاد میں کیا فرق رہا؟۔

دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے

غائب سے مدد مانگنا ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگے۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ (آیت ۲، سورہ فاتحہ ۱)

ترجمہ۔ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں
اس آیت میں حصر کے ساتھ بتایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مدد مانگتے
ہیں،

دن رات میں فرض نماز سترہ رکعتیں ہیں، اور کم سے کم سترہ مرتبہ ایک مومن سے کہلوایا جاتا ہے کہ ہم
صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں، اس لئے کسی اور کی عبادت بھی جائز
نہیں اور کسی اور سے مدد مانگنا بھی جائز نہیں ہے۔

2۔ أغیر الله تدعون ان کنتم صادقین ، بل ایاہ تدعون۔ (آیت ۴۰-۴۱، سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔ تو کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو، بلکہ اسی کو پکارو گے۔

3۔ ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ (آیت ۱۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے، اس لئے اللہ کے علاوہ کسی اور کو مت پکارو

4۔ ان الذین تدعون من دون الله عباد امثالکم۔ (آیت ۱۹۴، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جس کو پکارتے ہو وہ تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں

5۔ و الذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر۔ (آیت ۱۳، سورۃ فاطر ۳۵)

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جس کو بھی پکارتے ہو وہ گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں ہے [تو تمہاری مدد کیا کریں گے]

6۔ قل انما ادعوا ربی و لا اشرك به احدا۔ (آیت ۲۰، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ آپ فرمادیجئے کہ میں صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتا

7۔ ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ (۱۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اور یقیناً تمام سجدے اللہ ہی کے لئے ہیں اس لئے اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو

اس آیت میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو مت پکارو، تو دوسرے سے دعا مانگنا کیسے جائز ہوگا

8۔ و ان یمسک الله بضر فلا کاشف له الا هوا۔ (آیت ۷۱، سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔ اگر اللہ تم کوئی تکلیف پہنچائے تو اللہ کے علاوہ کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے

9۔ و ان یمسک الله بضر فلا کاشف له الا هوا۔ (آیت ۷۱، سورۃ یونس ۱۰)

ترجمہ۔ اگر اللہ تم کوئی تکلیف پہنچائے تو اللہ کے علاوہ کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے

ان 9 آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ فرمایا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو، اور اسی سے مدد مانگو تو اللہ

کے علاوہ سے کیسے مانگنا جائز ہوگا۔

آپ خود بھی ان آیتوں پر غور کریں

ان آیتوں میں تاکید اور حصر کے ساتھ کہا گیا ہے
کہ صرف اللہ ہی سے مدد ہو سکتی ہے

10۔ و ما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم۔ (آیت ۱۲۶، سورت آل عمران ۳)

11۔ و ما النصر الا من عند الله ان الله عزيز حكيم۔ (آیت ۱۰، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔ مدد تو صرف اللہ ہی کے پاس سے آتی ہے، جو مکمل اقتدار کا مالک ہے، حکمت والا ہے

12۔ و ما لكم من دون الله من ولي ولا نصير۔ (آیت ۱۰۷، سورت البقرة ۲)

13۔ و ما لكم من دون الله من ولي ولا نصير۔ (آیت ۲۲، سورت العنكبوت ۲۹)

14۔ و ما لكم من دون الله من ولي ولا نصير۔ (آیت ۳۱، سورت الشورى ۴۲)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ مددگار ہے

15۔ ما لك من الله من ولي ولا نصير۔ (آیت ۱۰۷، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اور اللہ کے علاوہ تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ کوئی مددگار

ان 6 آیتوں میں حصر کے ساتھ بتایا کہ اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے، اور نہ کوئی رکھوالا ہے

اس لئے اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہیں مانگنی چاہئے

آپ ان آیتوں کو خود بھی غور سے پڑھیں۔

حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ میں بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں

ان آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا کہ کہو کہ میں اپنے لئے بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں تاکہ لوگ حضورؐ سے نہ مانگیں، اور جب حضورؐ سے مانگنے سے منع کر دیا گیا تو کسی اور سے مانگنے کی اجازت کیسے دی جائے گی

16۔ قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعاً الا ما شاء الله۔ (آیت ۱۸۸، سورۃ الاعراف ۷)

17۔ قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعاً الا ما شاء الله۔ (آیت ۴۹، سورۃ یونس ۱۰) ترجمہ

۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں خود بھی اپنے آپ کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے

18۔ قل انی لا املك لكم ضرا ولا رشدا۔ (آیت ۲۱، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے نہ تمہارا کوئی نقصان میرے اختیار میں ہے، اور نہ کوئی بھلائی

ان 3 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ، یہ کہہ دو کہ میں کسی کے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں،

اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں نے اللہ کے علاوہ دیوی اور دیوتا کو نفع اور نقصان کا مالک جانا اس لئے وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دیوی اور دیوتا کی پوجا کرنے لگے اور شرک میں مبتلا ہو گئے۔

ان تین آیتوں میں بھی فرمایا کہ آپ کو اختیار نہیں ہے

19۔ لیس لك من الامر شيء او يتوب عليهم او يعذبهم۔ (آیت ۱۲۸، آل عمران ۳)
ترجمہ۔ اے رسول آپ کو اس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا انکو عذاب دے
20۔ و لا تقولن لشيء انى فاعل ذالك غدا الا ان يشاء الله۔ (آیت ۲۳، سورت
الکہف ۱۸)

ترجمہ۔ اے پیغمبر کسی بھی کام کے بارے میں کبھی بھی یہ کہئے کہ میں یہ کام کر لوں گا، ہاں یہ کہئے کہ اللہ
چاہے گا تو کر لوں گا

21۔ انك لا تهدي من احببت ، و لكن الله يهدي من يشاء و هوا علم بالمهتدين ۔
(آیت ۵۶، سورہ القصص ۲۸)

ترجمہ۔ اے پیغمبر! آپ جسکو چاہیں ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے، بلکہ جس کو چاہتا ہے ہدایت تک پہنچا
دیتا ہے

اس آیت میں ہے کہ آپ کسی کو ہدایت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے، جب تک کہ اللہ نہ چاہے، آپ
ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، تو جب آپ ہدایت بھی نہیں دے سکتے، تو دوسری چیزیں کیسے
دے سکتے ہیں، اور ہم کیسے آپ سے مانگ سکتے ہیں؟ اس پر غور فرمائیں

ان آیتوں میں فرمایا کہ اللہ کے علاوہ جنکو بھی پکارتے ہو
وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتا تو تمہاری مدد کیا کرے گا!

آیتیں یہ ہیں

22۔ و الذین تدعون من دونہ لا یستطیون نصرکم و لا انفسہم ینصرون۔ (آیت ۱۹۷، سورت الاعراف ۷) ترجمہ۔ اور تم اللہ کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں

23۔ لا یستطیون لہم نصرا و لا انفسہم ینصرون۔ (آیت ۱۹۲، سورت الاعراف ۷) ترجمہ۔ وہ نہ انکی مدد کر سکتے ہیں، اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں

24۔ و الذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء۔ (آیت ۱۴، سورت الرعد ۱۳) ترجمہ۔ اللہ کو چھوڑ کر جنکو یہ پکارتے ہیں وہ انکی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

25۔ و ان ما یدعون من دونہ ہو الباطل و ان اللہ ہو العلیٰ الکبیر۔ (آیت ۶۲، سورت الحج ۲۲) ترجمہ۔ اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس کو پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں، اور اللہ ہی کی شان اونچی ہے اور بڑا رتبہ والا ہے

26۔ قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا بل کان اللہ بما تعملون خبیرا۔ (آیت ۱۱، سورت الفتح ۲۸) ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے، یا فائدہ پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں تمہارے معاملے میں کچھ بھی کرنے کی طاقت رکھتا ہو، بلکہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو پوری طرح جانتا ہے۔

27۔ فلا یملکون کشف الضر عنکم و لا تحویلا۔ (آیت ۵۶، سورت الاسراء ۱۷)
ترجمہ۔ جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، وہ نہ تم سے کوئی تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ اسے تبدیل کر سکیں گے

28۔ و ما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجأرون۔ (آیت ۵۳، سورت النحل ۱۶)
ترجمہ۔ اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔

29۔ و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یکن یدعنا الی ضر مسہ۔ (آیت ۱۲، سورت یونس ۱۰)
ترجمہ۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے، بیٹھے اور کھڑے ہوئے ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو اس طرح چل کھڑا ہوتا ہے جیسے کبھی اس کو پہنچنے والی تکلیف میں ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔

30۔ و اذا سألک عبادی فانی قریب اجیب دعوة الداعی اذا دعانی۔ (آیت ۱۸۶، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اے رسول جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں [تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ] میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں،

31۔ ولقد خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس به نفسه و نحن اقرب الیہ من حبل الورد۔ (آیت ۱۶، سورت ق ۵۰)

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں انکو ہم خوب جانتے ہیں، اور ہم انکے شرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

32۔ قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین۔ (آیت ۶۰، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ تمہارے رب نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس آیت میں توشہد کے ساتھ یہ کہا ہے کہ جو مجھ سے نہیں مانگے گا اس کو جہنم میں داخل کیا جائے گا

33۔ هو الحی لا الہ الا هو فادعوه مخلصین لہ الدین۔ (آیت ۶۵، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس لئے اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو۔

34۔ ان ینصرک اللہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ۔ (آیت ۱۶۰، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں ہے، اور اگر وہ تمہیں تنہا چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے؟

35۔ بل اللہ مولاکم و خیر الناصرین۔ (آیت ۱۵۰، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ بلکہ اللہ تمہارا حامی اور ناصر ہے، اور وہ بہترین مددگار ہے

ان 35 آیتوں میں تاکید کی گئی ہے کہ صرف اللہ ہی سے مانگو، اس لئے دوسروں سے مانگنا جائز نہیں ہے

آپ خود بھی آیتوں پر غور کر لیں

حدیث میں تعلیم دی گئی ہے کہ صرف اللہ ہی سے مدد مانگے

حدیثیں یہ ہیں

1۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ ليسأل احدكم ربه حاجته كلها حتى يسأل شسع نعله اذا انقطع۔ (ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب ليسأل ربه حاجته كلها، ص ۸۲۲، نمبر ۳۶۰۴)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے تمام ہی ضرورت مانگے، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے اس حدیث میں ہے کہ تمام ضروریات اللہ ہی سے مانگنا چاہئے۔

2۔ عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا اشتكى من انسان مسحه بيمينه ثم قال اذهب الباس رب الناس و اشف انت الشافي لا شفاء الا شفائك شفاء لا يغادر سقما۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب استجاب رقية المريض، ص ۹۷۲، نمبر ۲۱۹۱/۵۷۰۷)۔ ترجمہ۔ حضورؐ کی عادت یہ تھی کہ کوئی آدمی بیمار ہوتا تو دائیں ہاتھ سے اس کو چھوتے، پھر یہ دعا پڑھتے، انسان کے رب تکلیف دور کر دیجئے، آپ شفا دینے والے ہیں آپ ہی شفا دیجئے، صرف آپ ہی کی شفا ہے، ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

اس حدیث میں صرف اللہ سے شفا مانگی گئی ہے

قیامت میں بھی حضور اللہ سے مانگیں گے اور اللہ دیں گے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا ثم يقال لي : ارفع رأسك و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسى فأحمد ربى بتحميد يعلمنى ، ثم اشفع فيحد لى حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله فى الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى فى النار الا من حبسه القرآن ۔ (بخارى شريف، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ ص)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کریں گے، لوگ کہیں گے کہ کوئی ہمارے رب کے سامنے سفارش پیش کرے تو قیامت کے اس میدان سے ہمیں عافیت مل جائے۔۔۔ پھر مجھ سے اللہ کہیں گے، حضورؐ سراٹھائے، مانگو، میں دوں گا، آپ کہئے، بات سنی جائے گی، سفارش کیجئے سفارش قبول کی جائے گی، تو میں سراٹھاؤں گا، اور اس وقت ایسی تعریف کروں گا جو تعریف مجھے اللہ سکھائیں گے، پھر سفارش کروں گا، تو میرے لئے ایک حد متعین کی جائے گی، پھر ان لوگوں کو میں آگ سے نکالوں گا، اور جنت میں داخل کروں گا، پھر پہلے کی طرح دوبارہ سجدے میں جاؤں گا، تیسری مرتبہ، یا چوتھی مرتبہ، یہاں تک کہ قرآن نے جنکو جہنم میں رکھا ہے، صرف وہی جہنم میں رہے گا۔

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ کہیں گے کہ آپ مانگیں، اور میں دوں گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں بھی آپ کو اختیار نہیں ہوگا، بلکہ آپ مانگیں گے اور اللہ دیں گے، آپ شفاعت مانگیں گے اور اللہ دیں گے۔

صرف اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہئے

امام غزالیؒ کی رائے

امام غزالیؒ کی کتاب، قواعد العقائد میں یہ عبارت ہے۔

۔ فالله وحده هو الذى يتقرب اليه المسلم بعبادته و بخضوعه

۔ و من الله وحده يستمد المسلم العون و يطلب الهداية .

هذا هو المعنى الذى يعينه ، او الذى يجب ان يعنيه المسلم كلما قرأ قول الله تعالى

﴿ اياك نعبد و اياك نستعين ﴾ [آیت ۳، سورت الفاتحہ ۱] (قواعد العقائد لدلائل امام غزالی، باب

تقديم، ص ۹)

ترجمہ۔ اللہ ہی ایک ایسی ذات ہے جس کی عبادت کر کے اور اس کے سامنے جھک کر مسلمان اس کی

قربت حاصل کرتا ہے

مسلمان، جب بھی، ایاک نعبد ، و ایاک نستعين، پڑھے تو یہی مطلب لے، یا مسلمان پر

واجب ہے کہ یہی مطلب لے، کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں

۔ اس عبارت اور آیت میں ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہئے، اور صرف اللہ ہی سے مدد مانگنی

چاہئے۔ یہی توحید ہے۔

ان آیات اور احادیث سے شبہ ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی آپ سے مانگنے کی اجازت ہے

پہلی بات یہ ہے کہ 35 آیاتوں میں تاکید کے ساتھ گزرا کہ اللہ ہی سے مانگے اس لئے وہی صحیح ہے اور نیچے کی آیاتوں میں جس مدد مانگنے کا ذکر ہے وہ آپ کی حیات میں ہے، اور آپ جب زندہ تھے، آمنے سامنے تھے تو اس وقت آپ سے مانگنے کی ترغیب تھی، یا قیامت میں جب امتی آپ کے سامنے ہوگا تو وہ آپ سے سفارش کرنے کے لئے کہے گا، یا حوض کوثر کا پانی مانگے، اور یہ سب کے یہاں جائز ہے

سوال اس وقت ہے کہ کیا آپ کی وفات کے بعد ہمیں آپ سے مانگنے کی اجازت دی گئی ہے، یا کسی ولی یا صحابی سے مانگنے کی اجازت دی گئی ہے تو اس بارے میں مجھے کوئی آیت، حدیث نہیں ملی، جو آیت یا حدیث ملتی ہے وہ آپ کی حیات کے وقت کی ہے، یا قیامت میں امتی آپ کے سامنے ہوگا، غائب میں مانگنے کی حدیث مجھے نہیں ملی

شبہ کی آیتیں یہ ہیں

1۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

لَوْ جَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (آیت ۶۴، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور جب ان لوگوں نے [منافقین نے] اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے، اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا اور

بڑا مہربان پاتے

نوٹ: اس آیت میں ترغیب دی گئی ہے کہ حضورؐ کے پاس آ کر استغفار کرنے کے لئے کہتے، جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ سے مانگ سکتے ہیں۔ لیکن یہ مانگنا آپؐ کی حیات میں ہے جو ہر ایک کے نزدیک جائز ہے۔

2۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و ہم راکعون۔ (آیت ۵۵، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ مسلمانو! تمہارا یا رسول اللہؐ ہے، اس کے رسول، اور وہ ایمان والے ہیں جو اس طرح نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ وہ دل سے اللہ کے آگے جھکے ہوتے ہیں۔ اس آیت سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ اس آیت میں کہا کہ رسول مددگار ہیں، اور نماز پڑھنے والے بھی مددگار ہیں، اس لئے ہم ان سے مدد مانگ سکتے ہیں۔ لیکن تفسیر میں یہ وضاحت ہے کہ عبد اللہ بن سلام، اور ان کے ساتھی یہودی تھے، جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے رشتہ داروں نے منہ موڑ لیا، تو اللہ نے انکو تسلی دی کہ، گھبرانے کی بات نہیں تمہارا مددگار تو اللہؐ، رسولؐ، اور مسلمان ہیں، اور یہ حضورؐ کی زندگی میں تھا، ان کی وفات کے بعد حضورؐ سے مانگے، اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔

3۔ و المومنون و المومنات بعض اولیاء بعض یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر۔ (آیت ۱، سورت التوبہ ۹)

ترجمہ۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

نوٹ: اس آیت سے بھی بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، اس لئے ان سے موت کے بعد بھی مانگ سکتے ہیں، اور اس سے ثابت ہوا کہ

ولی سے بھی مانگ سکتے ہیں

لیکن یہ آیت بھی مرنے کے بعد مانگنے کے سلسلے میں نہیں ہے بلکہ زندہ ہو تو ایک دوسرے سے مانگ سکتے ہیں، اسی لئے اسی آیت میں وضاحت ہے کہ نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا، یہ مانگتے ہیں، اس لئے مرنے کے بعد ولیوں سے مانگنے کا ثبوت اس سے نہیں ہوتا، اور کیسے ہوگا جبکہ یہ آیت ۳۵ آیتوں کے خلاف ہے۔

4۔ سمعت معاویۃ خطیباً یقول سمعت النبی ﷺ یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین و انما انا قاسم و اللہ یعطی۔ (بخاری شریف، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین، ص ۷۱، نمبر ۷۱)

ترجمہ۔ حضورؐ سے کہتے ہوئے سنا ہے، کہ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ اور میں تو صرف [رسالت] تقسیم کرنے والا ہوں، ہر چیز کے دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے ثابت کی ہے کہ حضورؐ قاسم ہیں اس لئے ان سے مانگ سکتے ہیں لیکن پوری حدیث کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ، سمجھ دینا یہ اللہ کا کام ہے، اس لئے اسی سے سمجھ مانگو، البتہ حدیث اور قرآن، اور دین کا علم جو اللہ نے مجھے دیا ہے، یا غنیمت کا مال مجھے دیا ہے میں اس کو بیان کرتا ہوں اور اس کو تقسیم کرتا ہوں۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کا باب باندھا، کہ، من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ اللہ جس کو چاہتے ہیں اس کو فقہ کی سمجھ دے دیتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ یہ تقسیم کرنا آپ کی حیات میں تھا، آپ کی وفات کے بعد بھی آپ دنیا والوں پر تقسیم کر رہے ہیں، اس حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ دیوی اور دیوتا انکی مدد کرتے ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے، کہ اس کے رشی منی [بزرگ] کا انتقال ہو گیا تو اس کی روح کو اللہ نے طاقت بخشی ہے کہ جہاں چاہیں جائیں، اور جس کی چاہیں اس کی مدد کریں، مدد کرنا ان رشی منی کی روحوں کے کنٹرول میں ہے، اسی لئے وہ لوگ ایک بھگوان کو تو مانتے ہیں، لیکن مدد مانگنے کے لئے بہت سارے دیوی اور دیوتا کو مانتے ہیں ان کی مورتی بناتے ہیں، اور اس کی پوجا کرتے ہیں، اور اس سے مدد مانگتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے 35 آیتوں میں فرمایا کہ مدد کرنے کا عہدہ کسی اور کو نہیں دیا ہے، بلکہ مدد براہ راست میں خود کرتا ہوں، اس لئے روزی کے لئے شفا کے اور اولاد کے لئے شادی کے لئے تجارت کی ترقی کے لئے، اور آخرت کے لئے مجھ ہی سے مدد مانگیں، کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہے، اور حضور اسی شرک کو مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اس کے لئے ان 30 آیتوں کو غور سے پڑھیں

طوالت کے لئے بہت سی آیتوں کو میں نے چھوڑ دی ہیں، آپ اس کے لئے مکتبہ شاملہ پر جائیں

اگر کسی نبی یا ولی سے مانگنا جائز ہو تو اس کے لئے صراحت کے ساتھ کوئی آیت ہو یا پکی حدیث ہو کہ عطائی طور پر میں نے یہ دیا ہے کہ فلاں سے ان کی موت کے بعد بھی مدد مانگو، یہ مدد مانگنا مجھ سے مدد مانگنا ہے، جو مجھے المکتبہ الشاملہ میں بھی تلاش کرنے کے بعد بھی نہیں ملی۔

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۲۔ وسیلہ

وسیلہ ایک بڑا ہنگامہ خیز مضمون ہے، اس میں کئی فریق ہیں اور ہر ایک اپنی رائے کی طرف دلیلیں دیتے ہیں، اس لئے اس کی تفصیل سنیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

وسیلہ کی 5 صورتیں ہیں

[۱] --- پہلی صورت۔ دعاء اللہ ہی سے مانگے، لیکن یوں کہے کہ یا اللہ تو اس دعاء کو حضور کے طفیل میں قبول کر لے، تو اس کی گنجائش ہے، لیکن ہمیشہ اس کی عادت نہ بنائے، کیونکہ کچھ ہی حدیثوں میں اس کا ذکر ہے، باقی قرآن اور حدیث میں جتنی دعائیں ہیں ان میں واسطہ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ براہ راست اللہ سے مانگنے کا ذکر ہے۔

[۲] --- دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی نیک کام کرے اور اس کو اپنے درجات کی بلندی کے لئے وسیلہ بنائے، یہ بہت بہتر ہے، آیت میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

[۳]۔۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی زندہ آدمی سے درخواست کرے کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے، یا مجھے فلاں نیکی مل جائے، یہ درست ہے، بہت سی احادیث میں ہے کہ صحابہ نے حضور سے دعا کی درخواست کی۔

[۴]۔۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی نبی، یا ولی سے کہے کہ آپ دعاء کریں کہ اللہ یہ کام کر دے یہ کسی زندہ ولی یا نبی سے کہے تو بالکل جائز ہے، لیکن جو نبی، یا ولی وفات پا چکے ہیں ان سے یہ کہیں کہ آپ میرے لئے دعا کریں اس بارے میں کوئی آیت یا حدیث مجھے نہیں ملی، بلکہ یہ ملتا ہے، کہ موت کے بعد آدمی کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، اور دعا کرنا بھی ایک عمل ہے، اس لئے وہ دعا نہیں کر سکیں گے، دوسری بات یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں اسی میں اختلاف ہے، تو ان سے کیسے کہا جائے گا کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔

[۵]۔۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مانگے، اور یوں کہے کہ اے ولی، یا اے نبی تو دعا قبول کر لے، یہ ناجائز ہے، کیونکہ اللہ کے علاوہ سے مانگنا ہوا جو ناجائز ہے۔ پانچوں کی دلیلیں آگے آرہی ہیں

[۱] دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے

دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے تو یہ جائز ہے،

لیکن چونکہ دو چار حدیثوں میں ہی وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنے کا ذکر ہے، باقی سیکڑوں حدیثوں میں بغیر وسیلے کے براہ راست اللہ ہی سے دعا مانگی گئی ہے اس لئے قرآن اور حدیث والی دعا مانگے تو وہ زیادہ قبول ہوگی

[۱]۔۔۔ وسیلہ کی پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ ہی سے دعا کرے اور کہے کہ یا اللہ فلاں کے طفیل میں اس دعا کو قبول کر لے، یا یہ کام کر دے۔ یہ جائز ہے، لیکن ہمیشہ ایسا نہ کرے اس کے لئے احادیث یہ ہیں۔

1۔ عن عثمان بن حنیف ان رجلاً ضریر البصر اتى النبی ﷺ.... قال فامرہ ان يتوضأ فيحسن و ضوئہ و يدعوا بهذا الدعاء اللهم انی أسألك و اتوجه اليک بنبيک محمد نبی الرحمة انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضى لی اللهم فشفعه فی۔ (ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب ص ۸۱۶، نمبر ۳۵۷۸ ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ، ص ۱۹۷، نمبر ۱۳۸۵)

ترجمہ۔ ایک کم نظر آدمی حضور حضور^۲ کے پاس آیا۔۔۔ حضور^۲ نے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ آپ کے نبی محمد^۲ جو نبی رحمت بھی ہیں، ان کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اور اس ضرورت کے بارے میں اپنے رب کی طرف آپ کے واسطے سے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ اے اللہ آپ میری ضرورت پوری کر دیں اور حضور^۲ کو میرے بارے میں سفارشی

بنادیتے

اس حدیث میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ مانگا صرف اللہ ہی سے، البتہ حضورؐ کا واسطہ دیا، اتنا جائز ہے۔

2۔ عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطيئة قال يا رب اسألک بحق محمد لما غفرت لی ، فقال الله يا آدم و کیف عرفت محمدا و لم أخلقه ؟ قال يا رب لانک لما خلقتنی بیدک و نفخت فی روحک رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انک لم تضيف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال الله : صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الی ادعنی بحقه فقد غفرت لک و لو لا محمد ما خلقتک ۔ (مستدرک للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، باب من کتاب آیات رسول الله ﷺ التي هی دلائل النبوة، ج ۲، ص ۶۷۲، نمبر ۴۲۲۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام نے غلطی کی تو کہا۔ اے اللہ میں محمدؐ کے حق سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری لغزش کو معاف کر دیں، اللہ نے پوچھا اے آدم محمدؐ کو میں نے ابھی پیدا بھی نہیں کیا ہے آپ نے اس کو کیسے پہچانا؟ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ اے اللہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور میرے اندر روح ڈالی تو میں اپنا سراٹھایا تو عرش پر میں نے لکھا ہوا دیکھا، لا اله الا الله محمد رسول الله، تو میں سمجھ گیا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ اسی کو رکھتے جو مخلوق میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو، تو اللہ نے فرمایا آدمؑ! تم نے صحیح کہا، وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب ہیں، آپ نے انکے طفیل میں مجھ سے دعا کی، اس لئے میں نے آپ کو معاف کر دیا، اگر محمدؐ

نہ ہوتے تو میں تمکو پیدا بھی نہ کرتا۔

3۔ عن عباس كانت يهود خبير تقاتل غطفان فكلما التقوا هزمت يهود خبير فعاذت اليهود بهذا الدعاء ، اللهم انا اسئلك بحق محمد النبي الامي الذي وعدتنا ان تخرجه لنا في آخر الزمان ۔ (مستدرک للحاکم باب بسم اللہ الرحمن الرحیم، من سورت، ج ۲، ص ۲۸۹، نمبر ۳۰۴۲)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہود قبیل غطفان سے جنگ کیا کرتے تھے، اور ہوتا یہ تھا کہ جب بھی مقابلہ ہوتا تو خیبر کے یہود شکست کھا جاتے، تو یہود یہ دعا پڑھ کر دعا مانگنے لگے، [اے اللہ نبی امی محمدؐ کے طفیل سے ہم آپ سے مانگتے ہیں جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ انکو آخری زمانہ میں مبعوث کریں گے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور کے واسطے سے دعا مانگی گئی ہے

صحابی کے وسیلے سے دعا مانگی
اس کے لئے عمل صحابی یہ ہے

4۔ عن انس ابن مالک ان عمر بن الخطابؓ کان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك نبينا ﷺ فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا قال فسقون ۔ (بخاری شریف، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ص ۱۶۲، نمبر ۱۰۱۰)

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی قحط ہوتا تو حضرت عمرؓ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لئے دعا مانگتے، اور یوں دعا کرتے، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے آپ سے دعا مانگا

کرتے تھے تو آپ بارش دے دیتے تھے، اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں،
راوی کہتے ہیں کہ اس سے بارش ہو جاتی تھی

اس قول صحابی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے، اور اب انکے چچا حضرت عباسؓ کے
وسیلے سے دعا مانگتے ہیں۔

یہاں یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ صحابہؓ نے حضرت عباسؓ جو زندہ تھے ان کا وسیلہ دیکر دعا مانگی، جو
وفات پا گئے تھے ان کا وسیلہ دیکر دعا نہیں مانگی، حضورؐ انتقال کر گئے تھے، اس لئے ان کا وسیلہ دیکر
دعا نہیں مانگی،

5۔ اوس بن عبد اللہ قال قحط اهل المدينة قحطا شديدا فشكوا الى عائشة فقالت
انظروا قبر النبي ﷺ فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء
سقف قال ففعلوا فمطرنا مطرا حتى نبت العشب۔ (سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ نبيه بعد
موتہ، ج ۱، ص ۲۲۷، نمبر ۹۳)

ترجمہ۔ اوس بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مدینے میں قحط ہوا تو لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے شکایت
کی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کی قبر اور آسمان کے درمیان کھڑکی کھول دو، تاکہ قبر اور آسمان
کے درمیان چھت نہ رہے، لوگوں نے ایسا ہی کیا، تو اتنی بارش ہوئی کہ گھاس اگ گئے
اس عمل صحابی میں ہے کہ حضورؐ کی قبر کے پاس کھڑکی کھولی تو بارش ہوئی جس سے وسیلے کے جواز کا پتہ
چلتا ہے

6۔ عن مالک الدار قال وکان خازن عمر علی الطعام، قال اصاب الناس قحط فی

زمن عمر فجاء رجل الى قبر النبي ﷺ فقال يا رسول الله ! استسق لامتك فانهم قد هلكوا فأتى الرجل فى المنام فقیل له انت عمر فأقرئه السلام و أخبره انكم مسقيون۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۶، ص ۳۵۹، نمبر ۳۲۰۰۲/۳۱۹۹۳)

ترجمہ۔ مالک ابن دارفرماتے ہیں کہ کھانے پر حضرت عمر کا ایک خزانچی تھا، عمر کے زمانے میں قحط ہوا، ایک آدمی حضرت عمر کے زمانے میں حضورؐ کی قبر کے پاس آیا، اور کہا، یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے آپ اللہ سے بارش مانگئے، وہ ہلاک ہو چکے ہیں، اس آدمی کو خواب میں آیا اور اس کو یہ کہا کہ، عمرؓ کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کہنا، اور ان کو یہ بتادینا کہ بارش ہوگی۔

اس عمل صحابی میں ہے کہ صحابی نے حضورؐ کی قبر کے پاس، ان سے یہ درخواست کی آپ اللہ سے امت کے لئے بارش مانگیں

2 حدیث، اور 4 عمل صحابی سے معلوم ہوا کہ مانگے اللہ ہی سے لیکن یوں کہے کہ فلاں کے طفیل میں یہ دعا قبول کر لے تو یہ جائز ہے، کیونکہ حدیث میں اس کا ذکر ہے

لیکن چونکہ قرآن اور حدیث کے اور تمام دعاؤں میں وسیلہ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ براہ راست اللہ سے مانگنے کا ذکر ہے، اس لئے براہ راست اللہ سے مانگنا اچھا ہے، البتہ کبھی کبھار وسیلہ کا ذکر کر لے تو یہ جائز ہے، کیونکہ اوپر کی حدیث میں بھی کبھی کبھار ہی وسیلہ سے دعا مانگی ہے

آپ خود بھی غور کر لیں

نیک اعمال کر کے اس کا وسیلہ پکڑے

یہ سب سے بہتر طریقہ ہے

[۲]۔۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی نیک کام کرے اور اس کو اپنے درجات کی بلندی کے لئے وسیلہ بنائے، یہ بہت بہتر ہے، اس آیت میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

1۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ (آیت ۳۵، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

وسیلہ سے یہاں ہر وہ نیک عمل مراد ہے جو اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بن سکے

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال کرو اور اس کو قربت کا وسیلہ بناؤ۔ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نیک لوگوں کے وسیلے سے دعا مانگو۔

ہاں پہلے کچھ حدیثیں گزریں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے

بعض حضرات نے یہاں یہی مطلب لینے کی کوشش کی ہے، کہ نیک لوگوں کے وسیلے سے دعا مانگو، اور اس پر بھی زیادتی یہ کی کہ خود بزرگ سے ہی دعا مانگنے لگے۔

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا۔ ﴿و ابتغوا الیہ الوسیلۃ﴾ الدرجة

الرفیعة و يقال اطلبوا الیہ القرب فی الدرجات بالاعمال الصالحة۔ یعنی اعمال صالحہ کر

کے اللہ کی قربت حاصل کیا کرو۔ دوسری تفسیروں میں بھی اسی قسم کے الفاظ ہیں۔ اس لئے اس آیت

سے بزرگوں سے مدد مانگنے کا ثبوت نہیں ہوتا۔ ہاں اوپر دو حدیثیں گزری، جن سے اتنی گنجائش

نکلتی ہے کہ کبھی کبھار اپنی دعا میں یوں کہہ لے کہ یا اللہ فلاں کے طفیل میں میری دعا قبول کر لے، تو اس

کی گنجائش ہے۔ اس میں بھی یہی ہے کہ اللہ ہی سے مانگے، البتہ یوں کہہ لے کہ اے اللہ اس بزرگ کی لاج رکھ لے اور میری دعا تو قبول کر لے

یا اس بزرگ کے طفیل میں یا اللہ میری دعا قبول کر لے، تو اس کی گنجائش ہے

دوسری آیت یہ ہے

2۔ اولئک الذین یدعون یتغون الی ربہم الوسیلۃ۔ (آیت ۵۷، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ: جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ کا زیادہ قریب ہو جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ جو لوگ فرشتوں اور جنات کو پوجتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں نجات دے دیں گے، یا کوئی مدد کریں گے، تو یہ خیال غلط ہے، کیونکہ ان فرشتوں اور جنات کا تو حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کے محتاج ہیں، اور نیک کام کر کے اللہ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو جب وہ خود محتاج ہیں تو ان پوجنے والوں کو کیا دیں گے، اس لئے ان کفار مکہ کو چاہئے کہ براہ راست اللہ ہی سے مانگیں۔

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تفسیر یوں ہے۔ ﴿اولئک الذین یدعون یتغون الی ربہم

الوسیلۃ﴾ یتطلبون بذالک الی ربہم القربۃ و الفضیلۃ

۔ جن فرشتوں اور جنوں کو یہ کفار مکہ پوجتے ہیں وہ خود اپنے رب کی قربت اور فضیلت تلاش کر رہے ہیں تو یہ ان پجاریوں کو کیا دیں گے۔

اس لئے اس آیت سے بھی بزرگوں سے مدد مانگنے کا مفہوم نہیں نکلتا۔ ہاں کوئی زبردستی کھینچ تان کرے، اور بزرگوں کی تفسیر کو نظر انداز کر کے بزرگوں سے مدد مانگنے کا مطلب نکالے تو یہ اس کی مرضی ہے۔

زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہے یہ جائز ہے

[۳]۔۔۔ تیسری صورت یہ ہے کہ زندہ آدمی سے دعا کرنے کے لئے کہنا، یا اس سے مدد مانگنا، یا اس کا وسیلہ دیکر اللہ ہی سے مانگنا جائز ہے۔

اس کے لئے یہ آیت ہے

3۔ و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجد الله توابا رحيما۔ (آیت ۶۴، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور جب ان لوگوں [منافقوں] نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے، اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، اور بڑا مہربان پاتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہنا جائز ہے

4۔ و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم۔ (آیت ۳۳، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔ اے پیغمبر اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے جب آپ ان کے درمیان موجود ہوں۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ نیک آدمی زندہ ہو تو اس سے فائدہ ہوتا ہے

کسی زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہنا جائز ہے

7۔ عن عبد الله بن عمر بن العاص انه سمع النبي ﷺ يقول... ثم سلوا الى الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا عبد من عباد الله وارجوا ان اكون انا هو۔ (مسلم شریف، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل ما يقول المؤمن، ثم يصلي على النبي ﷺ ثم يسأل الله الوسيلة، ص ۱۶۳، نمبر ۳۸۴، نمبر ۸۴۹)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص نے حضورؐ کو کہتے سنا۔۔۔ پھر میرے لئے وسیلہ مانگو، اس لئے کہ یہ جنت میں ایک جگہ جو اللہ کے بندے میں سے ایک ہی کے لئے ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ آدمی میں ہی ہوں گا [جس کو یہ جگہ ملے گی]

8۔ عن عمر انه استأذن النبي ﷺ في العمرة فقال اى اخى اشركنا فى دعائك و لا تنسانا۔ (ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب، ص ۸۱۲، نمبر ۳۵۶۲)

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے عمرے کی اجازت مانگی، تو حضورؐ نے فرمایا میرے بھائی! اپنی دعا میں مجھے شریک کرنا، اور مجھے بھولنا نہیں،

ن دونوں حدیثوں میں حضورؐ نے اپنی امتی سے دعا کے لئے کہا ہے، جو زندہ تھے، یا جب وہ زندہ رہیں گے، اس لئے یہ جائز ہے

9۔ سمع انس بن مالک يذكر ان رجلا دخل يوم الجمعة من باب كان وجاه المنبر و رسول الله ﷺ قائم يخطب فاستقبل رسول الله ﷺ قائما فقال يا رسول الله هلكت الاموال و انقطعت السبل فادع الله يغثنا قال فرفع رسول الله

یدیدہ۔ (بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، ص ۱۶۲، نمبر ۱۰۱۳)

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جمعے کے دن دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا، اور حضورؐ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، وہ حضورؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا، راستہ چلنا مشکل ہو گیا، اللہ سے بارش کی دعا کیجئے، راوی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا۔

اس حدیث میں حضورؐ جو زندہ تھے ان سے دعا کرنے کی درخواست کی ہیں۔

کسی زندہ آدمی سے وسیلہ پکڑنا، اس کے لئے عمل صحابی یہ ہے

10۔ عن انس ابن مالک ان عمر بن الخطابؓ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فسقون۔ (بخاری شریف، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ص ۱۶۲، نمبر ۱۰۱۰)

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی قحط ہوتے تو حضرت عمرؓ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لئے دعا مانگتے، اور یوں دعا کرتے، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے آپ سے دعا مانگا کرتے تھے تو آپ بارش دے دیتے تھے، اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس سے بارش ہو جاتی تھی

اس قول صحابی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے، اور اب انکے چچا حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں۔

اس عمل صحابی میں ہے کہ زندہ آدمی سے وسیلہ طلب کیا، اور انکے واسطے سے دعا مانگی ۔
 ان سب حدیثوں، اور عمل صحابی میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ان میں اللہ ہی سے دعا مانگی گئی
 ہے، کسی آدمی سے ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں کہا، البتہ زندہ آدمی کا وسیلہ لیا ہے
 اس لئے کسی مردہ آدمی سے یوں کہنا کہ آپ یہ کام کر دیجئے، یا آپ شفا دے دیجئے، یا آپ اولاد دیجئے،
 یا بارش برسا دیجئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے

مجاوروں کی زیادتی

ان احادیث سے صرف اتنی بات ثابت ہوئی کہ کبھی کبھار کسی کے وسیلے سے دعا مانگ لے تو اس کی
 گنجائش ہے، لیکن ہمارے مجاور حضرات کو سال بھر کا خرچ نکالنا ہے، اپنی بیوی اور بچوں کو بھی پالنا ہے،
 اپنا رعب بھی جمانا، اپنا رتبہ بھی بڑھانا ہے، اور اپنی شہرت بھی حاصل کرنی ہے اس لئے وہ اس چھوٹی سی
 گنجائش کا فائدہ اٹھا کر صاحب قبر کے سلسلے میں بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں ان کی کرامات بتاتے ہیں،
 اور فیض حاصل کرنے کے نام پر، اور حاجات پوری کروانے دینے کے نام پر اچھی طرح قم وصول کرتے
 ہیں، اور خوب اپنی جیب بھرتے ہیں

پھر ایسے ایسے فضائل بیان کرتے ہیں کہ یہ بار بار آئے اور بار بار ان سے وصول کیا جاسکے، بلکہ بعض
 مرتبہ بہت سی خرافات میں مبتلا کر دیتے ہیں، اور آدمی پھنس کر رہ جاتا ہے، اس بارے میں عورتیں زیادہ
 پھنستی ہیں، اور وہ زیادہ خرافات میں مبتلا ہوتی ہیں، اس لئے بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 10 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۳- یہ 5 عقیدے اتنے اہم ہیں

کہ

اللہ نے حضور سے، قل، کے ذریعہ باضابطہ اعلان کروایا کہ آپ اعلان کر دیں کہ میرے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 25 آیتیں اور 0 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

یہ 5 عقیدے یہ ہیں

- 1۔ حضور انسان ہی ہیں
 - 2۔ حضور کے ہاتھ میں نفع اور نقصان کا اختیار نہیں ہے
 - 3۔ حضور کو علم غیب نہیں ہے
 - 4۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے
 - 5۔ نجات کے لئے صرف حضور کی اطاعت کریں
- نوٹ: کچھ حضرات نے کچھ تفسیر کے جملے کو لیکر ان عقائد کے بارے میں لمبی لمبی بحثیں کی ہیں، اس لئے محققین فرماتے ہیں کہ علماء کو آگے والی آیتوں کو سامنے رکھ کر عقیدہ بیان کرنا چاہئے

1۔ حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میں انسان ہوں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

- 1۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهاكم اله واحد۔ (آیت ۱۱۰، سورۃ الکہف ۱۸)
- 2۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهاكم اله واحد۔ (آیت ۶، سورۃ فصلت ۴۱)
- 3۔ قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا۔ (آیت ۹۳، سورت الاسراء ۱۷)
- 4۔ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم۔ (آیت ۱۱، سورۃ ابراہیم ۱۴)

ان 4 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ، میں انسان ہی ہوں۔

حضورؐ سے باضابطہ یہ اعلان کروایا گیا کہ مجھے علم غیب نہیں ہے

اس کے لئے 8 آیتیں یہ ہیں

1۔ قل لا يعلم من فی السماوات والارض الغیب الا الله و ما يشعرون ايان یبعثون ۔
[آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷]

2۔ قل لا اقول لكم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ۔ (آیت ۵۰، سورت الانعام ۶)

3۔ و لا اقول لكم عندی خزائن الله و لا اعلم الغیب ۔ (آیت ۳۱، سورت ہود ۱۱)

4۔ قل انما الغیب لله فانتظر انی معکم من المنتظرین ۔ (آیت ۲۰، سورت یونس ۱۰)

5۔ یسئلونک عن الساعة ايان مرساها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا
هو ۔ (آیت ۱۸، سورت الاعراف ۷)

6۔ یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله ۔ (آیت ۶۳، سورت الاحزاب ۳۳)

حضور ﷺ کو جو کچھ علم دیا گیا ہے وہ وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

7۔ قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ۔ (آیت ۲۰۳، سورت الاعراف ۷)

8۔ قل ما کنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ان اتبع الا ما یوحی

الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۲۶)

ان 8 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ، مجھے علم غیب نہیں ہے۔

3۔۔ حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ
میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں
اس لئے مجھ سے مت مانگو، صرف اللہ سے مانگو

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

- 1۔ قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله۔ (آیت ۱۸۸، سورۃ الاعراف ۷)
 - 2۔ قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله۔ (آیت ۴۹، سورۃ یونس ۱۰)
 - 3۔ قل انی لا املك لكم ضرا ولا رشدا۔ (آیت ۲۱، سورۃ الجن ۷۲)
 - 4۔ قل انی لا املك لكم ضرا ولا رشدا۔ (آیت ۲۰، سورۃ الجن ۷۲)
 - 5۔ قل ما كنت بدعا من الرسل، و ما ادری ما يفعل بی و لا بکم، ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)
 - 6۔ قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا بل کان اللہ بما تعملون خبیرا۔ (آیت ۱۱، سورت الفتح ۴۸)
 - 7۔ قل انی لن یجیرنی من اللہ احدا و لن اجد من دونہ ملتحدا۔ (آیت ۲۱، سورۃ الجن ۷۲)
 - 8۔ قل ما یموت لی ان ابدله من تلقاء نفسي۔ (آیت ۱۵، سورت یونس ۱۰)
- ان 8 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ، میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

4۔۔ حضور ﷺ سے اعلان کروایا کہ اللہ کے ساتھ

کسی کو شریک نہ کریں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

۔ قل انما ادعوا ربی و لا اشرك به احدا۔ (آیت ۲۰، سورۃ الجن ۷۲)

۔ قل انما امرت ان اعبد الله و لا اشرك به۔ (آیت ۳۶، سورۃ الرعد ۱۳)

ان 2 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ہرگز نہ کریں

5۔۔ حضور ﷺ سے اعلان کروایا کہ نجات کے لئے

حضور ﷺ کی اطاعت کریں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

۔ قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین۔ (آیت ۳۲، سورت آل عمران ۳)

۔ قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوه تهتدوا۔ (آیت ۵۴، سورت النور ۲۴)

۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ و یغفر لک ذنوبکم۔ (آیت ۳۱، سورت آل عمران ۳)

ان 3 آیتوں میں ہے کہ آپ اعلان کر دیں کہ، اگر نجات چاہئے تو صرف حضور ﷺ کی اطاعت کریں

۱۲۔ شفاعت کا بیان

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

قیامت میں دو قسم کی سفارشیں ہوں گی

[۱] ایک شفاعت کبریٰ، یہ صرف حضورؐ کو دی جائے گی

[۲] دوسری شفاعت صغریٰ، یہ دوسرے انبیاء، اور صلحا کو بھی دی جائے گی

یہ تمام سفارش اللہ کی اجازت سے کر پائیں گے، بغیر اللہ کی اجازت کے کچھ نہیں ہوگا

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه۔ (آیت ۲۵۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے

2۔ ما من شفيع الا من بعد اذنه ذالکم الله ربکم فاعبدوه۔ (آیت ۳، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے کسی کی سفارش کرنے والا نہیں ہے

3۔ ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له۔ (آیت ۲۳، سورت سباء ۳۴)

ترجمہ۔ اللہ نے جس کو سفارش کی اجازت دی ہو اسی کی سفارش قبول ہوگی

4۔ قل لله الشفاعة جميعا۔ (آیت ۴۴، سورت زمر ۳۹)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ ساری سفارش اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

قیامت میں سفارش کرنے کی ۸ صورتیں ہیں

- [۱] شفاعت کبریٰ، یہ شفاعت صرف حضور پاک ﷺ کو دی جائے گی
 - [۲] مومن تو ہے، لیکن گناہ کی وجہ سے جہنم میں جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اب اس کی سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ سفارش حضور کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی
 - [۳] آپ ﷺ کی سفارش سے بعض مومنین کو بلا حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا
 - [۴] حضور کی سفارش کی وجہ سے جہنمی کا عذاب کم کر دیا جائے گا، جیسے حضور کی سفارش سے ابوطالب کا عذاب کم کیا جائے گا۔
 - [۵] حضور کی سفارش کی تمام مومنین کو جنت میں داخل کیا جائے گا
 - [۶] بعض اہل کبار جو جہنم میں داخل ہو چکے ہیں، سفارش سے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔
 - [۷] مومن تو ہے، لیکن اس کا گناہ، اور نیکی برابر ہیں، اب اس کو سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ سفارش حضور کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی
 - [۸] جنتی کے درجات کو بلند کروانے کے لئے سفارش کی جائے گی یہ سفارش حضور کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی
- یہ ۸ آٹھ قسم کی سفارش ہوگی۔

شفاعت کبریٰ

اس حدیث میں قیامت کے دن امت تمام انبیاء کے پاس جائیں گے کہ وہ کم سے کم حساب کتاب ہو جائے اس کے لئے اللہ سے سفارش کر دیں، لیکن تمام انبیاء انکار کر دیں گے، اور صرف حضورؐ یہ سفارش کریں گے، تو چونکہ صرف حضورؐ یہ سفارش کریں گے اس لئے اس کو سفارش کبریٰ کہتے ہیں

[۱] حضورؐ گو شفاعت کبریٰ دی جائے گی

اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا فيأتون آدم فيقولون انت الذى خلقك الله بيده و نفخ فيهك من روحه و امر الملائكة فسجدوا لك فاشفع لنا عند ربنا فيقول لست هناكم و يذكر خطيئته ، و يقول ائتو نوحا فأتوني فأستأذن ربي ثم يقال لى : ارفع رأسك و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسى ۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ ص)

ترجمہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کریں گے، تو لوگ کہیں گے کہ کوئی ہماری سفارش کر لیتا تو ہم کو اس جگہ سے چھٹکارا مل جاتا، لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے، اور اپنی روح ڈالی ہے، اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، اس لئے آپ اپنے رب کے پاس ہمارے لئے سفارش کریں، حضرت

آدم فرمائیں گے کہ مجھے اس کی جرأت نہیں ہے، پھر وہ اپنی غلطیوں کو یاد کریں گے، پھر کہیں گے تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔۔۔ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں اپنے رب سفارش کرنے کی اجازت مانگوں گا۔۔۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا سراٹھاؤ، مانگو، دیا جائے گا، کہو آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سراٹھاؤں گا۔ الخ

دوسری سفارشیں

[۲] دوسری سفارش۔ مومن تو ہے، لیکن گناہ کی وجہ سے جہنم میں جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اب اس کی سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔

یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی، اس کی دلیل یہ حدیث ہے

2۔ عن علی بن طالب قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ القرآن و استظہرہ فاحل حلالہ و حرم حرامہ ادخلہ اللہ بہ الجنة و شفعه فی عشرة من اہل بیتہ کلہم وجبت لہ النار۔ (ترمذی شریف، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل القاری القرآن، ص ۶۵۳، نمبر ۲۹۰۵)

ترجمہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا، اور اس کو زبانی یاد کیا، اس کے حلال کو حلال کیا، اور حرام کو حرام کیا تو اللہ اس کو جنت میں داخل کریں گے، اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے آدمیوں کے لئے سفارش قبول کریں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی تھی اس حدیث میں ہے کہ جہنم والوں کے لئے بھی سفارش ہوگی، اور عام لوگ بھی اس کی سفارش کریں گے

[۳] تیسری سفارش۔

آپ ﷺ کی سفارش سے بعض مومنین کو بلا حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے

3۔ عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ قال یدخل من امتی الجنة سبعون الفا بغیر حساب

فقال رجل يا رسول الله ! ادع الله ان يجعلني منهم قال اللهم اجعله منهم۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنتہ بغیر حساب، ص ۱۱۱، نمبر ۵۲۰/۲۱۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے دعا فرمائے کہ مجھے بھی اس میں داخل کر دے، تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ اس آدمی کو بھی اس میں سے کر دے۔

[۴] چوتھی سفارش۔ اس سفارش کی وجہ سے جہنمی کا عذاب کم کیا جائے گا، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

4۔ عن ابی سعید الخدری ، انه سمع النبیؐ ذکر عنده عمه فقال لعله تنفعه شفاعتی يوم القيامة فيجعل في ضحضاح من النار يبلغ كعبیه يغلی منه دماغه۔ (بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب قصۃ ابی طالب، ص ۶۵۲، نمبر ۳۸۸۵)

ترجمہ۔ حضورؐ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا، قیامت کے دن میری سفارش سے آگ کے نچلے گڑھے میں رکھا جائے، یہ آگ اس کے ٹخنے تک پہنچے گی، جس سے اس کا دماغ کھولے گا

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ کی سفارش سے جہنمی کا عذاب کم کر دیا گیا۔

[۵] پانچویں سفارش۔ حضورؐ کی سفارش سے مومنین کو جنت میں داخل کیا جائے گا، اس کی دلیل یہ حدیثیں ہیں

5۔ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ انا اول الناس يشفع في الجنة و انا اكثر الانبياء تبعاً۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب فی قول النبی ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنة، ص ۱۰۵، نمبر ۱۹۶/۲۸۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں پہلا آدمی ہوں گا جو جنت کے لئے سفارش کرے گا، اور جتنے بھی نبی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ میرے اتباع کرنے والے لوگ ہوں گے

6۔ حدثنا انس بن مالک ان النبی ﷺ قال لكل نبی دعوة دعاها لامته و انی اختبأت دعوتی شفاوة لامتی يوم القيامة۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب اختباء النبی دعوة الشفاعة لامته، ص ۱۰۶، نمبر ۲۰۰/۴۹۴)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے اپنی امت کے لئے ایک دعا ہوتی ہے، اور میں قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کروں گا یہ دعا چھپا کر رکھا ہوں ان دونوں حدیثوں کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی دعا سے آپ کی امت جنت میں داخل ہو گی

[۶] چھٹی سفارش۔۔ جو جہنم میں داخل ہو چکے ہیں انکو نکالنے کے لئے سفارش ہوگی اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

7۔ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال یخرج قوم من النار بشفاعة محمد ﷺ فیدخلون الجنة یسمون الجهنمیین۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۶ ص)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کی سفارش سے کچھ قوم جہنم سے نکلے گی اور وہ جنت میں داخل ہوگی، اس

کا نام جہنمی ہوگا۔

8۔ عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ (ابوداود

شریف، کتاب السنۃ، باب فی الشفاعۃ، ص ۶۷۰، نمبر ۳۹۷۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے لوگوں کے لئے میری سفارش ہوگی ان احادیث میں ہے کہ جہنم میں جو داخل ہو چکے ہیں حضورؐ کی سفارش سے وہ جنت میں داخل ہوں گے

[۷] مومن تو ہے، لیکن اس کا گناہ، اور نیکی برابر ہیں، اب اس کو سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

[۸] جنتی کے درجات کو بلند کروانے کے لئے سفارش کی جائے گی یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۵۔ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے

اس عقیدے کے بارے میں 17 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

انبیاء بہت سے بھیجے گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے گئے ہیں

ان میں سے کچھ کا ذکر قرآن میں ہے، اور کچھ کا نہیں ہے

لیکن ایک مسلمان پر لازم ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان رکھے کہ وہ اپنے اپنے زمانے میں حق پر تھے، اور ان

کی شریعت حق تھی، البتہ حضورؐ کے تشریف لانے کے بعد، ان کی شریعت منسوخ ہو گئی، اب حضورؐ کی

شریعت پر ایمان لانا، اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، تب ہی نجات ہوگی

ان حضرات کے یہاں بھی انہیں چھ باتوں پر ایمان لانا ضروری تھا جن چھ باتوں پر حضورؐ کی شریعت

میں ایمان لانا ضروری ہے۔ یعنی [۱] اللہ پر ایمان [۲] رسول پر ایمان [۳] کتاب یعنی قرآن کریم

پر ایمان [۴] فرشتہ پر ایمان [۵] اور آخرت کے دن پر ایمان [۶] اور تقدیر پر ایمان لانا، البتہ ان

لوگوں کے لئے جو جزئی مسائل تھے، نماز روزے کے وہ الگ الگ تھے

اس لئے ان نبیوں پر ایمان لانا کہ وہ لوگ اپنے زمانے کے برحق نبی تھے، اور ان کی شریعت برحق تھی،

اس بات پر ایمان لانا بھی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے، ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

سب نبیوں کو ماننا ضروری ہے ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا

اسلام کا عجیب کمال ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے، اور ان کا پورا احترام کرتا ہے سب نبیوں کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ مانیں کہ تمام نبی برحق ہیں، اور انکی شریعت انکے زمانے کے لئے بالکل صحیح تھی، البتہ اب وہ شریعت منسوخ ہو چکی ہے، اور ان پر جو کتابیں اتریں ہیں وہ بھی اللہ کی کتابیں ہیں، اور اپنے زمانے کے لئے بالکل صحیح تھیں، اور ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، البتہ قرآن کے اترنے کے بعد وہ کتابیں اب عمل کے قابل نہیں رہیں، اب قرآن پر ہی عمل کرنا ہوگا

۔ اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔ قل آمنّا باللہ و ما انزل علینا و ما انزل علی ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منهم و نحن لہ مسلمون۔ (آیت ۸۴، سورت آل عمران ۳)۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور جو کتاب ہم پر اتاری گئی ہے اس پر ایمان لائے، اور جو ابراہیم، اور اسماعیل، اور اسحاق، اور یعقوب، اور ان کی اولاد پر کتاب اتاری گئی ہے، ان پر ایمان لاتے ہیں، اور ان باتوں پر جو موسیٰ، اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو انکی رب کی جانب سے دی گئی ہے اس پر ایمان لاتے ہیں، ہم ان پیغمبروں میں کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے، اور ہم ایک اللہ کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں

اس آیت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب نبیوں پر ایمان لاؤ اور یہ بھی کہا گیا ہے، ان میں کوئی فرق بھی نہ

کرو۔

2۔ امن الرسول بما انزل الیه من ربه و المومنون کل آمن بالله و ملائکته و کتبه و رسله لا نفرق بین احد من رسله۔ (آیت ۲۸۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ یہ رسول (محمد ﷺ) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی ان چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے [کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی پر ایمان نہ لائیں]

3۔ قولوا آمن بالله و ما انزل الینا و ما انزل الی ابراهیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و ما اوتی النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم و نحن له مسلمون۔ (آیت ۱۳۶، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ مسلمانو! کہہ دو! ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور اس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اور ان کی اولاد پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو موسیٰ، اور عیسیٰ کو دیا گیا، اور اس پر بھی جو دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہے، ہم ان پیغمبروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور اسی خدا کے فرمان بردار ہیں۔

ان آیتوں میں ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے، ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

قرآن میں کچھ نبیوں کا ذکر ہے، کچھ کا نہیں ہے

البتہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے، ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں

کچھ نبیوں کا ذکر کیا، اور کچھ کا ذکر نہیں کیا اس کے لئے یہ آیت ہے

4۔ و لقد ارسلنا رسلا من قبلک منهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک۔ (آیت ۷۸، سورت المؤمن ۲۳)

ترجمہ۔ آپ سے پہلے بھی میں نے رسول بھیجا، ان میں سے کچھ کا ذکر آپ کے سامنے کیا ہے، اور کچھ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے لئے حدیث یہ ہے

۔ عن ابی امامۃ قال کان رسول اللہ ﷺ فی المسجد جالسا... قال قلت یا رسول اللہ کم وفی عدۃ الانبیاء؟ قال : مائة الف و اربعة و عشرون الفا ، الرسل من ذالک ثلاث مائة و خمسۃ عشر جما غفیرا۔ (مسند احمد، حدیث ابی امامۃ الباہلی الصدی، ج ۷، ص ۳۵۶، نمبر ۲۲۲۸۸/۲۱۷۸۵، طبرانی کبیر، مسند معان بن رفاعۃ السلاوی، عن علی، ج ۸، ص ۲۱۷، نمبر ۷۸۷۱)

ترجمہ۔ حضرت ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ میں نے پوچھا یا

رسول اللہ نبیوں کی تعداد کتنی ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا، ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسول، تین سو پندرہ ہیں، جو بڑی جماعت ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے، اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں

ان میں سے چار رسول بڑے ہیں

اسلام میں یہ چار رسول بڑے مانے جاتے ہیں، اور ان پر اتنی ہوئی کتابیں بھی بڑی مانی جاتی ہیں

[۱] حضرت موسیٰ علیہ السلام

[۲] حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[۳] حضرت داؤد علیہ السلام

[۴] اور حضرت محمد ﷺ

سب نبیوں کے دین میں تھا کہ اللہ ایک ہے

سب نبیوں کے دین میں تھا کہ اللہ ایک ہے، اور چھ باتیں جو ایمان میں ضروری ہیں [اللہ ایک ہے، فرشتوں پر ایمان، اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان، انکے تمام رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان، اور تقدیر پر ایمان لانا]، یہ ان حضرات کی شریعت میں بھی ضروری تھا، البتہ انکی شریعت کے احکام میں تھوڑا تھوڑا فرق تھا، مثلاً نماز کا طریقہ الگ تھا، روزے کے دن کم بیش تھے اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

5۔ لكل جعلنا منكم شرعة و منها جا۔ (آیت ۲۸، سورت المائدة ۵)

ترجمہ۔ تم میں سے ہر ایک امت کے لئے ہم نے ایک الگ شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے

۔ آمن الرسول بما انزل اليه من ربه و المومنون ، كل آمن بالله و ملائكته و كتبه و رسله لا نفرق بين احد من رسله۔ (آیت ۲۸۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ یہ رسول [یعنی محمد ﷺ] اس چیز پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی۔ یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اس آیت میں ہے کہ پچھلے تمام رسولوں کی شریعت میں بھی اللہ تمام رسول، فرشتے، اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری تھا

1۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ انا اولی الناس بعیسی ابن مریم فی

الدنیا و الآخرة، و الانبیاء اخوة لعلات امہاتہم شتی و دینہم واحد۔ (بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ اذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم [آیت ۴۵، سورت آل عمران] ۵۸۰، نمبر ۳۴۴۳)

ترجمہ۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰؑ سے زیادہ قریب ہوں، سب نبی باپ شریک بھائی ہیں، انکی ماں الگ الگ ہیں اور دین ایک ہی ہے
اس آیت اور حدیث میں ہے کہ سب نبیوں کا دین ایک ہے، البتہ جزئی احکام الگ الگ ہیں

اب حضور ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے

البتہ حضورؐ کے تشریف لانے کے بعد حضور ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے، اور صرف آپ پر ایمان لانے پر ہی نجات ہوگی
آیتیں یہ ہیں

6۔ ان الدين عند الله الاسلام۔ (آیت ۱۹، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ بیشک معتبر دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے

7۔ و من یتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔ (آیت ۸۵، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ جو کوئی شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا

8۔ و رضیت لکم الاسلام دینا۔ (آیت ۳، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو ہمیشہ کے لئے پسند کر لیا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اسلام کے علاوہ اس وقت کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے

9۔ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتصرنہ۔ (آیت ۸۱، سورت ال

عمران ۳)

ترجمہ۔ پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم

اس رسول پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے

اس آیت میں ہے کہ حضورؐ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اسلام لانے پر ہی نجات ہوگی

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ انه قال و الذی نفس محمد بیدہ ! لا یسمع
 بی احد من هذه الامة یهودی و لا نصرانی ، ثم یموت و لم یؤمن بالذی ارسلت به
 الا کان من اصحاب النار ۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد
 الی جمیع الناس و نسخ الملل بملته، ص ۷۶، نمبر ۱۵۳، نمبر ۳۸۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے اس امت میں سے کوئی بھی یہودی
 ہو یا نصرانی میرے بارے میں سنے، اور میں جو رسالت لیکر آیا ہوں اس پر ایمان نہ لائے، اور وہ مر
 جائے تو وہ جہنم میں جائے گا

کسی نبی کو کسی دوسرے نبی پر زیادہ فضیلت دینا ٹھیک نہیں ہے

کسی ایک نبی کو دوسرے نبی کے مقابلے پر اتنا بڑھا کر نہیں ہے جس سے اس کی توہین ہو جائے
اس حدیث میں اس کا ذکر ہے

2۔ سمع عمرؓ يقول على المنبر سمعت النبي ﷺ يقول لا تطروني كما اطرت
النصارى ابن مريم فانما انا عبده فقولوا عبد الله ورسوله۔ (بخاری شریف، احادیث
الانبياء، باب قول الله تعالى ﴿واذكري الكتاب مريم اذ انتبذتمن اهلها﴾ [آیت ۱۶، سورت مريم ۱۹] ص ۵۸۰، نمبر ۳۴۲۵)

ترجمہ۔ حضورؐ کہا کرتے تھے جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تم بھی مجھے
بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرنا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو

اس حدیث میں ہے کہ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑھا دیا، تم بھی مجھے اتنا نہ بڑھا دینا

چار بڑی بڑی کتابوں کا ذکر قرآن میں یہ ہے

اللہ نے رسولوں پر کتابیں تو بہت اتاری ہیں، لیکن چار بڑی بڑی کتابیں ہیں جو چار بڑے رسولوں پر اتاری گئی ہیں

قرآن حضرت محمد ﷺ پر۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔ زبور حضرت داود علیہ السلام پر، اور کچھ صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

حضور ﷺ پر قرآن اتارا اس کا ذکر اس آیت میں ہے

10۔ ما انزلنا الیک القرآن لتشیق۔ (آیت ۲، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ
اس میں قرآن کے اتارنے کا ذکر ہے

تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتاری ہے

، اس کا ذکر اس آیت میں ہے

11۔ انا انزلنا التوراة فیہا ہدی و نور۔ (آیت ۴۴، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے تورات نازل کی تھی، جس میں ہدایت تھی اور نور تھا

اس آیت میں تورات کا ذکر ہے

انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری ہے

اس کا ذکر اس آیت میں ہے

12۔ و آتیناہ الانجیل فیہ ہدی و نور و مصداقا لما بین یدیہ۔ (آیت ۴۶، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا، اور جو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے،
اس آیت میں انجیل کا ذکر ہے

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتاری ہے

اس کا ذکر اس آیت میں ہے

13۔ و لقد فضلنا بعض النبیین علی بعض و آتینا داود زبوراً۔ (آیت ۵۵، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور حضرت داؤد کو زبور دیا

14۔ و اوحینا۔۔ و یونس و ہارون و سلیمان و آتینا زبوراً۔ (آیت ۱۶۳، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے یونس، ہارون اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی، اور حضرت داؤد کو زبور عطا کی
ان دو آیتوں میں زبور کا ذکر ہے

اور بہت ساری کتابیں اتاری

ان آیتوں میں اور بھی بہت ساری کتابیں اتارنے کا ذکر ہے

15۔ قل آمنّا بالله و ما انزل علینا و ما انزل علی ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم و نحن له مسلمون۔ (آیت ۸۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور جو کتاب ہم پر اتاری گئی ہے اس پر، اور جو اتاری گئی ہے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر ان کے رب کی طرف سے، اور ان باتوں پر جو ان کے رب کی جانب سے حضرت موسیٰ، عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دی گئیں ہیں۔

16۔ و انزلنا الیک الكتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الكتاب۔ (آیت ۴۸، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اے محمدؐ ہم نے آپ پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اور اس کی نگہبان ہے

17۔ ان هذا لفی الصحف الاولیٰ، صحف ابراہیم و موسیٰ۔ (آیت ۱۸-۱۹، سورت الاعلیٰ ۸۷) ترجمہ۔ یہ بات یقیناً کچھلے آسمانی صحیفوں میں بھی درج ہے، اور ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی درج ہے

ان آیتوں میں اور کتابوں کے اتارے جانے کا ذکر ہے

اس عقیدے کے بارے میں 17 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۶۔ رسول ﷺ کی گستاخی

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

رسول کی گستاخی کی تین صورتیں ہیں

[۱] حضورؐ کو کھلی گالی دیتا ہو، اور سمجھانے سے بھی باز نہ آتا ہو

[۲] حضورؐ کو کھلی گالی تو نہ دیتا ہو، لیکن ایسا جملہ استعمال کرتا ہو جس سے حضورؐ کی توہین ہوتی ہو

[۳] آدمی مسلمان ہے، اس نے کوئی مبہم جملہ استعمال کیا ہے، اب دوسرے مسلک والوں نے، یا

دوسرے مذہب والوں نے، اس جملے کو توڑ مڑ کر یہ نکالا کہ اس نے حضور ﷺ کی گستاخی کی ہے

[۴] غیر مسلم کے ملکوں میں بسے ہوئے ہیں وہاں کسی غیر مسلم نے ایسی حرکت کی جس سے حضورؐ کی

توہین ہوتی ہو، تو اب کیا کریں

ہر ایک کی تفصیل آگے دیکھیں

حضور ﷺ کی گستاخی بہت بڑا وبال ہے

حضور ﷺ کو گالی دینا بہت بڑا وبال ہے، بلکہ کسی بھی نبی کو گالی دینا بہت بڑا وبال ہے، اس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے

قرآن میں نبیوں کی عزت کرنے اور اس کی اطاعت کرنے بہت تاکید آئی ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا۔ (آیت ۵۷، سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے، اور ان کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا

2۔ يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون۔ (آیت ۲، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

3۔ لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيل۔ (آیت ۹،

سورت الفتح (۲۸)

ترجمہ۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو، اور انکی تعظیم کرو، اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو

ان آیتوں میں تاکید کی گئی ہے کہ حضور کی ادنی گستاخی نہ ہو، بلکہ ہر وقت انکے لئے تعظیم کا جملہ نکلے
نبی اور رسول کی گستاخی تو دور کی بات ہے، کسی صحابی کی گستاخی بھی جائز نہیں ہے، وہ بھی بہت بڑا گناہ ہے

[۱] حضور ﷺ کو کھلی گالی دیتا ہو، اور سمجھانے سے بھی باز نہ آتا ہو

پہلی صورت۔ حضورؐ کو کھلی گالی دیتا ہو اور سمجھانے کے باوجود بھی باز نہ آتا ہو تو اب یہ کافر اور مرتد ہو گیا، کیونکہ ایمان کے چھ جز میں سے ایک جز رسول پر ایمان لانا ہے، اور جب اس نے رسول کو گالی دی تو اب رسول پر اس کا ایمان نہیں رہا، اس لئے اب یہ مرتد ہو گیا اب اس کو قتل کیا جائے گا

میں نے، کھلی گالی، کا لفظ کیوں استعمال کیا

یہاں کھلی گالی دیتا ہو، کا لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ۔ کچھ کتابیں میرے سامنے سے گزریں، جن میں دیکھا کہ ایک مسلک والے نے دوسرے مسلک والے کی کتابوں سے عبارت لی، پھر اس کو توڑ کر مڑ کر یہ مطلب بنایا کہ، انہوں نے حضورؐ کی گستاخی کی ہے، اور اس کو اتنا پھیلا یا کہ لوگوں کو یقین ہونے لگا کہ یہ گستاخ رسول ہیں، اور یہ کافر ہیں، اور ان کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ، جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے [و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر]۔ (درمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم سبب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۷)

ترجمہ۔ کہ جو ان گالی دینے والے کے کفر میں اور اس کے عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ میں نے اس مسلک والے سے پوچھا، اور اس کی کتابیں دیکھی تو پتہ چلا کہ وہ مسلک والے قطعاً حضورؐ کی گستاخی نہیں کرتے، اور نہ اس مصنف نے گستاخی کی ہے، ہاں بعض باتیں جو آیت اور حدیث میں نہیں ہیں، دوسرے مسلک والے اس کو منوانا چاہتے ہیں، لیکن چونکہ وہ حدیث میں نہیں ہیں، اس لئے مصنف صاحب اس کو نہیں مانتے، اس لئے دوسرے مسلک والوں نے ہنگامہ کھڑا کیا، اور اس کو گستاخ

رسولؐ کہہ کر، کافر قرار دیا، اور یہاں تک لکھ دیا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اب آپؐ ہی انصاف سے بتائے کہ کہاں ہے، حضورؐ کو گالی دینا، اور کہاں ہے قرآن اور حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے دوسرے مسلک والوں کی بات نہ ماننا، ان دونوں باتوں میں کتنا بڑا فرق ہے اس فتوے سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے

اس لئے میں اپنے عنوان میں یہ قید لگا رہا ہوں کہ حضورؐ کو کھلی گالی دیتا ہو، اور سمجھانے کے باوجود نہ مانتا ہو تب وہ آدمی مرتد ہوگا، اس طرح توڑ مڑ کر بات بنانے سے اور گستاخ رسولؐ قرار دینے سے وہ کافر نہیں ہوگا۔

دوسری مثال یہ ہے کہ

اخبار اور ٹیلی ویژن میں آیا کہ ایک لڑکا کالج میں پڑھتا تھا، اس کی زبان سے کوئی بات نکل گئی، اس کا مقصد حضورؐ کو گالی دینا نہیں تھا، اور نہ اس کی گستاخی کرنا مقصود تھا، لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کی باتوں کو توڑ کر یہ بنایا کہ، اس نے رسولؐ کی گستاخی کی، اس طالب علم نے بار بار انکار کیا، کہ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ میں حضورؐ کی گستاخی کروں، لیکن ساتھیوں نے ایک نہیں مانی، اور اس کو مار مار کر قتل کر دیا، اس بات کو میڈیا والوں نے بہت اچھالا، اور دوسری قوموں کو یہ تاثر دیا کہ، مسلمان بہت سخت ہوتے ہیں، اور ذرا ذرا سی بات مسلمان کو ہی قتل کر دیتے ہیں، یہ مذہب والے اتنے خراب ہوتے ہیں، اور یہ بات یورپ کے ملکوں میں کئی مہینے تک چلتی رہی

اس لئے میری گزارش ہے کہ جب تک صاف طور پر یہ پتہ نہ چلے کہ واقعی اس نے جان بوجھ کر حضورؐ کو گالی دی ہے، یا حضورؐ کی گستاخی کی ہے، اس وقت تک اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں، اس سے بڑا انتشار ہوتا ہے، اور خود مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے۔

تیسری مثال

ایک مسلک والا اہل بیت کا پورا احترام کرتا ہے، اس کی محبت کو ایمان کا جز مانتا ہے، اس کو اپنے سر پر بیٹھاتا ہے، اور ان کے بارے میں ادنیٰ توہین کا قائل نہیں ہے

لیکن دوسرے مسلک والے کے گمان میں ہے کہ جس طرح ہم لوگ کہتے ہیں اس طرح احترام نہیں کرتا، یا اہل بیت کو اس طرح نہیں مانتا جس طرح ہم مانتے ہیں، اب اس کی وجہ سے اس کو کافر مانتے ہیں، گستاخ اہل بیت مانتے ہیں، اور اس کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے

تو اس طرح کی الزام تراشی کی وجہ سے وہ مرتد نہیں ہوگا، اور وہ واجب القتل نہیں ہوگا، بلکہ یہ تحقیق کرنی پڑے گی کہ واقعی وہ حضورؐ کو گالی دیتا ہے، یا اس کی گستاخی کرتا ہے، اور جان بوجھ کر سمجھتے ہوئے ایسا کر رہا ہے، تب جا کر وہ مرتد ہوگا، اسی لئے میں نے عنوان میں یہ لکھا، کہ وہ حضورؐ کو کھلی گالی دیتا ہو اور سمجھانے سے باز نہ آتا ہو، کیونکہ آج کل یہ رواج چل پڑا ہے کہ، ہماری بات نہیں مانتے ہیں تو آپؐ گستاخ رسول ہیں، یا گستاخ اہل بیت ہیں

اور سمجھانے کے بعد باز نہ آتا ہو، یہ اس لئے لکھا کہ، بعض مرتبہ آدمی جاہل ہوتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ، کس جملے سے حضورؐ کی گستاخی ہوتی ہے، اس لئے اس کو پہلے سمجھایا جائے کہ اس جملے سے گستاخی ہوتی ہے، اور آپؐ نے یہ جملہ کہا ہے اس سے حضورؐ کی گستاخی ہوئی ہے، اب سمجھانے کے بعد بھی گستاخی کرتا ہے تو اب یہ کافر شمار کیا جائے گا

کھلی گالی دینے والے کو قتل کیا جائے گا،

اس کی دلیل یہ احادیث ہیں

1۔ حدثنا ابن عباس ان اعمی تشتم النبی ﷺ وتقع فیہ فینہا فلا تنتہی ویزجرہا فلا تنزجر، فلما کانت ذات لیلۃ جعلت تقع فی النبی ﷺ و تشتمہ فاخذ المغول فوضعه فی بطنہا فقال النبی ﷺ الا اشہدوا ان دمہا ہدر۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الحدود، باب الحکم فین سب النبی ﷺ، ص ۶۱۳، نمبر ۴۳۶۱)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی حضورؐ کو گالی دیتا تھا اور ان کی برائی بیان کرتا تھا، اس کو روکا، لیکن وہ نہیں رکے، اس کو ڈانٹا لیکن اس نے نہیں مانا، ایک رات کا واقعہ ہے کہ وہ حضورؐ کی برائی بیان کر رہا تھا، اور ان کو گالی دے رہا تھا، تو ایک چھری لی اور اس کے پیٹ میں دھنسا دیا۔۔۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ لوگو گواہ رہو، اس کا خون معاف ہے [یعنی مارنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا]

اس حدیث میں، فینہا فلا تنتہی ویزجرہا فلا تنزجر، ترجمہ۔ اس کو روکا، لیکن وہ نہیں رکے، اس کو ڈانٹا لیکن اس نے نہیں مانا۔ سے یہ بھی پتہ چلا کہ گالی دینے والے کو روکنے سے بھی نہ مانے تب وہ کافر، اور مرتد بنے گا۔ کسی مبہم جملے سے وہ مرتد نہیں بنے گا

2۔ عن علی ان یهودیۃ کانت تشتم النبی ﷺ وتقع فیہ فخنقہا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ ﷺ دمہا۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الحدود، باب الحکم فین سب النبی ﷺ، ص ۶۱۳، نمبر ۴۳۶۲)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضورؐ کو گالی دیتی تھی اور اس کی برائی بیان

کرتی تھی، اس لئے ایک آدمی نے اس گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گئی تو حضورؐ نے اس کے خون کو معاف کر دیا۔

3۔ اخبرنا شعیب عن الزہری... وکان کعب بن الاشرف یہجو النبی ﷺ و یحرض علیہ کفار قریش۔ (ابوداؤد، باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ، ص ۴۳۸، نمبر ۳۰۰۰)، اس حدیث میں ہے کہ کعب بن اشرف حضورؐ کو مسلسل گالی دیتا تھا اس لئے قتل کا حکم دیا ان تینوں حدیثوں میں حضورؐ کو کھلی گالی دینے والوں کو جس نے مارا اس کے قصاص کو معاف کر دیا۔

حضور ﷺ کو کھلی گالی دینے سے کافر ہو جائے گا،

حضورؐ کو گالی دینے کے بعد وہ کافر ہو جائے گا لیکن اس کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں اس بارے میں دو رائیں ہیں

[۱] ایک رائے یہ ہے کہ اب اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اب اس کو قتل کیا جائے گا، اکثر حضرات اسی طرف گئے ہیں

[۲] دوسری رائے یہ ہے کہ اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور اس کو توبہ کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دی جائے گی، اور ان تین دنوں میں توبہ کر لے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، اس کا حکم مرتد کی طرح ہے، اس کو بھی توبہ کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے،

[۱] جو حضرات کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، ان کی دلیل درمختار کی یہ عبارت ہے

و کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولة، الا الکافر بسب نبی) من الانبیاء فانہ یقتل حدا و

لا تقبل توبته مطلقا... ومن شك في عذابه و كفره كفر . (درمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم سب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۶)

ترجمہ۔ ہر مسلمان جو مرتد ہو جائے اس کی توبہ قبول ہے، لیکن جو حضورؐ کو یا کسی اور نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر بنا ہے، اس کی توبہ قبول نہیں ہے، وہ حد کے طور پر قتل کیا جائے گا، اور کبھی اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے۔۔۔ اگے یہ عبارت بھی ہے، جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس عبارت سے استدلال کرتے ہوئے ایک جماعت نے فرمایا کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے نوٹ: آگے آرہا ہے کہ حد لگانے کے لئے اسلامی حکومت ہونا ضروری ہے، اور قاضی فیصلہ کرے تب حد لگائی جائے گی، ورنہ عوام حد لگانے جائے گی تو انتشار ہوگا، اور میڈیا پر وہ جگ ہنسائی ہوگی کہ برداشت سے باہر ہوگا

[۲] دوسری رائے یہ ہے، کہ، حضورؐ کو گالی دینے والا کافر تو ہے، لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور اگر اس نے توبہ کر لی تو اب حد نہیں لگائی جائے گی، البتہ اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ آئندہ وہ ایسا نہ کرے، اور کچھ سزا بھی دی جائے گی

اس کی دلیل درمختار ہی کی یہ دوسری عبارت ہے

من سب الرسول ﷺ فانه مرتد و حكمه حكم المرتد و يفعل به ما فعل بالمرتد (و هو ظاهر في قبول توبته كما مر عن الشفاء۔ (درمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم سب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۶۰)

ترجمہ۔ کسی نے رسول ﷺ کو گالی دی [تو وہ کافر ہو جائے گا] اور اس کا حکم مرتد کا حکم ہے، اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ، اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جیسا کہ شفاء کتاب سے، یہ بات ابھی گزری

درمختار کی تیسری عبارت

و لكن صرح في آخر الشفاء بان حكمه كالمرتد ، و مفاده قبول التوبة كما لا يخفى (درمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم سب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۷-۳۵۹) ترجمہ۔ الشفاء، کتاب میں اس بات کی تصریح ہے کہ، گالی دینے والے کا حکم مرتد کی طرح ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا، کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

درمختار کی چوتھی عبارت

قالوا و يستتاب منها فان تاب نكل ، و ان ابى قتل ، فحكموا له بحكم المرتد مطلقا ، و الوجه الاول اشهر و اظهر ۵: (درمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم سب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۸)

ترجمہ۔ علماء نے فرمایا کہ، گالی دینے والے سے کہا جائے کہ تم توبہ کرو، اگر اس نے توبہ کر لی [تو اب حد تو نہیں لگے گی] لیکن عبرات ناک سزا دی جائے گی، اور اگر توبہ کرنے سے انکار کیا تو قتل کیا جائے گا، علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس گالی دینے والے کا حکم مطلقا مرتد کے حکم کی طرح ہے۔ لیکن پہلی رائے زیادہ مشہور بھی ہے اور زیادہ ظاہر بھی ہے

ان تین عبارتوں میں ہے کہ حضورؐ کو گالی دینے والا بھی توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ایک بزرگ کو دیکھا کہ، دوسرے مسلک والے کی مبہم عبارت لی اور اس کو توڑ مڑ کر یہ ثابت کیا کہ یہ گستاخ رسولؐ ہے، اور یہ فتویٰ بھی لگا دیا کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے بلکہ اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس فتوے سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی، اور کافر اور مسلمان ہونے کا جھگڑا کھڑا ہو گیا، اور بے پناہ انتشار پھیل گیا۔ اس پر افسوس ہی کر سکتے ہیں اور کیا کریں گے!

جنگے یہاں گستاخ رسول کی توبہ ہے انکے یہاں تین دنوں تک توبہ کی مہلت دی جائے گی

جن حضرات کے یہاں حضورؐ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول کی جائے گی، تو اس کو توبہ کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ کیونکہ وہ مرتد کی طرح ہے حضرت عمرؓ تین دن مہلت دینے پر سختی کرتے تھے

1۔ لما قدم علی عمر فتح تستر. وتستر من ارض البصرة. سألهم هل من مغریة؟ قالوا رجل من المسلمین لحق بالمشرکین فاخذناه، قال ما صنعتہم به؟ قالوا قتلناه، قال: قال افلا ادخلتموه بیتا واغلقتم علیہ بابا واطعمتموه کل یوم رغیفاً ثم استبتموه ثلاثاً. فان تاب والا قتلتموه ثم قال اللهم لم اشهد ولم آمر ولم ارض اذا بلغنی (مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۰ ما قالوا فی المرتد کم یستتاب، ج ۶ ص ۴۴۴، نمبر ۳۲۷ سنن للبیہقی، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام، ج ۸ ص ۳۵۹، نمبر ۱۶۸۸)

ترجمہ۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس تستر کی فتح کی خبر آئی۔ تستر یہ بصرہ کا علاقہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مغرب کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے کہ مسلمان کا ایک آدمی مشرک ہو گیا تھا، تو ہم نے اس کو پکڑ لیا، حضرت عمرؓ نے پوچھا اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، لوگوں نے کہا ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ، اس کو گھر میں نہیں بند کر دیتے، اور اس کو ہر روز روٹی کھلاتے، پھر تین دنوں تک اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے، اگر توبہ کر لیتا تو چھوڑ دیتے، ورنہ اس کو قتل کر دیتے، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ گواہ رہنا، میں نے نہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اور جب اس کے قتل کی بات پہنچی تو میں اس سے

راضی بھی نہیں ہوں۔

2۔ عن علیؑ قال یستتاب المرتد ثلاثا (مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۰ ما قالوا فی المرتد کم یستتاب، ج ۶ ص ۴۴۴، نمبر ۳۲۷۷ سنن للبیہقی، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام، ج ۸ ص ۳۵۹، نمبر ۱۶۸۸)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ مرتد سے تین دنوں تک توبہ کرنے کا مطالبہ کرتے تھے

ان صحابی کے قول میں ہے کہ تین دن سے پہلے قتل کرنے پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے اللہ نہ میں اس میں حاضر ہوں اور نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ میں اس سے راضی ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ تین دن تک مہلت دینا ضروری ہے۔ تین دنوں کے بعد بھی اپنے قول پر اڑا رہے تب جا کر اس کو قتل کیا جائے گا

[۲] ایسا جملہ استعمال کرتا ہو جس سے حضور کی توہین کا

شبہ ہوتا ہو

دوسری صورت یہ ہے کہ حضورؐ کو کھلی گالی تو نہ دیتا ہو، لیکن ایسا جملہ استعمال کیا ہو جس سے حضور کی توہین کا شبہ ہوتا ہو، چونکہ یہ مبہم جملہ ہے، ایسا بھی ممکن ہے کہ وہ توہین کرنا چاہتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ توہین نہیں کرنا چاہتا، بلکہ نادانی میں یہ جملہ منہ سے نکل گیا ہے، اس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ میں نے توہین کی ہے یا نہیں، اس لئے اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے، اگر اس نے کہا کہ اس سے توہین کرنا مقصود ہے تب تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ رسولؐ کی توہین کی ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ اس جملے سے میرا مقصد توہین کرنا نہیں ہے، بلکہ مجھے تو پتہ بھی نہیں ہے کہ یہ جملہ، حضورؐ کے لئے توہین کی چیز ہے تو، اس کو معاف کر دیا جائے گا، لیکن اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ آئندہ اس قسم کے جملے استعمال نہ کریں، کیونکہ یہ جملہ بھی خطرے سے خالی نہیں ہے

میں نے یہ تفصیل اس لئے لکھی ہے کہ، کئی مرتبہ دیکھا کہ، آدمی پر شبہ والے جملے سے الزام لگایا، وہ آدمی بار بار انکار کر رہا ہے کہ میں نے توہین نہیں کی، اور نہ توہین کا ارادہ ہے، مجھے تو اس کا پتہ بھی نہیں ہے، لیکن لوگ اس کے پیچھے لگ گئے، اور اس کو قتل کر کے چھوڑا، یا اس کو اتنا مارا کہ اس کی حالت خراب کر دی، اور یہ سارا یوٹیوب پر ڈال دیا، اور دنیا اس حرکت پر افسوس کرتی رہی

افسوس یہ ہے کہ کچھ لوگ الزام تراشی پر لگے ہوئے ہیں، ہر جملے کو توہین رسالت بتا کر کفر کا فتویٰ دے دیتے ہیں، اور اس پر پورا ہنگامہ کرتے ہیں

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ۔۔ آدمی مسلمان ہے، اس نے کوئی مبہم جملہ استعمال کیا ہے، اب دوسرے مسلک والوں نے، یا دوسرے مذہب والوں نے، اس جملے کو توڑ مڑ کر یہ نکالا کہ اس نے حضور ﷺ کی گستاخی کی ہے

چونکہ یہ مسلمان ہے، اس لئے غالب گمان یہی ہے کہ اس نے حضورؐ کی توہین نہیں کی ہوگی یا کسی نبی، یا کسی ولی کی توہین نہیں ہوگی، کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ وہ نہ حضورؐ کی توہین کرے، نہ کسی نبی کی توہین کرے، اور نہ کسی اہل بیت، یا کسی ولی کی توہین کرے، اس لئے انہوں نے یا تو نادانی میں یہ بات کہی ہوگی، اس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ میں نے نبی، یا ولی کی توہین کی ہے، یا اس جملے سے گستاخی ہوتی ہے، یا پھر کسی نے اس کے جملے سے غلط مطلب نکال کر اس کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، اس لئے اس کہنے والے سے پوچھیں کہ اس جملے سے آپ کا مطلب کیا ہے، اگر وہ کہے کہ، اس سے توہین کرنے کا ارادہ نہیں تھا، تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، کیونکہ اس نے جان کر توہین ہی نہیں کی ہے، البتہ اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ آئندہ ایسا جملہ استعمال نہ کریں

اس طرح کا رویہ اختیار کرنے سے بہت سارے ہنگامے ختم ہو جائیں گے، اور یہ جو روزانہ مسلکوں میں اختلاف ہوتا ہے وہ بہت کم ہو جائے گا

[۴] غیر مسلم ملک میں رسول کی گستاخی

چوتھی صورت یہ ہے کہ۔۔ غیر مسلم کے ملکوں میں بسے ہوئے ہیں وہاں کسی غیر مسلم نے ایسی حرکت کی جس سے حضور کی توہین ہوتی ہو، تو اب کیا کریں

آگے مرتد کی سزا میں تفصیل آرہی ہے کہ، حد لگانے کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں

[۱] اسلامی حکومت ہو تب ہی حد لگائی جائے گی، اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو حد نہیں لگائی جائے گی

[۲] شرعی قاضی حد لگانے کا فیصلہ کرے تب حد لگائی جائے گی

[۳] شرعی قاضی کی نگرانی میں حد لگائی جائے گی

حد لگانے کے لئے مجرم کو عوام کے حوالے نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس سے انتشار ہوگا، یوں بھی اس وقت پوری دنیا میں ہیومن رائٹس جاری ہے۔ اس لئے میڈیا والے ایسی باتوں کو بہت اچھالتے ہیں اس لئے جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں حد نہیں لگائی جائے گی، ہاں وہاں کسی نے گالی دی ہے، یا حضور کی توہین کی ہے، تو مناسب انداز میں حکومت سے تعزیر کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اگر غیر مسلم ملک میں کسی غیر مسلم نے حضور کی توہین کی تو یہ بھی توہین ہے اور اچھی بات نہیں ہے، لیکن اس کے لئے احتجاج کا طریقہ یہ ہے کہ متحد ہو کر اس ملک کے قانون کی رعایت کرتے ہوئے احتجاج کریں، اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ اس کو مناسب سزا دے، اور تعزیر کرے تاکہ آئندہ کوئی اس قسم کی گستاخی نہ کرے

یہ صورت ہرگز نہ کریں کہ اس آدمی کو ہمارے حوالے کریں تاکہ ہم اس کو سزا دیں گے، کیونکہ اس صورت

میں مجرم کا خاندان اور اس کے ہم نوا لڑ پڑیں گے، اور انتشار ہو جائے گا، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اختلاف اتنا بڑھ جائے کہ آپ کو اس ملک سے نکلنا پڑے اور پھر کہیں جگہ نہ ملے یا زیادہ ہنگامہ کرنے کی وجہ سے وہاں کا میڈیا والا آپ کو متشدد دہالی قوم تصور کرنے لگے اور آپ کی تصویر خراب ہو جائے، اس لئے یہ نہ کریں، بلکہ اس ملک کے قانون کے دائرے میں رہ کر احتجاج کریں۔ اور تعزیر کا مطالبہ کریں جو جائز صورت ہے

گستاخ رسول اس دور میں ایک بڑا مسئلہ ہے

گستاخ رسول، اس دور میں ایک بڑا مسئلہ ہے، اس سے بھی دنیا میں بڑا انتشار ہو رہا ہے۔ کئی کتابوں کو مطالعہ کرتے وقت دیکھا کہ ایک مسلک والا حضورؐ کو رسول مانتا ہے، انکی پوری عزت کرتا ہے لیکن مثلاً، آیت، لا اعلم الغیب، کی وجہ سے اتنا تو مانتا ہے کہ آپؐ کو بعض علم غیب دیا گیا تھا، لیکن ذرے ذرے کا علم دیا گیا جو صرف اللہ کی صفت ہے وہ نہیں مانتا، یا آیت، لا املک لکم ضرا ولا نفعاً، کی وجہ سے حضورؐ کو مختار کل نہیں مانتا، تو یہاں آیت کی وجہ سے حضورؐ میں ایک صفت کو نہیں مانتا، کیونکہ اللہ نے خود ہی ان صفات کی نفی کی ہے، اب دوسرے مسلک والے مصر ہیں کہ اس نے گستاخی کی، اور گویا کہ یہ مرتد ہو گیا، اور اس کے ماننے والے سب مرتد ہو گئے، اور سب کو مرتد والی سزا دی جائے، اور اس پر اتنا اصرار کیا کہ قوم کی قوم دو ٹکڑے ہو گئی۔۔۔۔۔ یہ بہت بڑی بے انصافی ہے، کہ آیت سے صحیح استدلال کرنے والوں کو گستاخ اور مرتد قرار دے رہیں

یہ تو بہت بری بات ہے کہ ایک گروہ مسلمان ہے، لیکن اپنے زعم کی بنا پر اس کو مرتد قرار دیا، اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہ حوالہ نقل کر دیا۔ و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔ (ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مطلب مہم فی حکم سب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۶)، کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس لئے گستاخ رسول، یا مرتد کا فتویٰ دیتے وقت یہ ضروری ہے کہ واقعی اس نے حضورؐ کو گالیاں دی ہو، اور تین دن سمجھانے کے باوجود بھی توبہ نہ کرتا ہو تب اس کو مرتد قرار دیا جائے گا، صرف ایک مسلک کے شک کی بنیاد پر یا اپنی سوچ کی بنیاد پر مرتد، اور گستاخ رسول قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس کا خیال رکھیں

کچھ لوگوں نے اس کا خیال نہیں رکھا اور مسلمانوں کی درمیان نفرت کی آگ بھڑکا دی، جس کی وجہ سے اسلام کے کسی کام کے لئے یہ آپس میں نہیں مل پائے، اور لڑکر تباہ ہو گئے، اس وقت شام، عراق، مصر، لیبیا، یمن، افغانستان کے مسلمان آپس ہی میں لڑکر پورا پورا ملک تباہ ہو گیا۔

اس لئے کسی مسلمان کے لئے گستاخی کا فتویٰ دینے سے پہلے بہت سوچنے کی ضرورت ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۷۔ تمام صحابہ کرام کا احترام بہت ضروری ہے

اس عقیدے کے بارے میں 10 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

جس نے حضورؐ کو ایمان کے ساتھ دیکھا اور ایمان ہی پر اس کی موت ہوئی وہ صحابی ہے، کیونکہ ان آنکھوں سے انہوں نے حضورؐ کو دیکھا ہے، اور حضورؐ کے ساتھ رہے ہیں اور ان کی بے پناہ مدد کی ہے جو بعد کے لوگوں کو نصیب نہیں ہے، انہیں کی قربانیوں سے ہم تک دین پہنچا ہے، اس لئے تمام صحابہ کا احترام انتہائی ضروری ہے، چاہے جو صحابی بھی ہو

ہر صحابی کی عزت کرنا اور دل سے محبت کرنا ضروری ہے

تمام صحابہ سے محبت کرنی چاہئے، کیونکہ یہ حضور کے ساتھی ہیں جنہوں نے ہر حال میں حضور کا ساتھ دیا ہے، ان میں سے کسی کو بھی برے الفاظ سے یاد نہیں کرنا چاہئے، اور جو آپس کا اختلاف ہے، اس کو اجتہادی غلطی پر محمول کرنا چاہئے، انکی غلطیوں کو پکڑ پکڑ کر بار بار ذکر نہیں کرنا چاہئے۔

ان میں سے بہت سے صحابی وہ بھی ہیں، جو حضور کے خسر ہوتے ہیں جیسے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ حضور کے داماد ہیں، جس طرح حضرت علیؓ حضور کے داماد ہیں، تو جس طرح حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت عثمانؓ کو بھی برا بھلا کہنا جائز ہے، کیونکہ وہ بھی حضورؐ کے داماد ہیں۔

حضرت عمرؓ کے باپ میں تو ایک اور فضیلت بھی ہے کہ وہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے داماد ہیں، حضرت فاطمہؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عمرؓ کی شادی ہوئی ہے، اس لئے حضرت عمرؓ کو تو اور بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ وہ حضرت فاطمہؓ کے داماد ہیں،

حضرت عائشہؓ، حضرت سودہؓ حضورؐ کی بیوی ہیں اور امت کی ماں ہیں، حضرت عائشہؓ اتنی محبوب بیوی ہے کہ ان کی گود میں حضورؐ کی وفات ہوئی ہے، اس لئے جس طرح حضرت خدیجہؓ حضورؐ کی بیوی ہیں اور امت کی ماں ہیں، اور ان کو برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت عائشہؓ، حضرت سودہؓ کو بھی برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی حضورؐ کی بیویاں ہیں، کوئی آدمی آپؐ کی بیوی کو برا کہے تو کتنا برا لگے گا، اسی طرح حضورؐ کی بیوی کو برا کہو گے تو کتنا برا لگے گا، اس لئے حضورؐ کی کسی بیوی کو بھی برا کہنا جائز نہیں ہے، جو حضرات ایسا کرتے ہیں وہ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں

صحاب کرام سے بے پناہ محبت کریں امام طحاویؒ کا حکم

و نحب اصحاب رسول اللہ ﷺ و لا نفرط فی حب احد منهم ، و لا نتبرأ من احد منهم ، و نبغض من یبغضهم و بغیر الخیر یدکرهم ، و لا نذکرهم الا بخیر و حبهم دین و و ایمان و احسان ، و بغضهم کفرا و نفاقا و طغیانا ۔ (عقیدۃ الطحاوی، عقیدہ نمبر ۹۳، ص ۲۰)

ترجمہ۔ ہم حضورؐ کے صحابی سے محبت کرتے ہیں، اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہ کریں، اور ان میں سے کسی سے برأت کا اظہار نہ کریں، اور جو ان صحابہ سے بغض رکھتے ہیں یا ان کو خیر کے بغیر یاد کرتے ہیں ان سے ہم بغض رکھیں گے، اور ہم ان کو خیر سے ہی یاد کریں گے، ان حضرات سے محبت کرنا دین ہے، ایمان ہے، اور احسان ہے، اور ان حضرات سے بغض رکھنا کفر ہے، نفاق ہے، اور سرکشی ہے

و من احسن القول فی اصحاب رسول اللہ ﷺ و ازواجه الطاهرات من کل دنس و ذریاتہ المقدسین من کل رجس فقد بری من النفاق ۔ (عقیدۃ الطحاوی، عقیدہ نمبر ۹۶، ص ۲۱)

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی، اور انکی پاک بیویوں کی برائیوں کے بارے میں جس نے اچھی بات کہی، اور انکی مقدس اولاد کی اچھائی بیان کی تو وہ نفاق سے بری ہو گیا۔

اس عقیدے میں ہے کہ حضور کے تمام صحابہ، اور انکی بیویوں کو اچھائی سے یاد کرنا چاہئے، اور ان تمام سے محبت رکھنا چاہئے

صحابہ کی فضیلت کے بارے میں یہ 8 آیتیں ہیں

1۔ و السابقون الاولون من المهاجرين و الانصار و الذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه و اعد لهم جنات تجرى من تحتها الانهار خالدین فیہا ابدًا ذالک الفوز العظیم۔ (آیت ۱۰۰-۱۰۲، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔ اور مهاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس اللہ سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی زبردست کامیابی ہے

2۔ لقد رضى الله عن المومنین اذ يبائعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینہ علیہم و اثنیہم فتحا قریباً۔ (آیت ۱۸، سورت الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ ان مومنوں سے بڑا خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کر رہے تھے، اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا، اس لئے اس نے اس پر سکینت اتار دی، اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی۔

3۔ ان الذين آمنوا و الذين هاجروا و جاهدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ و اللہ غفور الرحیم۔ (آیت ۱۲۸، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا، اور ہجرت کی، اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور اللہ بہت معاف کرنے والے ہیں بہت رحم کرنے والے ہیں

4۔ و لكن حبب اليكم الايمان و زينہ في قلوبكم و كره اليكم الكفر و الفسوق و العصيان اولئك هم الراشدون، فضلا من الله و نعمة و الله عليم حكيم۔ (آیت ۸، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں پرکشش بنا دیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی، اور گناہوں کی، اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے، ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک ٹھیک راستے پر آچکے ہیں، جو اللہ کی طرف فضل اور نعمت کا نتیجہ ہے، اور اللہ بہت جاننے والے ہیں، حکمت والے ہیں

اس آیت میں صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ انکے دل ایمان کی محبت ہے، اس لئے ان میں سے کافر کہنا، یا گناہ گار کہنا بہت بری بات ہے

5۔ ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان ، انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا و لقد عفا الله عنهم۔ (آیت ۱۵۵، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ پھیری جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے، درحقیقت ان کے بعض اعمال کے نتیجے میں شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلا کر دیا تھا، اور یقین رکھو اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے، یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا بڑا بردبار ہے

اس آیت میں ہے کہ جنگ کے موقع پر صحابہ سے جو غلطی ہوئی تھی اللہ نے اس کو معاف کر دیا، اس لئے اب اس غلطیوں کو پکڑ پکڑ کر انکو برا بھلا کہنا بالکل جائز نہیں ہے

6۔ محمد رسول الله و الذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله و رضواناً ، سيماهم في وجوههم من اثر السجود۔ (آیت ۲۹، سورت الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ محمد ﷺ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کبھی رکوع میں ہیں، کبھی جدے میں ہیں، غرض اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہرے پر نمایاں ہیں

اس آیت میں سارے صحابہ کی تعریف کی ہے، اس لئے کسی کو بھی برا کہنا ٹھیک نہیں ہے

7۔ لقد تاب الله على النبي و المهاجرين و الانصار الذين اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤوف رحيم۔ (آیت ۷۱، سورۃ التوبہ ۹)

ترجمہ۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے رحمت کی نظر فرمائی نبی پر، اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے ایسی مشکل گھڑی میں نبی کا ساتھ دیا جبکہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈمگ جائیں، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی، یقیناً وہ ان کے لئے بہت شفیق بڑا مہربان ہے

8۔ لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد و قاتلوا و كلا و عده الله الحسنی و الله بما تعملون خبير۔ (آیت ۱۰، سورۃ الحديد ۵)

ترجمہ۔ تم میں سے جنہوں نے مکہ کی فتح سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی لڑی وہ بعد والوں کے برابر نہیں ہیں، وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی لڑی، یوں اللہ نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو پورا خبر ہے

اس آیت میں ہے کہ فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا ان کا درجہ بہت زیادہ ہے، اور حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے ہیں اس لئے ان کا درجہ بہت زیادہ

ہے، اس لئے ان حضرات کو ہرگز برا بھلا نہیں کہنا چاہئے

ان 8 آیتوں میں صحابہ رضی اللہ کی بڑی فضیلتیں ہیں، اور ان آیتوں میں تمام صحابہ شریک ہیں، اس لئے کسی صحابی، یا کسی صحابیات کو ہرگز برا بھلا نہیں کہنا چاہئے، اس سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی کے دل سے صحابہ کی عظمت نکل جاتی ہے، اور ان حضرات کے واسطے سے جو دین آیا ہے، اس پر عمل کرنے میں، یا اس کو ماننے میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے تمام صحابہ کی عظمت دل میں بیٹھانا بہت ضروری ہے

ان احادیث میں صحابہ کرام کو گالی دینے سے منع کیا ہے

حضور ﷺ نے صحابہ کو گالی دینے سے سختی سے منع کیا ہے، اس لئے کسی ادنیٰ صحابی کو بھی ہرگز گالی نہیں دینی چاہئے، اور نہ انکو برا بھلا کہنا چاہئے، اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔ عن ابی سعید قال قال النبی ﷺ لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذهباً ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہم۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل النبی ﷺ، باب ص ۶۱۷، نمبر ۳۶۷۳، مسلم شریف، باب تحریم سب الصحابہ، ص ۱۱۱۳، نمبر ۲۵۴۰/۶۲۸۷) ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے صحابی کو گالی مت دو، کیونکہ تم میں سے ایک احد کے برابر سونا خرچ کرے گا تو صحابی کے ایک مد اور آدھا مد کے خرچ کے برابر بھی اس کا ثواب نہیں پہونچے گا [کیونکہ انہوں نے حضورؐ کی مدد کے لئے خرچ کیا تھا]

2۔ عن عطا قال قال رسول اللہ ﷺ من سب اصحابی فعليه لعنة اللہ۔ (مصنف بن ابی شیبہ، باب ذکر الکف عن اصحاب النبی ﷺ ج ۶، ص ۴۰۵، نمبر ۳۲۴۱۹) ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت ہے اس حدیث مرسل میں ہے کہ جو صحابہ کو گالی دے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

3۔ عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی،

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذہم غرضاً بعدی فمن احبہم فحبی احبہم و من ابغضہم فبغضی ابغضہم ، و من آذاہم فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ تبارک و تعالیٰ و من آذای اللہ فیوشک ان يأخذہ ۔ (مسند امام احمد، باب حدیث عبد اللہ بن مغفل المزنی، ج ۶، ص ۴۲، نمبر ۲۶۰۰۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں، جو ان سے محبت کریں گے وہ میری وجہ سے محبت کریں گے، اور جو ان سے بغض کریں گے وہ میری وجہ سے بغض کریں گے، جس نے انکو تکلیف دی اس نے گویا کہ مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف دی تو اس نے گویا کہ اللہ کو تکلیف دی، اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو ہو سکتا ہے اللہ اس کو اپنے پکڑ میں لے لے حضورؐ نے بڑے درد کے ساتھ اپنے صحابی کے بارے میں فرمایا کہ انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

4۔ عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لیأتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حزو النعل بالنعل و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفترق امتی ثلاث و سبعین ملة کلہم فی النار الا ملة واحدة قال و من ہی یا رسول اللہ؟ قال ما انا و اصحابی ۔ (ترمذی شریف، کتاب الایمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة، ص ۶۰۰، نمبر ۲۶۴۱/ ابوداؤد شریف، کتاب السنۃ، باب شرح السنۃ، ص ۶۵۰، نمبر ۴۵۹۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت پر بنی اسرائیل کی طرح وقت آئے گا، بالکل برابر برابر۔۔۔ بنی اسرائیل بہتر فرقے میں بٹے تھے، اور تم تہتر فرقے میں بٹو گے سبھی جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک جماعت کے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ جماعت کون سی ہوگی، حضورؐ نے فرمایا، جس

پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں

اس حدیث میں ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور سب جہنم میں جائے گی لیکن جو فرقہ میرے صحابہ کے طریقے میں رہے گا وہی نجات پانے والی ہوگی۔

5۔ سمعت عمران بن حصین يقول قال رسول الله ﷺ خير امتي قرني ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم۔ (بخاری شریف، باب فضائل اصحاب النبی ومن صحب النبی اور اہ من المسلمین فہو من اصحابہ، ص ۶۱۲، نمبر ۳۶۵۰)

ترجمہ۔ حضور نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد میں آئیں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد میں آئیں گے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے زمانے میں جو صحابہ تھے وہ اس امت کے بہترین لوگ تھے، اس لئے بھی ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے

6۔ سمعت جابر بن عبد الله يقول سمعت النبی ﷺ يقول لا تمس النار مسلما رأی او رأی من رانی۔ (ترمذی شریف، باب ماجاء فی فضل من رای النبی ﷺ وصحبہ، ص ۸۷۲، نمبر ۳۸۵۸)

ترجمہ۔ میں نے حضورؐ سے کہتے ہوئے سنا ہے، جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں مجھے دیکھا ہو، یا جس نے مجھے دیکھا ہو [یعنی میرے صحابی کو] اس کو دیکھا ہو تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

صحابہ میں کوئی اختلاف ہے بھی تو اس کی ایسی تاویل کریں جس سے زیادہ سے زیادہ اتفاق کی صورت نکل آئے

قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ صحابہ کے درمیان کوئی اختلاف ہے بھی تو اس اختلاف کو اور بڑھا چڑھا کر بیان نہ کریں، بلکہ ایسی تاویل کریں جس سے اختلاف کی شکل کم ہو جائے، اور زیادہ سے زیادہ اتفاق کی شکل نکلے

ان دونوں آیتوں میں اس کی تعلیم ہے۔

9۔ و ان طائفان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بينهما۔ (آیت ۹، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ

10۔ انما المومنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم و اتقوا الله لعلكم ترحمون۔

آیت ۱۰، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ،

اور اللہ سے ڈرو تا کہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے

ان دونوں آیتوں میں ہے کہ اگر لڑائی ہو بھی جائے تو صلح کراؤ اس لئے صحابہ کے درمیان کے اختلاف کو

اجتہادی غلطی پر محمول کریں، اور زیادہ سے زیادہ اتفاق کی صورت نکالیں۔ ان کے اختلاف میں مزید ہوا

نہیں دینی چاہئے۔

صحابہ میں اختلاف دیکھیں تو حضورؐ نے ہمیں یہ دو نصیحتیں کی ہیں

حضور ﷺ کو وحی کے ذریعہ یہ اطلاع دے دی گئی تھی کہ آپ کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف ہوگا، اور حضرت حذیفہؓ کو کافی باتوں کی اطلاع دی تھی، حضور نے فرمایا کہ میرے بعد جب صحابہ میں اختلاف دیکھو تو دو باتیں کریں

[۱] ایک بات تو یہ کہ جتنے خلفاء راشدین ہیں ان کی اتباع کریں

[۲] اور دوسری بات یہ کہ صحابہ کے بارے میں چپ رہو، کسی ایک کی حمایت میں دوسرے پر ہرگز تلوار مت اٹھانا

اس حدیث میں ہے کہ چاروں خلفاء کی سنتوں کو اپنے اوپر لازم پکڑو

۔ عن العرباض بن ساریہ ، قال وعظنا رسول الله ﷺ يوما بعد صلاة الغداة موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال رجل ان هذه موعظة مودع فماذا تعهد الينا يا رسول الله ؟ ... فانه من يعيش منكم ير اختلافا كثيرا واياكم و محدثات الامور ، فانها ضلالة ، فمن ادرك ذالك منكم فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ ۔ (ترمذی شریف، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة، ص ۶۰۷، نمبر ۲۶۷۷ ابن ماجہ شریف، کتاب المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، ص ۶، نمبر ۴۲)

ترجمہ۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ، ایک دن صبح کی نماز کے بعد حضورؐ نے ہمیں نصیحت فرمائی، نصیحت ایسی تھی کہ آنکھیں بہ پڑیں، دل اچھل پڑا، ایک آدمی کہنے لگے کہ ایسا لگتا ہے کہ، یہ

الوداعی نصیحت ہے، اس لئے اے اللہ کے رسول م سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟۔۔۔ آپ نے فرمایا جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، دیکھنا کوئی نئی بات پیدا نہیں کر لینا، اس لئے کہ وہ گمراہی ہے، جو اختلاف کا زمانہ پائے تو اس پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی اس پر لازم ہے، انکو دانت سے پکڑ کر رکھنا۔

اس حدیث میں تین باتیں ہیں

[۱] آپؐ نے بہت درد کے ساتھ آخری نصیحت کی، اس لئے جو عہد آپؐ نے صحابہ کرام سے لیا وہ بہت اہم ہے [۲] دوسری بات فرمائی کہ میرے بعد بہت اختلاف ہوگا، اس لئے اس وقت میں خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، [۳] اور تیسری بات یہ فرمائی کہ چاروں خلفاء راشدین ہدایت پر ہیں اب جو حضرات صرف حضرت علیؓ کو لیتے ہیں، اور باقی تین خلفاء کو چھوڑ دیتے ہیں، وہ کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ پھر چاروں خلفاء ہدایت پر ہیں تو وہ لوگ جو تین خلفاء کو خطا اور غلطی رشتہ کرتے ہیں وہ کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ بہت سوچنے کی بات ہے اس حدیث میں ہے کہ صحابہ کے اختلاف کے سلسلے میں چپ رہا کرو

۔ قال لی اہبان بن صیفی : قال لی رسول اللہ : یا اہبان، اما انک ان بقیت بعدی فستری فی اصحابی اختلافا ، فان بقیت الی ذالک الیوم فاجعل سیفک من عراجین ، قال فجعلت سیفی من عراجین۔ (طبرانی کبیر، مسند اہبان بن صیفی الغفاری، جلد ۱، ص ۲۹۵، نمبر ۸۶۸)۔ ترجمہ۔ حضرت اہبانؓ نے فرمایا کہ، کہ مجھ سے حضورؐ نے فرمایا، اے اہبان اگر میرے بعد تم زندہ رہو گے تو میرے صحابہ میں اختلاف دیکھو گے، اگر تم اس زمانے تک زندہ رہو، تو اپنی تلوار کھجور کی شاخوں کی بنا لینا [یعنی لوہے کی تلوار سے کسی صحابی کے خلاف لڑائی نہیں کرنا]، حضرت اہبان فرماتے ہیں کہ، میں نے کھجور کی شاخ کی تلوار بنالی ہے۔

صحابہ کے درمیان جو اختلاف ہوا، ہمیں اس میں نہیں پڑنا چاہئے

حضرت امام شافعیؒ کا قول

۔ تلک دماء طهر اللہ ایدینا منها فلا نلوث السنتنا بها ۔ (شرح فقہ اکبر، بحث فی ان المعاصی تضر مرتکبہا خلافا لبعض الطوائف، ص ۱۱۷) ترجمہ۔ صحابہ میں جو خون بہے ہیں، اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا، تو اب ہم اپنی زبان کو اس میں ملوث نہیں کریں گے

حضرت امام احمدؒ کا قول

۔ و سئل احمد عن امر علی و عائشۃ فقال تلک امة قد خلت لہا ما کسبت و لکم ما کسبتم و لا تسئلون عما کانوا یعملون ۔ (شرح فقہ اکبر، بحث فی ان المعاصی تضر مرتکبہا خلافا لبعض الطوائف، ص ۱۱۷)

ترجمہ۔ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان جو اختلاف ہوا، اس کے بارے میں حضرت امام احمدؒ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا، وہ لوگ تھے جو گزر گئے، جو کچھ انہوں نے کیا، اس کا نقصان، یا فائدہ انکو ملے گا، اور تم جو کرو گے اس کا نقصان یا نفع تمکو ملے گا، ان لوگوں نے جو کچھ کیا، اس کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا

ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ صحابہ کے درمیان جو اختلاف تھا وہ ان کی اجتہادی غلطی تھی اس لئے ہم لوگوں کو اس میں نہیں پڑنا چاہئے۔ ان دونوں حضرات نے اوپر والی احادیث سے استدلال کیا، اور اسی پر عمل کیا۔ ہمیں اسی پر عمل کرنا چاہئے

یہ دس صحابی ہیں جنکو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے

ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے، اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے باوجود حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ وغیرہ کو کچھ لوگ برا بھلا کہتے ہیں

7۔ عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله ﷺ ابو بكر في الجنة ، وعمر في الجنة ، وعثمان في الجنة ، وعلي في الجنة ، وطلحة في الجنة و الزبير في الجنة ، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة ، وسعد بن وقاص في الجنة ، وسعيد بن زيد في الجنة ، وابو عبيده بن الجراح في الجنة ۔ (ترمذی شریف، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف، ص ۸۵۱، نمبر ۳۷۷۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ، ابوبکرؓ جنت میں ہیں، عمرؓ جنت میں ہیں، عثمانؓ جنت میں ہیں، علیؓ جنت میں ہیں، طلحہؓ جنت میں ہیں والزبیرؓ جنت میں ہیں، وعبد الرحمن بن عوفؓ جنت میں ہیں، وسعد بن وقاصؓ جنت میں ہیں، وسعيد بن زيدؓ جنت میں ہیں، وابو عبیدہ بن الجراحؓ جنت میں ہیں

یہ وہ حضرات ہیں جنکو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے
اللہ کرے ہمیں بھی ان کا ساتھ نصیب ہو۔

اس عقیدے کے بارے میں 10 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۸۔ اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے

اس عقیدے کے بارے میں 7 آیتیں اور 43 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضور کی تمام بیویاں، اور حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ یہ سب اہل بیت میں داخل ہیں، اور ہمیشہ ہمیش اہل بیت میں رہیں گے
یہ بھی ضروری ہے کہ اہل بیت کی محبت میں کسی صحابی کو برا بھلا کہنا بالکل ٹھیک نہیں ہے
خاص طور پر، حضرت عائشہؓ، اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو برا بھلا کہنا بالکل صحیح نہیں ہے۔

اور جوان میں اختلاف ہوا ہے وہ اجتہادی غلطی ہے، اللہ ان کو معاف کرے۔
حضرت علیؓ، اور حضرت حسینؓ کے اتنے فضائل کے باوجود، وہ مشکل کشا، یا کار ساز نہیں ہیں، اس لئے
ان سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضورؐ اسی کی تعلیم دینے تشریف لائے تھے

حضور کی تمنا یہ تھی کہ میں خلیفہ متعین کر کے نہ جاؤں بلکہ جمہوریت باقی رہے، اور امت ہی اپنا خلیفہ
منتخب کرے، البتہ آپ کی تمنا یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ بنے،
ان سب کی تفصیل آگے آرہی ہے

اہل بیت میں کون کون حضرات داخل ہیں

حضورؐ کی تمام بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں، کیونکہ بیوی ہی کو گھر والی کہتے ہیں، اس میں سب سے زیادہ حقدار حضرت خدیجہؓ ہیں جو حضرت فاطمہؓ کی ماں ہیں، انکے ساتھ ہی حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، اور تمام بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں، اور ان تمام کے لئے آیت کے مصداق میں پاکیزگی کی فضیلت حاصل ہیں

بعد میں حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ کو اہل بیت میں داخل کیا، اس لئے بعد میں ان کے لئے بھی، یطہر کم تطہیرا، کی فضیلت حاصل ہوگی کچھ لوگوں نے یہ زیادتی کی ہے کہ ازواج مطہرات، خاص طور پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو اہل بیت سے نکال دیا ہے اور مزید ظلم یہ کیا ہے کہ ان کو برا بھلا کہتے ہیں، اور حضرت علیؓ کو اہل بیت میں داخل کرتے ہیں، اور ان حضرات کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ نبیوں سے بھی ان کا درجہ اوپر کر دیتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہیں

بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ اہل بیت میں داخل ہیں، اور اہل بیت ہونے کے اعتبار سے یہ سب برابر ہیں

اہل بیت میں بیویاں داخل ہیں اس کے لئے یہ آیتیں دیکھیں

1۔ یا نساء النبی لستن کا احد من النساء ان اتقین فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض و قلن قولا معروفا، و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی و اقمین الصلوۃ و آتین الزکوۃ و أطعن اللہ و رسولہ، انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا، و اذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ و الحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا (آیت ۳۱-۳۲، سورت الاحزاب ۳۳)۔

ترجمہ۔ اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اس لئے تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بچا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو، اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور غیر مردوں کو بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا، اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کی رسول کی فرماں برداری کرو، اے نبی کے اہل بیت (گھر والو!) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو، اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو، یقین جانو اللہ بہت باریک بین اور ہر بات سے باخبر ہے۔

اس آیت میں آپ کی تمام بیویوں کو پہلے، یا نساء النبی لستن کا احد من النساء۔ کہہ کر مخاطب کیا، پھر، کن، جمع مونث حاضر کے ذریعہ سے خطاب کیا ہے، اور یہ بھی کہا کہ اے اہل بیت اللہ تمکو پاک کرنا چاہتے ہیں، اس لئے بیویوں کو اہل بیت میں اللہ نے داخل کیا ہے۔

اس پوری آیت کو دیکھیں کہ، انما یرید اللہ، سے پہلے بھی کن، جمع مونث حاضر کے صیغے سے حضورؐ کی بیویوں کو مخاطب کیا ہے، اور یطہرکم تطہرا، کے بعد بھی کن جمع مونث حاضر کے صیغے سے حضورؐ کی بیویوں کو مخاطب کیا ہے، اس لئے درمیان میں، انما یرید الخ سے بھی حضورؐ کی بیویاں ہی

مراد ہیں، اور وہ اہل بیت میں داخل ہیں۔ اور بعد میں حضرت فاطمہؑ، اور حضرت علیؑ کو حضورؐ نے اہل بیت میں داخل کیا ہے، اس لئے اہل بیت میں حضرت خدیجہؑ، حضرت عائشہؑ، حضرت حفصہؑ وغیرہا تمام بیویاں داخل ہیں

نکتہ۔۔ آیت کے درمیان میں، لیذهب عنکم الرجس اهل البيت و يطهرکم تطهیرا، میں، عنکم، اور، يطهرکم، میں جمع مذکر حاضر کا صیغہ لایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ، اہل بیت میں حضورؐ بھی داخل ہیں، اس لئے انکی عظمت کے لئے، کم، جمع مذکر حاضر کا صیغہ لائے ہیں اور اس میں تمام بیویاں داخل ہیں

اس حدیث میں ہے کہ آپؐ کی بیویاں اہل بیت میں پہلے سے داخل ہیں

1۔ عن ام سلمة قالت انزلت هذه الآية (انما يريد الخ [آیت ۳۳، سورت الاحزاب ۳۳])
 -- قلت و انا معکم یا رسول اللہ؟ قال و انت معنا۔ (طبرانی کبیر، مسند ام حبیبہ بنت
 کیسان عن ام سلمہ، ج ۲۳، ص ۳۵۷، نمبر ۸۳۹)

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ جب آیت انما یرید الخ نازل ہوئی۔۔ تو میں نے پوچھا کہ ہم بیویاں بھی آپؐ کے ساتھ اہل بیت میں داخل ہیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اہل بیت میں داخل ہو

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ، ہم بیویاں بھی اہل بیت اور ایت تطہیر میں داخل ہیں تو، حضورؐ نے جواب دیا کہ تم لوگ بھی اہل بیت میں داخل ہو

2۔ عن انسؓ قال بنی علی النبی ﷺ بزینب بنت جحش بخبز و لحم... فخرج

النبي ﷺ فانطلق الى حجرة عائشة فقال السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله (فقلت وعليكم السلام ورحمة الله، كيف وجدت اهلك؟ بارك الله لك فتقرى حجر نسائه كلهن يقول لهن كما يقول لعائشة و يقلن له كما قالت عائشة)۔ (بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم الى طعام [آیت ۵۳، سورت] ص ۸۴۳، نمبر ۹۳۷۷)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضورؐ نے روٹی اور گوشت سے زینب بنت جحش کا ولیمہ کیا۔۔۔ حضور حضرت عائشہؓ کے کمرے کی طرف گئے اور فرمایا، السلام علیکم اهل البيت ورحمة الله، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا، علیکم ورحمة الله وبرکاتہ، پھر انہوں نے پوچھا، کہ آپ نے اپنے اہل، یعنی اپنی نئی بیوی زینب کو کیسے پایا، اللہ آپ کو برکت دے، حضورؐ تمام بیویوں کے کمروں میں تشریف لے گئے، اور ہر ایک بیوی کو ایسے ہی کہتے جیسے حضرت عائشہؓ کو کہا تھا، اور سب بیویاں ویسے ہی کہتیں جیسے حضرت عائشہؓ نے کہا تھا

اس حدیث میں تمام بیویوں کو اہل بیت کہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہوتی ہے، اور حضرت عائشہؓ، اور حضرت حفصہؓ حضورؐ کے اہل بیت میں داخل ہیں

3۔ انطلقت انا و حصین الی زید بن ارقم.... قام رسول الله ﷺ یوما فینا خطیبا بماء یدعی خمأ بین مکة و المدینة ثم قال و اهل بیتی اذ کرکم الله فی اهل بیتی، اذ کرکم الله فی اهل بیتی. اذ کرکم الله فی اهل بیتی، فقال له حصین و من اهل بیتہ؟ یا زید ایس نسائہ من اهل بیتہ؟ قال نسائہ من اهل بیتہ و لكن اهل بیتہ من حرم الصدقة بعده۔ (مسلم شریف، باب فضل علی بن طالب، ص ۱۰۶۱، نمبر ۲۴۰۸/۶۲۲۵)

ترجمہ۔ میں اور حصین زید بن ارقم کے پاس گئے۔۔۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی ایک جگہ ہے جس کا نام خم ہے، وہاں ایک دن ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، پھر آپ نے فرمایا، میرے گھر والے، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ یاد دلاتا ہوں، حضرت زیدؓ سے حصینؓ نے پوچھا، حضورؐ کے اہل بیت کون ہیں، حضرت زیدؓ! انکی بیویاں اہل بیت نہیں ہیں؟ تو حضرت زیدؓ نے فرمایا، حضورؐ کی بیویاں اہل بیت میں ہیں، لیکن جن لوگوں کو زکوٰۃ لینا حرام ہے وہ بھی بیویوں کے علاوہ، اہل بیت میں داخل ہیں

ان احادیث میں حضورؐ کی تمام بیویوں کو اہل بیت کہا ہے، اس لئے حضورؐ کی تمام بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں اور ان کے لئے تطہیر کی فضیلت حاصل ہے

اس آیت میں اہل سے مراد حضرت موسیٰ کی بیوی ہیں

2۔ اذرا ناراً فقال لاهله امكثوا انی آنستُ ناراً۔ (آیت ۱۰، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کو [موسیٰ] کو ایک آگ نظر آئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔

اس آیت میں اہل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی صفورہؓ مراد ہیں، اس لئے اہل بیت میں تمام بیویاں داخل ہیں

بعد میں حضورؐ نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کو

اہل بیت میں داخل کیا

آیت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں پہلے سے داخل تھیں، بعد میں حضورؐ نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کو اہل بیت میں داخل کیا ہے اور اب وہ ہمیشہ کے لئے اہل بیت میں داخل ہو گئے

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

4۔ قالت عائشہ خرج النبی ﷺ غداً و علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فأدخله ثم جاء الحسين فدخل معه ، ثم جاءت فاطمہ فأدخلها ثم جاء علی فأدخله ثم قال ، انما يريد الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیراً۔ (آیت ۳۳، سورت الاحزاب ۳۳)۔ مسلم شریف، باب فضائل اہل بیت النبی ﷺ، ص ۱۰۶۷، نمبر ۲۲۲۲/۶۲۶۱، ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب اہل البیت، ص ۸۵۹، نمبر (۳۷۸۷)

ترجمہ۔ حضورؐ ایک صبح کو نکلے آپ پر کالے بال کی نقشین چادر تھی، حضرت حسن بن علیؑ آئے آپ نے انکو چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت حسینؑ آئے، انکو بھی حضرت حسن کے ساتھ داخل کر لیا، پھر حضرت فاطمہؑ آئی، آپ نے ان کو بھی داخل کر لیا، پھر حضرت علیؑ، آپ نے انکو بھی چادر میں داخل کر لیا، پھر یہ آیت پڑھی انما یرید اللہ الخ، ترجمہ۔ اے نبی کے گھر والو! [اہل بیت] اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

عام طور پر اہل بیت، یعنی گھر والے، سے لوگ گھر میں رہنے والی بیویوں کو ہی گھر والے سمجھتے ہیں، شادی شدہ بیٹی، داماد، اور نواسوں کو گھر والے نہیں کہتے ہیں، اور اگر یہ حضرات دوسرے گھر میں رہتے ہوں، تو اور بھی انکو گھر والے نہیں کہتے ہیں، اس لئے حضورؐ نے باضابطہ ان حضرات کو چادر میں داخل کیا، اور بیویوں کے ساتھ حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کو اہل بیت میں داخل کیا اور یہ ہمیشہ کے لئے اہل بیت میں داخل ہیں، اور جس طرح ازواج مطہرات کے لئے آیت تطہیر ہے اسی طرح ان حضرات کے لئے بھی اتنی ہی تطہیر ہے، اس سے کم کرنا بھی اچھا نہیں ہے اور بڑھانا بھی اچھا نہیں ہے

اس کی ایک مثال یہ ہے

مدینہ طیبہ حرم نہیں تھا، لیکن حضورؐ نے اس کو اللہ کے حکم سے حرم بنایا، اسی طرح حضرت فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت میں داخل نہیں تھے لیکن حضورؐ نے اللہ کے حکم سے انکو اہل بیت میں داخل فرمایا، اور آیت تطہیر میں داخل فرمایا

مدینہ طیبہ کو حضورؐ نے حرم بنایا اس کے لئے حدیث یہ ہے

عن ابی ہریرہؓ ان النبی ﷺ قال حرم ما بین لابتی المدینۃ علی لسانی۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل المدینۃ، باب حرم المدینۃ، ص ۳۰۱، نمبر ۱۸۶۹/۱ ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، باب فی تحریم المدینۃ، ص ۲۹۵، نمبر ۲۰۳)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں کے دونوں کنارے میری زبان پر حرم قرار دے دئے گئے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے مدینہ کو حرم قرار دیا، اسی طرح حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت میں داخل فرمایا۔

پہلے یہ حضرات اہل بیت میں داخل نہیں تھے، اور یہ بھی طے ہے کہ یہ اللہ کے حکم سے حضورؐ نے کیا

اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے

اہل بیت کا مقام کتنا اہم ہے کہ دن میں کم سے کم پانچ مرتبہ فرض نماز پڑھی جاتی ہے، اور پانچوں مرتبہ حضورؐ پر درود پڑھا جاتا ہے، اور حضورؐ پر درود کے ساتھ ان کی آل پر بھی درود پڑھنا لازمی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کے اہل بیت اور آپ کی آل کا مقام بہت اونچا ہے، اور ایمان کا جز ہے، اور اس کے علاوہ جب بھی درود شریف پڑھا جائے گا تو حضورؐ کی اولاد اور گھر والوں کے لئے دعا ہوگی، اور قیامت تک ہوتی رہے گی

درود ابراہیمی یہ ہے۔ اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد۔ الخ۔

ترجمہ۔ اے اللہ محمدؐ پر درود عطا فرما، اور محمدؐ کے آل پر درود عطا فرما۔

اللہم بارک علی محمد و علی آل محمد۔ الخ۔

ترجمہ۔ اے اللہ محمدؐ پر برکت عطا فرما، اور محمدؐ کے آل پر برکت عطا فرما۔

غدریخم کے موقع پر حضورؐ نے تین مرتبہ لوگوں سے فرمایا کہ میرے اہل بیت کے بارے میں بچتے رہنا اور تمام اہل بیت کا پورا احترام کرنا۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ خوارج نے اہل بیت میں سے حضرت علیؑ کو برا بھلا کہا، شامیوں نے اہل بیت میں سے حضرت حسینؑ کو شہید کیا، اور کچھ نے اہل بیت میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو برا بھلا کہا، چونکہ حضورؐ کو ان تینوں زیادتیوں کی اطلاع دے دی گئی تھی، اس لئے آپ نے تین مرتبہ اہل بیت اور گھر والوں کے بارے میں احترام کرنے کی ترغیب دی

حدیث یہ ہے -

5۔ انطلقت انا و حصین بن سبرة الی زید بن ارقم.... قام رسول اللہ ﷺ یوما فینا خطیبا بماء یدعی خمّا بین مکة و المدینة فحمد اللہ و اثنی علیہ و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد الا ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یأتی رسول ربی فأجیب ، و انا تارک فیکم ثقلین ، اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی و النور فخذوا بکتاب اللہ و استمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ و رغب فیہ ثم قال و اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی ، اذکرکم اللہ فی اہل بیتی . اذکرکم اللہ فی اہل بیتی ، فقال لہ حصین و من اہل بیتہ ؟ یا زید الیس نسائہ من اہل بیتہ ؟ قال نسائہ من اہل بیتہ ۔ (مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل علی بن طالبؑ، ص ۱۰۶، نمبر ۲۴۰۸/۶۲۲۵)

ترجمہ۔ میں اور حضرت حصین زید بن ارقم کے پاس گئے۔۔۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی ایک جگہ ہے جس کا نام خم ہے، وہاں حضور ایک دن ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی، وعظ کیا اور یاد دلایا، پھر کہا اما بعد، لوگو سنو! میں انسان ہوں، ہو سکتا ہے کہ میرے رب کا قاصد آجائے، اور میں انکی بات قبول کر کے دنیا سے چلا جاؤں، میں دواہم چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ جاتا ہوں، پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑو، قرآن کو پکڑنے کے لئے بہت ترغیب دی، پھر آپؐ نے فرمایا، میرے گھر والے، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ کا عہد یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ کا عہد یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ کا عہد یاد دلاتا ہوں، حضرت زیدؑ سے حصینؑ نے پوچھا، حضورؐ کے اہل بیت کون ہیں حضرت زید؟ انکی بیویاں اہل بیت میں نہیں ہیں؟ تو حضرت زیدؑ نے فرمایا، حضورؐ کی بیویاں اہل بیت میں ہیں،

اس حدیث میں تین مرتبہ حضورؐ نے بڑے درد کے ساتھ لوگوں سے کہا کہ میرے گھر والوں کے ساتھ احترام اور محبت کا معاملہ کرنا۔

6۔ عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ فی حجۃ یوم عرفة و هو علی ناقته القصواء یخطب فسمعتہ یقول ، یا ایہا الناس انی قد ترک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا ، کتاب اللہ ، وعترتی اہل بیتی ۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب اہل البیت، ص ۸۵۹، نمبر ۳۷۸۶ / مسند احمد، حدیث زید بن ثابت، ج ۶، ص ۲۳۲، نمبر ۲۱۰۶۸)

ترجمہ۔ جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن دیکھا، آپؐ قصوا اونٹنی پر سوار تھے، اور خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپؐ کو کہتے ہوئے سنا، اے لوگوں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اگر تم اس کو پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب قرآن، اور دوسری میرا کنبہ، میرے گھر والے یعنی قرآن اور اہل بیت کو پکڑو گے تو گمراہ نہیں ہو گے

7۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ أحبوا اللہ لما یغذو کم من نعمہ ، و أحبونی بحب اللہ و أحبوا اہل بیتی بحبی ۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب اہل البیت، ص ۸۵۹، نمبر ۳۷۸۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ سے محبت کرو، کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے غذا دیتا ہے، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے بھی محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے گھر والوں سے بھی محبت کیا کرو۔ ان سب احادیث میں تمام اہل بیت سے محبت کرنے کی تاکید ہے

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

حضرت فاطمہؑ حضورؐ کی چہیتی بیٹی ہیں، اور جگر کا ٹکڑا ہیں جنت کی سردار ہیں، اہل سنت والجماعت ان سے دل سے محبت کرتے ہیں، یہ ہمارے سر کے تاج ہیں، اور ان کا احترام کرنا ایمان کا جز سمجھتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ حد سے زیادہ نہیں بڑھتے۔ ان سب کی مختصر فضیلت بیان کی جا رہی ہے اس کے لئے احادیث یہ ہیں۔

8۔ عن مسور بن مخرمة ان رسول الله ﷺ قال فاطمة بضعة مني فمن أغضبها أغضبني۔ (بخاری شریف، باب منقبة فاطمة علیہ السلام، ص ۶۲۶، نمبر ۳۷۱۴)
ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے، جس نے انکو غصہ دلایا، اس نے مجھ کو غصہ دلایا

9۔ عن عائشة قالت كنا ازواج النبي ﷺ عنده لم يغادر منهن واحدة..... فقال يا فاطمة اما ترضى ان تكونى سيدة نساء المؤمنين او سيدة نساء هذه الامة؟ قالت فضحكت ضحكى الذى رأيت۔ (مسلم شریف، باب فضائل فاطمہؑ، ص ۱۰۷۸، نمبر ۲۴۵۰)
ترجمہ۔ ہم حضورؐ کی بیویاں حضورؐ کے پاس تھیں، ہم میں سے کسی نے حضورؐ کو چھوڑا نہیں تھا۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا: فاطمہ کیا اس بات سے راضی نہیں ہو کہ، تم مومنین کی عورتوں کی سردار بنے، یا یوں فرمایا کہ، اس امت کی عورتوں کی سردار بنے؟ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ تم لوگ جو مجھے ہنستے ہوئے دیکھی وہ اسی وجہ سے ہنس رہی تھی۔

ان احادیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ مومن عورتوں کی سردار ہیں، اور حضورؐ کے دل کا ٹکڑا ہیں

سیدہ حضرت فاطمہؑ کو وراثت کیوں نہیں دی گئی

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؑ کو وراثت نہیں دی اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، خود حضرت علیؑ نے اس کی تصدیق کی ہے کہ ہاں نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ورنہ حضرت عائشہؓ، اور حضرت حفصہؓ کو بھی بیوی ہونے کی وجہ سے آٹھواں حصہ ملتا، اس لئے اب کسی کو حضرت ابو بکرؓ پر الزام لگانے کی گنجائش نہیں ہے،

احادیث یہ ہیں

10۔ عن عائشة ان فاطمة عليها السلام أرسلت الى ابي بكر تسأله ميراثها من النبي ﷺ مما افاء الله على رسوله ﷺ تطلب صدقة النبي ﷺ التي بالمدينة و فذك و ما بقى من خمس خبير فقال ابو بكر ان رسول الله ﷺ قال لا نورث ما تركنا فهو صدقة، انما يأكل آل محمد من هذا المال يعنى مال الله ليس لهم ان يزيذوا على الماكل و انى و الله لا أغير شيئاً من صدقات رسول الله ﷺ التي كانت عليها فى عهد النبي ﷺ و لا عملن فيها بما عمل فيها رسول الله ﷺ، فتشهد على ثم قال انا قد عرفنا يا ابا بكر فضيلتك و ذكر قرابتهم من رسول الله و حقهم فتكلم ابو بكر فقال و الذى نفسى بيده لقرابة رسول الله احب الى ان اصل من قرابتى۔ (بخارى شريف، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ومنقبه فاطمة عليها السلام، ص ۲۲۶، نمبر ۳۷۱۱)

ترجمہ۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابو بکر کو خبر بھیجی کہ اللہ نے جو کچھ مال غنیمت دیا ہے اس

میں وراثت دیں، حضورؐ کو مدینہ میں ملا تھا، فدک میں ملا تھا اور جو خیبر کا خمس ملا تھا ان سب میں وراثت دیں، تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ، حضورؐ نے فرمایا تھا کہ نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ امت پر صدقہ ہوتا ہے، ہاں اس مال میں محمدؐ کے اہل و عیال بھی کھائیں گے، کھانے سے زیادہ ان کو نہیں ملے گا، اور حضورؐ کے زمانے میں جیسا تھا میں ان صدقات میں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، اور جیسا حضورؐ نے عمل کیا تھا میں ایسا ہی عمل کروں گا، اس پر حضرت علیؓ نے گواہی دی [کہ ہاں یہی بات ہے جو آپؐ کہہ رہے ہیں] پھر حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ، اے ابو بکرؓ میں آپؐ کی فضیلت جانتا ہوں، پھر حضورؐ سے کیا رشتہ داری ہے اور ان کا کیا حق ہے اس کا ذکر کیا، پھر ابو بکرؓ نے بات کی اور کہا جس خدا کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ رسول اللہؐ کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کروں

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ کے مال میں وراثت نہیں ہوتی، اور حضرت علیؓ نے اس کی تصدیق کی، پھر یہ بھی دیکھیں وراثت لینے میں صرف حضرت فاطمہؓ نہیں ہیں، بلکہ بیوی ہونے کی حیثیت سے حضرت عائشہؓ وغیرہ کو بھی آٹھواں حصہ ملے گا، لیکن حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بیٹی کو بھی حضورؐ کی وراثت تقسیم کر کے نہیں دی۔

لوگ صرف حضرت فاطمہؓ کی بات کرتے ہیں حضرت عائشہؓ، اور حضرت حفصہؓ کی وراثت کی بات نہیں کرتے

11۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تقسم ورثتی دینار و لا درهما ، ما ترک بعد نفقة نسائی و مؤنة عاملی فهو صدقة ۔ (بخاری شریف، کتاب الوصایہ، باب نفقة الیم للوقف، ص ۴۵۹، نمبر ۶۷۷۷/۲ مسلم شریف، کتاب الوصیۃ، باب ترک الوصیۃ لمن لیس لہ شیء یوصی فیہ، ص ۷۱، نمبر ۱۶۳۴/۲۲۲۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا: میرے وارث دینار اور درہم تقسیم نہیں کریں گے میری بیویوں کے نفقے، اور کام کرنے والوں کی مزدوری کے بعد جو کچھ چھوڑوں گا وہ امت پر صدقہ ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری وراثت تقسیم نہیں ہوگی، میں جو کچھ چھوڑوں گا وہ امت کے لئے صدقہ ہے، اس لئے اس معاملے کو بڑھا کر حضرت فاطمہؓ پر ظلم کہنا بہت بڑی غلطی ہے

12۔ عن قیس بن کثیر... ان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهما انما ورثوا العلم - (ترمذی شریف، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ص ۶۰۹، نمبر ۲۶۸۲/ ابن ماجہ شریف، مقدمہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ص ۳۴، نمبر ۲۲۳)

ترجمہ۔ انبیاء دینار اور درہم کے وارث نہیں بناتے، وہ صرف علم کے وارث بناتے ہیں اس حدیث میں موجود ہے کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی، اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو وراثت نہیں دی تو اس بات کو بہت بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے

حضرت ابو بکرؓ نے عہد کیا کہ اہل بیت کو جی بھر کر کر دیں گے

حضرت ابو بکرؓ نے وعدہ کیا کہ میں وراثت تو نہیں دوں گا، کیونکہ وہ جائز نہیں ہے، لیکن اپنے اہل و عیال سے زیادہ حضور کے اہل و عیال، اور اہل بیت کو دوں گا، اور ان کی پوری خبر گیری کروں گا اس کے لئے حضرت ابو بکرؓ کا قول یہ ہے

13۔ عن ابی بکرؓ قال ارقبوا محمداً ﷺ فی اہل بیتہ۔ (بخاری شریف، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ ومنقبۃ فاطمۃ علیہا السلام، ص ۶۲۶، نمبر ۳۷۱۳)

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ سے یہ روایت ہے کہ حضورؐ کے اہل بیت کے بارے میں پورا خیال رکھا کرو۔

اس حضرت ابو بکرؓ کے قول میں ہے کہ میں خود بھی اہل بیت کا پورا خیال رکھا کروں گا، اور لوگو! تم بھی اہل بیت کا پورا خیال رکھا کرو

حضرت علیؑ حضرت ابوبکرؓ کے گلے ملے

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؑ کے اختلاف کو لوگ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، اور ابھی ابھی مسلمانوں میں دشمنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور گلے بھی ملے، جس پر تمام مسلمان خوش ہوئے

حدیث یہ ہے

14۔ عن عائشة... استنكر علي وجوه الناس فالتمس مصالحة ابي بكر و مبايعته و لم يكن يبائع تلك الاشهر... فقال علي لابي بكر موعداك العشية للبيعة فلما صلى ابو بكر الظهر رقى المنبر فتشهد و ذكر شان علي و تخلفه عن البيعة و عذره بالذي اعتذر اليه ثم استغفر، و تشهد علي فعظم حق ابي بكر و حدث انه لم يحمله علي الذي صنع نفاسة علي ابي بكر و لا انكارا للذي فضله الله به و لكننا نرى لنا في هذ الامر نصيافا استبد علينا فوجدنا في انفسنا فسر بذا لك المسلمون و قالوا اصب، و كان المسلمون الى علي قريبا حين راجع الامر المعروف (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، ص ۱۹، نمبر ۴۲۴۰)۔

ترجمہ۔ حضرت علیؑ کو ایسا محسوس ہوا کہ لوگ میری طرف توجہ کم دے رہے ہیں، اس لئے حضرت ابوبکرؓ سے صلح کی اور ان سے بیعت کرنے کی درخواست کی، انہوں نے ان چھ مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی۔۔۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بیعت کے لئے شام کا وقت ٹھیک ہے، جب حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر بیٹھے، اور کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت علیؑ کی شان بیان کی، اور اب تک بیعت سے پیچھے

رہے اس کی وجہ بیان کی، اور حضرت علیؑ نے جو عذر پیش کی اس کا بھی ذکر کیا پھر استغفار کیا۔ اور حضرت علیؑ نے کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت ابو بکر کے حق کی عظمت بیان کی، اور یہ بھی کہا کہ میں نے جو کیا ہے وہ حضرت ابو بکر پر فوقیت کی وجہ سے نہیں کی ہے، اور اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو فضیلت دی ہے مجھے اس کا انکار بھی نہیں ہے، لیکن میرا خیال تھا کہ اس معاملے [وراثت میں، یا خلافت میں] میرا بھی کچھ حصہ ہے، لیکن مجھے وہ نہیں ملا جس کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہوا [اور اب میں خوشی سے بیعت کے لئے آگیا ہوں]، اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے، اور سب نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا، اور جب حضرت علیؑ نے امر معروف کی طرف رجوع کیا تو لوگ حضرت علیؑ کے بہت قریب آ گئے۔

اس حدیث میں حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ کی عظمت کی، اور انکی فضیلت بیان کی اور حضرت ابو بکرؓ سے بیعت بھی کی ہے، جس سے اس وقت کے تمام مسلمان بہت خوش ہوئے۔

لیکن افسوس ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کر کے جو اتفاق پیدا کیا تھا بعد کے لوگوں نے اس کو ہوا بنایا، اور مسلمانوں کو دو ٹکڑے کر دئے،

تمام مسالک والوں کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس بیعت کے بعد حضرت علیؑ نے تینوں خلفاء کے زمانے تک کبھی بھی خلافت نہیں مانگی، اور نہ اس کی تمنا کی، بلکہ تمام خلفاء کا دل سے تعاون کرتے رہے، اور مشورے دیتے رہے تاکہ امت میں انتشار نہ ہو

حضرت علیؑ کے طریقے پر چلتے ہوئے ہم بھی امت کو جوڑنے کے لئے ایک بنے رہتے تو کتنا اچھا ہوتا، لیکن افسوس ہے کہ ہم کتنے ٹکڑوں میں بٹ گئے، اور قوم کا شیرازہ بکھر گیا۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حضرت امیر المؤمنین علی بن طالب رضی اللہ عنہ، امت کے چوتھے خلیفہ ہیں، یہ اہل بیت میں شامل ہیں، اور بہت سے فضائل کے مالک ہیں، یہ بہت نیک دل اور بہادر صحابی تھے، وہ جبال العلم تھے، انہوں نے سفر، حضر میں حضورؐ کا ساتھ دیا، ان کے ساتھ خوارج نے اچھا نہیں کیا، اور بہت تنگ کیا، اور آخر انکو ایک خارجی نے شہید کر دیا، جس کی وجہ سے آج تک ہمارا دل رو رہا ہے

ان کی فضیلتیں بہت ہیں، ان میں سے کچھ فضائل کی حدیثیں یہ ہیں

15۔ قال النبی ﷺ لعليؑ انت مني و انا منك۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن طالبؑ، ص ۶۲۴، نمبر ۳۷۰۱)
ترجمہ۔ حضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: تم میرے ہو، اور میں تمہارا ہوں

16۔ سمعت ابراہیم بن سعد عن ابيه قال قال النبی ﷺ اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى۔۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن طالبؑ، ص ۶۲۵، نمبر ۳۷۰۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو، کہ جس طرح ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے لئے تھے، اسی طرح تم میرے لئے ہو۔

17۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ انا مدينة العلم و علي بابها ، فمن اراد

العلم فلیأت الباب۔ (مستدرک للحاکم، باب واما قصۃ اعتزال محمد بن مسلمۃ، ج ۳، ص ۱۳۷، نمبر

۴۶۳۷/طبرانی کبیر، باب مجاہد عن ابن عباس، ج ۱۱، ص ۶۵، نمبر ۱۱۰۶۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، جس کو علم حاصل کرنا ہو وہ دروازے

کے پاس آئے [یعنی علیؑ کے پاس آئے]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ علم کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، اور واقعی ایسے ہی تھے۔

حضرت کی نہج البلاغہ اس کی واضح مثال ہے

حضرت علیؑ کو حد سے زیادہ بڑھانا بھی ہلاکت ہے

، اور ان سے نفرت کرنا بھی بھی ہلاکت ہے

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے ایک جو میری محبت میں حد سے زیادہ بڑھیں گے، کہ نبی سے بھی زیادہ بڑھائیں گے، اور دوسرے وہ جو میرے بغض اور دشمنی میں حد سے زیادہ بڑھیں گے، جیسے خوارج نے کیا

حضرت علیؑ کا ارشاد یہ ہے

18۔ عن ابی حبوۃ قال سمعت علیاًؑ یقول : یہلک فی رجلان : مفرط فی حبی ، و مفرط فی بغضی ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ، ج ۶ ، کتاب فضائل ، باب فضائل علی بن ابی طالبؑ ، ص ۳۷۷ ، نمبر ۳۲۱۲۵/۳۲۱۳۴)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے، ایک وہ جو میری محبت میں حد سے زیادہ بڑھا ہوں، اور دوسرا جو میری دشمنی میں حد سے زیادہ بڑھا ہوں

19۔ عن ابی سوار العدوی قال قال علیؑ لیحبنی قوم حتی یدخل النار فی حبی ، و لیبغضنی قوم حتی یدخلوا النار فی بغضی ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ، ج ۶ ، کتاب فضائل ، باب فضائل علی بن ابی طالبؑ ، ص ۳۷۷ ، نمبر ۳۲۱۲۴/۳۲۱۳۳)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ سے کچھ لوگ [حد سے زیادہ] محبت کریں گے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوں گے، اور کچھ لوگ مجھ سے حد سے زیادہ بغض رکھیں گے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ بالکل واقعہ ہے، کہ کچھ لوگ حضرت علیؑ کی محبت میں حد سے گزر گئے ہیں، اور کچھ حضرت علیؑ کی نفرت

میں حد سے زیادہ گزر گئے ہیں

اہل سنت والجماعت بالکل حق پر ہیں کہ وہ حضرت علیؑ سے دل سے محبت کرتے ہیں لیکن اس میں غلو نہیں کرتے، کہ نبیوں سے بھی آگے بڑھا دیا جائے، اور ان سے نفرت تو کرتے ہی نہیں، بلکہ بے پناہ محبت کرتے ہیں، اور اپنے سر کا تاج سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؑ تمام مومنین کے ولی ہیں، یعنی دوست ہیں

بعض حضرات نے اس حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علیؑ مددگار ہیں اور مشکل کشا، اور حاجت روا ہیں، لیکن حدیث کا ٹکڑا، اللھم عاد من عاداہ، ترجمہ۔ کہ جو حضرت علیؑ سے دشمنی رکھے اے اللہ تو اس کا دشمن بن جا، کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں مولیٰ کا ترجمہ دوست کے ہیں، مددگار اور مشکل کشا کے نہیں ہے

اس بارے میں اسی کتاب میں، اللہ کے علاوہ سے مدد مانگنا، والا عنوان دیکھیں کچھ حضرات نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علیؑ کو حضورؐ نے خلیفہ اول بنایا ہے، کیونکہ حضرت علیؑ کو ہر مومن کا ولی بنایا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ولی کا معنی دوست کے ہیں، کہ حضرت علیؑ ہر مومن کے دوست ہیں، المنجد میں، ولی کا معنی قریب، اور محبوب، لکھا ہے

دوست والی حدیث یہ ہے

20۔ عن البراء بن عاذب قال اقبلنا مع رسول الله ﷺ في حجة التي حج فنزل في بعض الطريق فأمر الصلوة فأخذ بيد علي فقال ألسنت أولى بالمومنين من انفسهم؟ قالوا بلى، قال ألسنت أولى بكل مومن من نفسه؟ قالوا بلى قال فهذا أولى من انا مولاه، اللهم وال من والاه اللهم عاد من عاداه۔ (ابن ماجہ شریف، فضل علی بن طالبؑ، ص ۱۹، نمبر ۱۱۶)

ترجمہ۔ حضرت براء بن عاذب فرماتے ہیں کہ ایک حج کے موقع پر ہم حضورؐ کے ساتھ واپس آرہے تھے،

راستے میں ہم نیچے اترے، حضورؐ نے فرمایا کہ نماز کی جماعت کے لئے تیار ہو جاؤ، پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا کہ کیا میں مومنین کو اس کی ذات سے زیادہ محبوب نہیں ہوں؟، لوگوں نے کہا ہاں! پھر فرمایا کہ ہر مومن کی ذات سے زیادہ محبوب نہیں ہوں؟ لوگوں نے پھر کہا ہاں! تو آپؐ نے فرمایا کہ، جس کا میں محبوب ہوں اس کا یہ محبوب ہے، اے اللہ جو حضرت علیؑ سے محبت کرے تو اس کا محبوب بن جا، اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن بن جا۔

اس حدیث میں فرمایا کہ جس کا میں ولی حضرت علیؑ اس کے ولی، پھر فرمایا کہ حضرت علیؑ سے جو دوستی رکھے، اے اللہ تو اس کا دوست بن جا، اور جو اس سے دشمنی رکھے، اے اللہ تو اس کا دشمن بن جا۔

نوٹ: ولی کے معنی مددگار کا بھی آتا ہے، لیکن یہاں ولی کا معنی دوست ہے، ولی کا معنی خلیفہ اول کے یا مددگار کے نہیں ہے۔ آپ دعا کے الفاظ پر غور کریں

اس آیت میں مولیٰ، دوست کے معنی میں استعمال ہوا ہے

3۔ یوم لا یغنی مولیٰ عن مولیٰ شیئاً و لا ہم ینصرون۔ (آیت ۴۱، سورت الدخان ۴۴)

ترجمہ۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کو کوئی کام نہیں آئے گا، اور نہ اس کی مدد ہوگی

اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ولی کا معنی دوست کرنا بالکل صحیح ہے

امیر المومنین حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی فضیلتیں

حضرت حسنؑ اور حسینؑ اہل بیت میں سے ہیں، جنت کے سردار ہیں اور امیر المومنین بھی ہیں، لیکن شامیوں نے انکو شہید کر دیا، اور آج تک یہ جھگڑا مسلمانوں کے درمیان جھگڑے کا باعث بنا ہوا ہے، کاش کہ دونوں صلح کر کے آپس میں اتفاق کر لیتے اور عرب کے ملکوں کو اختلاف سے بچا لیتے، فیا آسفا۔ یہ یاد رہے کہ اہل سنت والجماعت اہل مدینہ کے حمایتی ہیں۔ وہ نہ حضرت حسینؑ کو شہید کرنے میں شریک ہیں، اور نہ وہ کربلا میں موجود تھے، اور نہ حضرت علیؑ کو شہید کرنے میں شریک ہیں، اور نہ اس سے خوش ہیں، بلکہ آج تک اس ظلم پر افسوس کر رہے ہیں اس لئے اہل سنت کو ملزم ٹھہرانا ٹھیک نہیں ہے۔

انکے فضائل کے بہت احادیث ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں

21۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من أحب الحسن و الحسین فقد احبنی و من ابغضہما فقد ابغضنی۔ (ابن ماجہ شریف، باب فضل الحسن والحسین ابی بن ابی طالبؑ، ص ۲۲، نمبر ۱۴۳)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا، جو لوگ حسن اور حسینؑ سے محبت کرتے ہیں تو گویا کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، اور جو ان سے دشمنی کرتے ہیں تو گویا کہ مجھ سے دشمنی کرتے ہیں

22۔ عن اسامۃ بن زید عن النبی ﷺ انه کان یاخذہ و الحسن و يقول اللهم انی احبہما فاحبہما۔ (بخاری شریف، باب مناقب الحسن والحسینؑ، ص ۶۳۱، نمبر ۳۷۷۷، مسلم

شریف، باب من فضائل الحسن والحسینؑ، ص ۱۰۷، نمبر ۲۴۲۱/۶۲۵۶)

ترجمہ۔ حضورؐ حضرت حسین اور حضرت حسن کو گود میں لیتے اور فرماتے، اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان سے محبت کیجئے

23۔ عن ابی موسیٰ..... رأیت رسول اللہ ﷺ علی المنبر و الحسن بن علیؑ الی جنبہ و هو یقبل علی الناس مرة و علیہ اخری و یقول ان ابنی هذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتين عظیمتين من المسلمین۔ (بخاری شریف، کتاب الصلح، باب قول النبی ﷺ الحسن بن علیؑ، ص ۴۴۲، نمبر ۲۷۰۴)

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو منبر پر دیکھا، کہ حضرت حسنؑ آپ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے، اور کبھی حسن کی طرف دیکھتے، اور یوں کہتے، میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور ہو سکتا ہے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا اور ایسے ہی ہوا کہ آپ نے دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائی

24۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنة و ابو ہما خیر من ہما۔ (ابن ماجہ شریف، باب فضل علی بن طالبؑ، ص ۱۹۔ نمبر ۱۱۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا، حضرت حسن اور حضرت حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور ان کے والد، حضرت علی ان دونوں سے بہتر ہیں

25۔ عن زید بن الارقم قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی و فاطمة و الحسن و

الحسین ، انا سلم من سالمتم و حرب لمن حاربتم ۔ (ابن ماجہ شریف، باب فضل الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالب، ص ۲۲، نمبر ۱۴۵)

ترجمہ ۔ حضورؐ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا، جن سے آپ لوگ صلح کریں گے میں بھی ان سے صلح کروں گا، اور جن سے تمہاری جنگ ہے، میری بھی جنگ ہے یہ خیال رہے کہ اہل سنت والجماعت نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے کبھی دشمنی نہیں رکھی ہے، بلکہ ہمیشہ ان سے محبت رکھی ہے، اور ان کا احترام کیا ہے، اس لئے ان پر دشمنی کا الزام رکھنا غلط ہے، البتہ شریعت کے حدود سے زیادہ نہیں بڑھے،

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کی فضیلت

اگر حضرت خدیجہؓ حیات ہوتیں تو یہ بھی اہل بیت میں شامل ہوتیں، اور آیت تطہیر کے مصداق ہوتیں، کیونکہ یہ بھی حضورؐ کے گھر والی ہیں، یہ اور بات ہے کہ ان کی وفات کے بعد، انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ (آیت ۳۳، سورت الاحزاب ۳۳) آیت نازل ہوئی آیت تطہیر نازل ہوتے وقت یہ زندہ ہوتیں تو یہ بھی آیت تطہیر میں داخل ہوتیں، یہ بھی تمام مؤمنین کی ماں ہیں

ان کی فضیلت کے لئے حدیث یہ ہے

26۔ سمعت علی بن طالب یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول خیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد، و خیر نسائھا مریم بنت عمران۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب فضل خدیجہؓ، ص ۸۷۵، نمبر ۳۸۷۷)

ترجمہ۔ میں نے حضور سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تمام عورتوں میں بہتر خدیجہ بنت خویلد ہیں، اور بنی اسرائیل کی تمام عورتوں سے افضل مریم بنت عمران ہیں

واقعی حضرت خدیجہ بہت افضل ہیں، انہوں نے بے بسی کے عالم میں حضورؐ کا بہت ساتھ دیا، اور بہت تسلی دی، اللہ انکو اس کا بہترین بدلہ دے، آمین یا رب العالمین

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی فضیلت

حضرت عائشہؓ اہل بیت میں سے ہیں، اور ان کا بھی اتنا ہی احترام ہے جتنا دوسرے اہل بیت کا ہے پھر بڑی بات یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی چہیتی بیوی ہیں، اور پوری امت کی ماں ہیں اس لئے ان کی ادنیٰ توہین بھی جائز نہیں ہے

کیا کوئی بھی آدمی اپنی بیوی کی توہین برداشت کرے گا، یہ کیا ظلم ہے کہ بیٹی اور داماد کی محبت میں انکی بیوی کو برا بھلا کہہ رہے ہیں، ذرا سوچیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں، حضورؐ زندہ ہوتے تو کیا یہ برداشت کرتے؟

اگر حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں کوئی غلطی کی ہے تو اس کو اجتہادی غلطی سمجھیں اور امت کو جوڑنے کے لئے اس کو معاف کر دیں، اور غیروں کے مقابلے پر اب مل کر بیٹھیں، آپ دیکھتے نہیں کہ غیر مسلم آپ پر کتنا یلغار کر رہے ہیں، اور آپ کے ملکوں کو برباد کر رہے ہیں

حضرت عائشہؓ کے بارے میں یہ آیت ہے

4۔ ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم [آیت ۱۱/سورۃ النور ۲۴]۔۔ ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا و الآخرة و لہم عذاب عظیم۔۔۔ و الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات اولائک مبرئون مما یقولون لہم مغفرة و رزق کریم۔ (آیت ۱۱-۲۶، سورۃ النور ۲۴)

ترجمہ۔ یقین جانو کہ جو لوگ یہ جھوٹی تہمت گھڑ کر لائے ہیں وہ تمہارے اندر ہی کا ایک ٹولہ ہے۔۔۔

یاد رکھو کہ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اور ان کو اس دن زبردست عذاب ہوگا۔۔۔ گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہیں، اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لائق ہیں، اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لائق ہیں یہ پاکباز مرد اور عورتیں ان باتوں سے بالکل مبرا ہیں جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، ان پاکبازوں کے حصے میں تو مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے غزوۃ بنو المصطلق میں حضرت عائشہ قافلے سے پیچھے رہ گئی تھیں، اور بعد میں حضرت صفوان بن معطلؓ کے ساتھ قافلے میں آئیں، جس کی وجہ سے عبداللہ بن ابی بن سلول نے حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگائی، ایک مہینے کے بعد اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں، جس میں حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی بیان کی گئی ہے، اس لئے اس پر زنا کی تہمت لگانا سراسر ظلم ہے۔ کیا کوئی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگاتا ہے یا انکو برا بھلا کہتا ہے، یہ کیسی بے حیائی ہے

27۔ عن عائشۃؓ ان رسول اللہ کان یسأل فی مرضہ الذی مات فیہ یقول این انا غدا ؟ این انا غدا ؟ یرید یوم عائشۃ . فأذن لہ ازواجہ یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشۃ حتی مات عندها ، قالت عائشۃ فمات فی یوم الذی کان یدور علی فیہ فی بیتی فقبضہ اللہ و ان رأسہ لبین نحری و سحری و خالط ریقہ ریقی۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاتہ، ص ۵۶، نمبر ۴۴۵۰)

ترجمہ۔ جس مرض میں حضور کی وفات ہوئی اس میں پوچھا کرتے تھے کہ کل کس کے یہاں باری ہے؟ کل کس کے یہاں باری ہے؟ حضورؐ یہ چاہتے تھے کہ حضرت عائشہؓ کی باری آجائے، اس لئے باقی بیویوں نے اس کی اجازت دے دی کہ حضور جس کے یہاں چاہیں رات گزاریں، اس لئے وفات

تک حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ، جس دن میری باری تھی اسی دن آپ کی وفات ہوئی، حضور میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس وقت اللہ نے اپنے پاس بلایا، اور اس آخری وقت میں ان کا تھوک میرے تھوک کے ساتھ ملا۔

حضرت عائشہؓ حضورؐ کی کتنی چہیتی بیوی تھی کہ انکی باری کا انتظار کرتے رہے، اور انہیں کی گود میں آخری وقت گزارا، اور انہیں کی گود میں وفات پائی۔ پھر بھی انکو برا کہنا بہت بری بات ہے

28۔ انہ سمع انس بن مالک يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول فضل عائشة على النساء كفضل لشريد على سائر الطعام۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشہؓ، ص ۶۳۳، نمبر ۳۷۷۰)

ترجمہ۔ میں نے حضورؐ کو کہتے سنا ہے کہ عورتوں پر حضرت عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہی ہے، جیسے تمام کھانے پر شرید کی فضیلت ہے

ان احادیث میں حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ کے فضائل

حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے ساتھ رہے، اور ہر حال میں ساتھ دیا اور وہ خدمات انجام دی جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

انکے تدبیر، حکمت عملی، رعب اور دبدبہ، اور جوان مردی سے امت دو ٹکڑے ہونے سے بچ گئی، ورنہ جو حال حضرت علیؓ کے آخری زمانے میں ہوا وہی حال حضورؐ کی وفات کے بعد ہو جاتی۔

اس کے لئے انسانوں کی فطرت پر غور کریں اور اس زمانے کے حالات کا مطالعہ کر کے فیصلہ کریں

انکے فضائل کی آیتیں یہ ہیں

5۔ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی الاثنین اذ هما فی الغار، اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا (آیت ۴۰، سورت التوبہ ۹)

ترجمہ۔ اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے، جب انکو کافروں نے ایسے وقت مکہ سے نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ، غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

یہ آیت بھی حضرت ابوبکرؓ کی شان میں نازل ہوئی، کیونکہ حضورؐ کے ساتھ صرف وہی غار ثور میں تھے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

29۔ عن البراء قال اشتری ابو بکر من عازب رحلا ہذا الطلب قد لحقنا یا

رسول اللہ فقال لا تحزن ان الله معنا۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المهاجرین و فضائلہم، ص ۶۱۳، نمبر ۳۶۵۲/۳۶۵۳)

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عازب سے ایک اونٹ خریدا۔۔۔ یہ ہمیں تلاش کرنے والے ہیں جو ہمارے قریب آگئے ہیں یا رسول اللہ، تو حضورؐ نے فرمایا، ابو بکر غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے حضرت ابو بکرؓ کتنے مدبر اور حضورؐ کے قابل اعتماد تھے کہ ہجرت جیسے خطرناک سفر کے لئے حضرت ابو بکرؓ کو چنا، اور انہوں نے بڑی حکمت عملی سے اس کو انجام دیا، اور مدینہ تک حضورؐ کو پہنچایا۔

6۔ و لا یأتل اولو الفضل منکم و السعة ان یوتوا اولی القربی و المساکین و المهاجرین فی سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان غفر اللہ لکم و اللہ غفور رحیم۔ (آیت ۲۲، سورت النور ۲۴)

ترجمہ۔ اور تم میں سے جو لوگ اہل خیر ہیں، اور مالی وسعت رکھتے ہیں وہ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، اور انہیں چاہئے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں، کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

حضرت مسطح بن اثاثہؓ حضرت ابو بکر کے رشتہ دار تھے، حضرت ابو بکر حضرت مسطح کی مالی مدد کرتے تھے، یہ بھی حضرت عائشہؓ کی تہمت میں بھول سے شریک ہو گئے، اس لئے حضرت ابو بکر نے قسم کھائی کہ اس کی مدد نہیں کروں گا، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئی، اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے مسطح کی مدد بحال کر دی تھی

حضرت ابو بکرؓ کی کتنی بڑی شان ہے کہ انکی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں

30۔ عن ابن عباس ^{رض} عن النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} قال لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابا بکر و لکن اخی و صاحبی۔ (بخاری شریف، باب قول النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} لو کنت متخذاً خلیلاً، ص ۶۱۴، نمبر ۳۶۵۶)

ترجمہ۔ حضورؐ سے روایت ہے کہ اگر میں خلیل بناتا، تو ابو بکر کو خلیل بناتا، لیکن یہ میرے بھائی ہیں، میرے ساتھ رہنے والے ہیں [اور خلیل صرف اللہ ہے]

31۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر، ص ۸۳۴، نمبر ۳۶۶۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا، میرے بعد ابو بکر، اور عمر کی اقتداء کرو

32۔ عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی [علی ^{رض}] ای الناس خیر بعد رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} قال ابو بکر، قلت ثم من؟ قال ثم عمر و خشیت ان یقول: عثمان، قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین۔ (بخاری شریف، فضائل اصحاب النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم}، باب ص ۶۱۶، نمبر ۳۶۷۱/ ابوداؤد شریف، باب التفصیل، ص ۶۵۴، نمبر ۴۶۲۹)

ترجمہ۔ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد علیؑ سے پوچھا کہ حضورؐ کے بعد سب سے بہتر آدمی کون ہیں، تو حضرت علیؑ نے فرمایا، ابو بکر، میں نے پوچھا اس کے بعد کون ہیں؟ تو کہا عمر ہے، مجھے ڈر ہوا کہ اس کے بعد حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں، اس لئے میں نے پوچھا کہ آپ کس نمبر پر ہیں؟ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تو عام مسلمان کا ایک آدمی ہوں۔

اس قول صحابی میں خود حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت کا اقرار کیا ہے، تو دوسرے حضرات انکی

فضیلت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

33۔ عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله ﷺ فنخير ابا بكر ، ثم عمر ، ثم عثمان رضى الله عنهم۔ (بخاری شریف، فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ، ص ۶۱۲، نمبر ۳۶۵۵)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں لوگوں میں سب سے بہتر ابو بکرؓ کو قرار دیتے تھے، پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمانؓ کو

34۔ عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي ﷺ لا نعدل بابي بكر احدا ، ثم عمر ، ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبي ﷺ لا نفاضل بينهم۔ (بخاری شریف، باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمر القرشیؓ، ص ۶۲۲، نمبر ۳۶۹۸ / ابوداؤد شریف، باب التفصیل، ص ۶۵۴، نمبر ۴۶۲۸)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، حضورؐ کے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ کی طرح کسی اور قرار نہیں دیتے تھے، پھر حضرت عمرؓ کو، پھر حضرت عثمانؓ کو پھر حضورؐ کے صحابیوں میں سے کسی کو کسی پر فوقیت نہیں دیتے تھے

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے حضرت ابو بکرؓ، پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ، پھر حضرت علیؓ افضل سمجھے جاتے تھے۔ اور امت نے اسی ترتیب سے ان حضرات کو خلیفہ بنایا۔ اس بارے میں کوئی غلطی نہیں کی اور نہ کسی کا حق دبا یا۔

حضرت ابوبکرؓ ان صحابہ میں سے افضل تھے

35۔ فحمد الله ابو بكر و اثنى عليه فقال عمر بل نبيك انت سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله ﷺ، فاخذ عمر بيده فبايعه و بايعه الناس۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابة باب، ص ۶۱۶، نمبر ۳۶۶۸)

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے حمد و ثنا کی۔۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے اچھے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی، اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی۔

اس قول صحابی میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ ہم میں سے سب سے بہتر بھی تھے، اور حضورؐ کے سب سے زیادہ قریب بھی تھے اسی لئے سب نے مل کر ان کو خلیفہ بنایا تھا

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی

اکثر روایت میں یہی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی ہے، لیکن اس ضعیف روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھوائی حضرت ابو بکرؓ کے لئے یہ کیا کم فضیلت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھوایا۔ اس کے لئے عبارت یہ ہے

36۔ عن الشعبي ان فاطمة لما ماتت دفنها علي ليلا و اخذ بضبعي ابي بكر الصديق فقدمه يعني في الصلاة عليها۔ (بیہقی، کتاب الجنائز، باب من قال الوالی الحق بالصلاة علی لمیت من الوالی، ج ۴، ص ۴۶، نمبر ۶۸۹۶)

ترجمہ۔ حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کو رات کے وقت دفن کیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ کے باہوں کو پکڑ کر آگے بڑھایا، یعنی حضرت فاطمہؓ پر نماز جنازہ پڑھائیں

حضرت ابو بکرؓ، اور حضرت عمرؓ حضورؐ کے خسر ہیں

یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ حضورؐ کے خسر ہیں، ان دونوں نے اپنی اپنی بیٹیاں حضورؐ کو دی ہیں، اس لئے انکو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے، یہ کون برداشت کرے گا کہ کوئی ان کے خسر کو برا بھلا کہے

ان دونوں حضرات کی حکمت عملی سے مسلمانوں میں انتشار نہیں ہوا، اگر ان دونوں کا رعب، دبدبہ، اور حکمت عملی نہ ہوتی تو جو انتشار اور اختلاف حضرت علیؓ کے آخری زمانے میں ہوا، وہی انتشار اور اختلاف حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں ہو جاتا۔ اس وقت کے حالات پر غور کر کے فیصلہ کریں

امیر المومنین حضرت عمرؓ کے فضائل

37۔ عن ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فانه عمر .

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ لقد کان فیما فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یُکلمون من غیر ان یكونوا انبیاء فان یکن فی امتی منهم أحد فعمرو۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب، ص ۲۰، نمبر ۳۶۸۹)
ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ: تم سے پہلے امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں کوئی محدث ہوتا تو وہ عمر ہوتے

ابو ہریرۃ نے فرمایا کہ حضورؐ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی تو نہیں ہوتے، لیکن فرشتہ ان سے بات کرتے تھے، اگر امت میں یہ ہوتے تو حضرت عمرؓ ہوتے
اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ محدث بنتے، لیکن اس امت میں محدث کا درجہ نہیں ہے اس لئے وہ محدث نہیں بن سکے،

باقی فضیلتیں، حضرت ابو بکرؓ کے عنوان میں گزر چکی ہیں

حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں

ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ، اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے نکاح میں نکاح کیا، اور حضرت علیؓ کے داماد بنے، اس لئے ان کو برا بھلا کہنے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ حضرت علیؓ نے انکو اپنا داماد بنایا ہے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

38۔ ان عمر بن الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء المدينة فبقی مرط جید فقال له بعض من عنده يا امير المؤمنين اعط هذا ابنة رسول الله التي عندك يريد ام كلثوم بنت علي فقال عمر ام سلیط احق۔ (بخاری شرف، کتاب الجہاد والسير، باب حمل النساء القرب الى الناس فی الغزو، ص ۴۷۶، نمبر ۲۸۸۱)

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتوں میں چادر تقسیم کی، ایک اچھی چادر باقی رہ گئی، تو جوان کے پاس تھے ان میں سے کسی نے کہا، امیر المؤمنین یہ چادر رسول کی اس بیٹی کو دیجئے جو آپ کے پاس ہے، یعنی ام کلثوم بنت علیؓ کو دیجئے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ام سلیط اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ ام کلثوم حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں۔

39۔ سمعت نافعاً... و وضعت جنازة ام كلثوم بنت علي امرأة عمر بن الخطاب و ابن لها يقال له زيد وضعا جميعا و الامام يومئذ سعيد بن بن العاص۔ (نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب اجتماع جنازة الرجال والنساء، ص ۲۷۸، نمبر ۱۹۸۰)

ترجمہ۔ نافع سے سنا ہے کہ۔۔۔ ام کلثوم بنت علیؓ جو حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں ان کا جنازہ، اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ ایک ساتھ رکھا گیا، اور ان دونوں کی امامت سعید بن عاصؓ نے کی اس قول صحابی میں ہے کہ ام کلثوم بن علیؓ، حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں، ان کی شادی سن ہجری ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ سے ہوئی تھی۔

جب حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو داماد بنایا، اور اتنی محبت کی تو اب ہم لوگوں کو پیچنے کی ضرورت کیا ہے، اور کیوں اس کی وجہ سے ہم اپنے میں لڑائی کریں، اور مسلمانوں کے دو ٹکڑے کریں۔

یہ بہت سمجھنے کی چیز ہے

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے فضائل

40۔ ان عائشة قالت کان رسول اللہ مضطجعا فی بیتی کاشفا عن فخذہ.... ثم

دخل عثمان فجلست و سويت ثيابک، فقال الا استحیی من رجل تستحیی منه

الملائکة۔ (مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابة، ص ۱۰۵۶، نمبر ۱۲۴۰۹/۲۴۰۹)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ میرے گھر میں پنڈلی کھولے لیٹے ہوئے تھے۔۔۔ پھر

حضرت عثمانؓ آئے تو آپؐ بیٹھ گئے اور کپڑا اٹھیک کر لیا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ جن سے فرشتے شرم کرتے

ہوں تو کیا میں ان سے شرم نہ کروں؟

41۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: لكل نبی رفیق فی الجنة و رفیق فیہا

عثمان۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب المقدمة، باب فضل عثمانؓ، ص ۱۷، نمبر ۱۰۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا، اور میرے رفیق عثمانؓ ہوں گے

42۔ عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ لقی عثمان عند باب المسجد فقال یا عثمان هذا

جبریل اخبرنی ان اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیۃ، علی مثل صحبتہا۔

(ابن ماجہ شریف، کتاب المقدمة، باب فضل عثمانؓ، ص ۱۸، نمبر ۱۱۰)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ، مسجد کے دروازے کے پاس حضورؐ کی ملاقات حضرت

عثمانؓ سے ہوئی، تو آپؐ نے فرمایا، اے عثمان یہ جبریلؑ ہیں جو مجھے یہ خبر دے رہے ہیں کہ رقیہ کا جتنا

مہر تھا اسی کے بدلے میں تمہارا نکاح ام کلثوم سے کرایا، اور جس طرح آپؐ نے ان کی خدمت کی تھی،

اسی انداز کی خدمت میں نکاح کرایا۔۔

حضرت عثمانؓ حضور کے اتنے پیارے تھے کہ حضورؐ نے دوسری بیٹی بھی انکے نکاح میں دیا

43۔ عن ابی ہریرہ قال وقف رسول اللہ ﷺ علی قبر ابنۃ الثانیۃ الی کانت عند عثمان فقال الا ابا ایم ، الا اخا ایم تزوجها عثمان ، فلو کن عسرا لزوجتھن عثمان و ما زوجتھا الا بوحی من السماء ، و ان رسول اللہ ﷺ لقی عثمان عند باب المسجد فقال یا عثمان هذا جبریل یخبرنی ان اللہ عز و جل قد زوجک ام کلثوم علی مثل صداق رقیۃ و علی مثل صحبتھا ۔ (طبرانی کبیر، مسند ام کلثوم بنت رسول اللہ، ج ۲۲، ص ۴۳۶، نمبر ۱۰۶۳)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، حضورؐ اپنی دوسری بیٹی کی قبر پر کھڑے تھے جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھی، تو آپؐ نے فرمایا، اے بیوہ کے باپ، اے بیوہ کے بھائی تم سنو، میں نے عثمان سے اس کی شادی کرائی تھی، اگر میرے پاس دس بیٹیاں بھی ہوتیں، تو میں ان سب کی عثمان سے نکاح کراتا، میں نے ان کا نکاح آسمان کی وحی کی وجہ سے کرایا ہے، اور یہ بات بھی ہے کہ، مسجد کے دروازے پر حضورؐ سے حضرت عثمان کی ملاقات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا، اے عثمان یہ جبریلؑ ہیں، یہ خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے تمہارا نکاح ام کلثوم سے کرایا، رقیہ کا جتنا مہر تھا اسی کے بدلے میں، اور جس طرح آپؐ نے ان کی خدمت کی تھی، اسی انداز کی خدمت میں۔

اس حدیث میں تین باتیں ہیں

[۱] حضرت ام کلثوم کا نکاح اللہ نے کرایا تھا

[۲] حضرت عثمانؓ کتنے اچھے تھے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس اگر دس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے دسوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیتا

[۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہ بنت رسولؐ کی خدمت کتنی کی ہوگی کہ، حضورؐ نے فرمایا کہ جس انداز میں آپؐ نے حضرت رقیہؓ کی خدمت کی ہے اسی انداز میں حضرت ام کلثومؓ کی بھی خدمت کرنے کی امید میں اس کا نکاح تم سے کر رہا ہوں

اس کا ذکر میں اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ بعض حضرات نے یہ الزام لگایا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضورؐ کی دونوں بیٹیوں کو ستایا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک، اگر ایسا ہوتا تو حضورؐ دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیوں کراتے، اور یوں کیوں فرماتے کہ اگر میرے پاس دس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے دسوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیتا۔۔۔ یہ سب صحابہ پر بلا وجہ الزام ہے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔

حضورؐ کے تمام رشتہ داروں سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے

آپؐ کے جو رشتہ دار ایمان کے ساتھ انتقال فرمائے ہیں اللہ نے ان سے دل سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے، چونکہ آیت میں اس کی تاکید ہے اس لئے یہ جزو ایمان ہے، ان میں سے کسی ایک کو نکالنا، صحیح نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے

7۔ قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی ، و من یَقْتِرِفْ حَسَنَةً نِّزْدَلْهُ فِيْهَا حَسَنًا۔ (آیت ۲۳، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔ اے پیغمبر کافروں سے کہہ دو، کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے رشتہ داری کے محبت کے، اور جو شخص کوئی بھلائی کرے گا ہم اس کی خاطر اس بھلائی میں مزید خوبی کا اضافہ کر دیں گے

کچھ حضرات نے کہا کہ اس سے صرف اہل بیت والے رشتہ دار مراد ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ قربی کا لفظ عام ہے اس لئے حضورؐ کے تمام رشتہ دار مراد ہیں جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں

خاص طور پر یہ حضرات بہت قریب کے رشتہ دار ہیں ان سے دل سے محبت کریں

حضورؐ کی تمام بیویوں۔ خدیجہؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، وغیرہ، سے محبت کریں، اس لئے کہ وہ آپؐ کی بیویاں ہیں

حضورؐ کی تمام بیٹیوں۔ فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ سے محبت کریں، اس لئے کہ وہ آپؐ کی بیٹیاں ہیں

حضورؐ کے تمام بیٹوں۔ ابراہیمؓ، عبداللہؓ، قاسمؓ، سے بھی محبت کریں، اس لئے کہ وہ آپؐ کے بیٹے ہیں

حضورؐ کے دونوں داماد۔ علیؓ، عثمانؓ سے محبت کریں۔ اس لئے کہ وہ آپؐ کے داماد ہیں

حضورؐ کے نواسے۔ حسن اور حسینؓ سے محبت کریں۔ اس لئے کہ وہ آپؐ کے نواسے ہیں

حضورؐ کے دونوں خسر۔ ابوبکرؓ، عمرؓ سے محبت کریں۔ اس لئے کہ وہ آپؐ کے خسر ہیں

کیوں کہ یہ سب ذوی القربی [رشتہ دار] میں داخل ہیں۔

آیت پر غور کریں

یہ مطلب اس وقت ہے جب قربی میں حضورؐ کے رشتہ داروں کو شامل کریں، جیسا کہ کچھ مفسرین نے

کیا ہے۔ ورنہ دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ سے یہ کہلوار ہے ہیں کہ آئے اہل مکہ تمہارے ساتھ میری

رشتہ داری ہے، اس کی رعایت کرتے ہوئے تم مجھے نہ ستاؤ [بلکہ بہتر یہ ہے کہ تم مجھ پر ایمان لے آؤ]

اس عقیدے کے بارے میں 7 آیتیں اور 43 حدیثیں ہیں، آپؐ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

میرے اساتذہ نے کتنا احترام سکھایا!

ناچیز کو آج بڑی خوشی ہے کہ میرے اساتذہ کرام نے یہ سکھلایا کہ

تمام نبیوں کا احترام کرو۔ اور دل سے محبت کرو۔

تمام رسولوں کا احترام کرو۔ اور دل سے محبت کرو۔

تمام صحابہ کا احترام کرو۔ اور دل سے محبت کرو۔

تمام اماموں کا احترام کرو۔ اور دل سے محبت کرو۔

تمام ولیوں کا احترام کرو۔ اور دل سے محبت کرو۔

تمام آسمانی کتابوں کا احترام کرو۔ اور دل سے محبت کرو۔

بلکہ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ہندو مذہب کے مقتداء کو بھی برا نہ کہوں، بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے زمانے کے

ولی اور بزرگ ہوں، اور بہت بعد میں لوگوں نے انکو کچھ اور بنا دیا ہو..... واہ رے احترام

میں نے اپنے مادر علمی [دارالعلوم] میں کبھی بھی کسی مذہب والوں کے بارے میں نازیبا جملے استعمال

کرتے نہیں سنا۔

آج دنیا کی حالت دیکھتا ہوں تو اپنے اساتذہ کی اس نصیحت پر دل سے دعائیں نکلتی ہیں

ناچیز ثمر الدین قاسمی غفرلہ۔

۱۹۔ خلافت کا مسئلہ

اس عقیدے کے بارے میں 0 آیتیں اور 12 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

خلافت کا مسئلہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس میں امت کے دو طبقے الجھے ہوئے ہیں، اور اس وقت تو پورے عرب میں اتنے لڑ رہے ہیں کہ اس میں شام، عراق، یمن، لیبیا برباد ہو چکے ہیں یہ مسئلہ صحابہ کے زمانے کا تھا، اس وقت نہ خلافت ہے اور نہ خلافت کا مسئلہ ہے، لیکن لوگ اسی زمانے کی بات کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس کو بلاوجہ ہوا دے دے کرامتوں کے درمیان تفرقہ پیدا کر رہے ہیں کاش کہ ان باتوں کو بھلا دیا جاتا اور سب مل کر اپنے اپنے ملکوں کو ترقی دیتے تو کتنا اچھا ہوتا، اس وقت پورا یورپ مل کر فیصلہ کر لیتے ہیں اور مسئلے کو آسانی سے حل کر لیتے ہیں، لیکن مسلمان بیٹھ کر کوئی مسئلہ حل نہیں کر پاتے، بلکہ جب بھی بیٹھتے ہیں تو کوئی نیا جھگڑا پیدا کر کے اٹھتے ہیں

خلافت کے بارے میں اسلام کا نظریہ

اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ملوکیت کی طرح کسی آدمی کو زبردستی تھوپ نہ دیا جائے، بلکہ جمہوریت باقی رہے اور مسلمان اتفاق رائے سے خود ہی اپنا خلیفہ منتخب کرے، البتہ مختلف مواقع پر حضورؐ نے اشارہ کیا کہ حضرت ابوبکرؓ امت کے لئے زیادہ بہتر ہیں، ان میں انتظامی صلاحیت بہت اچھی ہے۔

خود حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔ عن ابی جہیفۃ قال قلت لعلی هل عندکم کتاب ؟ قال لا : الا کتاب اللہ او فہم اعطیہ رجل مسلم او ما فی ہذہ الصحیفۃ قال قلت و ما فی ہذہ الصحیفۃ ؟ قال العقل و فکاک الاسیر و لا یقتل مسلم بکافر۔ (بخاری شریف، باب کتابۃ العلم، ص ۲۴، نمبر (۱۱۱)

ترجمہ۔ ابو جہینہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا، کیا آپ کے پاس [رسول اللہ ﷺ کا] کوئی خط ہے، انہوں نے کہا نہیں! صرف میرے پاس قرآن ہے، یا ایک مسلمان کو جو سمجھداری دی جاتی ہے وہ ہے، یا جو اس صحیفے میں ہے، میں نے پھر پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے، فرمایا دیت کے احکام، قیدیوں کو چھڑانے کے احکام، اور یہ حکم کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا

اس حدیث میں سائل نے باضابطہ پوچھا ہے کہ، کیا خلافت کے بارے میں آپ کے پاس کوئی تحریر ہے تو انہوں نے انکار فرمایا کہ میرے پاس کوئی تحریر نہیں ہے۔

2۔ عن عامر بن واثلة قال سأل رجل علياً هل كان رسول الله ﷺ يسر اليك بشيء دون الناس فغضب علي حتى احمر وجهه و قال ما كان يسر الي شيئا دون الناس غير انه حدثني باربع كلمات و انا و هو في البيت فقال لعن الله من لعن والده و لعن الله من ذبح لغير الله و لعن الله من اوى محدثا و لعن الله من غير منار الارض۔ (نسائی ریف، کتاب الضحایا، باب من ذبح لغير الله عز وجل، ص ۶۱۴، نمبر ۴۴۲)

ترجمہ۔ عامر بن واثلہ فرماتے ہیں کہ، ایک آدمی نے حضرت علیؑ کو پوچھا، کیا حضورؐ نے آپ کو چپکے سے کوئی بات کہی ہے، جو لوگوں کو نہ کہی ہو، تو حضرت علیؑ کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا، اور کہنے لگے کہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھے چپکے سے صرف چار باتیں کہی ہیں، اس وقت میں اور حضورؐ گھر میں تھے، حضورؐ نے فرمایا کہ، جس نے اپنے والد پر لعنت کی اللہ اس پر لعنت کرے، جس نے اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کیا اللہ اس پر لعنت کرے، دین میں نئی چیز پیدا کرنے والے کو جس نے اس کو پناہ دی، اللہ اس پر لعنت کرے، اور جس نے زمین کے نشان کو بدل دیا، اللہ اس پر لعنت کرے

اس حدیث میں ہے میں خود سوال کرنے والے نے پوچھا کہ کیا آپ کو حضورؐ نے کوئی خاص بات بتائی ہے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ چار باتیں بتائی اور کچھ نہیں بتایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ خلافت کی وصیت کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا ہے

جب حضرت علیؑ نے خود سختی سے فرمایا کہ میرے لئے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے تو دوسرے لوگ کیوں شور مچاتے ہیں کہ حضرت علیؑ خلیفہ اول ہیں، اور حضورؐ نے ان کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے

اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کے بعد کبھی خلافت کا دعویٰ نہیں کیا، اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے حضرت علیؓ کو خلافت دینی چاہی تو انہوں نے صاف انکار کیا، اور بہت اصرار کے بعد اسکو قبول فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ بننا نہیں چاہتے تھے، صرف بادلِ نخواستہ امت کے فائدے کے لئے بہت اصرار کے بعد اس کو قبول کیا۔ اس لئے یہ شور مچانا کہ حضرت علیؓ کے لئے خلافت کی وصیت کی تھی یہ ٹھیک نہیں ہے، اور خاص طور پر اس وقت چودہ سو سال گزر جانے کے بعد اس مسئلے کو لیکر مسلمانوں کو دو ٹکڑے کرنا تو اور بھی اچھا نہیں ہے۔ اس پر غور فرمائیں

3۔ عن عائشہ قالت : ما ترک رسول اللہ ﷺ دینارا و لا درهما و لا شاة و لا بعیرا و لا اوصی بشیء۔ (مسلم شریف، باب ترک الوصیۃ لم یس لہ شیء یوصی لہ، ص ۷۱، نمبر ۴۲۲۹/۱۶۳۵) ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، حضور نے اپنی وراثت میں نہ دینار چھوڑا، نہ درہم چھوڑا، نہ بکری چھوڑی، نہ اونٹ چھوڑے، اور نہ کسی چیز کی وصیت کی

4۔ عن الاسود بن زید قال ذکرنا عند عائشۃ ان علیا وصیا فقالت متی اوصی الیہ ؟ فقد کنت مسندتہ الی صدری . او قالت حجری . فدعا بالطشت فلقد انخث فی حجری و ما شعرت انه مات فمتی اوصی الیہ ؟ (مسلم شریف، باب ترک الوصیۃ لم یس لہ شیء یوصی لہ، ص ۷۱، نمبر ۴۲۳۱/۱۶۳۶)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ کے سامنے تذکرہ ہوا کہ حضرت علیؓ خلافت کے وصی ہیں، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ وصیت کب کی؟ حضورؐ تو میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، یا یوں فرمایا کہ میری گود

میں تھے،۔۔۔ پھر طشت منگوایا، پھر میری گود میں جھک گئے، مجھے تو پتہ بھی نہیں چلا کہ آپ کا وصال ہو گیا، تو حضرت علیؓ کو وصیت کب کی!

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ نے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے

حضورؐ نے اشارہ کیا کہ میرے بعد ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کر لیں تو بہتر ہے

حضورؐ نے صراحت کے ساتھ خلیفہ بننے کے لئے کسی کا انتخاب نہیں فرمایا، لیکن کئی حدیثوں میں اشارہ کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو امت منتخب کر لے تو یہ بہتر ہے اس کے لئے احادیث یہ ہیں

5۔ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ ان امرأۃ سالت رسول اللہ ﷺ شیئاً فامرہا ان ترجع الیہ فقال یا رسول اللہ ارایت ان جئت فلم اجدک؟ قال ابی: کانہا تعنی الموت، قال فان لم تجدنی فاتی ابا بکر (مسلم شریف، باب من فضائل ابی بکر، ص ۱۰۵۱، نمبر ۲۳۸۶/۹۷۱۷)

ترجمہ۔ ایک عورت نے حضورؐ سے کچھ پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ واپس آؤ، پھر پوچھایا رسول اللہ اگر آپ نہ ہو تو کس کے پاس آؤں؟ میرے باپ نے اشارہ کیا کہ، عورت یہ پوچھ رہی تھی کہ آپ کے وصال کے بعد کس کے پاس آؤں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔

6۔ عن عائشة قالت قال لی رسول اللہ ﷺ فی مرضہ : ادعی لی ابا بکر أباک و
 اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل ، انا اولی ، و یأبی
 اللہ و المؤمنون الا ابا بکر۔ (مسلم شریف، باب من فضائل ابی بکر، ص ۱۰۵، نمبر
 ۶۱۸۱/۲۳۸۷)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے اپنے مرض میں مجھ سے یہ فرمایا کہ اپنے والد ابو بکر، اور
 اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں کوئی تحریر لکھ دوں، مجھے اس کا ڈر ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا
 تمنا کرے، یا کہنے والا کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں [یعنی خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں] لیکن اللہ اور
 مومنین ابو بکر کو ہی پسند کریں گے۔

اس حدیث سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے [۱] ایک تو یہ کہ حضورؐ اپنے مرض میں جو خط لکھوانا چاہتے تھے
 وہ حضرت ابو بکر کی خلافت کے بارے میں لکھوانا چاہتے تھے، حضرت علی کے بارے میں نہیں، اسی لئے
 تو حضرت ابو بکر، اور ان کے بیٹے کو بلانے کے لئے کہا، [۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ حضورؐ نے تمنا
 ظاہر کی کہ اللہ اور مومنین حضرت ابو بکر کو ہی خلیفہ بنائیں گے، اور یہ تمنا پوری بھی ہوئی، تاہم کسی کے لئے
 خلیفہ بننے کی وصیت نہیں کی۔

7۔ عن ابی موسی قال مرض النبی ﷺ فاشتد مرضہ فقال مروا ابا بکر فلیصل
 بالناس ، قالت عائشة : انه رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطیع ان یصلی بالناس
 قال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری ابا بکر فلیصل بالناس فعادت
 فقال مری ابا بکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف ، فاتاه الرسول فصلی
 بالناس فی حیاة النبی۔ (بخاری شریف، باب اہل العلم والفضل احق بالامامة، ص ۱۱۰، نمبر ۶۷۸)

ترجمہ۔ حضورؐ کی مرض نے شدت اختیار کی تو آپؐ نے فرمایا کہ، ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ وہ نرم دل آدمی ہیں، جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، اس پر بھی حضورؐ نے فرمایا کہ ابو بکر ہی کو نماز پڑھانے کے لئے کہو، حضرت عائشہؓ نے دوبارہ وہی عذر پیش کیا، حضورؐ نے پھر کہا کہ، ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عائشہؓ نے پھر ابو بکرؓ کا عذر پیش کیا، حضورؐ نے پھر کہا کہ، ابو بکر کو نماز پڑھانے کے لئے کہو، تم لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو عورتیں سازشیں کر رہی تھیں، اس طرح کی ہو، حضرت ابو بکرؓ کے پاس رسول اللہؐ کا قصد آیا، جس کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ نے حضورؐ کی زندگی میں لوگوں کی جماعت کرائی

اس حدیث میں حضورؐ نے تین مرتبہ زور دیکر حضرت ابو بکرؓ کو نماز کی جماعت کروانے کے لئے فرمایا، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ میرے بعد بھی حضرت ابو بکرؓ ہی نماز پڑھائیں، اور امیر منتخب ہوں۔ اور اسی قسم کی احادیث کی بنیاد پر صحابہ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا

لوگ بوڑھوں کی بات مان لیتے ہیں

ایک بات اور بھی یاد رہے کہ لوگوں میں مختلف طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں، اس لئے وہ لوگ حکم ماننے میں عمر دراز اور بوڑھے لوگوں کی بات مان لیتے ہیں، حضرت علیؓ علم کے پہاڑ تھے، اہل بیت میں سے تھے لیکن وہ جوان تھے، حضورؐ کے وصال کے وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی، اس لئے دوسرے لوگ جلدی انکی بات نہیں مانتے، اور حضرت ابو بکرؓ کی عمر اس وقت ۶۱ سال تھی وہ بوڑھے تھے اس لئے لوگ ان کی بات مان لیتے، ان کو قوموں کا تجربہ بھی زیادہ تھا، اس لئے بھی لوگوں نے انکو منتخب کیا اس نکتہ پر بھی غور کریں

اختلاف کے وقت خلفاء راشدین کی اتباع کریں

اس حدیث میں ہے کہ اختلاف کے وقت میں خلفاء راشدین کی اتباع کرنی چاہئے۔

8۔ عن عرباض بن ساریة..... فقال قائل يا رسول الله ﷺ كان هذه موعظة

مودع فما ذا تعهد الينا؟ فقال اوصيكم بتقوى الله و السمع و الطاعة و ان عبدا

حبشيا فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى و سنة

الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضو عليها بالنواجذ۔ (ابوداؤد شریف،

کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ص ۶۵۱، نمبر ۴۶۰۷، ترمذی شریف، نمبر ۲۶۷۸)

ترجمہ۔ کہنے والوں نے کہا، اے اللہ کے رسول، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری نصیحت ہے، تو آپ ہمیں

کیا پیغام دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اور یہ

بھی وصیت کرتا ہوں کہ امیر کی بات سنو، اور ان کی اطاعت کرو چاہے حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، پھر فرمایا

کہ جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا، اس وقت میری سنت اور ہدایت یافتہ

خلفاء راشدین کی سنت کو بہت مضبوطی سے پکڑنا۔

، اس حدیث میں ہے کہ میرے بعد بہت اختلاف ہوں گے، ایسے موقع پر خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑنا

چاہئے۔ اس لئے ان حضرات کو گالی نہیں دینی چاہئے۔

سب نے مل کر حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا

9۔ فحمد الله ابو بكر و اثنى عليه فقال عمر بل نبيك انت سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله ﷺ، فاخذ عمر بيده فبايعه و بايعه الناس۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابة باب، ص ۶۱۶، نمبر ۳۶۶۸)

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے حمد و ثنا کی۔۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے اچھے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی، اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی۔

اس حدیث میں ہے کہ تمام لوگوں نے خوشی سے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی ہے، اس لئے ان کو سب نے مل کر خلیفہ بنایا تھا، اور وہ متفقہ امیر تھے۔

اس لئے یہ کہنا کہ حضرت ابوبکرؓ خلافت پر غاصب تھے، صحیح نہیں ہے اور اس قول صحابی میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ان صحابہ میں سے سب سے زیادہ اچھے تھے، اور حضورؐ کے سب سے زیادہ قریب بھی تھے، اور بوڑھے ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا تجربہ بھی تھا اس لئے ان کو خلیفہ بنانا ہر اعتبار سے بہتر تھا

حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی

بعد میں حضرت علیؑ نے بھی حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لی تھی، بخاری شریف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے

10۔ عن عائشة... استنكر علي وجوه الناس فالتمس مصالحة ابي بكر و مبايعته و لم يكن يبائع تلك الاشهر... فقال علي لابي بكر موعداك العشية للبيعة فلما صلى ابو بكر الظهر رقى المنبر فتشهد و ذكر شان علي و تخلفه عن البيعة و عذره بالذي اعتذر اليه ثم استغفر، و تشهد علي فعظم حق ابي بكر و حدث انه لم يحمله علي الذي صنع نفاسة علي ابي بكر و لا انكارا للذي فضله الله به و لكننا نرى لنا في هذ الامر نصيافا استبد علينا فوجدنا في انفسنا فسر بذاك المسلمون و قالوا اصب، و كان المسلمون الى علي قريبا حين راجع الامر المعروف (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، ص ۱۹، نمبر ۴۲۴۰)۔

ترجمہ۔ حضرت علیؑ کو ایسا محسوس ہوا کہ لوگ میری طرف توجہ کم دے رہے ہیں، اس لئے حضرت ابوبکرؓ سے صلح کی اور ان سے بیعت کرنے کی درخواست کی، انہوں نے ان چھ مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی۔۔۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بیعت کے لئے شام کا وقت ٹھیک ہے، جب حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر بیٹھے، اور کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت علیؑ کی شان بیان کی، اور اب تک بیعت سے پیچھے رہے اس کی وجہ بیان کی، اور حضرت علیؑ نے جو عذر پیش کی اس کا بھی ذکر کیا پھر استغفار کیا۔ اور حضرت

علیؑ نے کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت ابوبکرؓ کے حق کی عظمت بیان کی، اور یہ بھی کہا کہ میں نے جو کیا ہے وہ حضرت ابوبکرؓ پر فوقیت کی وجہ سے نہیں کی ہے، اور اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو فضیلت دی ہے مجھے اس کا انکار بھی نہیں ہے، لیکن میرا خیال تھا کہ اس معاملے [وراثت میں، یا خلافت میں] میرا بھی کچھ حصہ ہے، لیکن مجھے وہ نہیں ملا جس کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہوا [اور اب میں خوشی سے بیعت کے لئے آگیا ہوں]، اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے، اور سب نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا، اور جب حضرت علیؑ نے امر معروف کی طرف رجوع کیا تو لوگ حضرت علیؑ کے بہت قریب آ گئے۔

اس حدیث میں دو باتیں ہیں [۱] ایک تو حضرت علیؑ نے بھی بعد میں حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی۔

[۲] حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا اقرار کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی حضرت علیؑ کی فضیلت کا اقرار کیا، یہ کتنی اچھی بات ہے

دونوں بڑے حضرات نے آپس میں صلح کر لی۔ اس لئے اب ہم لوگوں کو بھی اسی صلح پر راضی ہو جانا چاہئے

کیونکہ اگر ہم اسی کو پکڑے رہیں گے تو ہم دو ٹکڑوں میں بٹ جائیں گے، اور دوسری قومیں ہمیں پیس کر رکھ دے گی جو اس وقت ہو رہا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے امت میں اختلاف باقی رہ جائے گا۔

خلیفہ متعین ہونے کے بعد بلا وجہ ان سے اختلاف کرنا جائز نہیں ہے

خلافت کے لئے بیعت کرنے کے بعد بلا وجہ ان سے اختلاف کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے فتنہ ہوگا، اس کے لئے حدیث یہ ہے

11۔ عن عبد الرحمن بن عبد رب الكعبة و من بايع اماما فأعطاه صفقة يده و ثمرۃ قلبه فليطعه ان استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر۔ (مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الاول فالاول، ص ۸۲۸، نمبر ۱۸۴۲/۱۸۴۷) ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے امام سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ دے دیا، اور اپنا دل بھی دیا، تو جتنا ہو سکے اس کی اطاعت کرنی چاہئے، اور اگر کوئی دوسرا آدمی خلافت لینے کے لئے جھگڑا کرنے لگے تو دوسرے کی گردن مار دو

اس حدیث میں ہے کہ خلیفہ تعین ہونے کے بعد ان کی پوری اطاعت کرنی چاہئے اس لئے اتنا زمانہ گزرنے کے بعد بھی جو لوگ اختلاف کا معاملہ بار بار سامنے لاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، اس سے بلا وجہ مسلمانوں میں اختلاف ہوتا ہے، اور مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے، اور دوسری قوموں کے سامنے ان کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی

پانچ خلیفوں کی خلافت کی مدت

حدیث میں یہ ہے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس 30 سال ہوگی
اس کے لئے یہ حدیث ہے۔

12۔ عن سفينة قال قال رسول الله ﷺ خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يوتى الله الملك او ملكه من يشاء۔

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خلافت نبوت تیس ۳۰ سال ہے پھر اللہ اپنا ملک جس کو دینا چاہے دے گا۔
قال سعيد قال لي سفينة امسك عليك ابا بكر سنتين ، و عمر عشرة ، و عثمان اثني عشرة ، و علي كذا لك ، قال سعيد قلت لسفينة ، ان هؤلاء يزعمون ان عليا لم يكن خليفة قال كذبت استاه بنى الزرقاء ، يعني بنى مروان ۔ (ابوداؤد شریف، کتاب السنة، باب في الخلفاء، ص ۶۵۶، نمبر ۴۶۴۶)

ترجمہ۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ پھر حضرت سفینہؓ نے اس کی تفصیل بتائی، کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے دو سال، حضرت عمرؓ کے دس سال، حضرت عثمانؓ کے بارہ سال، اس طرح حضرت علیؓ کی بھی خلافت ہے، حضرت سعید نے حضرت سفینہؓ سے کہا کہ یہ مروانی لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ، حضرت علیؓ خلیفہ نہیں تھے، تو حضرت سفینہؓ نے فرمایا کہ بنی زرقاء، یعنی بنی مروان جھوٹ بولتے ہیں اس حدیث میں ہے کہ خلافت نبوت 30 سال ہوگی۔

اس عقیدے کے بارے میں 0 آیتیں اور 12 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت دو سال، تین ماہ، دس دن ہے
۱۲ ربیع الاول ۱ھ، مطابق ۷ جون ۶۳۲ء سے
۲۲ جمادی الآخریٰ ۳ھ، مطابق ۲۳ اگست، ۶۳۴ء تک

حضرت عمرؓ کی خلافت دس سال، چھ ماہ، چار دن، ہے
۲۲ جمادی الآخریٰ ۳ھ مطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء سے
۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ، مطابق ۳ نومبر ۶۴۴ء تک

حضرت عثمانؓ کی خلافت اکیارہ سال، اکیارہ ماہ، ۲۲ دن، ہے
۳ محرم ۲۴ھ، مطابق ۹ نومبر ۶۴۴ء سے
تا ۲۵ ذی الحجہ ۳۵ھ، مطابق ۲۴ جون ۶۵۶ء تک

حضرت علیؓ کی خلافت چار سال آٹھ ماہ، ۲۵ دن ہے
۲۶ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۲۵ جون ۶۵۶ء سے
تا ۲۱ رمضان ۴۰ھ مطابق ۲۸ جنوری ۶۶۱ء تک

حضرت حسنؓ کی خلافت چھ ماہ، تین دن ہے
۲۲ رمضان ۴۰ھ مطابق ۲۹ جنوری ۶۶۱ء سے
تا ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ، مطابق ۲۹ جولائی، ۶۶۱ء تک

مجموعہ 30 تیس سال خلافت راشدہ کی مدت ہوئی۔۔۔۔۔ انٹرنیٹ سے یہ حوالہ لیا ہے

۲۰۔ ولی کس کو کہتے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، شریعت پر پورا پورا عمل کرتا ہو، اور متقی اور پرہیزگار ہو، لوگوں کے ساتھ معاملات بہت اچھا رکھتا ہو، نماز کا پورا پابند ہو، روزہ رکھتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو، اور حرام کام سے مکمل بچتا ہو، اور خدا کا خوف ہو تو، اس کو، ولی، کہتے ہیں

اور جو لوگ شریعت کے پابند نہیں ہوتے اور ولایت کا دیکھا کرتے ہیں وہ ولی نہیں مکار ہیں، آج کل تو بہت سے مادرزاد ننگے باوا کو بھی ولی سمجھنے لگے ہیں۔ اس کو سمجھا کریں اس حدیث میں اس کی تفصیل ہے

1۔ عن عبيد بن عمير... ان رسول الله ﷺ قال في حجة الوداع، الا ان اولياء الله المصلون من يقيم الصلوات الخمس التي كتبت عليه و يصوم رمضان و يحتسب صومه يرى انه عليه حق و يعطى زكاة ماله يحتسبها و يجتنب الكبائر التي نهى الله عنها۔ (مستدرک للحاکم، کتاب الایمان، ج اول، ص ۱۲۷، نمبر ۱۹۷ سنن بیہقی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی استقبال القبلة بالموتی، ج ثالث، ص ۵۷۳، نمبر ۶۷۲۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا، سن لو! اللہ کے ولی وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، پانچوں نمازیں جو اس پر فرض ہے اس کو قائم کرتے ہیں، رمضان کا روزہ رکھتے ہیں، وہ صرف اللہ کے لئے رکھتے ہیں، اور

یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنا اس پر اللہ کا حق ہے، اور صرف ثواب کے لئے اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ نے جس گناہ کبیرہ سے روکا ہے، اس سے بچتے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور گناہ کبیرہ سے بچتا ہو تو وہ ولی ہے، اور جو یہ کام نہیں کرتا ہے، اور گناہ کبیرہ سے نہیں بچتا ہے وہ ہرگز ولی نہیں ہے

1۔ الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ، الذين آمنوا و كانوا يتقون ، لهم البشري في الحياة الدنيا و في الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذالك هو الفوز العظيم۔ (آیت ۶۲-۶۳، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ یاد رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں۔ ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور تقویٰ اختیار کئے رہے، ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں دو باتیں ہیں [۱] ایک تو یہ کہ ولی پر خوف اور غم نہیں ہوگا، [۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ ولی وہ ہیں جو ایمان لائے اور زندگی بھر تقویٰ اختیار کرتے رہے، اس لئے جو مومن نہیں ہے، کافر ہے تو وہ ولی نہیں بن سکتا، اور جو تقویٰ اختیار نہیں کرتا، شریعت پر نہیں چلتا وہ بھی ولی نہیں بن سکتا ہے

2۔ ان اكرمكم عند الله اتقاكم۔ (آیت ۱۳، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہو۔

اس آیت میں ہے کہ جو زیادہ متقی ہوگا اللہ کے نزدیک وہی زیادہ باعزت ہے

ولی کی علامت یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر خدا یاد آئے

جوشان و شوکت والا ہو، اور اس کو دیکھ کر دنیا یاد آئے وہ ولی نہیں ہے، وہ دنیا دار ہے، اور جس کی سادگی، پرہیزگاری، اور خوفِ خدا دیکھ کر آخرت یاد آنے لگے وہ اللہ کا ولی ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔ عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال ابراهيم سئل رسول الله ﷺ من اولياء الله ؟ قال الذين اذا رثوا ذكر الله ۔ (سنن نسائی کبری، باب قول اللہ تعالیٰ، الا ان اولیاء اللہ، ج ۱۰، ص ۱۲۴، نمبر ۱۱۱)

ترجمہ۔ حضورؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ کے ولی کون ہیں، تو آپؐ نے فرمایا کہ جب اس کو دیکھو تو خدا یاد آنے لگے [تو سمجھو کہ وہ اللہ کا ولی ہے]

3۔ ان اسماء بنت یزید انها سمعت رسول الله ﷺ يقول : الا ينبأكم بخياركم ؟ قالوا بلى يا رسول الله قال خياركم الذين اذا رؤوا ذكر الله عز و جل ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب من لا يؤبه له، ص ۶۰۱، نمبر ۴۱۱۹)

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت یزید نے کہا کہ، میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا، میں تمہیں بتلاؤں کہ تم میں سے اچھے لوگ کون ہیں ؟ لوگوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا، تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھو تو خدا یاد آجائے

ان احادیث میں ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، وہ اچھے لوگ ہیں، اس لئے پیر ایسا اللہ والا ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

جو شریعت کا پابند نہیں وہ ولی نہیں ہے

آج کل بہت سے لوگ ہیں جو ولی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن وہ نہ نماز کے پابند ہیں، نہ روزے کے پابند ہیں، نہ زکوٰۃ دیتے ہیں، بلکہ لوگوں کو دھوکہ دیکر ان سے پونڈ وصول کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو ولی نہیں سمجھنا چاہئے، اور اس کی جال سے بچنا چاہئے

کوئی ولی کتنا ہی بلند ہو جائے وہ نبی اور صحابہ سے افضل نہیں ہو سکتا

بعد کے ولی کا درجہ صحابہ سے بھی کم ہے، کیونکہ صحابہ نے ایمان کے ساتھ حضور کو دیکھا ہے اور انکی مدد کی ہے، اور ولی نے حضور کو نہیں دیکھا ہے، اس لئے بعد کے ولی صحابہ سے افضل نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور نے تمام صحابہ کی بہت فضیلت بیان کی ہے، جو ولیوں کے لئے نہیں ہے، اس لئے بعد کے ولی کتنے ہی آگے کیوں نہ بڑھ جائیں وہ صحابہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بعض لوگ بعد کے ولیوں کی اتنی فضیلت بیان کرتے ہیں کہ ان کو صحابہ سے بھی آگے بڑھا دیتے ہیں، یہ صحیح بات نہیں ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

4۔ عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی ، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذہم غرضا بعدی فمن احبہم فحبی احبہم و من ابغضہم فبغضی ابغضہم ، و من آذاہم فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ

تبارک و تعالیٰ و من آذای اللہ فیوشک ان يأخذہ۔ (مسند امام احمد، باب حدیث عبد اللہ بن مغفل المزنی، ج ۶، ص ۴۲، نمبر ۲۰۰۲۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں، جو ان سے محبت کریں گے وہ میری وجہ سے محبت کریں گے، اور جو ان سے بغض کریں گے وہ میری وجہ سے بغض کریں گے، جس نے انکو تکلیف دی اس نے گویا کہ مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف دی تو اس نے گویا کہ اللہ کو تکلیف دی، اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو ہو سکتا ہے اللہ اس کو اپنے پکڑ میں لے لے حضورؐ نے بڑے درد کے ساتھ اپنے صحابی کے بارے میں فرمایا کہ انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

5۔ سمعت جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی ﷺ یقول لا تمس النار مسلما رأی او رأی من رانی۔ (ترمذی شریف، باب ماجاء فی فضل من رای النبی ﷺ وصحبہ، ص ۸۷۲، نمبر ۳۸۵۸)

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، میں نے حضورؐ سے کہتے ہوئے سنا ہے، جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں مجھے دیکھا ہو، یا جس نے مجھے دیکھا ہو [یعنی میرے صحابی کو] اس کو دیکھا ہو تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ان احادیث میں صحابہ کی فضیلت ہے جو ایک ولی کے لئے نہیں ہے، اس لئے ادنیٰ صحابی بھی بعد کے تمام ولیوں سے افضل ہیں

ولی سے خارق عادت بات ثابت ہو جائے تو اس کو کرامت کہتے ہیں

نبی سے کوئی خارق عادت بات ظاہر ہو تو اس کو معجزہ، کہتے ہیں، اور ولی سے کوئی خارق [عجیب] بات ظاہر ہو تو اس کو کرامت، کہتے ہیں، اور غیر مسلم سے کوئی خارق عادت چیز ثابت ہو جائے تو اس کو استدراج، کہتے ہیں

ولی سے بھی خارق عادت چیز [یعنی کرامت] ظاہر ہو سکتی ہے،

لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بہت سارے لوگ کرامت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی، اس لئے اس زمانے میں اس سے چوکنار ہونا چاہئے۔

کرامات کے لئے یہ آیت موجود ہے

3۔ کَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَرْزِقَا - (آیت ۳۷، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ جب بھی زکریا حضرت مریمؑ کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے ان کے پاس کوئی رزق پاتے۔

اس آیت میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام جو نبی نہیں تھیں، ولیہ تھیں ان کے پاس بے موسم کا پھل ہوا کرتا تھا جو ایک کرامت ہے۔

جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ ولی نہیں بن سکتا

اس وقت دنیا میں بہت سارے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، ان میں تو حید نہیں ہے، یا کفر میں مبتلا ہیں یا شرک میں مبتلا ہیں اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں ولی ہوں، پہنچا ہوا آدمی ہوں، وہ تپسیا [مجاہدہ] بھی کرتے ہیں، وہ لوگوں کو تعویذ [جنتر، منتر] دیتے ہیں اور کبھی اللہ کے حکم سے اس کا فائدہ بھی ہوتا ہے، جس سے عوام سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کے ولی ہیں، اور عوام اس کے معتقد ہو جاتے ہیں لیکن یہ بات سمجھنا چاہئے کہ جب تک تو حید نہ ہو، ایمان نہ ہو، اللہ کے تمام احکام پر عمل نہ کرتا ہو وہ اللہ کا ولی نہیں ہے، یہ اس کے لئے ڈھیل ہے، استدراج ہے، ان کے ہاتھ میں کبھی بھی مرید نہیں ہونا چاہئے، اس سے بچنا چاہئے، بہت ممکن ہے کہ اس کے قریب ہونے کی وجہ سے آپ کا ایمان ختم ہو جائے اس کے لئے آیت یہ ہے

4۔ الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ، الذين آمنوا و كانوا يتقون ، لهم البشري في الحياة الدنيا و في الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذالك هو الفوز العظيم۔ (آیت ۶۲-۶۳، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ یاد رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں۔ ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور تقویٰ اختیار کئے رہے، ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں سب سے پہلی شرط ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہو، اور دوسری شرط ہے کہ تقویٰ اختیار کرتا ہو تب ولی ہوگا، اس کے بغیر ولی نہیں بن سکتا۔ اس کا خیال رکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۱۔ فرشتوں کا بیان

اس عقیدے کے بارے میں 9 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ایمان کے باب میں آئے گا کہ چھ باتوں پر ایمان رکھنے سے آدمی مومن بنتا ہے، اور ان میں سے ایک بات فرشتوں پر ایمان رکھنا ہے، اس لئے فرشتوں کی تفصیل ذکر کی جا رہی ہے عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے۔

و الايمان ، هو الايمان بالله ، و ملائکته ، و کتبه ، و رسله ، و اليوم الآخر ، و القدر خيره و شره ، و حلوه و مره ، (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۶، ص ۱۵)

ترجمہ۔ اور ایمان، یہ ہے کہ اللہ پر، اس کے فرشتے پر، اسکی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور تقدیر پر ایمان ہو

اس عبارت میں ہے کہ چھ چیزوں پر ایمان لانے سے آدمی مومن بنتا ہے، ان میں سے ایک فرشتوں پر ایمان لانا بھی ہے

باقی تفصیل ایمان کی بحث میں دیکھیں

فرشتہ کی پیدائش نور سے ہے

فرشتے اللہ کی معصوم مخلوق ہیں جن کی پیدائش نور سے ہے
اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔ عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملائكة من نور ، و خلق الجن من نار ، و خلق آدم مما وصف لكم۔ (مسلم شریف، باب فی احادیث متفرقة، باب الزہد، ص ۱۲۹۵، نمبر ۲۹۹۶/۷۲۹۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، اور جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا ہے، اور حضرت آدمؑ کو اس چیز سے پیدا کیا جو تمہارے سامنے بیان کیا گیا ہے۔
اس حدیث میں ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، اور جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔

چار فرشتے بڑے ہیں ان کا تذکرہ ان آیتوں میں ہے

فرشتے بہت ہیں جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، ان میں چار فرشتے بڑے ہیں

حضرت جبرئیل علیہ السلام،

حضرت میکائیل علیہ السلام،

حضرت اسرافیل علیہ السلام،

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا تذکرہ نیچے کی آیت میں ہے

حضرت جبرئیل علیہ السلام سب سے بڑے فرشتے مانے جاتے ہیں، اور ان کا کام نبیوں پر وحی لانا ہے

حضرت میکائیل علیہ السلام کا کام بارش برسانا ہے

یہ کام اللہ کے حکم سے انجام دیتے ہیں، اس لئے بارش برسانے کے لئے حضرت میکائیلؑ سے مانگنا

جائز نہیں ہے، صرف اللہ تعالیٰ ہی سے بارش مانگی جائے گی، کچھ غیر مسلم بارش کے لئے دیوی کی پوجا

کرتے ہیں، وہ یہ مانتے ہیں کہ بارش برسانا دیوی کے اختیار میں ہے، اس لئے وہ اس کے لئے دیوی،

اور دیوتا کو پکارتے ہیں، یہ اسلام میں حرام ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ و من كان عدو الله و ملائكته و رسله و جبريل و ميكال فان الله عدو للكافرين
- (آیت ۹۸، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اگر کوئی شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اور رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے تو وہ سن رکھے کہ اللہ کافروں کا دشمن ہے

2۔ قل من كان عدو الجبريل فانه نزلہ علی قلبک باذن اللہ۔ (آیت ۹۷، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اے پیغمبر کہہ دیں کہ اگر کوئی شخص جبریل کا دشمن ہے تو ہوا کرے انہوں نے تو یہ کلام اللہ کی اجازت سے آپ کے دل پر اتارا ہے
ان دونوں آیتوں میں جبریل اور میکائیل علیہ السلام کا ذکر ہے

حضرت عزرائیلؑ [ملک الموت] کا تذکرہ

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا کام لوگوں کو موت دینا ہے، یہ کام بھی وہ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں، موت اور حیات دینا صرف اللہ کا کام ہے، البتہ اللہ کے حکم سے وہ اس کام کو انجام دیتے ہیں، اس لئے زندہ رکھنے کے لئے صرف اللہ سے دعا مانگی جاسکتی ہے، فرشتے سے نہیں

اس کے لئے آیت یہ ہے

3۔ قل يتوفاكم ملك الموت الذى و كل بكم ثم الى ربكم ترجعون۔ (آیت ۱۱، سورت السجدة ۳۲)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ، تمہیں موت کا وہ فرشتہ پورا پورا وصول کر لے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تمہیں واپس تمہارے پروردگار کے پاس لے جایا جائے گا

4۔ حتی اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا و ہم لا یفرطون۔ (آیت ۶۱، سورت انعام ۶)

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کے موت کا وقت آجاتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کو پورا پورا وصول کر لیتے ہیں، اور وہ ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے
اس آیت میں ہے کہ موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک سکند بھی تاخیر نہیں کرتا
، اس آیت میں ملک الموت کا ذکر ہے

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت اسرافیلؑ صور پھونکنے پر مامور کئے گئے ہیں، یہ قیامت کے روز صور پھونکیں گے
اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

5۔ و یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السماوات و من فی الارض . (آیت ۸۷، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین کے سب رہنے والے گھبرا اٹھیں گے

6۔ و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا هم قیام ینظرون۔ (آیت ۶۸، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں وہ سب بیہوش ہو جائیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے، پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ پل بھر میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے

2۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ان صاحبی الصور بأیدیہما قرنان یلاحظان النظر متی یومران۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب ذکر البعث، ص ۶۲۳، نمبر ۴۲۷۳)۔

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صور پھونکنے والے کے دونوں ہاتھوں میں دو سینک ہیں، وہ ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں کہ کب ان کو صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے [تا کہ وہ صور پھونکیں]۔
ان آیات اور حدیث میں صور پھونکنے والا فرشتہ میکائیل کا ذکر ہے

کراما کاتبین کا تذکرہ

کراما کاتبین، یہ دو فرشتے ہیں، ایک دائیں جانب اور دوسرے بائیں جانب، یہ دونوں ہمارے کئے ہوئے اعمال کو لکھتے ہیں، دائیں جانب والا فرشتہ نیک اعمال لکھتا ہے اور بائیں جانب والا ہمارے برے اعمال کو لکھتا ہے، اس کے لئے آیت یہ ہے

7۔ و ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ (آیت ۱۰، سورت انفطار ۸۲)
ترجمہ۔ حالانکہ تم پر کچھ نگراں [فرشتے] مقرر ہیں وہ معزز لکھنے والے ہیں، جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔

اس آیت میں کراما کاتبین فرشتے کا ذکر ہے

منکر نکیر کا تذکرہ

یہ دو فرشتے ہیں، جب آدمی کو قبر میں لٹایا جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے آتے ہیں، اور میت سے تین سوالات کرتے ہیں۔

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا قبر الميت . او قال احدکم . اتاہ ملک ان اسودان ازرقان يقال لاحدهما المنکر و الآخر النکیر۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص ۲۵۸، نمبر ۱۰۷۱)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا کہ میت کو قبر میں لٹایا جاتا ہے، راوی نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کو لٹایا جاتا ہے۔ تو کالے فرشتے آتے ہیں جنکی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں، ان میں سے ایک کا نام منکر ہے، اور دوسرے کا نام نکیر ہے

اس حدیث میں منکر نکیر فرشتے کا ذکر ہے

فرشتے اللہ کے فرمان کے تابع ہوتے ہیں

8۔ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول و ہم بامرہ یعملون ۔ (آیت ۲۶، سورت الانبیاء ۲۱)

ترجمہ۔ بلکہ فرشتے تو اللہ کے بندے ہیں جنہیں عزت بخشی گئی ہے، وہ اس سے آگے بڑھ کر کوئی بات نہیں کرتے، اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں

9۔ و الملائکۃ و ہم لا یتکبرون یخافون ربہم من فوقہم و یفعلون ما یومرون ۔ (آیت ۵۰، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور سارے فرشتے اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں، اور وہ ذرا تکبر نہیں کرتے، وہ اپنے اس پروردگار سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہیں، اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔
ان آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرشتے نافرمانی نہیں کرتے بلکہ صرف اللہ کے حکم پر چلتے ہیں یہی ان کی فطرت ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے، اور حضورؐ تو تمام فرشتوں سے، اور تمام نبیوں اور تمام رسولوں سے بھی افضل ہیں، اور اللہ کے بعد سب سے بڑا درجہ حضورؐ کا ہے اس کی تفصیل نور و بشر کے عنوان میں دیکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 9 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۲۔ جن کا بیان

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان سے پہلے اللہ نے جنات کو پیدا کیا تھا، لیکن مصلحت کی وجہ سے اللہ نے بعد میں انسان کو پیدا کیا، اور اس سے اس زمین کو آباد کیا

جن کی پیدائش آگ سے ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

1۔ و الجن خلقناه من قبل من نار السموم۔ (آیت ۲۷، سورۃ الحجۃ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جنات کو اس سے پہلے لو کی آگ سے پیدا کیا ہے تھا

2۔ خلق الجن من مار ج من نار۔ (آیت ۱۵، سورۃ الرحمن ۵۵)

ترجمہ۔ اور جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا ہے

اس آیت میں ہے کہ جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے

انسان کی پیدائش مٹی سے ہے

انسان کی پیدائش مٹی سے ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

3۔ هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا۔ (آیت ۲، سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔ وہی ذات ہے جس نے تم کو گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر [تمہاری زندگی کی] ایک وقت مقرر کر دی اس آیت میں ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

4۔ و اللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم جعلکم ازواجاً۔ (آیت ۱۱، سورۃ فاطر ۳۵)

ترجمہ۔ اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا اس آیت میں بھی ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

بعض جن نیک ہوتے ہیں اور بعض بدکار ہوتے ہیں

جن میں بعض نیک بھی ہوتے ہیں، اور بعض بد بھی ہوتے ہیں، البتہ چونکہ اس کی پیدائش آگ سے ہے، اس لئے اچھے کم اور برے زیادہ ہوتے ہیں

جن میں سے کچھ جن نیک ہوتے ہیں اس کی دلیل یہ آیت ہے

5۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا، یرہدی الی

الرشد فامنا بہ و لن نشرک بربنا أحدا۔ (آیت ۱-۲، سورت الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اے رسول کہہ دیں کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن غور سے سنا، اور وہ اپنی قوم سے جا کر کہا کہ، ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور اب اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو عبادت میں ہرگز

شریک نہیں مانیں گے

اس آیت میں ہے کہ کچھ جن ایمان لائے۔

جنات اور انسان اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں

6۔ و ما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون۔ (آیت ۵۶، سورت الذاریات ۵۱)

ترجمہ۔ جنات اور انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

جنات انسان کو پریشان کرتا ہے

لیکن اتنا نہیں ہے جتنا آج کل کے زمانے میں اس میں غلو ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔ عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ قال ان عفريتاً من الجن تفلت على البارحة .

ليقطع على الصلاة فامكنني الله منه۔ (بخاری شریف، کتاب الصلاة، باب الاسير والغريم يربط

في المسجد، ص ۸۰، نمبر ۴۶۱/مسلم شریف، کتاب المساجد، باب جواز لعن الشيطان في اثناء الصلاة، والتعوذ

منه، ص ۲۲۰، نمبر ۵۱/۱۲۰۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کل رات ایک شریر جن نے مجھ پر حملہ کیا تا کہ میری نماز خراب کر دے، لیکن

اللہ نے مجھ کو اس کو پکڑنے کی قدرت دی

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنات انسان کو پریشان کرتے ہیں

2۔ عن ابی عثمان قال أتت امرأة عمر بن الخطاب ، قالت استهوت الجن زوجها فامرها ان تربعص اربع سنين - (دارقطنی، کتاب النکاح، باب المهر، ج ۳، ص ۲۱۷، نمبر ۳۸۰۳/۳۸۴۸)

ترجمہ۔ ایک عورت عمر بن الخطابؓ کے پاس آئی جس کے شوہر کو جن اڑالے گیا تھا، تو حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چار مہینے تک عدت گزارنے کا حکم دیا
اس قول صحابی سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات انسان کو اڑا کر لیجا سکتے ہیں
ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات انسان کو پریشان کرتے ہیں ۔

جنات کے ٹھیکے داروں سے چوکنار ہیں

لیکن آج کل صورت حال یہ ہے کہ عام طور پر تعویذ والوں کو اور جنات نکالنے والوں کو کچھ علم نہیں ہوتا، وہ اپنے استاد سے تعویذ کم اور مکاری زیادہ سیکھا ہوتا ہے، اس لئے جس تعویذ والے کے پاس آپ جائیں وہ بیچ بیچ کی بات کہتا ہے، مثلاً کہے گا کہ، تم کو قریب کے لوگوں نے جادو کیا ہے۔ تم پر جنات کا اثر ہے، یعنی جنات ہے بھی اور نہیں بھی ہے

اب اس کی تعویذ دی اور دو ماہ میں کچھ نہیں ہوا اور آپ دوبارہ اس کے پاس گئے، تو کہہ دیتا ہے کہ میں نے دو جنات کو تو نکال دیا تھا، اب اس کے خاندان کے پانچ جنات نے دوبارہ حملہ کر دیا ہے، اب اس کو نکالنے کے لئے اور دو ماہ لگیں گے، اور مزید پانچ ہزار روپیہ لگے گا، اس طرح وہ کئی ماہ تک روپیہ کھینچتا رہتا ہے، اور عوام پریشان رہتا ہے اور ہوتا کچھ نہیں ہے، یہ بھی دیکھا گیا ہے تعویذ والے اتنا دل میں جنات کا خوف ڈال دیتے ہیں، وہ جلدی نکلتا بھی نہیں ہے، اس لئے ایسے لوگوں سے بہت بچنا چاہئے

شیطان کی پیدائش بھی آگ سے ہے

شیطان بھی جنات کے خاندان سے ہے اور اس کو بھی آگ سے پیدا کیا ہے، البتہ بہت عبادت کرنے کی وجہ سے وہ فرشتوں کے درمیان ہو گیا تھا، اور جب فرشتوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہا تو شیطان نے بھی سمجھا تھا کہ مجھ کو بھی سجدہ کرنے کے لئے کہا ہے، لیکن اس نے سجدہ نہیں کیا، اور دلیل یہ دی کہ میں میری پیدائش آگ سے ہے، اور میرا درجہ انسان سے زیادہ ہے، اس لئے میں انسان کو سجدہ نہیں کروں گا اس کی دلیل یہ آیت ہے

7۔ قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ (آیت ۱۲، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اللہ نے کہا، جب میں نے تجھے حکم دے دیا تھا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ وہ بولا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اس کو [آدم] کو مٹی سے پیدا کیا اس آیت میں ہے کہ شیطان کی پیدائش آگ سے ہے۔ بعد میں اس کو ہمیشہ کے لئے دھتکار دیا گیا

انسان شیطان اور اس کے قبیلے کو نہیں دیکھ سکتا

اس کے لئے آیت یہ ہے

8۔ انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم۔ (آیت ۲۷، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے اس آیت میں ہے کہ ہم شیطان کو نہیں دیکھ سکتے ہیں، اس لئے اس سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۳۔ حشر قائم کیا جائے گا

اس عقیدے کے بارے میں 16 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم مر گئے اس کے بعد برزخ میں زندہ نہیں کیا جائے گا، اور نہ حساب کتاب ہوگا، بلکہ مرنے کے بعد ہم مٹی ہو جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔ دہریہ کا اور ناستک کا یہی عقیدہ ہے اس پر اللہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اس کو میدان قیامت میں اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا، اور پھر اس کے لئے یا جنت ہوگی، یا جہنم ہوگی

حشر کا مطلب یہ ہے اللہ پاک قبر میں آدمی کو زندہ کریں گے، اور پھر اس کو میدان محشر تک پہنچائیں گے، اور وہاں حساب ہوگا

ان آیتوں میں اس کا ثبوت ہے

1۔ یوم ینفخ فی الصور و نحشر المجرمین یومئذ زرقا۔ (آیت ۱۰۲، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا، اور اس دن ہم سارے مجرموں کو گھیر کر اس طرح جمع کریں گے کہ وہ نیلے پڑھے ہوں گے

2۔ و یوم نحشر من کل امة فوجا ممن یکذب بآیاتنا فہم یوزعون۔ (آیت ۸۳، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اور اس دن کو نہ بھولو جب ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی پوری فوج کو گھیر لائیں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ان کی جماعت بندی کی جائے گی

3۔ یوم نسیر الجبال و تری الارض بارزۃ و حشرنا ہم فلم نغادر احدا و عرضوا علی ربک صفا لقد جئتمونا کما خلقنا کم اول مرة بل زعمتم أن نجعل لکم موعدا۔ (آیت ۲۸، سورت الکہف ۱۸)

ترجمہ۔ جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے، اور تم زمین کو دیکھو گے کہ وہ کھلی پڑی ہے اور ہم ان سب کو گھیر کر اکٹھا کر دیں گے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے، اور سب کو تمہارے رب کے سامنے صف باند کر پیش کیا جائے گا، آخر تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اس کے برعکس تمہارا دعویٰ یہ تھا کہ ہم تمہارے لئے یہ مقرر وقت [محشر] کبھی نہیں لائیں گے ان آیات سے معلوم ہوا کہ قیامت قائم ہوگی،

مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا

مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، ان کو میدانِ قیامت میں لیجا یا جائے گا، اور ان سے حساب لیا جائے گا اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

4۔ ثم انکم یوم القیامة تبعثون۔ (آیت ۱۶، سورت المومنون ۲۳)

ترجمہ۔ پھر قیامت کے دن تمہیں یقیناً زندہ کیا جائے گا

5۔ و انه یحیی الموتی و انه علی کل شیء قذیر۔ (آیت ۶، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

6۔ و هو یحیی الموتی و هو علی کل شیء قذیر۔ (آیت ۹، سورت الشوریٰ ۴۲)

ترجمہ۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے

7۔ قال ن یحیی العظام و هی رمیم قل یحییہا الذی انشأها اول مرة، و هو بکل

خلق علیم۔ (آیت ۷۹، سورت یس ۳۶)

ترجمہ۔ کہتا ہے ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا، جبکہ وہ گل چکی ہوں گی، کہہ دو کہ: ان کو وہی زندہ کرے گا

جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے

ان آیات میں ہے کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ میدان حشر کے مالک ہوں گے

6۔ مالک یوم الدین۔ (آیت ۳، سورت الفاتحہ)

ترجمہ۔ جو بدلے کے دن کا مالک ہے [یعنی میدان محشر کا مالک ہے]

7۔ لمن الملك اليوم لله الواحد القهار۔ (آیت ۱۶، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ کس کی بادشاہی ہے آج؟ [جواب ایک ہی ہوگا کہ] صرف اللہ کی جو ایک ہے قہار ہے۔

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ محشر کے دن کا مالک ہیں، کوئی اور اس کا مالک نہیں ہوگا۔

محشر میں ہر شخص کا حساب ہوگا

محشر میں پورا پورا حساب ہوگا، اور زندگی میں جتنا خیر اور شر کیا تھا سب کا نامہ اعمال آدمی کے سامنے پیش

کیا جائے، اور سب کا حساب کیا جائے گا، جو حساب میں کامیاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا

فرمائیں گے، جو ناکام ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالیں گے

اسلئے آدمی کو کبھی نہیں سوچنا چاہئے کہ میرا حساب نہیں ہوگا، اس بھول میں نہیں رہنا چاہئے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

8۔ و وضع الكتاب فترى المجرمين مشفقين مما فيه و يقولون يا ويلتنا مال هذا

الكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصاها، و وجدوا ما عملوا حاضرا و لا يظلم

ربك احدا۔ (آیت ۴۹، سورت الکہف ۱۸)

ترجمہ۔ اور اعمال کی کتاب سامنے رکھ دی جائے گی، چنانچہ تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس میں لکھی ہوئی باتوں سے خوف زدہ ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ، ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب ہے جس نے ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ نہ کر لیا ہو، اور وہ اپنا سارا کیا دھرا اپنے سامنے موجود پائیں گے، اور تمہارا رب کسی پر کوئی ظلم نہیں کرے گا

9۔ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا۔ (آیت ۸، سورت الانشقاق ۸۴)

ترجمہ۔ پھر جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا۔

10۔ اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ (آیت ۱۴، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ کہا جائے گا کہ لو پڑھ لو اپنا نامہ اعمال، آج تم خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہو۔

11۔ لیجزی اللہ کل نفس ما کسبت ان اللہ سریع الحساب۔ (آیت ۵۱، سورت ابراہیم ۱۴)

ترجمہ۔ تاکہ اللہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دے، یقیناً اللہ جلد حساب چکانے والا ہے

12۔ و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم بہ اللہ۔ (آیت ۲۸۴، سورت البقرہ ۲)

ترجمہ۔ اور جو باتیں تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے ان کا حساب لے گا ان تمام آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ قیامت میں حساب لیں گے

قیامت کے دن ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا

قیامت کے دن ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، جو نیک لوگ ہوں گے اور جنتی ہوں گے، ان کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، اور جو جہنمی ہوں گے ان کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

13۔ فاما من اوتی کتابہ بيمينہ فسوف يحاسب حسابا يسيرا وينقلب الي اهلہ مسرورا، و اما ن اوتی کتابہ وراء ظهرہ فسوف يدعوا ثورا۔ (آیت ۸-۱۲، سورت الا انشاق ۸۴)

ترجمہ۔ جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتا ہوا واپس آئے گا، لیکن وہ شخص جس کو اس کا نامہ اعمال اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، وہ موت کو پکارے گا

14۔ فاما من اوتی کتابہ بيمينہ فيقول هاؤم اقرؤ کتابہ۔ (آیت ۱۹، سورت الحاقة ۶۹)

ترجمہ۔ پھر اس کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو

15۔ و اما من اوتی کتبہ بشمالہ فيقول يلىتنی لم اوت کتبہ۔ (آیت ۲۵، سورت الحاقة ۶۹)

ترجمہ۔ رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: اے کاش مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔

ان آیتوں میں ہے کہ قیامت کے دن اعمال نامہ ہاتھ میں دیا جائے گا،

پل صراط قائم کیا جائے گا

میدان قیامت میں پل صراط قائم کیا جائے گا، اور لوگوں کو اس پر سے گزرنا ہوگا، جو نیک ہوں گے وہ اس پر سے گزر جائیں گے، اور جنت میں پہنچ جائیں گے، اور جو بد ہوں گے وہ اس پر سے نہیں گزر پائیں گے وہ جہنم میں گر جائیں گے۔

اس کے لئے آیت اور احادیث یہ ہیں

16۔ وان منکم واردھا۔ (آیت ۱۷، سورت مریم ۱۹)

اور تم میں سے کوئی نہیں ہے جس کا اس پل صراط پر گزر نہ ہو

1۔ ان ابا هريرة اخبرهما و يضرب الصراط بين ظهرا نى جهنم فاكون اول من

يجوز من الرسل بامته۔ (بخاری شریف، کتاب الاذان، باب فضل السجود، ص ۱۳۰، نمبر ۸۰۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جہنم کی پیٹھ پر پل صراط قائم کیا جائے گا، اور میں رسولوں میں سے سب سے پہلا ہوں گا، جو اپنی امت کو لیکر اس پر گزرے گا

2۔ عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله ﷺ شعار المؤمنين على الصراط رب

سلم سلم۔ (ترمذی شریف، کتاب صفة القيامة، باب ما جاء في شأن الصراط، ص ۵۵۴، نمبر ۲۴۳۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پل صراط پر مومن کا شعار، رب سلم سلم، ہوگا

اس آیت اور دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جہنم پر پل صراط قائم کیا جائے گا۔

اس عقیدے کے بارے میں 16 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۴۔ میزان حق ہے

اس عقیدے کے بارے میں 12 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

قیامت کے دن اعمال تولنے کے لئے میزان، یعنی ترازو قائم کیا جائے گا
اعمال تولنے کا میزان کس طرح کا ہوگا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہے، اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن
قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہے کہ قیامت میں اعمال تولنے کے لئے میزان اور ترازو ہوگا
پچھلے زمانے میں فلسفہ والوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اعمال کو جسم نہیں ہے تو کیسے تولے جائیں گے،
لیکن اس زمانے میں بخار، اور دل کی ڈھرنوں کو ناپتے ہیں، اور باریک سے باریک چیز ناپ لیتے ہیں،
اس لئے اب یہ اعتراض نہیں رہا،

میزان میں اعمال تولے جائیں گے، اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں۔

1۔ ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا و ان كان مثقال حبة

من خردل آتينا بها و كفى بنا حاسبين۔ (آیت، ۴۷، سورت الانبياء ۲۱)

ترجمہ۔ اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازویں لارکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی، چنانچہ کسی پر کوئی ظلم
نہیں ہوگا

2۔ و الوزن يومئذ الحق فمن ثقلت موازينه فأولئك هم المفلحون ، و من خفت موازينه فأولئك الذين خسروا أنفسهم بما كانوا بآئتنا يظلمون ۔ (آیت ۸۔ ۹ سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اور اس دن اعمال کا وزن ہونا اٹل حقیقت ہے، چنانچہ جن کی ترازو کے پلے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے، اور جن کی ترازو کے پلے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتیاں کر کر کے خود اپنی جانوں کو گھائے میں ڈالا ہے ان آیتوں میں میزان، یعنی ترازو کا ذکر ہے

1۔ عن عائشة انها ذكرت النار فبكت فقال رسول الله ﷺ اما في ثلاثة مواطن فلا يذكر احدا احدا عند الميزان حتى يعلم أيخف ميزانه او يثقل ۔ (ابوداؤد شریف، باب فی ذکر المیزان، ص ۶۷۲، نمبر ۵۵۷۷)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جہنم کا تذکرہ کیا تو وہ رونے لگی۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تین موقع پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا، ایک ترازو کے وقت، یہاں تک کہ یہ جان لے کہ، اس کا وزن ہلکا ہوا ہے یا بھاری۔

اس حدیث میں میزان کا اور وزن اعمال کا تذکرہ ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 1 حدیث ہے، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۵۔ اللہ نے جنت کو پیدا کر دیا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

پہلے کچھ اختلاف تھا کہ جنت اور جہنم کو ابھی پیدا کیا ہے یا نہیں اور کچھ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ جنت اور جہنم کو ابھی پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ محشر کے بعد پیدا کریں گے کیونکہ ابھی اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن آیتوں کو دیکھنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا کر دیا ہے

جنت کو پیدا کر دینے کے لئے آیت یہ ہے

1۔ و جنة عرضها السماوات و الارض اعدت للمتقين (آیت ۱۳۳، سورت آل عمران ۳)
ترجمہ۔ اور جنت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے

2۔ اعد الله لهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها۔ (آیت ۸۹، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔ اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے

3۔ واعد لهم جنات تجرى من تحتها الانهار۔ (آیت ۱۰۰، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

اس حدیث میں بھی ہے

1۔ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ یقول اللہ تعالیٰ أعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر۔ (بخاری شریف، باب سورة السجدة، کتاب التفسیر، ص ۸۴۰، نمبر ۴۷۸۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا، اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز تیار کر رکھی ہے، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی انسان کے دل پر یہ بات گزری ہے ان آیتوں اور حدیث میں اعدت ماضی کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور جہنم پیدا کر دی گئی ہے

اللہ نے جہنم کو پیدا کر دیا ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

4۔ فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة أعدت للكافرين (آیت ۲۲، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

5۔ و غضب الله عليهم و اعد لهم جهنم و سأت مصيرا۔ (آیت ۶، سورت الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ اور اللہ ان سے ناراض ہیں، اس نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے، اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

6۔ و اتقوا النار التي اعدت لكافرين۔ (آیت ۱۳۱، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

ان آیتوں سے پتہ چلا کہ جہنم بھی اللہ نے پیدا کر دی ہے۔

جنت اور جہنم کو اللہ ہمیشہ باقی رکھیں گے

7۔ سندخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدًا (آیت ۵۷، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

8۔ سندخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدًا وعد اللہ حقًا (آیت ۱۲۲، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

9۔ قیل ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا۔ (آیت ۷۲، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ کہا جائے گا کہ، جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

10۔ و من یعصی اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابدًا۔ (آیت ۲۳، سورت الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے جنت بھی ہمیشہ رہے گی اور جہنم بھی ہمیشہ رہے گی، اللہ پاک اس کو ختم نہیں کریں گے۔

جنت عیش کی جگہ ہے

11۔ اعد الله لهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها۔ (آیت ۸۹، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔ اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے

۔ ان اصحاب الجنة اليوم في شغل فكهون ، هم و ازواجهم في ظلال على الارائك متكئون ، لهم فيها فاكهة و لهم ما يدعون ۔ (آیت ۵۷، سورت یس ۳۶)

ترجمہ۔ جنت والے لوگ اس دن مشغلے میں مگن ہوں گے، وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے، وہاں ان کے میوے ہوں گے، اور انہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ منگوائیں گے۔

جہنم عذاب کی جگہ ہے

12۔ فاتقوا النار التي و قودها الناس و الحجارة أعدت للكافرين (آیت ۲۴، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں

جو جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ وہیں رہے گا

جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو گیا تو وہ ہمیشہ ہمیش وہیں رہے گا، کبھی وہاں سے نہیں نکالا جائے گا لیکن اگر کسی کے پاس ایمان موجود ہے، اور کسی گناہ کی وجہ سے سزا کے لئے جہنم میں داخل ہو گیا تو وہ کبھی نہ کبھی جہنم سے نکالا جائے گا، اور جنت میں داخل کیا جائے گا جنت میں ہمیشہ رہے گا، اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

13۔ اعد الله لهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدین فیہا۔ (آیت ۸۹، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔ اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے

14۔ سندخلهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدین فیہا ابدا وعد الله حقا) (آیت ۱۲۲، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

اور ایمان دار جہنم سے نکالا جائے گا۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔ عن عمران بن حصین رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج قوم من النار بشفاعۃ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم فیدخلون الجنة یسمون الجہنمیین۔ (بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنتہ و

(النار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۶ ص)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کی سفارش سے کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے، اور جنت میں داخل کئے جائیں گے، ان لوگوں کا نام، جہنمی، ہوگا
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان جہنم سے نکالے جائیں گے، اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

جو لوگ جنت یا جہنم میں داخل ہوں گے اللہ کے علم میں پہلے سے متعین ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

3۔ عن علیؑ قال کنا فی جنازة فی بقیع الغرقد قال ما منکم من احد ، ما من نفس منفوشة الا کتب مکانها من الجنة و النار و الا کتب شقية او سعيدة فقال رجل یا رسول الله أفلا نتوکل علی کتابنا و ندع العمل ؟ فمن کان منا من اهل السعادة فسیصیر الی عمل اهل السعادة ، و اما من کان منا من اهل الشقاوة فسیصیر الی عمل اهل الشقاوة ، قال: اما اهل السعادة فیسرون لعمل السعادة ، و اما اهل الشقاوة فیسرون لعمل الشقاوة ، ثم قرأ ﴿ فاما من اعطی و اتقى و صدق بالحسنی ﴾ [آیت ۵-۶، سورت اللیل ۹۲] (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر و قعود اصحابہ حولہ، ص ۲۱۸، نمبر ۱۳۶۲)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ہم جنت البقیع میں ایک جنازے میں تھے۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، جتنے بھی انسان ہیں انکے لئے جنت یا جہنم لکھی ہوئی ہے، اور نیک ہوگا یا بد بخت ہوگا وہ بھی لکھا ہوا ہے، ایک آدمی نے کہا تو یا رسول اللہؐ ہم اس لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر لیں، اور عمل نہ چھوڑ دیں؟ اس لئے کہ ہم میں سے جو نیک ہوں گے وہ خود ہی نیک عمل کر لیا کریں گے، اور جو ہم میں سے بد لوگ ہوں گے وہ خود ہی برے عم کرنے لگیں گے، تو حضورؐ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے لئے نیک عمل آسان کر دیا جاتا ہے، اور برے لوگوں کے لئے برا عمل آسان کر دیا جاتا ہے، پھر آپؐ نے استدلال کے لئے، فاما من اعطی، الخ آیت پڑھی۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے اللہ کے علم میں وہ پہلے سے متعین ہیں، اور جو جہنم میں داخل ہوں گے اللہ کے علم میں وہ پہلے سے متعین ہیں۔

اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپؐ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۶۔ قرآن اللہ کا کلام ہے

اس عقیدے کے بارے میں 13 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

نوٹ: کلام کی تین قسمیں ہیں

[۱] ایک کلام وہ ہے جو اللہ کی ذاتی صفت ہے، یہ ابدی ہے، یہ حادث نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی صفت ہے، اس لئے اللہ کی طرح وہ بھی ابدی ہو جائے گا

[۲] انسان کا کلام، یا فرشتوں کا کلام یہ حادث ہے، کیونکہ انسان اور فرشتے حادث ہیں، اس لئے ان سے نکلی ہوئی چیز بھی حادث ہوگی۔

[۳] قرآن جو اللہ کا کلام ہے، یہ کلام اللہ کے ساتھ ہو تو یہ ابدی ہے اور اس کلام کو فرشتہ، یا انسان پڑھے تو یہ حادث ہے۔ فانی ہے، کیونکہ ہمارا پڑھنا حادث ہے۔

پچھلے مانے میں قرآن حادث ہے یا نہیں اس بارے میں کافی کشمکش رہی ہے، لیکن اگر یہ فرق کر لیں کہ اللہ کے ساتھ جو کلام ہے وہ ابدی ہے، اور انسان جو قرآن پڑھتا ہے، یا لکھتا ہے وہ حادث ہے تو اب کوئی جھگڑا نہیں رہے گا

اللہ کے ساتھ جو کلام ہے وہ ہمیشہ ہے،
 اور ہم جو قرآن پڑھتے ہیں وہ حادث اور فانی ہے
 امام ابوحنیفہؒ کی رائے

امام ابوحنیفہؒ کی کتاب فقہ اکبر میں ہے

و لفظنا بالقرآن مخلوق و کتابنا له مخلوق و قرائتنا له مخلوق و القرآن غیر
 مخلوق.... و القرآن کلام اللہ تعالیٰ فهو قدیم لا کلامهم ... و کلام اللہ تعالیٰ غیر
 مخلوق۔ (فقہ اکبر لا امام ابوحنیفہ، بحث ان القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ولا حادث، ۵۰-۵۲-۵۸)
 ترجمہ۔ ہم جو قرآن پڑھتے ہیں وہ مخلوق ہے، ہم جو قرآن لکھتے ہیں وہ مخلوق ہے، اور ہم جو پڑھتے ہیں وہ
 مخلوق ہے [یعنی وہ فانی ہے، حادث ہے] اور قرآن جو اللہ کا اصلی کلام ہے وہ مخلوق نہیں ہے، [یعنی
 حادث نہیں ہے، فانی نہیں ہے، وہ ابدی ہے]۔۔۔ قرآن جو اللہ کا کلام ہے وہ قدیم ہے [ابدی ہے]
 اور انسان جو قرآن پڑھتا ہے وہ قدیم نہیں ہے۔۔۔ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے، [یعنی حادث اور فانی
 نہیں ہے، بلکہ وہ ابدی اور قدیم ہے]۔

یہاں تین عبارتیں پیش کی گئی ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ جو کلام اللہ کا ہے، اور جو اس کی صفت ہے وہ
 قدیم ہے، ابدی ہے، اور انسان جو قرآن پڑھتا ہے وہ حادث ہے، فانی ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے

قرآن کی دو حیثیتیں ہیں، ایک جو اللہ کا اپنا کلام ہے، وہ اللہ کی صفت ہے، اور ابدی ہے اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، یہ حادث ہے فانی ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اس کے لئے آیت یہ ہے

1۔ و ان احد من المشرکین استجارک فأجره حتی یسمع کلام اللہ۔ (آیت ۶، سورت التوبہ ۹)

ترجمہ۔ اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اسے اس وقت تک پناہ دو جب تک وہ اللہ کا کلام سن لے۔ [یہاں اللہ کے کلام سے قرآن مراد ہے]

2۔ و انک لتلقى القرآن من لدن حکیم علیم۔ (آیت ۶، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اور اے رسول! بلاشبہ تمہیں یہ قرآن اس اللہ کی طرف سے عطا کیا جا رہا ہے جو حکمت بھی مالک ہے علم کا بھی مالک ہے

1۔ قال عمر بن الخطاب : ان هذا القرآن کلام اللہ فلا یغرنکم ما عطفتموہ علی أہوائکم۔ (دارمی، باب القرآن کلام اللہ ج ثانی، ص ۵۳۳، نمبر ۳۳۵)

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے، کہیں اس بات سے تمہیں دھوکہ نہ ہو جائے کہ، تم اپنی خواہش کی وجہ سے اس سے دور ہو جاؤ۔

ان آیتوں اور حدیث میں قرآن کو اللہ کا کلام کہا ہے

یہ قرآن لوح محفوظ میں بھی ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون۔ (آیت ۷۷، سورت الواقعة ۵۶)

ترجمہ۔ یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں پہلے سے درج ہے

4۔ بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ (آیت ۲۲، سورت البروج ۸۵)

ترجمہ، بلکہ یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن لوح محفوظ میں ہے

قرآن کو لوح محفوظ سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا

قرآن کو تیس [۲۳] سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے حضور پر اتارا گیا ہے

اس آیت میں اس کی دلیل ہے

5۔ وقرآنا فرقناه لتقرأہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلاً۔ (آیت ۱۰۶، سورت

الاسراء ۱۷)

ترجمہ، اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنائے تاکہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے پڑھو، اور ہم نے

اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے

6۔ تنزیل من رب العالمین۔ (آیت ۸۰، سورت الواقعة ۵۶)

ترجمہ۔ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جا رہا ہے

7۔ وانه لتنزيل رب العالمين ، نزل به روح الامين على قلبك لتكون من المنذرين ۔ (آیت ۱۹۲-۱۹۴، سورت الشعراء ۲۶)

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے، امانت دار فرشتہ اسے لیکر اتر رہا ہے، اے رسول تمہارے قلب پر اتر رہا ہے تاکہ تم ان پیغمبروں میں شامل ہو جاؤ جو لوگوں کو خبردار کرتے ہیں ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن کو اتارا گیا ہے

جو قرآن کو انسان کا کلام کہے وہ کافر ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

8۔ ان هذا الا قول البشر ، ساصيله سقر ۔ (آیت ۲۵-۲۶، سورت المدثر ۷۴)

ترجمہ۔ کچھ نہیں یہ تو ایک انسان کا کلام ہے، عنقریب اس شخص کو دوزخ میں جھونک دوں گا

قرآن کو انسان کا کلام کہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا، کیونکہ وہ اب کافر ہو گیا

دنیا میں اللہ تعالیٰ جو کلام کرتے ہیں وہ یا تو وحی کے ذریعہ
یا پردہ کے پیچھے سے کرتے ہیں

دنیا میں اللہ تعالیٰ جو کلام کرتے ہیں وہ یا تو وحی کے ذریعہ سے کرتے ہیں یا پردہ سے کرتے ہیں، کیونکہ
انسان کو اس وقت اتنی طاقت نہیں ہے کہ اللہ سے بالمشافہ کلام کرے، ہاں آخرت میں پیدا کر دیں گے
اس کے لئے یہ آیت ہے

9۔ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او يرسل رسولا فیوحی
بأذنه ما یشاء۔ (آیت ۵۱، سورت الشوریٰ ۴۲)

ترجمہ۔ اور کسی انسان میں طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے رو برو بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی
کے ذریعہ ہو یا کسی پردے کے پیچھے سے یا پھر کوئی پیغام لانے والا فرشتہ بھیج دے، اور وہ اس کے حکم سے
جو چاہے وحی کا پیغام پہنچا دے۔

10۔ و کلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ (آیت ۱۶۴، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور حضرت موسیٰ سے تو اللہ براہ راست ہم کلام ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی پردے کے پیچھے سے ہی ہم کلام ہوئے ہیں

قرآن میں نہ تحریف ہوئی ہے اور نہ ہوگی

جب سے قرآن نازل ہوا ہے، اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے، چنانچہ آپ پوری دنیا کے قرآن کو اٹھا کر دیکھ لیں ایک حرف کا فرق نظر نہیں آئے گا،

ایک ہی قسم کا پورا قرآن دنیا کے کٹوروں حفاظ کے سینے میں محفوظ ہے، اور محفوظ رہیں گے

اس لئے جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں تبدیلی ہوئی ہے وہ غلط کہتے ہیں

اس آیت میں ہے کہ اللہ نے قیامت تک قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے

11۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون۔ (آیت ۹، سورت الحجر ۱۵)

ترجمہ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر یعنی قرآن ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ میں نے قرآن اتارا ہے اور میں ہی قیامت اس کی حفاظت کروں گا،

اور وہ آج تک ویسا ہی محفوظ ہے جیسا پہلے دن تھا، اس لئے کوئی کہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے تو یہ سراسر

سرغلط ہے

ہاں سات قرأت پر قرآن پڑھنے کی اجازت تھی

ہاں یہ بات ہوئی ہے کہ جب قرآن اتر تو عرب کے سات قبیلے مشہور تھے اور ہر ایک کا لہجہ الگ الگ تھا تو اللہ پاک نے ایک ہی آیت کو سات لہجہ میں پڑھنے کی اجازت دی تھی، بعد میں جب قرآن کو حضرت عثمانؓ نے مصحف میں جمع کیا تو قریش کے لہجے پر جمع کیا، کیونکہ یہی لہجہ سب سے بہتر تھا، اور اس وقت قرآن اسی لہجہ اور اسی قرأت میں لکھا ہوا موجود ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔ قال سمعت عمر بن الخطاب ... ان القرآن انزل على سبعة أحرف فاقروا منه ما تيسر۔ (بخاری شریف، کتاب الخصومات، باب کلام الخصوم بعضہم فی بعض، ص ۳۸۹، نمبر ۲۴۱۹ / مسلم شریف، کتاب صلاة المسافرين، باب بیان ان القرآن انزل على سبعة احرف، ص ۳۲۹، نمبر ۱۸۹۹/۸۱۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قرآن کو سات قرأت پڑھا کر لیا گیا ہے، جو اس میں سے آسان ہو اس میں پڑھو

اس حدیث میں ہے کہ آیت اور حکم تو ایک ہی ہے البتہ اس کو پڑھنے کے لئے سات لہجے، اور سات قرأت کا استعمال کر سکتے ہیں

آخرت میں اللہ تعالیٰ جنتیوں سے کلام کریں گے

آخرت میں اللہ جنتیوں سے کلام کریں گے، لیکن اس کی کیا کیفیت ہوگی وہ اللہ ہی جانے اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

12۔ سلام قولا من رب رحیم۔ (آیت ۵۸، سورت یس ۳۶)

ترجمہ۔ رحمت والے رب کی جانب سے انہیں سلام کہا جائے گا

13۔ و لا یكلمهم اللہ یوم القیامہ و لا یزکیہم و لہم عذاب الیم۔ (آیت ۱۷۲، سورت البقرہ ۲)

ترجمہ۔ قیامت کے دن اللہ ان سے کلام بھی نہیں کریں گے، اور نہ ان کو پاک کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ن آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ قیامت میں جنتیوں سے کلام کریں گے

3۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ بینا اهل الجنة فی نعیمہم اذ سطع لہم نور فرفعوا رؤوسہم فاذا الرب قد اشرف علیہم من فوقہم ، فقال السلام علیکم یا اهل الجنة ، قال ﴿ و ذالک قول اللہ سلام قولا من رب رحیم ۔ (آیت ۵۸، سورت یس ۳۶) ﴾۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب المقدمة، باب فیما انکرت الہمیۃ، ص ۲۸، نمبر ۱۸۴)

ترجمہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا جنت والے اپنے آرام میں ہوں گے کہ ان کو ایک روشنی نظر آئے گی، اس

کی طرف یہ سرائٹھائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ خداوند قدوس اوپر سے دیکھ رہے ہیں، اور وہ کہیں گے، جنت والے، السلام علیکم، آیت، سلام قولاً من رب رحیم، کی یہی تفسیر ہے اس حدیث میں ہے کہ اللہ جنتیوں سے کلام کریں گے۔

4۔ عن ابی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ ان اللہ یقول لاهل الجنة یا اهل الجنة فیقولون لبیک ربنا و سعدیک و الخیر فی یدیک۔ (بخاری شریف، باب کلام الرب مع اهل الجنة، ص ۱۲۹۶، نمبر ۷۵۱۸)

ترجمہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ جنت والوں سے کہیں گے، اے جنت والو! تو جنت والے کہیں گے، لبیک ربنا و سعدیک و الخیر فی یدیک، اے میرے رب

لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ کلام انسان کے کلام کی طرح حادث نہیں ہے، بلکہ یہ قدیم ہے، اور کیفیت سے پاک ہے، کیونکہ اللہ کا کلام کائنات میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہے، کیونکہ قرآن میں ہے ﴿لیس کمثله شیء وهو السمع البصیر﴾۔ (آیت ۱۱، سورت الشوریٰ ۴۲) اللہ کی ذات، یا اس کی صفات کی طرح کوئی چیز نہیں ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 13 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۷۔ اللہ کہاں ہیں

اللہ کہاں ہیں اس بارے میں بڑا اختلاف ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں مختلف آیتیں اور مختلف احادیث ہیں، اس لئے کسی ایک کو متعین کرنا مشکل ہے اس لئے اس بارے میں 6 جماعتیں ہو گئی ہیں،

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 6 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اللہ کے بارے میں چار باتیں یاد رکھنا ضروری ہے

- [۱] اللہ واجب الوجود ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے، وہ تمام چیزوں کا خالق ہے، اس میں فنا نہیں، اس لئے انکی ذات یا صفات میں فنا نہیں ہے
- [۲] وہ جہت سے پاک ہے، یعنی کسی جہت میں نہیں ہے، یعنی اوپر، یا نیچے، یا دائیں، یا بائیں نہیں ہے
- [۳] وہ کیفیت سے پاک ہے، یعنی انسانوں اور چیزوں میں جو مختلف کیفیات ہیں، اللہ میں یہ نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تو خود کیفیت کو پیدا کرنے والا ہے، تو اللہ میں کیفیت کیسے ہوگی۔
- [۴] اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے، نہ صفات میں اس کی مثل ہے، اور نہ ذات میں کوئی مثل ہے

اس لئے کسی صفت کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اللہ کی صفت کی طرح ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لفظی طور پر وہ ہماری صفت کی طرح معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقی معنی میں وہ چیز ہی کوئی اور ہے، جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے، اور نہ اس کا شعور رکھ سکتے ہیں، اس لئے اللہ کی کسی بھی صفت کو مخلوقات کی صفات پر ہرگز قیاس نہ کریں۔

اس کی دلیل کے لئے یہ آیت، اور حدیث ہے

1۔ لیس کمثلہ شیء و هو السميع البصير۔ (آیت ۱۱، سورت الشوریٰ ۲۲)

ترجمہ۔ کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے

اس آیت میں ہے کہ اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے، تو ہم کیسے یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ہماری طرح وہ کرسی پر بیٹھے ہیں، یا ہماری طرح ان کے ہاتھ اور پاؤں ہیں، یا ہماری صفت کی طرح ان کی صفت ہے

1۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ : اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر ، فاقروا ان شئتم ﴿ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین ﴾۔ (آیت ۱۷، سورت السجدة ۳۲) (بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ص ۵۴۱، نمبر ۳۲۴۲، مسلم شریف، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب صفة الجنة، ص ۱۲۲۸، نمبر ۲۸۲۲، نمبر ۷۱۳۲)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا، کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمت تیار ہیں کہ، کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہے، کسی کان نے سنا نہیں ہے، کسی انسان کے دل پر اس کا خیال بھی نہیں گزرا، اور اس کی دلیل کے لئے یہ آیت پڑھو (کسی تنفس کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے

آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان چھپا رکھا ہے)

اس حدیث میں ہے کہ جنت کی نعمتیں نہ آنکھ نے دیکھی ہے، اور نہ کان نے سنا ہے، اور نہ دل میں اس کا خیال گزرا ہے، جب جنت کی نعمتوں کا یہ حال ہے جو مخلوق ہیں، تو ہم اللہ کی ذات کا اور ان کی صفات کی کیفیت کا تصور کیسے کر سکتے ہیں، اس لئے اللہ کی ذات کہاں ہے، اور اس کی کیفیت کیا ہے، اس بارے میں اپنی رائے قائم نہ کریں اور نہ اپنے اور مخلوق پر قیاس کریں۔

[۱] پہلی جماعت

پہلی جماعت کی رائے ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق ہر جگہ موجود ہے لیکن کس کیفیت سے موجود ہے، ذات کے ساتھ موجود ہے، یا علم و قدرت، و بصیرت کے ساتھ موجود ہے اس بارے میں وہ کچھ بحث نہیں کرتی، کیونکہ اللہ جہت اور کیفیت سے پاک ہے

ان کی دلیل یہ آیتیں ہیں

جو حضرات کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے، ان کی دلیل یہ آیتیں ہیں

1۔ ہو معکم اینما کنتم و اللہ بما تعملون بصیر۔ (آیت ۴، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔ تم جہاں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے

2۔ و لا ادنیٰ من ذالک و لا اکثر الا ہو معہم این ما کانوا۔ (آیت ۷، المجادلۃ ۵۸)

ترجمہ۔ اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے

3۔ اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا۔ (آیت ۴۰، سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔ جب حضورؐ اپنے ساتھی حضرت ابوبکرؓ سے کہہ رہے تھے، غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہیں

4۔ فلا تہنوا و تدعوا الی السلم و انتم الاعلون و اللہ معکم۔ (آیت ۳۵، محمد ۴۷)

ترجمہ۔ اے مسلمانوں تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو، تم ہی سر بلند رہو گے، اللہ تمہارے ساتھ ہے

5۔ و اذا سألک عبادی فانی قریب۔ (آیت ۱۸۶، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ اے حضورؐ جب آپ سے میرا بندہ پوچھتا ہے، تو کہہ دو کہ میں بہت قریب ہوں

6۔ و نعلم ما توسوس بہ نفسہ و نحن اقرب الیہ من حبل الوريد۔ (آیت ۱۶، ق ۵۰)

ترجمہ۔ اور انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ان تک سے ہم خوب واقف ہیں، اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

اس آیت میں ہے میں انسان کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں

7۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا فُتُمُ وَجْهَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَّاسِعٌ عَلِيمٌ۔ (آیت ۱۱۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کی ہیں اس لئے جس طرف بھی تم رخ کرو گے، وہیں اللہ کا رخ ہوگا، بیشک اللہ بہت وسعت والا ہے، بڑا علم رکھنے والا ہے

ان 7 آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے، لیکن بغیر مکان اور بغیر کیفیت کے ہے

یہ جماعت ایک نکتہ بھی اٹھاتی ہے کہ اگر ہم اللہ کو عرش پر مستوی مان لیں، اور یہ کہیں کہ اللہ عرش پر مستوی ہے تو، یہ اشکال ہوگا کہ عرش بنانے سے پہلے اللہ کہاں تھے؟

[۲] دوسری جماعت

دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق عرش پر ہے لیکن کس کیفیت سے ہے وہ اس کے بارے میں بحث نہیں کرتی، کیونکہ اللہ جہت سے اور کیفیت سے بالکل پاک ہے

وہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے 7 آیتوں میں کہہ دیا کہ اللہ عرش پر ہے تو ہم اس کو مان لیتے ہیں اور انکی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس کی کوئی تاویل کرنا مناسب نہیں سمجھتے یہ حضرات اوپر کی 7 آیتیں جن میں ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے یہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ علم و بصیرت اور قدرت کے ساتھ ہر جگہ ہیں

انکی دلیل یہ 7 آیتیں ہیں

8۔ الرحمن علی العرش استوی۔ (آیت ۵، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ وہ بڑی رحمت والا عرش پر استوا فرمائے ہوئے ہیں

9۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش۔ (آیت ۵۴، سورت الاعراف ۷)۔ ترجمہ۔ یقیناً تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا،

10۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش۔ (آیت ۳، سورت یونس ۱۰)۔ ترجمہ۔ یقیناً تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا،

11۔ اللہ الذی رفع السموات بغير عمد ترونها ثم استوی علی العرش۔ (آیت ۲، سورت الرعد ۱۳)۔ ترجمہ۔ اللہ وہ جس نے ایسے ستونوں کے بغیر آسمانوں کو بلند کیا جو تمہیں نظر آسکیں پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا

12۔ الذی خلق السموات و الارض و ما بینہما فی ستة ايام ثم استوی علی العرش۔ (آیت ۵۹، سورت الفرقان ۲۵)۔ ترجمہ۔ وہ اللہ جس نے چھ دن میں سارے آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی چیزیں پیدا کیں، پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔

13۔ اللہ الذی خلق السموات و الارض و ما بینہما فی ستة ايام ثم استوی علی العرش۔ (آیت ۴، سورت السجدة ۳۲)۔ ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین اور جو انکے درمیان میں ہیں چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا

14۔ هو الذی خلق السموات و الارض فی ستة ايام ثم استوی علی العرش۔ (آیت ۴، سورت الحديد ۵۷)۔ ترجمہ۔ وہی ہے جس نے سارے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا

ان 7 آیتوں میں ہے کہ اللہ نے عرش پر استواء فرمایا اس لئے یہ دوسری جماعت اس بات کی قائل ہوئی کہ اللہ عرش پر مستوی ہے، باقی کس انداز میں ہے یہ معلوم نہیں، بس اللہ کی شان کے مطابق مستوی ہے۔

لغت : استوی : عربی لفظ ہے، اس کا معنی ہے، سیدھا ہونا، قائم ہونا، قابو پانا، اور بعض اوقات اس کے معنی، بیٹھنے، کے بھی ہوتے ہیں، یہ لفظ مشتبهات میں سے ہے اس لئے اللہ کے لئے اس کا کوئی معنی متعین کرنا مشکل ہے، کیونکہ وہ سیدھا کھڑے ہونے اور قائم ہونے سے پاک ہے، وہ کسی کیفیت سے بھی پاک ہے۔

عرش ایک بہت بڑی مخلوق ہے

15۔ اللہ لا الہ الا ہو رب العرش العظیم۔ (آیت ۲۶، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اللہ وہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اور جو عرش عظیم کا مالک ہے

16۔ لا الہ الا ہو علیہ توکلت و ہو رب العرش العظیم۔ (آیت ۱۲۹، سورت التوبہ ۹)

ترجمہ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

یہ آیتیں اور بہت سی آیتوں سے معلوم ہوا کہ عرش ایک بڑی اور عظیم مخلوق ہے، جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے

کرسی

کرسی بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے، لیکن عرش کے مقابلے پر کرسی کی حیثیت بہت کم ہے، جیسے صحرائیں

ایک کڑا ڈال دیا گیا ہو، تو صحرا کے مقابلے میں لوہے کے حلقے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی، اسی طرح عرش

کے مقابلے میں کرسی کی کوئی خاص حیثیت باقی نہیں رہتی۔۔ باقی یہ کیسی ہے اللہ ہی جانے

لیکن یہ کرسی پھر بھی اتنی بڑی ہے کہ تمام زمین اور آسمان کو گھیرے ہوئی ہے۔

اس آیت میں کرسی کا ثبوت ہے۔

17۔ وسع کرسیہ السماوات والارض و لا یودہ حفظہما و هو العلی العظیم۔ (

آیت ۲۵۵، سورت البقرہ ۲) ترجمہ۔ اس کی کرسی نے سارے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے، اور

ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا اور وہ بڑا عالی مقام عظمت والا ہے۔

[۳] تیسری جماعت

تیسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ کائنات میں علم، قدرت، اور بصیرت کے ساتھ ہے، ذات کے ساتھ کائنات میں نہیں ہے، باقی کہاں ہے اس بارے میں وہ خاموش ہے ان کی دلیلیں یہ ہیں

۔ وہ فرماتے ہیں کہ کائنات اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے، تو وہ کائنات میں کیسے ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کائنات فانی ہے، پس اگر اللہ کی ذات اس میں موجود ہو تو اللہ کی ذات بھی فانی ہو جائے گی، اس لئے یہ کہا جائے کہ علم و بصیرت کے اعتبار سے اللہ کائنات میں ہے

ان کی آیتیں یہ ہیں

18۔ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔ (آیت ۱۲۶، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور اللہ نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے احاطے میں لیا ہوا ہے

19۔ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ۔ (آیت ۵۴، سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔ یاد رکھو کہ اللہ ہر چیز کو احاطے میں لئے ہوئے ہے

20۔ وَ اللَّهُ بِمَا يَعْلَمُونَ مُّحِيطٌ۔ (آیت ۴۷، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سارے کو احاطے میں لئے ہوئے ہے

ان 3 آیتوں میں ہے کہ اللہ سب چیز کو احاطے میں لئے ہے، اس لئے وہ علم کے اعتبار سے کائنات میں ہے، ذات کے اعتبار سے نہیں

21۔ یحی و یمیت و هو علی کل شیء قذیر۔ (آیت ۲، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔ اللہ ہی زندگی بخشا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

22۔ بلی انہ علی کل شیء قذیر۔ (آیت ۳۳، سورت الاحقاف ۴۶)

ترجمہ۔ وہ بیشک ہر چیز کی پوری قدرت رکھنے والا ہے

23۔ تبارک الذی بیدہ الملک و هو علی کل شیء قذیر۔ (آیت ۱، سورت الملک

۶۷)۔ ترجمہ۔ بڑی شان ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری

طرح قادر ہے۔

24۔ ویجعل من یشاء عقیما انہ علیم قذیر۔ (۵۰، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔ اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ بہت جاننے والا بھی، بہت قدرت والا بھی ہے

ان 7 آیات میں ہے کہ اللہ علم قدرت اور ملکیت کے اعتبار سے پوری کائنات کو گھیرے ہوا ہے۔

اس لئے یہ تیسری جماعت کہتی ہے کہ اللہ علم، قدرت، اور بصیرت کے اعتبار سے کائنات میں موجود

ہے، ذات کے اعتبار سے نہیں

[۴] چوتھی جماعت

چوتھی جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق بلندی پر ہے۔ یہ جماعت کوئی بڑی نہیں ہے اللہ کتنی بلندی پر ہے، وہ اس بارے میں کوئی تعین نہیں کرتی، لیکن انکی شان کے لحاظ سے وہ بلندی پر ہے

انکی دلیل یہ آیتیں ہیں

25۔ یخافون ربهم من فوقهم و یفعلون ما یومرون۔ (آیت ۵۰، سورت النحل ۱۶)۔ ترجمہ۔

وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں، جو انکے اوپر ہیں اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے

26۔ الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ۔ (آیت ۱۰، سورت فاطر ۳۵)

ترجمہ۔ پاکیزہ کلمہ اسی کی طرف چڑھتا ہے، اور نیک عمل اس کو اوپر اٹھاتا ہے

27۔ من اللہ ذی المعارج ، تعرج الملائکة و الروح الیہ فی یوم کان مقداره

خمسين الف سنة۔ (آیت ۴، سورت المعارج ۷۰)

ترجمہ۔ وہ عذاب اللہ کی طرف سے آئے گا جو چڑھنے کے تمام راستوں کا مالک ہے، فرشتے اور روح

القدس اس کی طرف ایک ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے

28۔ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یرج الیہ فی یوم کان مقداره الف سنة

مما تعدون۔ (آیت ۵، سورت السجدة ۳۲)

ترجمہ۔ وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر کام کا انتظام کرتا ہے، پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اس کے پاس

اوپر پہنچ جاتا ہے جس کی مقدار تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال ہوتی ہے

ان 4 آیتوں میں اس کا اشارہ ہے کہ اللہ بلندی پر ہے

1۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ینزل ربنا عز و جل کل لیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر۔ (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، باب ای اللیل افضل، ص ۱۹۷، نمبر ۱۳۱۵)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہمارا رب ہر رات میں، جب تین پہر باقی رہ جاتا ہے تو سماء دنیا کی طرف اترتا ہے

اس حدیث کے اشارے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ بلندی پر ہے،
اس لئے اس چوتھی جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ بلندی پر ہے، باقی کس کیفیت میں ہے اس بارے
میں ہم بحث نہیں کرتے، بس اپنی شان کے مطابق ہے۔

[۵] پانچویں جماعت

اللہ اپنی شان کے مطابق آسمان پر ہے

یہ کوئی بڑی جماعت نہیں ہے بلکہ کچھ لوگوں کی رائے ہے اور یہ رائے اوپر کی رائے کے قریب قریب ہے

ان کی دلیل یہ حدیث ہے

2۔ عن معاوية بن الحكم السلمي قال بينا انا اصلى مع رسول الله ﷺ... قال و

كانت لى جارية ترعى غنما لى... قال ائتنى بها فأتيته بها فقال لها ، اين الله ؟ ،

قالت فى السماء ، قال من انا قالت انت رسول الله ، قال اعتقها فانها مؤمنة ۔ (مسلم

شريف، كتاب المساجد، باب تحريم الكلام فى الصلاة ونسخ ما كان من اباحتہ۔ ص ۲۱۸، نمبر ۵۳۷/۱۱۹۹)

ترجمہ۔ ہم لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔۔۔ میرے پاس ایک باندی تھی، جو میری بکری چراتی تھی۔۔۔

حضورؐ نے فرمایا کہ باندی کو میرے پاس لاؤ، تو ہم باندی کو حضورؐ کے پاس لائے، تو آپؐ نے باندی

سے پوچھا کہ، اللہ کہاں ہے؟، باندی نے کہا، آسمان میں، پھر پوچھا کہ میں کون ہوں، باندی نے کہا،

آپ اللہ کے رسول ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ اس باندی کو آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ باندی نے کہا کہ اللہ آسمان میں ہے، تو آپؐ نے اس کو قبول فرمایا۔

اس لئے اس جماعت کی رائے ہے کہ اللہ آسمان ہے، اب کس کیفیت میں ہے اس بارے میں وہ بحث

نہیں کرتی، بس اس کی شان کے مطابق ہے۔

[۶] چھٹی جماعت

چھٹی جماعت کی رائے یہ ہے کہ استواء علی العرش، اللہ کہاں ہے، اللہ کا چہرہ، اللہ کا ہاتھ، اللہ کا قدم، اللہ کی انگلی، اللہ کا نزول، یہ سب تشابہات میں سے ہیں، اس لئے انکے بارے میں یہ کہا جائے کہ ان کا معنی معلوم ہے، لیکن کیفیت معلوم نہیں، اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، اور انکے بارے میں بحث کرنا بدعت ہے، اس لئے اس کے بارے میں چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

انکے یہاں حضرت امام مالکؒ کا یہ قول بہت مشہور ہے

سمعت یحیٰ بن یحیٰ یقول کنا عند مالک بن انس فجاء رجل فقال یا ابا عبد اللہ، الرحمن علی العرش المستوی (آیت ۵، سورت طہ) کیف استوی، قال فاطرق مالک رأسه حتی علاه الرخصاء ثم قال الاستوی غیر مجهول، و کیف غیر معقول، و الایمان به واجب، و السؤال عنه بدعة، و ما اراک الا مبتدعا، فامر به ان یرج، قال الشیخ: و علی مثل هذا درج اکثر علمائنا فی مسئلة الاستوی، و فی مسئلة المجی، و الاتیام، و النزول۔ (اسماء والصفات، للبیہقی، کتاب الاعتقاد للبیہقی، باب القول فی الاستوی، ج ۱، ص ۱۱۶ شرح فقہ اکبر، ص ۷۰)

ترجمہ۔ ہم مالک بن انسؒ کے پاس موجود تھے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ! رحمن تو عرش پر مستوی ہے، تو استوی کی کیفیت کیا ہے؟ حضرت مالکؒ نے اپنا سر نیچا کیا، یہاں تک کہ ان پر پسینہ آگیا، پھر انہوں نے فرمایا استوی کا معنی مجہول نہیں ہے، اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آتا، اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ پھر فرمایا کہ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ

آدمی بدعتی ہے، اس لئے اس آدمی کو نکال دینے کا حکم دیا۔ شیخ فرماتے ہیں، ہمارے علماء نے، اللہ کے آنے کا، اتیام، کا، اور اترنے، کے معاملے کو بھی، اسی استوی میں ہی شامل کئے ہیں [یعنی اس کے بارے میں بھی سوال کرنا بدعت ہے]

اس عبارت میں یہاں تک ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے استوی کے بارے میں سوال کرنے والے کو بدعتی کہا، اور اس کو کمرے سے نکال دیا

انکی دلیل یہ آیت ہے

29۔ هو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابہات ، فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشاہ منہ ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویلہ و ما یعلم تاویلہ الا اللہ و الراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا و ما یدکر الا اولوا لباب ۔ (آیت ۷۷ سورت آل عمران ۳)،

ترجمہ۔ اے رسول وہی اللہ ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے، جس کی کچھ آیتیں تو محکم ہیں جن پر کتاب کی اصل بنیاد ہے، اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں، اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان آیتوں کی تاویلات تلاش کریں، حالانکہ ان آیتوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن لوگوں کا علم پختہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ، ہم اس مطلب پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ کو معلوم ہے، سب کچھ ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے، اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں

اس آیت میں نصیحت کی گئی ہے کہ متشابہ الفاظ کے پیچھے نہ پڑیں، بلکہ ایسے موقع پر ان آیتوں پر ایمان رکھیں اور چپ رہیں، اس لئے ہم، استوی، کی تحقیق میں نہیں پڑتے، بلکہ چپ رہتے ہیں

امام ابوحنیفہؒ کی رائے

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ، یوں کہا جائے کہ اس کا معنی معلوم ہے، لیکن کیفیت معلوم نہیں ہے، کیونکہ کیفیت کا علم ہمیں نہیں ہے، شرح فقہ اکبر جو امام ابوحنیفہؒ کی مشہور کتاب ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

و لہ ید و وجہ و نفس کما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن ، فما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن من ذکر الوجہ و الید و النفس فهو له صفات بلا کیف ،
و لا یقال : ان یدہ قدرتہ او نعمتہ لان فیہ ابطال الصفة و هو قول اهل القدر و الاعتزال ، و لكن یدہ صفتہ بلا کیف ، و غضبہ و رضاه صفتان تعالیٰ بلا کیف ۔
(شرح کتاب الفقہ الاکبر، ص ۶۶-۶۸،)

ترجمہ۔ اللہ کے لئے ہاتھ، چہرہ، نفس، جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر ہے، [اس پر ایمان رکھے] پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو ذکر کیا ہے، چہرہ، ہاتھ، نفس، تو یہ اللہ کی صفت ہے، لیکن بغیر کیفیت کے ہے اور یہ نہ کہا جائے، کہ اللہ کے ہاتھ کا مطلب، اس کی قدرت ہے، یا اللہ کی نعمت ہے، اس لئے کہ اس تاویل کرنے میں اللہ کی صفت کو باطل کرنا ہے، قدریہ اور معتزلہ جماعت کی رائے یہی ہے کہ، [اللہ کا ہاتھ کا مطلب اس کی قدرت یا اس کی نعمت ہے] لیکن اصل بات یہ ہے کہ، اللہ کے ہاتھ کا مطلب ہے، اس کی صفت، لیکن بغیر کیفیت کے۔ اللہ کا غصہ، اور اللہ کی رضا مندی دونوں اللہ کی صفتیں ہیں، لیکن بغیر کیفیت کے۔

اور شارحین نے، الرحمن علی العرش استوی کو بھی اسی میں داخل کیا ہے کہ استوی کا معنی معلوم ہے، لیکن کس کیفیت میں اللہ نے عرش پر استوی کیا ہے یہ معلوم نہیں ہے، اور نہ کسی آیت، یا حدیث سے اس کی

کیفیت کا پتہ چلتا ہے، اس لئے یہ تشابہات میں سے ہے، اس لئے اس پر خاموش ہی رہنا چاہئے۔

امام غزالیؒ کی رائے

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ استوی کا ترجمہ عرش پر مستقر ہونے، یا بیٹھنے کا نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے

عرش کی حفاظت کی، عرش پر قبضہ کیا، عرش کو باقی رکھا،

اگر، علی العرش استوی، کا ترجمہ، عرش کی حفاظت کی، عرش پر قبضہ کیا، عرش کو باقی رکھا، کیا

جائے تو اس میں اللہ کی کیفیت نہیں آتی، اس لئے اس ترجمہ میں کیفیت کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے

ان کی عبارت یہ ہے

استوی کا مفہوم یہ بیان کیا ہے۔ ﴿علی العرش استوی﴾ قہر، حفظ، و ابقی۔ (قواعد

العقائد، ص ۱۶۷)، عرش پر مستوی ہوئے، یعنی اس پر قاہر ہوئے، اس کی حفاظت کی، اور اس کو باقی رکھا

، انہوں نے یہ ترجمہ نہیں کیا کہ اللہ عرش پر مستقر ہوئے، یا مستوی ہوئے۔

امام طحاویؒ کا مسلک

امام طحاویؒ نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ عرش اور کرسی حق ہے، لیکن اللہ عرش اور کرسی سے بے نیاز ہے

، انکی عبارت یہ ہے۔ و العرش و الكرسي حق، و هو عزو جل مستغنى عن العرش و ما

دونہ۔ (العقيدة الطحاوية، عقيدة نمبر ۴۹۔ ۵۰، ص ۱۳)

ترجمہ۔ عرش اور کرسی حق ہے، لیکن اللہ تعالیٰ عرش اور کرسی سے بے نیاز ہے

یہ 6 جماعتیں اور 4 بزرگوں کی رائیں آپ کے سامنے ہیں، آپ خود بھی غور کریں

یہ الفاظ بھی متشابہات میں سے ہیں

[۱] استوی علی العرش کے علاوہ، یہ 9 الفاظ بھی متشابہات میں سے ہیں
ابھی اوپر آیت گزری۔ لیس کمثلہ شیء۔ (آیت ۱۱، سورت الشوری ۴۲)
ترجمہ۔ کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے،

اس لئے کہ اللہ کے ہاتھ، چہرہ وغیرہ ہمارے ہاتھ چہرہ کی طرح نہیں ہو سکتے، ان کا حقیقی معنی اللہ ہی کو معلوم ہے، اس لئے یہ الفاظ اور اعضاء متشابہات میں سے ہیں، اور متشابہات میں زیادہ گھسنے سے آیت میں منع فرمایا ہے، اس لئے ان الفاظ پر ایمان رکھے، اور زیادہ گھسنے سے احتراز کرے
مفسر حضرات نے موقع محل کے اعتبار سے ان الفاظ کا ترجمہ کیا ہے، جو حقیقی ترجمہ تو نہیں ہے، لیکن لوگوں کو سمجھانے کے لئے ان جملوں کا قریب قریب مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے

وہ نواعضاء یہ ہیں

[۱] اللہ کا ہاتھ

[۲] اللہ کا چہرہ، وجہ اللہ

[۳] اللہ کا نفس

[۴] اللہ کی آنکھ

[۵] دائیں ہاتھ

[۶] انگلی

[۷] قدم

[۸] اللہ کا اترنا

[۹] حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کرنا

[۱] اللہ کے ہاتھ کے لئے یہ آیتیں ہیں

30۔ و قالت اليهود يد الله مغلولة غلت ايديهم و لعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان

ينفق كيف يشاء۔ (آیت ۶۴ سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔ اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ہاتھ تو خود انکے بندھے ہوئے ہیں، اور جو بات انہوں نے کہی ہے اس کی وجہ سے ان پر لعنت الگ پڑی ہے ورنہ اللہ کے دونوں ہاتھ پوری طرح کشادہ ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے

31۔ ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله ، يد الله فوق ايديهم۔ (آیت ۱۰، الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ اے پیغمبر جو لوگ تم سے بیعت کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے

32۔ فسبحان الذي بيده ملكوت كل شيء۔ (آیت ۸۳، سورت یسین ۳۶)

ترجمہ۔ غرض پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے
ان تین آیتوں میں اللہ کے ہاتھ کا ذکر ہے

[۲] اللہ کا وجہ یعنی چہرہ کے لئے یہ آیتیں ہیں

33۔ و لله المشرق و المغرب فايما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع عليم۔ (آیت

۱۱۵، سورت البقرة ۲)۔ ترجمہ۔ اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کی ہیں لہذا جس طرف بھی تم رخ

کرو گے وہیں اللہ کا رخ ہوگا بیشک اللہ بہت وسعت والا بڑا علم رکھنے والا ہے

34۔ و ما تنفقوا من خیر فلا نفکم ، و ما تنفقون الا ابتغاء وجه اللہ (آیت ۲۷۲،

سورت البقرة ۲)۔ ترجمہ۔ اور جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو وہ تمہارے فائدے کے لئے ہوتا ہے ، جبکہ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا کسی اور غرض سے خرچ نہیں کرتے ہو

35۔ و ما ایتیم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المفلحون۔ (آیت ۳۹،

سورت الروم ۳۰)۔ ترجمہ۔ اور جو زکوۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، تو جو

لوگ بھی ایسا کرتے ہیں وہ ہیں جو اپنے مال کو کئی گنا بڑھا لیتے ہیں

ان تینوں آیتوں میں اللہ کے وجہ، یعنی چہرے کا ذکر ہے

[۳] نفس کے لئے یہ آیت ہے

36۔ تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک۔ (آیت ۱۱۶، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔ آپ وہ باتیں جانتے ہیں جو میرے دل میں پوشیدہ ہیں، اور میں آپ کی پوشیدہ باتوں کو نہیں

جانتا۔۔۔ اس آیت میں نفس کا ذکر ہے

[۴] آنکھ کے لئے یہ آیت ہے

37۔ و لتصنع علی عینی۔ (آیت ۳۹، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ اور یہ سب اس لئے کیا تھا تا کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔ یہ حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا

اس آیت میں عین، یعنی آنکھ کا ذکر ہے

[۵] یمین کے، یعنی دائیں ہاتھ کے لئے یہ آیت ہے

38۔ و السموات مطويات بيمينه۔ (آیت ۶۷، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اور سارے کے سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے

[۶] انگلی کے لئے یہ حدیث ہے

3۔ ان قلوب بنی آدم کلها بین اصبعین من اصابع الرحمن۔ (مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر

بن العاص، ج ۱۱، ص ۱۳۰، نمبر ۶۵۶۹)

ترجمہ۔ تمام ابن آدم کے دل رُحْمٰن کی انگلیوں میں ہیں

اس حدیث میں اللہ کی انگلیوں کا ذکر ہے

[۷] قدم کے لئے یہ حدیث ہے

4۔ عن ابی ہریرۃ... یقال لجہنم هل امتلأت و تقول هل من مزید؟ فیضع الرب

تبارک و تعالیٰ قدمہ علیہا فتقول قط قط (بخاری شریف، کتاب سورۃ ق، اب قولہ و تقول

هل من مزید، ص ۸۵۸، نمبر ۴۸۴۹)

ترجمہ۔ جہنم سے پوچھا جائے گا کیا تم بھر گئی؟ تو جہنم کہے گی کہ اور بھی دیں، تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنے

قدم کو رکھ دیں گے تو جہنم کہنے لگے گی، بس بس۔۔۔ اس حدیث میں اللہ کے قدم کا ثبوت ہے۔

[۸] اترنے کے لئے یہ حدیث ہے

5۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ینزل ربنا عز و جل کل لیلۃ الی سماء

الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر۔ (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، باب ای اللیل افضل، ص

۱۹۷، نمبر ۱۳۱۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہمارا رب ہر رات میں، جب تین پہر باقی رہ جاتا ہے تو سماء دنیا کی طرف اترتا ہے۔۔۔ اس حدیث میں اللہ کے اترنے کا ثبوت ہے۔

[۹] حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے

6۔ عن ابی ہریرۃ عین النبی ﷺ قال خلق اللہ آدم علی صورۃ طولہ ستون

ذراعا۔ (بخاری شریف، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، ص ۸۴، نمبر ۶۲۷۷، مسلم شریف، کتاب الجنة ونعيمها، باب يدخل الجنة اقوام اقوام ٹھم مثل ائمة الطیر، ص ۱۲۳۴، نمبر ۲۸۴۱/۷۱۶۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا، ان کی اونچائی ساٹھ ہاتھ تھی

اس حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے

یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں، اس کے اندر کے معنی نکالنے میں زیادہ نہ پڑیں۔

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 6 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۸۔ قلم کیا چیز ہے

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

قرآن اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے لکھنے کے لئے قلم پیدا کیا، اور اس کو لکھنے کے لئے کہا، تو اس نے وہ تمام چیزیں لکھ دیں جو اس کو لکھنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اس کی کیفیت کیا ہے یہ معلوم نہیں ہے، یہ اللہ ہی جانے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

- 1۔ ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ۔ (آیت ۱، سورت القلم ۶۸)
- ترجمہ۔ ن، اے پیغمبر قسم ہے قلم کی، اور اس چیز کی جو وہ لکھ رہے ہیں
- 2۔ اقْرءْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ (آیت ۴، سورت العلق ۹۶)
- ترجمہ۔ پڑھو، اور تمہارا رب سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی

- 1۔ قال عباده بن الصامت لابنه سمعت رسول الله ﷺ يقول ، ان اول ما خلق الله تعالى القلم ، فقال له اكتب فقال رب و ما ذا اكتب ؟ قال اكتب مقادير كل شيء حتى تقوم الساعة ، يا بني اني سمعت رسول الله ﷺ يقول من مات على

غیر ہذا فلیس منی۔ (ابوداؤد شریف، کتاب السنۃ، باب فی القدر، ص ۶۶۴، نمبر ۴۷۰۰/ترمذی

شریف، کتاب القدر، باب اعظام امر الایمان بالقدر، ص ۴۹۵، نمبر ۲۱۵۵)

ترجمہ۔ حضرت عبادہ ابن ثابت نے اپنے بیٹے سے کہا۔ حضورؐ سے میں نے کہتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اس سے کہا کہ لکھو، قلم نے کہا میرے رب میں کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا کہ، قیامت کے قائم ہونے تک ہر چیز کی تقدیر لکھو، پھر حضرت عبادہ بن صامت نے کہا، اے بیٹے میں نے حضورؐ سے یہ سنا ہے جو اس تقدیر کے علاوہ پر مرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے، یعنی مسلمان نہیں ہے۔

ان آیتوں اور حدیث سے پتہ چلا کہ قلم اللہ کی کوئی خاص چیز ہے جسکو سب سے پہلے پیدا کیا اور قیامت تک اور اس کے بعد آنے والی تمام باتوں کو لکھنے کا حکم دیا، اور قلم نے ان تمام باتوں کو لکھ دیا، لیکن یہ قلم ہمارے قلم کی طرح نہیں ہے، یہ کیسا ہے اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔

لوح کیا چیز ہے

لوح کا معنی تختی کے ہے، لیکن یہ کیسا لوح ہے اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ شیاطین اور جنات اس لوح تک نہیں پہنچ سکتے کہ اس میں تبدیل یا تحریف کر سکیں، اسی لوح میں قرآن کریم محفوظ تھا، اور ابھی بھی ہے، اس سے نکال کر کے حضور پاک ﷺ پر اتارا گیا جو آج ہمارے سامنے موجود ہے

3۔ بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ (آیت ۲۲، سورت البروج ۸۵)

ترجمہ۔ بلکہ یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے

4۔ انه لقرآن کریم فی کتاب مکنون۔ (آیت ۷۷، سورت الواقعة ۵۶)

ترجمہ۔ یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں پہلے سے درج ہے

2۔ عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ ﷺ... قال کان اللہ قبل کل شیء، و کان عرشہ علی الماء، و کتب فی اللوح ذکر کل شیء۔ (مسند احمد، حدیث عمران بن حصین، ج ۳۳، ص ۱۰۷، نمبر ۱۹۸۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تھا، اور اللہ کا عرش پانی پر تھا، اور ہر چیز کا ذکر لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا۔

ان آیات اور حدیث سے پتہ چلا کہ قرآن لوح محفوظ میں تھا، وہاں سے پھر حضورؐ پر اتارا گیا، اور یہ بھی پتہ چلا کہ لوح محفوظ میں ہر چیز کا ذکر ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۹۔ ایمان کی تفصیل

اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

چھ چیزوں پر ایمان ہو تو آدمی کو مومن قرار دیا جائے گا

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا، لیکن اگر ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرے گا تو وہ کافر نہیں ہوگا، وہ مسلمان ہی رہے گا، اس لئے ذرا اسی بات پر کفر کا فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔

[۱] اللہ پر ایمان ہو

[۲] رسول پر ایمان ہو

[۳] کتاب یعنی قرآن کریم پر ایمان ہو

[۴] فرشتہ پر ایمان ہو

[۵] آخرت کے دن پر ایمان ہو

[۶] اور تقدیر پر ایمان ہو تو وہ مومن ہے

عقیدۃ الطحاویۃ میں ہے

کہ ان چھ چیزوں پر ایمان ہونا ضروری ہے

۱۔ و الايمان ، هو الايمان بالله ، و ملائكتہ ، و كتبه ، و رسلہ ، و اليوم الآخر ، و

القدر خيره و شره ، و حلوله و مره ، (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۶، ص ۱۵)

ترجمہ۔ اللہ پر ایمان ہو، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، تقدیر پر کہ

خیر اور شر، اچھا اور خراب سب اللہ کی جانب سے ہے، اس پر ایمان ہو

اس عبارت میں ہے کہ چھ چیزوں پر ایمان لانے سے آدمی مومن بنتا ہے

ان چھ باتوں کی دلیل یہ ہیں۔

آیت یہ ہے

1۔ امن الرسول بما انزل اليه من ربه و المومنون كل آمن بالله و ملائكتہ و كتبه و

رسلہ لا نفرق بين احد من رسلہ۔ (آیت ۲۸۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ یہ رسول (محمد ﷺ) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی

ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی ان چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر

، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے رسولوں کے

درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے [کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی پر ایمان نہ لائیں]

اس آیت میں چار چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔

2۔ و لكن البر من آمن بالله و اليوم الآخر و الملائكة و الكتاب و النبيين۔ (آیت ۱۷۷، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، اور اللہ کی کتابوں پر، اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں
اس کی دلیل یہ احادیث ہیں

1۔ عن يحيى ابن يعمر... قال فاخبرني عن الايمان؟ قال ان تؤمن بالله و ملائكته، و كتبه، و رسله، و اليوم الآخر، و تؤمن بالقدر خيره و شره قال صدقت۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، ص ۲۵، نمبر ۹۳۸)

ترجمہ۔ حضورؐ سے پوچھا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائے، تو حضورؐ نے فرمایا کہ، اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، خیر اور شر اللہ کی جانب سے ہے، اس تقدیر پر ایمان لاؤ، فرشتے نے کہا، آپ نے سچ کہا

2۔ عن ابي سعيد قال لقي رسول الله ﷺ ابن صائد في بعض طرق المدينة..... فقال اتشهد انت اني رسول الله؟ فقال النبي ﷺ آمنت بالله و ملائكته و

كتبه و رسله و اليوم الآخر۔ (ترمذی شریف، باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد، ص ۵۱۶، نمبر ۲۲۷۷)
ترجمہ۔ مدینے کے ایک راستے میں حضورؐ کی ابن صائد سے ملاقات ہوئی۔۔۔ ابن صائد نے کہا کہ کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں ایمان لاتا ہوں، اللہ پر، اس کے فرشتے پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر

ان آیت اور احادیث میں چھ چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے، اس لئے ان چھ چیزوں پر ایمان لائے گا
تو مومن بنے گا ورنہ نہیں

اللہ پر ایمان کا مطلب

اللہ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایک مانے
کافر۔۔۔ اب کوئی اللہ کو، خالق مانتا ہی نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ پوری دنیا خود بخود پیدا ہو گئی ہے، جیسے
دھر یہ کہتے ہیں، یا اس زمانے کے ناستک کہتے ہیں، تو ایسے آدمی کو، کافر، کہتے ہیں
مشرک۔۔۔ اور اگر خدا کو تو مانتا ہے، دنیا کو پیدا کرنے والا مانتا ہے، لیکن کئی خدا مانتا ہے تو اس کو، مشرک
کہتے ہیں۔۔۔ باقی تفصیل شرک کی بحث میں دیکھیں

کتاب، قرآن، کو ماننے کا مطلب

قرآن ماننے کی تین صورتیں

[۱] قرآن کے ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ہر ہر آیت کو مانے کہ یہ اللہ کی جانب سے اتری ہوئی
آیت ہے، ان میں سے ایک آیت کا بھی انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا
[۲] صریح آیت سے کوئی حکم ثابت ہو تو اس کو ماننا بھی ضروری ہے، اس سے انکار کرے گا تو کافر ہو
جائے گا

مثلاً نماز، روزہ صریح آیت سے ثابت ہے اس لئے اس کا انکار کرے گا، مثلاً یہ کہے کہ میں نماز کو نہیں
مانتا، یا روزے کو نہیں مانتا تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے آیت کا انکار کر دیا
فقہ کی کتابوں میں اسی بات کو کہا ہے کہ امور دینیہ کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا، یعنی وہ امور دینیہ
جو صریح آیت سے ثابت ہو تو اس کو انکار کرنے سے آیت کا انکار کرنا لازم آتا ہے اس لئے اب وہ کافر
ہوگا

لیکن کوئی آدمی مانتا ہے کہ نماز فرض ہے، روزہ فرض ہے، اس کا انکار نہیں کرتا، لیکن سستی کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہے، یا روزہ نہیں رکھتا ہے، تو یہ اب کافر نہیں ہوگا، البتہ اس کو فاسق کہا جائے گا۔

مغلق آیت کی تفسیر ماننے کا اصول

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ، آیت مغلق ہے، اس کا معنی واضح نہیں ہے، اور کسی صریح حدیث میں اس کا معنی بیان بھی نہیں ہوا ہے، اب دو مفسروں نے دو معنی بیان کئے ہیں، اب ایک آدمی آیت کو تو مانتا ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے اتری ہوئی آیت ہے، لیکن ایک تفسیر کو مانتا ہے، اور دوسری تفسیر کے اعتبار سے جو معنی بنتا ہے، یا دوسری تفسیر کے اعتبار سے جو حکم بنتا ہے وہ نہیں مانتا ہے، تب بھی یہ آدمی کافر نہیں بنے گا، کیونکہ اس نے آیت کو تو مانا ہے، البتہ اس کی مغلق تفسیر کو نہیں مانا، اس لئے وہ کافر نہیں بنے گا، یہ اصول یاد رکھنا بہت ضروری ہے، ورنہ بہت سے مسلک والے ایسا کرتے ہیں کہ مبہم آیت کا معنی اپنی تفسیر کے اعتبار سے کرتے ہیں، اور دوسرے مسلک والے اس کو نہیں مانتے ہیں تو اس کو کافر قرار دے دیتے ہیں، اور اتنا تشدد کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، اور کوئی اس کا نماز جنازہ پڑھا دے تو جنازہ پڑھانے والے، اور جنازہ پڑھنے والے سب کو کافر قرار دے دیتے ہیں اور ان سب کا نکاح توڑوا دیتے ہیں۔

اس نکتے پر غور کریں، کہ ایسے فتوے سے مسلمان کتنے ٹکڑوں میں بٹ گئے، اور آج مسلمانوں کا کیا حشر بنا ہوا ہے۔

آیت کے انکار سے کافر ہو جائے گا اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔ ان الذین کفروا بآیات اللہ لہم عذاب شدید (آیت ۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ بیشک جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا، ان کے لئے سخت عذاب ہے

4۔ و من یکفر بآیات اللہ فان اللہ سریع الحساب (آیت ۱۹، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور جو شخص بھی اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے گا تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

5۔ ان الذین یکفرون بآیات اللہ و یقتلون النبیین بغیر حق۔ (آیت ۲۱، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں [ان کو دردناک عذاب کی خبر سنادو]۔

6۔ و لکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ (آیت ۳۳، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

ان ساری آیتوں میں ہے کہ جو اللہ کی آیتوں کو نہیں مانے گا وہ کافر ہے

اور آیت کے انکار کا مطلب پہلے گزرا کہ قرآن کی کسی ایک آیت کا انکار کرے، یا آیت سے جو صریح حکم

ثابت ہوتا ہو اس سے انکار کرنے سے آدمی کافر بنے گا

کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب

آیت میں، و کتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ (آیت ۲۸۵، سورت البقرة ۲)، جمع کا صیغہ آیا ہے، اس کا مطلب دیکھیں

کتبہ۔ آیت میں کتبہ، جمع کا صیغہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جتنی کتابیں اتاری ہیں وہ سب برحق ہیں، ہم ان سب پر ایمان رکھیں کہ وہ کتابیں اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے رہنمائی کے لئے کافی تھیں، اور ان میں بھی، اوپر کے ایمان کے وہ چھ جز موجود تھیں، جن پر ہم کو ایمان لانا ضروری ہے، البتہ انکے جزئیاتی مسائل الگ الگ تھے، اب اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ مسائل اب منسوخ ہو گئے ہیں، اب تو حضور کی شریعت ہی پر عمل کرنا ہوگا

ان تمام آسمانی کتابوں کا احترام کریں، اور ان سے دل سے محبت کریں

و رسلہ۔ آیت میں رسلہ، جمع کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام رسولوں پر ایمان رکھیں کہ وہ اپنے اپنے زمانے میں برحق رسول، اور نبی تھے، اور ان کی شریعت برحق تھی، ان میں ایمان کے جو چھ جز ہیں [اللہ، رسول، کتاب، فرشتہ، آخرت، اور تقدیر پر ایمان لانا] یہ تمام نبیوں میں ایک ہی تھے، البتہ انکے جو جزئیاتی مسئلے تھے، مثلاً نماز کے طریقے، روزے کے طریقے، یہ الگ الگ تھے، اس لئے انکے جزئیاتی مسئلے پر اب عمل نہیں کریں گے، اور چھ جز تو پر ہمارا ایمان ہوگا ہی

پچھلے رسولوں کی شریعت میں تھا کہ ان چھ چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے

اس کی دلیل یہ آیت ہے

۔ آمّن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون ، کل آمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و
رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ (آیت ۲۸۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ یہ رسول [یعنی محمد ﷺ] اس چیز پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل
کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی۔ یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور
اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے
اس آیت میں ہے کہ پچھلے تمام رسولوں کی شریعت میں اللہ تمام رسول، فرشتے، اور تمام کتابوں پر ایمان
لانا ضروری تھے

ان تمام رسولوں پر ایمان بھی رکھیں کہ وہ برحق رسول، اور برحق نبی تھے، اور ان کا احترام کرنا بھی لازم
ہے، اور ان سے دل سے محبت بھی کریں، اس میں ادنیٰ برابر کمی کوتاہی کرنا جائز نہیں ہے، یہی اسلام کی
تعلیم ہے

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا

تو وہ کافر ہو جائے گا

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا، لیکن اگر ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرے گا تو وہ کافر نہیں ہوگا، وہ مسلمان ہی رہے گا، اس لئے ذرا اسی بات پر کفر کا فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔

اس کی دلیل عقیدۃ الطحاویۃ کی یہ عبارت ہے

و لا یخرج العبد من الایمان الا بجهود ما ادخله الله فیہ۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۱، ص ۱۵)

ترجمہ۔ اللہ نے جن چیزوں پر ایمان رکھنے سے ایمان میں داخل کیا اسی کے انکار سے وہ ایمان سے نکلے گا

اس عبارت میں ہے کہ جب ان چھ باتوں کے اقرار سے آدمی مسلمان ہوتا ہے، اس لئے اسی میں سے کسی ایک کے انکار سے وہ ایمان سے نکلے گا، لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرتا تو وہ مومن ہی رہے گا، اسی طرح گناہ کبیرہ کرنے سے وہ کافر نہیں ہوگا، ہاں گناہ کبیرہ کرنے کو حلال سمجھنے لگے تب وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ گناہ کبیرہ کو حلال سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ کبیرہ والی آیت کا انکار کر رہا ہے۔

دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے

ایمان کے لئے جو چھ باتیں ضروری ہیں ان سب کو دل سے تصدیق کرے، اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرے کہ میں مسلمان ہوں تب وہ مومن بنے گا، اور اگر وہ دل سے تصدیق نہیں کرتا صرف زبان سے اس کا اقرار کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہے، شریعت میں اس کو، منافق، کہتے ہیں، اور بعض کتاب میں یہ بھی ہے کہ اعضاء سے اس پر عمل کرے

زبان سے اقرار اس لئے ضروری ہے تاکہ اس پر دنیاوی احکام جاری کئے جائیں، مثلاً: اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے، اس سے مسلمان عورت کا نکاح کیا جائے، کیونکہ اسلام کا اقرار نہیں کرے گا تو اہل دنیا کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مسلمان ہے، اور اس پر اسلامی احکامات جاری کئے جائیں

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

و الایمان هو الاقرار باللسان ، و التصدیق بالجنان ۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ، نمبر ۶۲، ص ۱۵)

ترجمہ۔ زبان سے اقرار کرنا، اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے
اس عبارت میں ہے کہ دل سے تصدیق کرنا، اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کا نام ایمان ہے

قتل کے خوف سے ایمان کا انکار

اگر دل میں ایمان موجود ہے، لیکن قتل کے خوف سے زبان سے اللہ کا انکار کیا تب بھی وہ مومن ہی رہے گا، کیونکہ اصل ایمان دل میں اللہ کو ایک ماننا ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

7۔ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکره و قلبه مطمئن بالايمان و لكن من شرح بالكفر صدرا فعليه من الله و لهم عذاب عظیم (آیت ۱۰۶، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے [تو وہ کافر ہے] وہ کافر نہیں ہے جس کو زبردستی کلمہ کفر کہنے پر مجبور کر دیا گیا ہو، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، بلکہ وہ شخص جس نے اپنا سینہ کفر کے لئے کھول دیا ہو [تو وہ کافر ہو گیا] تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے غضب نازل ہوگا، اور ان کے لئے زبردست عذاب تیار ہے۔

ان آیات میں دو باتیں ہیں [۱] دل سے ایک اللہ کو نہیں مانتا ہو تب تو زبان سے کہنے سے بھی وہ اللہ کے یہاں مومن نہیں ہے۔ [۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ دل میں ایمان جما ہوا ہے، لیکن کسی مجبوری سے زبان سے اللہ کا انکار کیا تو وہ مومن ہے، اس پر کفر کا فتویٰ لگانا صحیح نہیں ہے۔

8۔ اولئك كتب فی قلوبهم الايمان۔ (آیت ۲۲، سورت المجادلة ۵۸)

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ دل میں اللہ کی توحید کے جم جانے کا نام اصل ایمان ہے۔

3۔ عن انس عن النبی ﷺ قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله و فی قلبه وزن

شعيرة من خير۔ (بخاری شریف، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان ونقصانه، ص ۱۰، نمبر ۴۴)
ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے، لا الہ الا اللہ، کہا اور اس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے تو وہ جہنم سے نکالا جائے گا

4۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ..... ثم يخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و كان فی قلبه من الخیر ما یزن ذرة۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنة منزلة فیہا، ص ۱۰۲، نمبر ۱۹۳/۳۴۷۸ بخاری شریف، باب کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالیٰ یوم القيامة مع الانبیاء وغیرہم، ص ۱۲۹۴، نمبر ۷۱۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ۔۔۔ جس نے، لا الہ الا اللہ، کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر، یعنی ایمان ہے تو وہ جہنم سے نکالا جائے گا

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ زرہ برابر دل میں ایمان ہو تو جنت میں داخل ہوگا، جس کا مطلب یہ ہے کہ دل کے تصدیق کا نام اصل ایمان ہے۔

ہم دل کی تفتیش کرنے کے مکلف نہیں ہیں

اگر زبان سے ایمان کا اقرار کرتا ہے تو ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ یہ تفتیش کریں کہ اس نے دل سے کہا کہ نہیں کہا، بلکہ ہم اس کو مومن مان کر اس پر اسلام کے احکام جاری کر دیں گے، ہاں اگر وہ ظاہری طور پر کفر یا شرک کا عمل کرتا ہے تو اب اس کو کافر مانا جائے گا، مثلاً وہ ایمان کا اقرار بھی کرتا ہے، اور بتوں کے سامنے سجدہ بھی کرتا ہے تو اب اس کو کافر سمجھا جائے گا، کیونکہ عمل کے اعتبار سے اس نے

کفر کیا ہے

دل کی تفتیش کرنے کا ہم مکلف نہیں اس کے لئے حدیث یہ ہے

5۔ عن اسامة بن زيد فادرکت رجلا فقال لا اله الا الله فطعنته فوق في نفسي من ذالك فذكرته للنبي ﷺ فقال رسول الله ﷺ أقال لا اله الا الله و قتلته ؟ قال قلت يا رسول الله انما قالها خوفا من السلاح قال افلا شققت عن قلبه حتى تعلم أقالها ام لا ، فما زال يكررها على حتى تمينت اني اسلمت يومئذ ۔ (مسلم شریف ، کتاب الایمان ، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا اله الا الله ، ص ۵۶ ، نمبر ۹۶۷۷ / ۲۷۷۷ ، ابوداؤد شریف ، کتاب الجہاد ، باب علی ما یقاتل المشرکون ، ص ۳۸۱ ، نمبر ۲۶۴۰)

ترجمہ۔ حضرت خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے ملا ، تو وہ ، لا اله الا الله ، کہنے لگا لیکن پھر بھی میں نے اس کو قتل کر دیا ، میرے دل میں اس کے بارے میں بات آئی تو میں نے نبی ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا ، تو آپ نے فرمایا کہ ، لا اله الا الله ، کہا پھر بھی آپ نے اس کو قتل کر دیا ؟ میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کہا تھا ، تو حضورؐ نے فرمایا ، کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا ! تاکہ تم جان لو کہ اس نے سچ کہا تھا یا نہیں ، اور اس بات کو بار بار دہراتے رہے ، یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ آج ہی مسلمان ہوتا تو اچھا تھا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان سے لا اله الا الله کہا تو آگے دل میں ایمان ہے یا نہیں اس کی تفتیش کی ضرورت نہیں ہے ، یہ اللہ جانے ، ہم اس کو مسلمان جانیں گے اور اس پر اسلامی احکام جاری کریں گے ۔ آج کل ذرا سی بات پر لوگ دوسروں کو کافر ، اور مشرک ہونے کا فتویٰ دے دیتے ہیں ، اور اس پر تشدد کرتے ہیں یہ بات حدیث کے خلاف ہے ۔

ایمان کا ایک حصہ عمل کرنا بھی ہے

ایمان کا ایک حصہ عمل کرنا بھی، اسی لئے بعض کتاب میں، و العمل بالارکان، بھی لکھا ہوا ہے کہ۔
البتہ ایک بات ضرور ہے کہ اصل ایمان کے خلاف عمل کرے گا تو اس کو کافر شمار کر دیا جائے گا، مثلاً آیت میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کرو، اور اس نے بتوں کے سامنے سجدہ کر دیا، تو اس عمل سے وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے صریح آیت کے خلاف عمل کیا
عمل کی دلیل یہ آیت ہے

9۔ وانی لغفار لمن تاب و آمن و عمل صالحا ثم اهتدی۔ (آیت ۸۲، سورت طہ ۲۰)۔
ترجمہ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اور نیک عمل کرے پھر سیدھے راستے پر قائم رہے تو میں اس کے لئے بہت بخشنے والا ہوں

10۔ الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات۔ (آیت ۳، سورت العصر ۱۰۳)
ترجمہ۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں [تو وہ نقصان میں نہیں ہیں
11۔ من امن بالله و الیوم الآخر و عمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم۔ (آیت ۶۲، سورت البقرہ ۲)
ترجمہ۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں گے، اور نیک عمل کریں گے وہ اپنے رب کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہوں گے

ان آیتوں میں ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے، جس سے معلوم ہوا کہ نیک عمل کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

ہم جو کلمہ پڑھتے ہیں، وہ دو آیتوں کا مجموعہ ہے۔

کلمہ طیبہ دو آیتوں کا مجموعہ ہے ایک ہے، لا الہ الا اللہ، اور دوسرا ہے، محمد رسول اللہ۔
اس آیت میں اس کی دلیل ہے

12۔ فاعلم انه لا الہ الا اللہ و استغفر لذنبک۔ (آیت ۱۹، سورت محمد ۴۷)

ترجمہ۔ اس لئے اے پیغمبر یقین جانو! کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اور اپنے قصور پر بھی بخشش کی دعا مانگتے رہو

13۔ انہم کانوا اذا قيل لهم لا الہ الا اللہ يستکبرون۔ (آیت ۳۵، سورت الصافات ۳۷)

ترجمہ، ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو یہ اکر ڈکھاتے تھے
ان دونوں آیتوں میں، لا الہ الا اللہ، کا ذکر ہے
اور رسول اللہ کے لئے یہ آیت ہے

14۔ محمد رسول اللہ و الذین آمنوا اشداء علی الکفار رحماء بینہم (آیت ۲۹،

سورت الفتح ۲۸) ترجمہ۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے
مقابلے میں سخت ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں

6۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس، شهادة ان لا
الہ الا اللہ، و ان محمد رسول اللہ۔ (بخاری شریف، کتاب الایمان، باب قول النبی، بنی
الاسلام علی خمس، ص ۵، نمبر ۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے،، شہادۃ ان لا الہ الا اللہ، و ان محمد رسول اللہ۔
اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۰۔ تقدیر

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے کسی کی قسمت میں ایک چیز لکھ دی ہے وہ ہو کر رہے گی۔ اللہ نے ہر آدمی کی تمام باتوں کو پہلے سے لکھ دیا ہے، پھر جو آدمی نیک بخت ہے وہ اپنی خوشی سے، اور اپنی چاہت سے نیک کام کرتا رہتا ہے، اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے،، اور بد آدمی اپنی چاہت سے اور اپنے اختیار سے برا کام کرتا رہتا ہے، اور اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوتا ہے، یہ داخل ہوا اپنے عمل سے، اگرچہ تقدیر میں پہلے سے لکھا تھا۔

آدمی کو اس پر ایمان رکھنا چاہئے، ایمان کے چھ اجزاء میں سے ایک جز تقدیر بھی ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ و ما یعزب عن ربک من مثقال ذرة فی الارض و لا فی السماء و لا اصغر من ذالک و لا اکبر الا فی کتاب مبین۔ (آیت ۶۱، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ اور تمہارے رب سے کوئی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمان میں، نہ اس سے چھوٹی، نہ بڑی، مگر وہ ایک واضح کتاب میں درج ہے

2۔ و کل شیء فعلوہ فی الزبر و کل صغیر و کبیر مستطر۔ (آیت ۵۲-۵۳، سورت القمر ۵۴) ترجمہ۔ اور جو جو کام انہوں نے کئے ہیں وہ سب اعمال ناموں میں درج ہیں، اور ہر چھوٹ اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے

ان آیتوں میں تقدیر کا تذکرہ ہے، اس لئے تقدیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے

1۔ و قال ﷺ اول ما خلق اللہ القلم فقال له اکتب فقال القلم ما ذا اکتب یا رب ؟ فقال اللہ تعالیٰ اکتب ما هو کائن الی یوم القیامة۔ (ابوداؤد شریف، نمبر ۴۷۰۰/ترمذی شریف، نمبر ۲۱۵۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اور اس کو کہا لکھو، قلم نے کہا اے رب میں کیا لکھوں، اللہ نے فرمایا، قیامت تک جتنی باتیں ہونے والی ہیں سب لکھ دو

2۔ عن عبد اللہ بن عمر بن العاص قال سمعت عمر بن العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السماوات و الارض بخمسين الف سنة قال عرشه علی الماء۔ (مسلم شریف، باب حجاج آدم وموسیٰ، ص ۱۱۵۶، نمبر ۲۶۵۳/۶۷۴۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، زمین اور آسمان کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ نے مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا

3۔ عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ لا يؤمن عبد حتى يؤمن بالقدر خيره و شره حتى يعلم ان ما اصابه لم يكن ليخطئه ، و ان ما أخطأه لم يكن ليصيبه -

(ترمذی شریف، باب ماجاء ان اليمان بالقدر خيره و شره، ص ۴۹۳، نمبر ۲۱۴۴)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، تقدیر میں جو خیر اور شر لکھا ہوا ہے، اس پر جب تک ایمان نہ رکھے، آدمی مومن نہیں بن سکتا، یہ بھی جان لے کہ جو اس کو پہنچنا ہے، وہ کبھی خطا نہیں کر سکتا، اور جو اس کو نہیں پہنچنا ہے، اس میں بھی غلطی نہیں ہوگی، یہ یقین کر لے

ان احادیث اور آیات میں ہے کہ تقدیر حق ہے، اور اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

[۱] تقدیر مبرم - [۲] اور تقدیر معلق

تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔ تقدیر مبرم، اور تقدیر معلق

تقدیر مبرم۔۔۔ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تقدیر بدلتی نہیں ہے یہ حتمی ہے، جیسے زید کی تقدیر میں لکھ دیا کہ وہ پچاس سال کی عمر میں مرے گا، تو یہ طے ہے کہ وہ پچاس سال کی عمر میں مرے گا۔

دوسری ہے، تقدیر معلق۔۔۔ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے پر وہ معلق ہے، اور اس کام کے کرنے پر تقدیر بدل سکتی ہے، مثلاً یہ کہے کہ اگر آپ نے ماں کی خدمت کی تو اس سے آپ کی عمر بڑھ جائے گی، تو یہاں خدمت سے عمر بڑھی، یہ تقدیر معلق ہے۔ لیکن اللہ کے علم میں ہے کہ یہ آدمی ماں کی خدمت کرے گا یا نہیں، اور اس کی عمر بڑھے گی یا نہیں ہے، یہ تقدیر مبرم ہے

دلیل: تقدیر معلق کی دلیل یہ حدیث ہے

4۔ عن سلمان قال قال رسول الله ﷺ : لا يرد القضاء الا الدعاء ، و لا يزيد

العمر الا البر۔ (ترمذی شریف، باب ما جاء لا يرد القدر الا الدعاء، ص ۴۹۲، نمبر ۲۱۳۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دعا ہی اللہ کے فیصلے کو بدلتی ہے، اور نیکی ہی عمر کو زیادہ کرتی ہے

اس حدیث میں ہے کہ دعا کی وجہ سے اللہ کا فیصلہ بدل سکتا ہے، یا نیکی کرنے کی وجہ سے عمر زیادہ ہو سکتی ہے، یہ بات تقدیر معلق میں ہوتی ہے، البتہ وہ ایسا کرے گا یا نہیں کرے گا یہ بات اللہ کے علم میں حتمی طور پر موجود ہے، جس کو تقدیر مبرم، کہتے ہیں

جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی کام کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے

حضورؐ نے فرمایا کہ تقدیر حق ہے، لیکن جو آدمی نیک ہوتا ہے اس کو نیکی کے کام کرنے کی توفیق ہوتی رہتی ہے، اور وہ اپنے نیک کام کی وجہ سے جنت میں جائے گا، اور جو بد ہے اس کو برا کام کرنے کی توفیق ہوتی رہتی ہے، پھر وہ برے کام کی وجہ سے جہنم میں جائے گا

اس کے لئے حدیث یہ ہے

5۔ عن علیؑ قال کنا فی جنازة فی بقیع الغرقد قال ما منکم من احد ، ما من نفس منفوشة الا کتب مکانها من الجنة و النار و الا کتب شقیة او سعیدہ فقال رجل یا رسول اللہ أفلا نتوکل علی کتابنا و ندع العمل ؟ فمن کان منا من اهل السعادة فسیصیر الی عمل اهل السعادة ، و اما من کان منا من اهل الشقاوة فسیصیر الی عمل اهل الشقاوة ،

قال اما اهل السعادة فیسرون لعمل السعادة، واما اهل الشقاوة فیسرون لعمل الشقاوة ، ثم قرأ ﴿فاما من اعطی و اتقى و صدق بالحسنی [آیت ۵-۶، سورت اللیل ۹۲]﴾ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر و قعود اصحابہ حولہ، ص ۲۱۸، نمبر ۱۳۶۲)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ہم جنت البقیع میں ایک جنازے میں تھے۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، ہم میں سے جتنے بھی نفس ہیں اس کی جگہ جنت یا جہنم میں لکھی ہوئی ہے، اور ہر ایک کا نیک اور بد لکھا ہوا ہے، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ، ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر لیں؟ اور عمل نہ چھوڑ دیں، تاکہ جو

ہم میں سے نیک لوگ ہوں وہ خود نیک عمل کی طرف چلے جائیں، اور ہم میں سے جو بد لوگ ہوں وہ خود ہی بد عمل کی طرف چلے جائیں، تو آپ نے فرمایا نیک آدمی کے لئے نیک کام آسان ہو جاتا ہے، اور برے آدمی کے لئے برا کام آسان ہو جاتا ہے، پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی، ﴿فاما من اعطى و اتقى و صدق بالحسنى﴾ [آیت ۵-۶، سورت اللیل ۹۲] ﴿

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی تقدیر میں نیکی لکھی ہے وہ نیک عمل ہی کرتا رہے گا، اور جس کی تقدیر میں برا لکھا ہے وہ برا کام ہی کرتا رہتا ہے

تقدیر کے بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے

تقدیر کا سمجھنا مشکل ہے اس لئے اس بارے میں زیادہ بحث کرنے سے منع کیا ہے، حدیث یہ ہے

6۔ عن ابی ہریرۃ قال خرج علينا رسول الله ﷺ ونحن نتنازع في القدر فغضب حتى احمر وجهه حتى كانما فقیء فی وجنتیه الرمان ، فقال : أبهذا أمرتم ام بهذا أرسلت اليکم ؟ انما هلك من كان قبلکم حين تنازعوا فی هذا الامر ، عزمتم علیکم عزمتم علیکم الا تنازعوا فیہ ۔ (ترمذی شریف، باب ما جاء فی التشدید فی القدر، ص ۲۹۰، نمبر ۲۱۳۳) ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ ہمارے سامنے حضورؐ تشریف لائے، تو حضورؐ اتنے غصے ہوئے کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، ایسا لگتا تھا کہ آپ کے چہرے پر انار پھاڑ دیا گیا ہو، اور کہنے لگے کہ کیا تم لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، کیا اس کے لئے میں مبعوث ہوا ہوں، تم سے پہلے جو لوگ اس بارے میں جھگڑے تو وہ ہلاک ہو گئے، تم کو بار بار زور دیکر کہتا ہوں کہ تقدیر کے بارے میں ہرگز نہ جھگڑا کرو۔

۳۱۔ استطاعت، خلق اور کسب، کیا ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اس باب میں تین باتیں ہیں۔ خلق، استطاعت، اور کسب
ان تینوں کو سمجھنا ضروری ہے

استطاعت کیا ہے

استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کرنے کی آپ کے پاس ساری سہولتیں موجود ہوں، تمام اسباب
مہیا ہوں، اسی پر اللہ کے حکم کا مدار ہے

احکام بجالانے کے لئے یہ چار باتیں ہوں تو اس کو، استطاعت، کہتے ہیں

[۱]۔۔ اس آدمی کی صحت اتنی اچھی ہو کہ وہ عبادت کر سکے۔

[۲]۔۔ اس کام کرنے کی طاقت ہو،

[۳]۔۔ اس کام کرنے پر قدرت ہو

[۴]۔۔ اور اس کام کرنے کے لئے اعضاء صحیح سالم ہوں، تب وہ کام انسان پر واجب ہوتا ہے، اسی کو
قدرت میسرہ، کہتے ہیں۔

ان چار باتوں کے ہونے کے بعد کام سے پہلے آدمی کا ارادہ ہو اور اس پر اللہ وہ کام کروادے اور اس کام کو تخلیق کر دے، اس کو، توفیق، کہتے ہیں، اسی پیدا کرنے کا نام، تخلیق، ہے، جو اللہ کا کام ہے۔

اس بارے میں عقیدۃ الطحاویۃ کی عبارت یہ ہے

و استطاعة التي يجب بها الفعل من نحو التوفيق الذي لا يجوز ان يوصف المخلوق به (تكون) مع الفعل و اما الاستطاعة من جهة الصحة و الوسع ، و التمكن ، و سلامة الآلات ، فهي قبل الفعل و بها يتعلق الخطاب ، و هو كما قال تعالى . لا يكلف الله نفسا الا وسعها ۔ (آیت ۲۸۶، سورت البقرة ۲)۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۸۵، ص ۱۸)

ترجمہ۔ ایک وہ استطاعت جو فعل کے ساتھ ہوتی ہے، جس کو توفیق کہتے ہیں، یہ مخلوق کی صفت بن ہی نہیں سکتی، یہ فعل کے ساتھ ہوتی ہے [یہ اللہ کی صفت ہے۔ دوسری استطاعت یہ ہے کہ آدمی کی صحت ٹھیک ہو، اس کو عبادت کرنے کی گنجائش ہو، عبادت کرنے پر قدرت ہو، اس کے اعضاء صحیح سالم ہوں، یہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے

اس عبارت میں دو استطاعت کا ذکر ہے، ایک ہے، فعل، یعنی کام کو پیدا کرنا، یہ اللہ کی صفت ہے، یہ صفت مخلوق کی نہیں ہو سکتی۔ اور دوسری استطاعت ہے، صحت درست ہو، گنجائش ہو، کام کرنے پر قدرت ہو، اعضاء صحیح سالم ہوں، اسی دوسری استطاعت پر اللہ کا حکم آتا ہے

ان آیتوں میں استطاعت کا ذکر ہے

1۔ و علی الناس حج البيت من استطاع سبيلا۔ (آیت ۹۷، سورت آل عمران ۳)
ترجمہ۔ اور لوگوں میں سے جو لوگ بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے

2۔ و من لم يستطيع منكم طولا ان ينكح المحصنات المومنات فمن ما ملكت أيمانكم۔ (آیت ۲۵، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اور تم میں سے جو لوگ اس بات کی طاقت نہ رکھتے ہوں کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکیں، تو وہ مسلمان باندیوں میں سے کسی ایک سے نکاح کر سکتے ہیں جو تمہاری ملکیت میں ہو

1۔ عن عمران بن حصين^{رض} قال كانت بي بواسير فسألت النبي^{صلی اللہ علیہ وسلم} عن الصلاة؟ فقال صل قائما فان لم يستطع فقاعدا فان لم يستطع فعلى جنب۔ (بخاری شریف، کتاب التقصير، باب اذا لم يطق قاعدا صلى الى جنب، ص ۷۹، نمبر ۱۱۱)

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا، اس لئے میں نے حضورؐ سے نماز کے بارے میں پوچھا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور اس پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر، اور اس پر بھی قدرت نہ ہو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔

ان آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام اسباب کے مہیا ہونے کا نام استطاعت ہے، اور اسی پر احکام کا مدار ہے

کسب

کسب کا معنی ہے کمانا۔ کسی کام کا آپ ارادہ کرتے ہیں، پھر اس کام کے لئے اسباب اختیار کرتے ہیں، اور اس کام کو اپنے ارادے سے کرتے ہیں، اسی کام کرنے کو، کسب، کہتے ہیں، اور اسی پر عذاب اور ثواب کا مدار ہے، کیونکہ آپ نے اپنے ارادے سے یہ کام کیا ہے اگرچہ کام کرنے پر اللہ تعالیٰ اس کام کو تخلیق کر دیتے ہیں

ان آیتوں میں کسب کا ذکر ہے، اور یہ بھی ذکر ہے کہ تمہارے کسب کرنے کی وجہ سے یہ عذاب، یا ثواب دیا جائے گا۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔ ووفیت کل نفس ما کسبت و ہم لا یظلمون۔ (آیت ۲۵، سورت آل عمران ۳)
ترجمہ۔ اور ہر شخص نے جو کچھ کمائی کی ہوگی وہ اس کو پوری پوری دے دی جائے گی، اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا

4۔ ثم توفی کل نفس ما کسبت و ہم لا یظلمون۔ (آیت ۱۶۱، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

5۔ بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیئہ فاولئک اصحاب النار۔ (آیت ۸۱،

سورت بقرہ ۲)۔ ترجمہ۔ جو لوگ بدی کماتے ہیں، اور ان کی بدی انہیں گھیر لیتی ہے تو ایسے لوگ ہی جہنم کے باسی ہیں

ان آیتوں سے پتہ چلا کہ ہم جو اپنے ارادے سے کسب کرتے ہیں، اس کا بدلہ دیا جائے گا، اور اسی پر عذاب، یا ثواب کا دار و مدار ہے۔

خلق

خلق کا معنی ہے پیدا کرنا۔ کسی چیز کو پیدا کرنا یہ اللہ کا کام ہے یہاں تک کہ جو کچھ ہم خود کرتے ہیں وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے، لیکن چونکہ ہم کسب کرتے یعنی اچھایا برا کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، اور پھر اس کو اپنے ارادے سے کرنے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ ہمارے کام کو پیدا کر دیتے ہیں، یعنی اس کو تخلیق کر دیتے ہیں۔ تو اس کسب کرنے کی وجہ سے انسان کو ثواب یا عذاب دیا جاتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے

6۔ اللہ خالق کل شیء و هو علی کل شیء وکیل۔ (آیت ۶۲، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

7۔ ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا هو۔ (آیت ۶۲، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جو تمہارا پالنے والا ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

ان آیتوں میں ہے کہ خیر ہو یا شر ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہی ہے، اس لئے ہمارے کسب کے بعد جو کچھ فعل پیدا ہوگا وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے

اس مسئلے میں پچھلے زمانے میں بڑا اختلاف رہا ہے

باقی تفصیل، اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، کے عنوان میں دیکھیں۔

عہد الست

ازل میں اللہ نے آدمؑ کی اولاد کو پیٹھ سے نکالا، اور سب سے یہ عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے کہا کہ ہاں آپ ہمارے رب ہیں، اسی کو، عہد الست، کہتے ہیں اس آیت میں عہد الست کا ثبوت ہے

8۔ اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورہم ذریعتہم و اشہدہم علی انفسہم الست برکم قالوا بلی شہدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین۔ (آیت ۱۷۲، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اور اے رسول! لوگوں کو وقت یاد دلاؤ جب تمہارے رب نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا، اور ان کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا اور پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا تھا کہ کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں

2۔ عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال اخذ اللہ الميثاق من ظهور آدم بنعمان . یعنی عرفة . فاخرج من صلبه كل ذرية ذرأها فنشرهم بين يديه كالذرثم كلمهم فتلا قال ، الست برکم . الخ (آیت ۱۷۳، سورۃ الاعراف ۷) (مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، ۴، ص ۲۶۷، نمبر ۲۴۵۵)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے نعمان یعنی عرفہ کے مقام پر حضرت آدم کی پشت سے نکال کر یہ عہد لیا، ہر پشت سے ہر اولاد کو نکالا، اور اپنے سامنے ان کو ذرے کی طرح پھیلا دیا، پھر ان سب سے بات کی [کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، اور اوپر کی آیت الست برکم، الخ پڑھی۔

اس آیت اور حدیث میں الست برکم کی پوری تفصیل ہے

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۲۔ شرک تمام آسمانی کتابوں میں ممنوع ہے

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

سب سے بڑا گناہ شرک، اور کفر ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے
ان آیتوں میں ہے کہ پہلے لوگوں کو بھی شرک نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اور اس شریعت میں بھی یہی ہے

1۔ قل یا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعذبوا الا الله ولا
نشرک به شیئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله۔ (آیت ۶۴، سورت آل عمران
۳)۔ ترجمہ۔ مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے کہہ دو کہ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم اور
تم میں مشترک ہو، اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ
ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں

2۔ ولقد اوحى اليك و الى الذين من قبلك لئن اشركت ليحبطن عملك و

لتكونن من الخاسرين ، بل الله فاعبد و كن من الشاكرين (آیت ۶۵، سورت الزمر ۳۹)
ترجمہ۔ اور حقیقت ہے کہ تم سے، اور تم سے پہلے تمام رسولوں وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا، اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے، اس لئے صرف اللہ کی عبادت کرو، اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ

3۔ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم و لا تكونن من المشرکین ۔ (آیت ۱۲، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ فرماں برداری میں سب لوگوں سے پہلے کرنے والا بنوں، اور تم مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہونا

4۔ قل انی امرت ان اعبد الله و لا اشرك به اليه ادعوا و اليه مآب ۔ (آیت ۳۶، سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں، اور اس کے ساتھ کسی کو خدائی میں شریک نہ مانوں، اسی بات کی میں دعوت دیتا ہوں، اور اسی اللہ کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے ان تمام آیتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ شرک ہرگز نہ کریں۔

اہل عرب ایک خدا مانتے تھے لیکن وہ شرک بھی کرتے تھے

اہل عرب ایک خدا کو مانتے تھے، لیکن اس کے ساتھ دوسروں کو بھی صفات میں شریک کرتے تھے۔
اس کی دلیل یہ آیات ہیں

5۔ قل من يرزقكم من السماء و الارض ، امن يملك السمع و الابصار ، ومن يخرج الحي من الميت و يخرج الميت من الحي ، و من يدبر الامر فسيقولون الله ، فقل أفلا تتقون۔ (آیت ۳۱، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔ اے رسول ان مشرکوں سے کہو کہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا بھلا کون ہے جو سننے اور دیکھنے کی قوتوں کا مالک ہے، اور کون ہے جو جاندار کو بے جان سے، اور بے جان کو جاندار سے باہر نکال لاتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کا انتظام کرتا ہے؟ تو یہ لوگ کہیں گے اللہ! تو تم ان سے کہو کہ کیا پھر بھی تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟

6۔ و لئن سألتهم من نزل من السماء ماء فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولن الله، بل اكثرهم لا يعقلون۔ (آیت ۶۳، سورت العنکبوت ۲۹)

ترجمہ۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ: کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندگی بخشی؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ، اللہ، کہو، الحمد للہ! لیکن ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

7۔ و لئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله۔ (آیت ۸۷، سورت الزخرف ۴۳)

ترجمہ۔ اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے

8۔ و الذین اتخذوا من دونه اولیاء و ما نعبدہم الا لیقربنا الی اللہ زلفی۔ (آیت ۳،
سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے بجائے دوسروں کو رکھوالے بنا لئے ہیں، یہ کہہ کر کہ ہم ان کی عبادت
صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے۔

اس آیت میں ہے کہ مشرکین مکہ مانتے تھے کہ اللہ ایک ہے، لیکن دیوی، دیوتاؤں، اور بتوں کی پوجا اس
لئے کرتے تھے کہ وہ اللہ تک پہنچا دیں گے، کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ ان دیوی، دیوتاؤں کو اللہ نے یہ
طاقت دی گئی ہے کہ وہ اللہ تک پہنچا دیں، اللہ نے تنبیہ کی کہ یہ بالکل غلط کر رہے ہیں

شرک کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریں گے

9۔ ان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذالك من يشاء ، و من يشرك بالله فقد افترى اثما عظيما ۔ (آیت ۴۸، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر بات کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ ایسا بہتان باندھتا ہے جو بڑا زبردست گناہ ہے

10۔ و لقد اوحى اليك و الى الذين من قبلك لئن اشركت ليحبطن عملك و لتكونن من الخاسرين ، بل الله فاعبد و كن من الشاكرين (آیت ۶۵، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔ اور حقیقت ہے کہ تم سے، اور تم سے پہلے تمام رسولوں وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا، اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے، اس لئے صرف اللہ کی عبادت کرو، اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ

11۔ انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة و مأواه النار ، و ما للظالمين من انصار ۔ (آیت ۷۲، سورت المائدة ۵)

ترجمہ۔ یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، اللہ نے اس کے لئے جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ظلم کرنے والوں کے لئے کوئی مددگار میسر نہیں آئیں گے

ان آیتوں میں ہے کہ اگر کوئی شرک کرتے ہوئے مر گیا، اور موت سے پہلے اس گناہ سے توبہ نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی معاف نہیں کریں بلکہ ہمیشہ ہمیش اس کو جہنم میں جلنا پڑے گا۔

اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا حرام ہے

شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں، لیکن ان میں سے دو قسم بہت اہم ہیں ایک ہے اللہ کی ذات کے ساتھ شرک کرنا، یعنی دو خداؤں، کو ماننا اور دوسرا ہے خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا، اس کی پوجا کرنا اس لئے صرف ایک ہی خدا ماننا چاہئے، اس میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے

ان آیتوں میں ہے کہ صرف ایک ہی خدا ہے دوسرا خدا ہرگز نہیں ہے

12۔ وقال الله لا تتخذون الهين اثنين انما هو اله واحد فايي فارهبون۔ (آیت ۵۱، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور اللہ نے فرمایا کہ، دو دوسرے معبود نہ بنا بیٹھنا، وہ تو بس ایک ہی معبود ہے، اس لئے بس مجھ ہی سے ڈرا کرو

13۔ انکم لتشهدون ان مع الله الهة اخرى قل لا اشهد. قل انما هو اله واحد و اننى برى مما تشرکون۔ (آیت ۱۹، سورت انعام ۶)

ترجمہ۔ کیا سچ مچ تم یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ کہہ دو کہ، میں تو ایسی گواہی نہیں دوں گا، کہہ دو کہ، وہ تو صرف ایک خدا ہے، اور جن جن چیزوں کو تم اس کی خدائی میں شریک ٹھہراتے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں

14۔ لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة و ما من اله الا اله واحد۔ (آیت ۷۳،

(سورۃ المائدہ ۵)

ترجمہ۔ وہ لوگ بھی یقیناً کافر ہو چکے ہیں، جنہوں نے یہ کہا کہ، اللہ تین میں کا تیسرا ہے،، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے

15۔ والہکم اللہ واحد لا الہ الا هو الرحمن الرحیم۔ (آیت ۱۶۳، سورۃ البقرہ ۲)

ترجمہ۔ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، جو سب پر مہربان بہت مہربان ہے

16۔ لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا۔ (آیت ۲۲، سورۃ الانبیاء ۲۱)

ترجمہ۔ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو وہ دونوں درہم برہم ہو جاتے

17۔ وما من الہ الا اللہ و ان اللہ لہو العزیز الحکیم۔ (آیت ۶۲، سورۃ آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور یقیناً اللہ ہی ہے جو غالب ہے، حکمت والا ہے

تقریباً ایک سو چالیس آیتوں میں ہے کہ ایک خدا ہے دوسرا ہرگز نہیں ہے۔

اللہ کی عبادت میں شریک کرنا حرام ہے

عبادت کی جتنی قسمیں ہیں، سجدہ کرنا، رکوع کرنا، عبادت کے طور پر اس کے سامنے کھڑا ہونا، یا اس کو پوجنا، اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے یہ کرنا شرک ہے، حرام ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

18۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ (آیت ۲۳، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

19۔ قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ لما جائئنی البینات من ربی و

امرئ ان اسلم لرب العالمین۔ (آیت ۶۶، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔ اے رسول کافروں سے کہہ دو، کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں آگئیں تو پھر بھی میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کے آگے سر جھکا دوں

20۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ (آیت ۳، سورت الفاتحہ ۱)

ترجمہ۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

21۔ ان لا تعبدوا الا اللہ (آیت ۲، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

22۔ ان لا تعبدوا الا اللہ۔ (آیت ۲۶، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

23۔ ان لا تعبدوا الا اللہ۔ (آیت ۱۴، سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کے علاوہ ہرگز کسی کی عبادت نہ کریں، اور عبادت میں، سجدہ کرنا، رکوع کرنا، عبادت کے لئے قیام کرنا، یہ سب شامل ہے اس لئے ان سب باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اس سے بھی آدمی مشرک بن جاتا ہے جس کا انجام یہ ہے کہ اللہ اس کو کبھی معاف نہیں کریں گے، اور اس کو ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا پڑے گا
لوگ اس میں بہت بے احتیاطی کرتے ہیں

اللہ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ، اور رکوع جائز نہیں ہے

عبادت کے طور پر کسی کے سامنے سجدہ کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے، اور تعظیم کے طور پر کسی کے سامنے سجدہ کرنا حرام ہے، اسی طرح عبادت کے طور پر کسی کے سامنے رکوع کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی نماز اور عبادت کا حصہ ہے اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

24۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذى خلقهن ان كنتم اياه تعبدون۔ (آیت ۳۷، سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو، اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے

25۔ يا ايها الذين آمنوا اركعوا واسجدوا واعبدوا ربكم۔ (آیت ۷۷، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی بندگی کرو

26۔ فاسجدوا لله واعبدوا۔ (آیت ۶۲، سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ اللہ کے لئے سجدہ کرو اور اس کی بندگی کرو

27۔ يا مريم اقنتى لربك واسجدى واركعى مع الراكعين۔ (آیت ۴۳، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اے مریم تم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہو، اور سجدہ کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بھی کیا کرو

28۔ و اقيموا الصلاة و آتوا الزكاة و اركعوا مع الراكعين (آیت ۴۳، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ان آیتوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ ہی کے لئے رکوع اور سجدہ کرو، اس لئے کسی اور کے لئے نہ سجدہ کرنا جائز ہے، اور نہ عبادت کے طور پر کسی کے سامنے رکوع کرنا جائز ہے

1۔ عن قیس بن سعد قال أتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله ﷺ احق ان یسجد له قال فأتیت النبی ﷺ فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فانت یا رسول الله ! احق ان نسجد لک ، قال : أرأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد له ؟ قال قلت لا ، قال : فلا تفعلوا ، لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق ۔ (ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة، ص ۳۰۹، نمبر ۲۱۴۰ ابن ماجہ شریف، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأة، ص ۲۶۵، نمبر ۱۸۵۳)

ترجمہ۔ قیس بن سعد فرماتے ہیں کہ میں حیرہ مقام پر آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے، میں حضورؐ کے پاس آیا اور کہا کہ میں حیرہ گیا تھا، وہاں دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، اس لئے آپ یا رسول اللہؐ زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں، حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم میری قبر پر گزرو تو کیا اس کو سجدہ کرو گے، قیس نے جواب دیا نہیں! تو حضورؐ نے فرمایا کہ، زندگی میں بھی مجھے سجدہ مت کرو، اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، اس لئے کہ اللہ نے شوہروں کو بیویوں پر بہت حقوق دئے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ تعظیہی کرنا بھی حرام ہے

شخصی طور پر ہم کسی کو حتمی طور پر جنتی، یا جہنمی نہیں کہہ سکتے،

کسی کے بارے میں حتمی طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ یہ جنتی ہے، یا جہنمی ہے جب تک کہ قرآن، یا حدیث میں اس کی تصریح نہ ہو

قرآن یا حدیث میں کسی کا نام لیکر جنتی، یا جہنمی کہا گیا ہے تو اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنتی یا جہنمی ہے، لیکن اس کا نام لیکر جنتی یا جہنمی نہیں کہا ہے تو بہت ممکن ہے کہ ظاہری طور پر وہ جنتی ہو لیکن اندرونی طور پر وہ اللہ کے یہاں جہنمی ہو، یا ظاہری طور پر وہ جہنمی ہو لیکن اندرونی طور پر وہ اللہ کے یہاں جنتی ہو کیونکہ ایمان اور تصدیق کا معاملہ دل کا معاملہ ہے، اور دل کا حال اللہ ہی جانتا ہے

ہاں کسی پر کفر کی علامت ہو تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کفر کی علامت ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ کافر ہو اور اس پر کافر کے احکام جاری کئے جائیں گے، لیکن حتمی طور پر اس کو کافر نہیں کہہ سکتے

اس لئے جو لوگ اپنی تقریروں میں نام لے لے کر کسی کو کافر کہتے ہیں، یا جنتی کہتے ہیں، یہ نہیں کہنا چاہئے

عقیدۃ الطحاویۃ کی عبارت یہ ہے

و لا ننزل احدا منهم جنة و لا نارا، و لا نشهد علیہم بالکفر و لا بشرک و لا

بنفاق مالم یظهر منهم شیء من ذالک و نذر سرائرہم الی اللہ تعالیٰ۔ (عقیدۃ

الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۷۰، ص ۱۶)

ترجمہ۔ ہم کسی کو جنتی، یا جہنمی قرار نہیں دیتے، اور نہ ہم اس پر کفر اور شرک، اور نفاق کی گواہی دیتے ہیں جب تک کہ اس سے ان میں سے کوئی چیز ظاہر نہ ہو جائے، اور جو چھپی ہوئی باتیں ہیں ان کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہم کسی کے بارے میں حتمی طور پر جنتی، یا جہنمی نہیں کہہ سکتے

اس کی دلیل یہ ہے۔

29۔ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ، ان بعض الظن اثم۔ (آیت ۱۲، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں

30۔ یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکون خیرا منهم۔ (آیت ۱۱، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! نہ کوئی مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ جن کا مذاق اڑا رہا ہے خود ان سے بہتر ہو۔

ان آیتوں میں گمان کرنے سے منع فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ ہم کسی کو حتمی طور پر جنتی یا جہنمی نہیں کہہ سکتے

2۔ عن عائشة ام المومنین قالت دعی رسول الله الى جنازة صبی من الانصار فقلت یا رسول الله طوبی لهذا عصفور من عصافیر الجنة! لم یعمل السوء و لم یدر کہ ، قال او غیر ذالک؟ یا عائشة! ان الله خلق للجنة اهلا خلقهم لها و هم فی اصلا ب

آبائہم و خلق للنار اہلا خلقہم لہا وہم فی اصلاب ابائہم۔ (مسلم شریف، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ وحکم موتی اطفال الکفار و اطفال المسلمین، ص ۱۱۵۹، نمبر ۲۶۶۲/۶۷۶۸)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ انصار کے ایک بچے کے جنازے میں بلائے گئے، میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ جنت کی چڑیا ہے، اس کے لئے خوشخبری ہو، اس نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا، اور اس کو گناہ کا وقت بھی نہیں ملا، حضورؐ نے فرمایا:، کچھ اور بھی کہنا چاہتی ہو؟ اے عائشہ! جب لوگ اپنے باپ کی پیٹھ میں تھے تب ہی اللہ نے جنت میں جانے والوں کو پیدا کر دئے تھے، اور جب وہ اپنے باپ کی پیٹھ میں تھے تب ہی جہنم میں جانے والوں کو پیدا کر دئے تھے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کے علم میں پہلے سے ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے، اس لئے ہم کسی کو دیکھ کر جنتی، یا جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتے

گناہ صغیرہ، و گناہ کبیرہ کی تعریف

گناہ کبیرہ۔۔۔ جن گناہ پر وعید آئی ہو یا دنیا میں لعنت کی گئی ہو، اور بہت ڈانٹ پڑی ہو، اس کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں

گناہ کبیرہ۔۔۔ توبہ کرنے سے معاف ہوتا ہے، اس سے پہلے معاف نہیں ہوتا، ہاں اللہ چاہے تو کسی کا گناہ کبیرہ بھی معاف کر سکتا ہے۔ البتہ شرک ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ بغیر توبہ کے اللہ معاف نہیں کریں گے گناہ کبیرہ کرنے سے آدمی مشرک، یا کافر نہیں بنتا، کیونکہ اس کے دل میں ایمان اور تصدیق بالقلب موجود ہے، البتہ یہ گناہ بہت بڑا ہے، اس سے ہر حال میں بچنا چاہئے، اور کبھی ہو گیا ہو تو فوراً توبہ کر لینا چاہئے

گناہ صغیرہ۔۔۔ اور جن گناہ پر وعید نہ ہو اس کو گناہ صغیرہ، کہتے ہیں
گناہ صغیرہ۔۔۔ چھوٹے چھوٹے نیکی کے کام کرنے سے بھی معاف ہو جاتا ہے

گناہ صغیرہ۔۔۔ بغیر توبہ کے بھی اللہ معاف کر دیتے ہیں
اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

31۔ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مدخلا کریمہ
(آیت ۳۱، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں کا

ہم خود کفارہ کر دیں گے، اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کریں گے

32۔ الذین یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرة (آیت ۳۲، سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، البتہ کبھی کبھار پھسل جانے کی بات اور ہے، یقین رکھو تمہارا رب بہت وسیع مغفرت والا ہے [انکو معاف کر دیں گے] ان آیتوں کے اندر اشارہ ہے کہ بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے تو ہو سکتا ہے اللہ چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے

گناہ کبیرہ کرنے والا جنت میں جائے گا

شرک اور کفر کے علاوہ کوئی اور گناہ کبیرہ کیا ہو، اور توبہ کئے بغیر مر گیا تو ہو سکتا ہے کہ اس کو گناہ کی سزا ملے اور جہنم میں کافی مدت سزا بھگتنا پڑے، لیکن سزا کا ٹٹنے کے بعد کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا، کیونکہ اس کے دل میں ایمان ہے، اور مومن کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا اور اگر گناہ کبیرہ سے توبہ کر لی، اور اس کی توبہ قبول ہو گئی تو اس کی سزا بھگتے بغیر جنت میں جائے گا، کیونکہ اس نے توبہ کر لی ہے اور اس کی توبہ قبول بھی ہو گئی ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ عن ابی زرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ آتانی آت من ربی . فاخبرنی ، او قال

بشرنی . انه من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنة فقلت و ان زنی و ان سرق ؟ قال و ان زنی و ان سرق ۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، ص ۱۹۸، نمبر ۱۲۳۷/مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات لا یشرک باللہ دخل الجنة، ص ۵۴، نمبر ۹۲/۲۶۷۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے رب کی جانب سے کوئی آنے والا آیا اور مجھ کو خبر دی، یا یوں فرمایا کہ مجھ کو خوشخبری سنائی کہ، میری امت میں سے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور اس کی وفات ہوئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے پوچھا کہ، چاہے وہ زنا کرتا ہو اور چوری بھی کرتا ہو تب بھی؟ تو خوشخبری دینے والے نے کہا کہ، چاہے وہ زنا کرتا ہو اور چوری بھی کرتا ہو، تب بھی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا

اس حدیث میں ہے کہ کوئی مشرک نہ مرا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اس لئے گناہ کبیرہ کرنے والا بھی جنت میں داخل ہوگا

4۔ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ..... ثم يخرج من النار من قال لا اله الا الله و كان في قلبه من الخير ما يزن ذرة۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنة منزلة فیہا، ص ۱۰۲، نمبر ۱۹۳/۳۲۷۸/بخاری شریف، باب کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالیٰ یوم القیامۃ مع الانبیاء وغیرہم، ص ۱۲۹۴، نمبر ۷۵۱۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ۔۔۔ جس نے، لا اله الا الله، کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر، یعنی ایمان ہے تو وہ جہنم سے نکالا جائے گا

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ ذرہ برابر دل میں ایمان ہو تو جنت میں داخل ہوگا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ گناہ کبیرہ کرنے والا بھی جنت میں داخل ہوگا۔

گناہ کبیرہ کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا

بے خبری میں یا مجبوری میں گناہ کبیرہ کر لیا، جب کہ اس گناہ کو وہ گناہ سمجھ رہا ہے، تو اس کی سزا ملے گی، لیکن اس سے آدمی کافر نہیں ہوگا، لیکن اگر ایسا گناہ کبیرہ ہے جس کی ممانعت صریح آیت میں موجود ہے، اب اس گناہ کو حلال سمجھتے ہوئے کرے گا تو یہ مجرم کافر ہو جائے گا

کیونکہ جب حلال سمجھتے ہوئے گناہ کیا تو اس نے صریح آیت کا انکار کیا جس میں اس گناہ کی ممانعت ہے، اور پہلے گزر چکا ہے کہ ایمان کے چھ جز میں سے ایک جز قرآن کو اور آیت کو ماننا ہے، اور اس نے آیت کا انکار کر دیا اس لئے اب یہ کافر ہو جائے گا، مثلاً زنا کی حرمت آیت میں موجود ہے، اب وہ حلال سمجھ کر زنا کرتا ہے، تو گویا کہ زنا والی آیت کا انکار کیا، اس لئے اب وہ کافر بن جائے گا، اور اب اس سے توبہ کرے گا تب وہ مسلمان ہوگا

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

و لا نکفر احدا من اهل القبلة بذنب ما لم يستحلہ۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۵۷، ص ۱۴)

ترجمہ۔ کسی گناہ کی وجہ اہل قبلہ کو کافر قرار نہیں دیتا، جب تک کہ اس گناہ کو حلال نہ سمجھ لے اس عبارت میں، ما لم يستحلہ، کا مطلب یہی ہے کہ گناہ کو حلال سمجھنے لگے، جس کی وجہ سے صریح آیت کا انکار ہو جائے، اور اس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔

گناہ کبیرہ کی تعداد

گناہ کبیرہ کی تعداد متعین نہیں ہے، البتہ یہ سب گناہ کبیرہ میں شامل ہیں، شرک، کفر، قتل، زنا کرنا، زنا کی تہمت ڈالنا، چوری کرنا، شراب پینا، سود کھانا، والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا، یتیم کے مال کو کھانا۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے

33۔ و الذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر و لا یقتلون النفس الذی حرم اللہ الا بالحق و لا یزنون و من یفعل ذالک یلق اثاما۔ (آیت ۶۸، سورت الفرقان ۲۵)

ترجمہ۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا اسے اپنے گناہوں کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا
اس آیت میں تین گناہ کبیرہ کا ذکر ہے

5۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات ، قیل یا رسول اللہ ما هن ؟ قال الشریک باللہ ، و السحر ، و قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق ، و اکل مال الیتیم ، و اکل الربا ، و التولی یوم الزحف ، و قذف المحصنات الغافلات المومنات ۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرہا، ص ۵۳، نمبر ۲۶۲/۸۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟

فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اللہ نے جس نفس کو حرام کیا ہے اس کو قتل کرنا، ہاں جس کو قتل کرنے کا حق بنتا ہے، اس کو قتل کرے تو نہیں، یتیم کے مال کو کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا، پاک دامن مومن عورتوں پر زنا کی تہمت ڈالنا۔
اس حدیث میں سات قسم کے گناہ کبیرہ کو گنایا گیا ہے۔

6۔ عن ابی بکرۃ قال کنا عند رسول اللہ ﷺ فقال ألا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثا ؟ الا شرک باللہ، و عقوق الوالدین ، و شهادة الزور۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرها، ص ۵۳، نمبر ۲۵۹۸)

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے پاس تھے، تو آپؐ نے فرمایا تم کو سب سے بڑے تین گناہ نہ بتاؤں؟ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا

34۔ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جہنم خالدًا فیہا و غضب اللہ علیہ و لعنہ و اعد لہ عذابا الیما۔ (آیت ۹۳، سورت النساء ۴)۔ ترجمہ۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے

اس آیت میں ہے کہ کسی نے ناحق قتل کیا تو اس کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے، لیکن یہ تاکید کے لئے ہے ورنہ ایمان کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۳۔ مسلمان مرتد کب بنتا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 1 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ایمان کی بحث میں گزرا کہ چھ چیزوں پر ایمان رکھے گا تو وہ مومن بنے گا، یہ چھ چیزیں یہ تھیں
 [۱] اللہ [۲] رسول [۳] کتاب یعنی قرآن کریم [۴] فرشتہ [۵] آخرت کے دن پر ایمان ہو [۶] اور تقدیر
 پر ایمان ہو تو وہ مومن ہے

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو وہ مرتد بن جائے گا
 اس کی دلیل عقیدۃ الطحاویۃ کی یہ عبارت ہے

و لا یخرج العبد من الایمان الا بجهود ما ادخله الله فیہ۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر
 ۶۱، ص ۱۵) ترجمہ۔ جن چیزوں کی وجہ سے ایمان میں داخل ہوا ہے انہیں کے انکار کرنے کی وجہ سے
 بندہ ایمان سے نکلتا ہے

اس عبارت میں ہے کہ جب ان چھ باتوں کے اقرار سے آدمی مسلمان ہوتا ہے، اسی میں سے کسی ایک
 کے انکار سے وہ ایمان سے نکلے گا، لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرتا تو وہ مومن ہی رہے گا

مرتد کو قاضی شرعی قتل کی سزا دے گا

اس کے لئے یہ آیت ہے

1۔ ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ واولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون (آیت ۲۱۷، سورۃ البقرۃ ۲)
ترجمہ۔ اور اگر تم میں سے کوئی مرتد ہو جائے، اور کافر ہونے کی حالت ہی میں مرے، تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں اکارت ہو جائیں گے، ایسے لوگ دوزخ والے ہیں، اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

1۔ قال اتی علیٰ بزنادقۃ فاحرقھم ... لقول رسول اللہ ﷺ من بدل دینہ فاقتلوه۔
(بخاری شریف، باب حکم المرتد والمرتدۃ واستتابتھم، ص ۱۱۹۳، نمبر ۶۹۲۲)
ترجمہ۔ حضرت علیؑ کے پاس ایک زندیق کو لایا گیا، تو آپ نے اس کو جلادینے کا حکم دیا۔۔۔ اس لئے کہ حضورؐ نے فرمایا جو دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔

2۔ عن ابی موسیٰ قال... فاذا رجل عنده (عند ابی موسیٰ) موثق، قال ما هذا؟ قال کان یھودیا فاسلم ثم تھود، قال اجلس! قال لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ثلاث مرات فامر بہ فقتل (بخاری شریف، باب حکم المرتد والمرتدۃ واستتابتھم، ص ۱۱۹۳، نمبر ۶۹۲۳)
ترجمہ۔ حضرت معاذؓ آئے، وہاں ابی موسیٰؓ کے پاس ایک آدمی باندھا ہوا تھا، حضرت معاذؓ نے پوچھا یہ کیا ہے، تو لوگوں نے کہا کہ یہ یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا، اب پھر یہودی ہو گیا ہے، پھر حضرت معاذؓ سے کہا گیا کہ آپ بیٹھ جائیں، تو انہوں نے کہا کہ، جب تک اس کو قتل نہیں کرو گے میں نہیں بیٹھوں گا، یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا، حاکم نے حکم دیا اور وہ یہودی قتل کر دیا گیا

لیکن مرتد کو قتل کرنے کے لئے تین شرطیں ہیں

[۱] پہلی شرط یہ ہے کہ اسلامی حکومت ہو

پہلی شرط یہ ہے کہ۔ اسلامی حکومت ہو تب قتل کیا جائے گا تا کہ دوسرا مسلمان بھی مرتد نہ ہو جائے،

اس کے لئے قول صحابی یہ ہے

3۔ عن زید بن ثابتؓ قال لا تقام الحدود فی دار الحرب مخافة ان يلحق اهلهما بالعدو۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب السیر، باب من زعم لا تقام الحدود فی ارض الحرب حتی یرجع، ج ۹، ص ۱۷۸، نمبر ۱۸۲۲۵ الاصل لا امام محمد، کتاب السیر فی ارض الحرب، باب اقامة الحدود فی دار الحرب و تقصیر الصلاة، ج ۷، ص ۲۶۲))

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ دار الحرب میں حد قائم نہیں کی جائے گی، اس ڈر سے کہ جس پر حد قائم ہوئی وہ کہیں حربیوں کے ساتھ نہ مل جائے

4۔ عن حکیم بن عمیر کتب الی عمیر بن سعد الانصاری و الی عماله، ان لا یقیموا حدا علی احد من المسلمین فی ارض الحرب حتی یخرجوا الی ارض المصالحة۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب السیر، باب من زعم لا تقام الحدود فی ارض الحرب حتی یرجع، ج ۹، ص ۱۷۸، نمبر ۱۸۲۲۶)

ترجمہ۔ حضرت حکیمؓ نے عمیر اور اس کے عاملہ کو لکھا، دار الحرب میں کسی مسلمان پر حد قائم نہ کریں، جب تک کہ وہ صلح کی زمین پر نہ آجائے

ان قول صحابی میں ہے کہ مسلمان امیر ہو تب بھی دار الحرب میں حدود قائم نہ کی جائے، تو جہاں اسلامی حکومت بھی نہ ہو تو وہاں حدود کیسے قائم کی جائے گی۔

[۲] دوسری شرط یہ ہے کہ شرعی قاضی ہو جو حد کا فیصلہ کرے

دوسری شرط یہ ہے کہ اسلامی قاضی ہو وہ تمام تحقیقات کر کے قتل کا فیصلہ کرے، تب قتل کیا جائے گا، یہ عوام کا کام نہیں ہے۔

5۔ عن عقبۃ بن الحارث ، ان النبی ﷺ اتی بنعمان او بابن نعمان و هو سکران فشق علیہ و امر من فی البیت ان یضربوہ ، فضربوہ بالجرید و النعال ۔ (بخاری شریف کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید و النعال، ص ۱۱۶۸، نمبر ۶۷۷۵)

ترجمہ۔ نعمان، یا ابن نعمان کو حضورؐ کے پاس لایا گیا، اس حال میں کہ وہ نشہ میں تھا، یہ بات حضورؐ پر گراں گزری، پھر جو لوگ گھر میں تھے انکو حکم دیا کہ اس کو مارے، تو لوگوں نے کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارا

6۔ عن انس قال جلد النبی ﷺ فی الخمر بالجرید و النعال ۔ (بخاری شریف، کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید و النعال، ص ۱۱۶۸، نمبر ۶۷۷۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے شراب کی سزا میں کھجور کی چھڑی اور جوتوں سے مارا۔

ان دونوں حدیثوں میں حضورؐ نے حد کا فیصلہ کیا ہے جو اس وقت حاکم اور قاضی تھے، اس لئے قاضی کے فیصلے سے ہی حد کی سزا دی جاسکے گی

اس لئے جہاں شرعی قاضی نہیں ہے وہاں حد کی سزا نہیں ہوگی، ورنہ عوام میں انتشار ہوگا، البتہ وہاں کے حاکم سے تعزیر کا مطالبہ کر سکتے ہیں، کہ وہ ایسی غیر اسلامی حرکت کرنے والے کو تنبیہ کرے

[۳]، تیسری شرط یہ ہے کہ تین دنوں تک توبہ کی مہلت دی جائے گی

، تیسری شرط یہ ہے کہ تین دن تک مہلت دی جائے گی، اس آدمی کو بار بار سمجھایا جائے گا، اور اسلام کی حقانیت واضح کی جائے، تین دنوں تک سمجھانے بعد بھی نہیں مانے گا تب جا کر اس کو قتل کیا جائے گا

تین دنوں تک سمجھانے کی دلیل یہ صحابی کا قول ہے۔

7۔ عن علیؑ قال یستتاب المرتد ثلاثا (مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۰ ما قالوا فی المرتد کم یستتاب، ج ۶ ص ۴۴۴، نمبر ۳۲۷۷ سنن للبیہقی، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام، ج ۸ ص ۳۵۹، نمبر ۱۶۸۸)

ترجمہ۔ حضرت علیؑ مرتد سے تین دن تک توبہ کرنے کا مطالبہ کرتے تھے

حضرت عمرؓ تین دن مہلت دینے پر سختی کرتے تھے

8۔ لما قدم علی عمر فتح تستر. وتستر من ارض البصرة. سأله هل من مغریة؟ قالوا رجل من المسلمین لحق بالمشرکین فاخذناه، قال ما صنعتم به؟ قالوا قتلناه، قال: قال افلا ادخلتموه بیتا واغلقتم علیه بابا و اطعتموه کل یوم رغیفا ثم استبتموه ثلاثا. فان تاب والا قتلتموه ثم قال اللهم لم اشهد ولم آمر ولم ارض اذا بلغنی (مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۰ ما قالوا فی المرتد کم یستتاب، ج ۶ ص ۴۴۴، نمبر ۳۲۷۷ سنن للبیہقی، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام، ج ۸ ص ۳۵۹، نمبر ۱۶۸۸)

ترجمہ۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس تستر کی فتح کی خبر آئی۔ تستر یہ بصرہ کا علاقہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مغرب کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا مسلمان کا ایک آدمی مشرک ہو گیا تھا، تو ہم نے اس کو پکڑ لیا

حضرت عمرؓ نے پوچھا اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، لوگوں نے کہا ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ، اس کو گھر میں نہیں بند کر دیتے، اور اس کو ہر روز روٹی کھلاتے، پھر تین دنوں تک اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے، اگر توبہ کر لیتا تو چھوڑ دیتے، ورنہ اس کو قتل کر دیتے، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ گواہ رہنا، میں نے نہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اور جب اس کے قتل کی بات پہنچی تو میں اس سے راضی بھی نہیں ہوں۔

ان صحابی کے قول میں ہے کہ، تین دن سے پہلے قتل کرنے پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے اللہ نہ میں اس میں حاضر ہوں اور نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ میں اس سے راضی ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ تین دن تک مہلت دینا ضروری ہے۔ تین دنوں کے بعد بھی اپنے قول پر اڑا رہے تب جا کر اس کو قتل کیا جائے گا

ان شرطوں پر اس وقت عمل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ، دیکھا گیا ہے کہ ایک آدمی کسی پر شرک کا یا گستاخی کا الزام ڈالتا ہے، اور اس کی سزا کے لئے ایک بھیڑ جمع ہو جاتی ہے اور وہ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اس ملزم کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم لوگ اس کو سزا دیں اور سڑک پر پیٹ پیٹ کر مار دیں، اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں، اس صورت حال سے پورے ملک میں انتشار پیدا ہوتا ہے، اور میڈیا والے اس کو اچھالتے ہیں کہ دیکھو اسلام کتنا خطرناک مذہب ہے

اس لئے اس کا خاص خیال رکھیں کہ حد کی سزا دینے کے لئے شرعی قاضی کا ہونا ضروری ہے، یہ عوام کا کام نہیں ہے۔

آدھے جملے سے مشرک نہ بنائیں

اس وقت کئی ملکوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی کا آدھا جملہ لے لیا، یا کسی کی بات کو توڑ مڑ کر پیش کر دیا، یا اس نے تقریر کے دوران کوئی ایسی بات کہہ دی جو کسی چھوٹے جزیے کے خلاف تھا، اس کو لوگوں نے رکارڈ کر لیا، اب اسی کو لیکر بیٹھا ہے، اور اس کو قتل کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، اب وہ لاکھ مرتبہ اس سے انکار کرتا ہے یا توبہ کرتا ہے تب بھی نہیں مانا جاتا ہے، اور اس کو پھانسی پر لٹکا کر دم لیتے ہیں، ان حرکتوں کو غیر مسلم ملک میڈیا پر بار بار دکھلاتے ہیں اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ اسلام نعوذ باللہ ظالم ہے کہ اپنے اختیار سے ایک مذہب اختیار کرتا ہے، اس کی بھی آزادی چھین لیتا ہے، اور اس کو سرعام پھانسی پر لٹکا دیتا ہے۔ حالانکہ ابھی گزرا کہ حقیقی مرتد ہونے کے باوجود اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

میں نے ایک کتاب دیکھی جسکو ختم نبوت ثابت کرنے کے لئے لکھی تھی، اور مصنف نے حضور ﷺ کو انسان، جنات، اور فرشتوں، اور ساری دنیا کے لئے آخری نبی ثابت کیا تھا، لیکن کچھ حضرات کو دیکھا کہ کہیں کہیں سے جملے کاٹے اور یہ ثابت کیا کہ یہ صاحب ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں، اور اس کی اتنی تشہیر کی کہ بہت سے آدمی یہ سمجھنے لگے کہ واقعی وہ مصنف ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں، میں نے اصل کتاب کو دیکھا تو حیران ہو گیا، کہ کس طرح جملوں کو کاٹ کر بدنام کیا گیا ہے، اس لئے اس قسم کے فیصلوں کے لئے ضروری ہے کہ انکار کرنے والوں کو تین دن تک سمجھا جائے، اور کسی صورت سے بھی مسلمان ثابت ہو تو اس کو قتل نہ کیا جائے، ورنہ توبہ پناہ انتشار ہوتا ہے، اور اسلام بدنام ہوتا ہے۔

آج کل میڈیا والے یہ سوال بہت اٹھاتے ہیں کہ آیت میں۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد

من الغی۔ (آیت ۲۵۶، سورت البقرة ۲)۔ ہے دین اور مذہب کو قبول کروانے میں زبردستی نہیں ہے کہ، تو مرتد نے اپنی مرضی سے دوسرا دین قبول کیا تو اس کو قتل کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کو سمجھائے کہ یہ ان ملکوں میں کیا جائے گا جہاں اسلامی حکومت ہے، یہ مسئلہ یورپ اور امریکہ کے لئے ہے ہی نہیں، اس لئے اس بارے میں بحث کرنا بیکار ہے۔

تعزیر کیا ہے

قرآن میں کئی جرموں کے لئے حد مقرر کی ہے، غیر مسلم ملکوں میں قاضی نہ ہونے کی وجہ سے وہ حد نہیں لگائی جاسکتی ہے اس لئے حد سے کم یعنی چالیس کوڑے سے کم انتالیس کوڑے تک لگانے کا مطالبہ کرنا تعزیر ہے، یا مجرم پر کوئی مناسب جرمانہ لازم کرنا تعزیر ہے، غیر مسلم ملکوں میں اس کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

مرتد کو سزا دینے کی حکمت کیا ہے

مرتد کی سزا میں اصل حکمت یہ ہے کہ، اسلامی حکومت میں یہ چھوٹ دی جائے تو دوسروں کو کفر اختیار کرنے کا موقع ملے گا، اور اس سے اس کی آخرت برباد ہو جائے گی، کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جائے گا، اس لئے اس کی آخرت بچانے کے لئے یہ اقدام کیا جاتا ہے۔ اس میں خود مرتد کا فائدہ ہے، جو وہ سمجھ نہیں رہا ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 1 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۴۔ اہل قبلہ کون لوگ ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ کی لائی ہوئی تمام باتوں کو دل سے ماننے کا نام اہل قبلہ ہے

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

و نسبی اهل قبلتنا مسلمین مومنین، ما داموا بما جاء به النبی ﷺ معترفین، و له بكل ما قال و اخبر مصدقین۔ (العقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۵۴، ص ۱۴)

ترجمہ۔ جو اہل قبلہ ہیں ہم اس کو مسلمان اور مومن سمجھتے ہیں بشرطیکہ حضورؐ جو کچھ لے کر آئے ہیں ان کا اعتراف کرنے والا ہو، اور جو کچھ آپؐ نے کہا ہے اور خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنے والا ہو اس عبارت میں فرمایا کہ حضورؐ جو کچھ لائے ہیں ان کا اعتراف کرتا ہو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہیں، اور جو کچھ آپؐ نے کہا ہے اس کی دل سے تصدیق کرتا ہو تو وہ مومن ہے، مسلمان ہے، اور وہی اہل قبلہ ہے

ان احادیث میں اس کی دلیل ہے

1۔ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ من صلى صلاتنا و استقبل قبلتنا و اكل ذبيحتنا فذاك المسلم الذي له ذمة الله و ذمة رسوله فلا تكفروا الله في ذمته۔ (بخاری شریف، کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ص ۶۹، نمبر ۳۹۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلے کا استقبال کیا، ہمارا ذبح کیا ہوا گوشت کھایا تو یہ مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے، اس لئے اللہ کے ذمے کو مت چھپاؤ۔

2۔ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله ، فاذا قالوها و صلوا صلاتنا و استقبلوا قبلتنا و ذبحوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا دمائهم و اموالهم الا بحقها و حسابهم على الله ۔ (بخاری شریف، نمبر ۳۹۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا، جب تک کہ لا اله الا الله ، نہ کہے اس وقت تک مجھے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پھر جب، لا اله الا الله ، کہہ لے، اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگے، ہمارے قبلے کا استقبال کرنے لگے، ہمارا ذبح کیا ہوا گوشت کھانے لگے، تو اس کا خون کرنا، اس کا مال چھیننا ہم پر حرام ہے، ہاں جو اللہ کا حق ہے ہم وہ لیں گے، باقی اس کا حساب اللہ پر ہے

اور اگلی حدیث میں ہے۔ فهو مسلم له مال للمسلم و عليه ما على المسلم ۔ (بخاری شریف، کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ص ۶۹، نمبر ۳۹۲/۳۹۳)

ترجمہ۔ اگلی حدیث کے ٹکڑے کا ترجمہ۔ یہ لوگ مسلمان ہیں، مسلمان کا جو حق ہے یہ اس کو بھی ملے گا، اور مسلمان پر جو ذمہ داریاں ہیں ان پر بھی یہ ذمہ داریاں ہوں گی

ان تینوں حدیثوں میں یہ ہے کہ اہل قبلہ ہو تو وہ مسلمان ہے اس کو نہ کافر کہو اور نہ کافر جیسا برتاؤ کرو۔

جو لوگ ان چھ چیزوں کو دل سے مانتا ہو اس کو اہل قبلہ کہتے ہیں

[۱] اللہ کو۔ [۲] رسول کو [۳] اللہ کی کتاب، یعنی قرآن کریم کو۔ [۴] فرشتے کو، [۵] آخرت کے دن کو۔

[۶] اور تقدیر کو مانتا ہو اس کو مومن کہتے ہیں، اور وہ اہل قبلہ ہیں۔

عقیدۃ الطحاویۃ میں، عبارت یہ ہے

و الايمان هو الايمان بالله ، و ملائکته ، و کتبه ، و رسله و اليوم الآخر ، و القدر

خيره و شره و حلوه و مره من الله تعالى۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۶، ص ۱۵)

ان باتوں پر ایمان لانے کی دلیل ایمان کی بحث میں گزر چکی ہے

اس سے پہلے کی عبارت میں بھی ہے کہ حضور^۲ کی لائی ہوئی باتوں کا اعتراف کرتا ہو، اور ان کو دل سے

مانتا ہو تو وہ مومن ہے مسلمان ہے، اور وہی اہل قبلہ ہے، صرف ہمارا ذبیحہ کھانے سے اہل قبلہ نہیں ہو

جائے گا

اس کی پوری تفصیل ایمان کی بحث میں دیکھیں

فاجر کی امامت جائز ہے، البتہ مکروہ ہے

کسی کو اپنے اختیار سے امام متعین کرے تو متقی اور پرہیزگار کو امام متعین کرے، لیکن کہیں مجبوری کے درجے میں کسی فاسق، فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے، تاکہ جماعت سے نماز ادا ہو جائے، اور آپ کے چھوڑنے کی وجہ سے انتشار بھی نہ ہو

آج کل ذرا اسی بات پر اختلاف کر لیتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے ہیں، غیر کے ملکوں میں اتحاد برقرار رکھنے کے خاطر اس سے بچنے کی ضرورت ہے

فاجر کی امامت کے بارے میں عقیدۃ الطحاویہ کی عبارت یہ ہے

۔ و نرى الصلوة خلف كل بر و فاجر من اهل القبلة و على من مات منهم۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۹، ص ۱۶)

ترجمہ۔ جو اہل قبلہ ہیں، ان میں سے ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، اور اہل قبلہ میں سے جو نیک، یا فاجر مر گیا ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز سمجھتے ہیں

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ احتیاط تو اسی میں ہے کہ نیک لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے، لیکن کبھی فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے تو پڑھ لے، کیونکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برا كان او فاجرا، و ان عمل الكبائر۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الصلوة، باب امامۃ البرو

(الفاجر، ص ۹۷، نمبر ۵۹۴)

حضورؐ نے فرمایا کہ فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے پڑھنا واجب ہے، چاہے وہ نیک ہو یا فاجر ہو، اور چاہے وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو

اس حدیث میں ہے کہ انسان نیک ہو یا فاجر ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو، کافر اور مشرک نہ ہو

تاہم نیک امام مل جائے تو ہمیشہ کے لئے اس کو امام بنانا بہتر ہے، اس کے لئے یہ حدیث ہے

4۔ عن جابر بن عبد الله قال خطبنا رسول الله ﷺ الا لا تؤمن امرأة رجلا ولا يؤم اعرابی مهاجرا ولا يوم فاجر مؤمنا الا يقهره بسلطان يخاف سيفه و سوطه - (ابن ماجہ شریف، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب فی فرض الجمعة، ص ۱۵۲، نمبر ۱۰۸۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے ہم کو خطبہ دیا۔۔۔ سن لو عورت مرد کی امامت نہ کرے، دیہاتی ہجرت کئے ہوئے صحابی کی امامت نہ کرے، فاجر متقی مومن کی امامت نہ کرے، ہان کوئی بادشاہ اس کو مجبور کر دے، اور آدمی اس کی تلوار، اور اس کے کوڑے سے ڈرتا ہو تو [تو پھر اس فاجر کے پیچھے نماز پڑھ لے] لیکن اگر وہ آدمی اعتقاد کے اعتبار سے ہر طرح سے مشرک ہے تو اب اس کی امامت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو مسلمان ہی نہیں رہا

اس وقت کا عالم یہ ہے کہ بہت سی جگہ ایک مسلک والا دوسرے مسلک والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں جس سے اتنا انتشار ہے کہ قوم کی قوم متباہ ہو رہی ہے

اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے

اسلام میں تشدد بھی نہیں ہے، اور بہت ڈھیل بھی نہیں ہے

اسلام میں تشدد بھی نہیں ہے، اور بہت ڈھیل بھی نہیں ہے، اس کے درمیان ہے عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

۔ و هو [یعنی الاسلام] بین الغلو و التقصیر ، و بین التشبیہ و التعطیل ، و بین الجبر

و القدر ، و بین الامن و الیاس ۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۱۰۴، ص ۲۲)

ترجمہ۔ [بہت زیادہ غلو کرنا، اور بہت زیادہ کمی کرنا]، اللہ کو کسی کے مشابہ قرار دینا، اور اللہ کو بیکار سمجھنا،

[اللہ کو مجبور سمجھنا، انسان کو قادر سمجھنا]، گناہ سے بے خوف ہو جانا، اللہ سے بالکل مایوس ہو جانا، اسلام

اس کے درمیانی راستے کو کہتے ہیں

اس عبارت میں ہے کہ زیادہ غلو کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے، اور بہت کمی کرنا بھی ٹھیک نہیں، اس کے درمیانی

راستے کو اسلام کہتے ہیں

اس کے لئے آیت یہ ہے۔

1۔ یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق ۔ (آیت ۱۷۱،

سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ

کہو۔

2۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم و لا تعتدوا ان اللہ یحب

المعتدین ۔ (آیت ۸۷، سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے لئے جو پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو، اور حد سے تجاوز نہ کرو، یقیناً جانو اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ان دونوں آیتوں میں ہے کہ حد سے تجاوز کرنا ٹھیک نہیں ہے،

5۔ عن انس ان نفرا من اصحاب النبی ﷺ سألوا ازواج النبی ﷺ عن عمله فی السر؟ فقال بعضهم لا اتزوج النساء و قال بعضهم لا آكل اللحم و قال بعضهم لا انام فی فراش، فحمد الله و اثنی علیہ فقال: ما بال اقوام قالوا کذا کذا؟ لکنی اصلى و انام و اصوم و افطر و اتزوج النساء، فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ (مسلم شریف، کتاب النکاح، ص ۵۸۶، نمبر ۱۴۰۱/۳۱۴۰۳)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہؓ نے حضورؐ کی بیویوں سے حضورؐ کی خانگی عمل کے بارے میں پوچھا؟ پھر ان میں سے ایک نے کہا میں عورتوں سے شادی ہی نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، ایک نے کہا کہ میں بستر پر نہیں سوؤں گا، تو حضورؐ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا، کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ اس طرح کہتے ہیں، لیکن میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، اور کبھی روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یہ میری سنت ہے، جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ اتنا تشدد بھی نہ کرے کہ لوگ تنگ آجائے، اور اتنی سہولت بھی نہ دے کہ لوگ حرام کا ارتکاب کرنے لگے۔

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۵۔ پیری مریدی

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

پیری مریدی کا فائدہ

پیر مخلص ہو، مرید کو نیک انسان بنانے کی تڑپ ہو اور خود بھی نیک انسان ہو تو اس سے مرید کو فائدہ ہوتا ہے، وہ بھی نیک انسان بن جاتا ہے، جیسے استاد اچھا ہو، مخلص ہو اور اچھی طرح پڑھاتا ہو تو اس سے شاگرد بہت اچھا نکلتا ہے، اسی طرح پیر کا حال ہے۔

لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مرید میں بھی نیکی حاصل کرنے کی صلاحیت ہو، اور وہ نیک بننے کے لئے پوری محنت کرتا ہو، تب وہ نیک بنتا ہے، ورنہ خالی رہ جاتا ہے اسی شاگردی میں آنے کے لئے پیر کے ہاتھ پر عہد کرتے ہیں کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت مانوں گا اور شریعت پر پابندی سے عمل کروں گا، اسی عہد کا نام بیعت ہے۔

پیر اپنے مرید کو یہ چار فائدے دے دے سکتے ہیں

حضور ﷺ کو ان چار کاموں کے لئے بھیجا گیا ہے، ایک پیر کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے مرید کو یہ چار کام سکھائے

[۱] امت کے سامنے قرآن پڑھے،

[۲] انکو قرآن سکھائے

[۳] حکمت سکھائے

[۴]، اور تزکیہ کرے۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ هو الذی بعث فی الامیئن رسولا من انفسهم یتلوا علیہم آیاتہ و یرکبہم و یعلمہم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آیت ۲، سورۃ الجمعۃ ۶۲)
ترجمہ۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو انکے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے

2۔ ربنا و ابعث فیہم رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب و الحکمة و یرکبہم۔ (آیت ۱۲۹، سورۃ البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ اور ہمارے پروردگار! ان میں سے ایک ایسا رسول بھیجنا جو انہیں میں سے ہو، جو انکے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔

اس آیت میں ہے کہ حضورؐ کو چار کام کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ [۱] قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے [۲] قرآن سکھلانے کے لئے، [۳] حکمت سکھلانے کے لئے [۴] اور تزکیہ کرنے کے لئے،

پیر صاحب اچھے ہوں تو یہی چار کام وہ سکھلاتے ہیں، اور مرید کو یہی فائدہ ہوتا

یہاں تفسیر ابن عباس میں تزکیہ کا معنی کیا ہے، کہ پیر صاحب، توحید سمجھا کر شرک سے بچانے کی کوشش کریں گے، اور توبہ کروا کر گناہ سے بچانے کی کوشش کریں گے۔۔۔ یزکھم کا یہی مطلب ہے۔

یہ مطلب نہیں ہے کہ پیر صاحب کوئی خاص قسم کی دل کی صفائی کر دیں گے، جیسا کہ بعض حضرات سمجھتے ہیں، اگر ایسا ہوتا تو پیر صاحب پہلے اپنی اولاد کا تزکیہ کر لیتے اور ہر پیر کا بیٹا ولی کامل ہوتا، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے پیر کی اولاد ناکارہ، اور نا اہل ہوتی ہے

تفسیر ابن عباس کی عبارت یہ ہے

- ﴿ويزكهم﴾ يطهرهم بالتوحيد من الشرك ، و يقال بالزكاة و التوبة من

الذنوب ، اى يدعوهم الى ذالك (تفسیر ابن عباس، آیت ۲، سورہ الجمعۃ ۶۲)

ترجمہ۔ لوگوں کو پاک کرتے ہیں، یعنی توحید کے ذریعہ شرک سے پاک کرتے ہیں، بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ، زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرواتے ہیں، توبہ کرنے کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں

اس تفسیر میں ہے کہ توحید کے ذریعہ مریدوں کو شرک سے پاک کرنے کی کوشش کریں گے، اور گناہوں سے توبہ کروانے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے یہ مطلب نہیں ہے کہ دل کی کوئی خاص قسم کی صفائی کریں گے۔

اور یہ شرک سے تزکیہ بھی اس وقت ہوتی ہے جب خود مرید میں صلاحیت ہو اور خود بھی شرک سے بچنے کی محنت کرے، اگر وہ محنت نہ کرے تو پیر صاحب لاکھ سرمارے کچھ نہیں ہوتا۔

پیر خدا ترس ہو تو اس کا زیادہ اثر پڑتا ہے

1۔ ان اسماء بنت یزید انها سمعت رسول اللہ ﷺ يقول : الا ينبأكم بخياركم ؟ قالوا بلى يا رسول الله قال خياركم الذين اذا رؤوا ذكر الله عز و جل ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب من لا يؤبه له، ص ۶۰۱، نمبر ۴۱۱۹)

ترجمہ۔ میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ، تم میں سے اچھے کون ہیں اس کی خبر دوں؟ لوگوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا، تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھو تو خدا یاد آ جائے

اس حدیث میں ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، وہ اچھے لوگ ہیں، اس لئے پیر ایسا اللہ والا ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ اور اگر پیر کی شان و شوکت دیکھ کر دنیا یاد آنے لگتی ہے تو، یا اس کی مکاری کو دیکھ کر آپؐ کا جی گھبراتا ہے تو اس پیر کے پاس بیٹھ کر آپؐ کو کیا ملے گا

اس حدیث میں ہے کہ نیک لوگ ہو تو اس کے پاس بیٹھنے اس کا اثر پڑتا ہے کہ آخرت میں جی لگنے لگتا ہے، اور بدکار آدمی ہو یا مکار پیر ہو تو اس کے پاس بیٹھنے سے اس کا بھی اثر پڑتا ہے کہ دنیا داری میں جی لگنے لگتا ہے

حدیث یہ ہے

2۔ سمعت ابا بردہ بن ابی موسیٰ عن ابیہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مثل الجلیس الصالح و الجلیس السوء کمثل صاحب المسک و کیر الحداد ، لا یعدمک من

صاحب المسک اما تشتريه او تجد ريحه ، و کير الحداد يحرق بيتک ، او ثوبک ، او تجد منه ريحا خبيثة ۔ (بخاری شریف، کتاب البیوع، باب فی العطار و بیع المسک، ص ۳۳۸، نمبر ۲۱۰۱ / مسلم شریف، کتاب البر والصلة، باب استخباب مجالسة الصالحين ومجانبة قراء السوء، ص ۱۱۴۶، نمبر ۲۶۲۸ / نمبر ۶۶۹۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نیک بیٹھنے والے اور برے بیٹھنے والے کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک والا، اور لوہار کی بھٹی، مشک والے سے آپ کو کچھ نہ کچھ ملے گا ہی،، یا اس سے مشک خریدیں گے، یا اس کی خوشبو تو ضرور ملے گی، اور لوہار کی بھٹی یا آپ کا گھر جلانے کی، یا آپ کا کپڑا جلانے کی، یا اس کی بدبو ضرور ملے گی

اس حدیث میں ہے کہ نیک لوگوں کا اور برے لوگوں کا اثر پڑتا ہے

ان احادیث سے پتہ چلا کہ پیر صاحب اچھے ہوں اور مخلص ہوں، اور ان سے فائدہ حاصل کرنے والا بھی مخلص ہو اور لگن کے ساتھ حاصل کرے تو اس سے اوپر کے چار فائدے، اور چار فیض حاصل ہوتے ہیں

دنیا طلب کرنے کے لئے پیر بنانا، یا مرید بنانا اچھی بات نہیں ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

3۔ سمعت ابا ہریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ ثلاثۃ لا ینظر اللہ الیہم یوم القیامۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم..... ورجل بایع امامہ لا یبایعہ الا لدنیا فان اعطاه منها رضی و ان لم یعطہ منها سخط.... ثم قرأ ﴿ان الذین یشترون بعہد اللہ و ایمانہم ثمنا قلیل﴾ [آیت ۷۷، سورۃ آل عمران ۳]۔ (بخاری شریف، کتاب المساقاۃ باب اثم من منع ابن السبیل من الماء، ص ۳۷۹، نمبر ۲۳۵۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف اللہ نہیں دیکھیں گے، اور نہ اس کو پاک کریں گے، اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔۔۔ ایک آدمی جس نے اپنے امام سے بیعت کی، اور صرف دنیا کمانے کے لئے بیعت کی، اگر امام نے دیا تو اس سے راضی ہو گیا، اور اگر نہیں دیا تو اس سے ناراض ہو گیا۔۔۔ پر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی، جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا سا مال خریدتے ہیں۔ الخ۔

اس حدیث میں ہے کہ دنیا کے لئے جو بیعت کرتا ہے اللہ قیامت کے روز اس کی طرف، رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے، اور نہ اس کو پاک کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اس دور میں کچھ لوگوں نے مرید کرنا بھی ایک دھندھا بنا لیا ہے، مالدار مریدوں سے خلافت اور مریدی کے نام پر بہت لوٹتے ایسے پیروں سے چونکا رہنے کی ضرورت ہے، یہ دین کے لئے اور تربیت دینے کے لئے مرید نہیں بناتے بلکہ پیسہ کمانے کے لئے پیری مریدی کی جال بچھاتے ہیں۔ ایسے پیروں سے

بچنا چاہئے۔

اس دنیا میں اچھے پیر بھی ہیں جو لوگوں کی تربیت کرتے ہیں، میرے ایک استاذ تھے جو پیر تھے، وہ ہم لوگوں کو الٹا پیسہ دیا کرتے تھے، اور بہت مخلص تھے، ایک عظیم مفتی ہونے کے باوجود پوری زندگی فقرو فاقہ میں گزار دی۔ میں آج تک ان سے متاثر ہوں۔

میری زندگی میں دو تین پیر ایسے ہی آئے جنہوں نے پوری زندگی فقر و فاقہ میں گزاری، اور مریدوں کی تربیت میں کوشاں رہے، فللہ الحمد
میں کسی سے نفرت کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو خرافات سے بچانے کے لئے یہ سب لکھ رہا ہوں، آپ میرے تجربے سے فائدہ اٹھائیں۔

بیعت کی چار قسمیں ہوتی ہیں

- [۱] ایمان پر برقرار رہنے کے لئے بیعت کرنا
- [۲] جہاد کے لئے بیعت کرنا
- [۳] خلافت کے لئے بیعت کرنا۔
- [۴] اعمال صالحہ کرنے کے لئے، اور اس میں ترقی کرنے کے لئے بیعت کرنا

[۱] ایمان پر برقرار رہنے کے لئے اور اعمال صالحہ کے لئے بیعت کرنا

3۔ اس کے لئے یہ آیت ہے۔ یا ایہا النبی اذا جائک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن و لا یزنین و لا یقتلن اولادھن و لا یاتین بہتان یفتربہ بین ایدھن و ارجلھن و لا یعصینک فی معروف فبایعھن و استغفرلھن اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ (آیت ۱۲، سورت الممتحنہ ۶۰)

ترجمہ۔ اے نبی جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں مانیں گی، اور چوری نہیں کریں گی، اور زنا نہیں کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو، اور نہ کسی بھلے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی، تو تم انکو بیعت کر لیا کرو، اور ان کے حق میں

اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے

اس آیت میں حضورؐ سے نیک اعمال کرنے پر بیعت لینے کے لئے کہا گیا

[۲] جہاد کرنے کے لئے بیعت کرنا، اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

4۔ ان الذين يبائعونك انما يبائعون الله يد الله فوق ايديهم فمن نكث فانما ينكث على نفسه و من اوفى بما عاهد عليه الله فسيؤتيه اجرا عظيما۔ (آیت ۱۰، سورت الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ اے رسول جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے، اس کے بعد جو کوئی عہد توڑے گا، اس کا وبال اسی پر پڑے گا، اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے، تو اللہ زبردست ثواب عطا کرنے والا ہے

5۔ لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما فى قلوبهم فانزل السكينة عليهم و ااثبهم فتحا قريبا۔ (آیت ۱۸، سورت الفتح ۲۸)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ ان مومنوں سے بڑا خوش ہو واجب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا، اس لئے ان پر سکینت اتار دی، اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی۔

ان دونوں آیتوں میں جہاد پر بیعت کرنے کا ذکر ہے۔

[۳] خلافت کے لئے بیعت کے لئے صحابی کا یہ عمل ہے

4۔ فحمد الله ابو بكر و اثنى عليه فقال عمر بل نبيك انت سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله ﷺ، فاخذ عمر بيده فبايعه و بايعه الناس۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابة باب، ص ۶۱۶، نمبر ۳۶۶۸)

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔۔۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سے اچھے ہیں، حضورؐ کو آپ بہت محبوب تھے، یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا، اور ان سے بیعت کر لی، پھر لوگوں نے بھی حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کی اس حدیث میں خلافت پر بیعت کرنے کا ثبوت ہے۔

[۴] اعمال صالحہ کرنے کے لئے، اور اس میں ترقی کرنے کے لئے بیعت کرنا

5۔ سمعت جریر بن عبد اللہؓ یقول بایعت رسول اللہ ﷺ علی شہادة ان لا اله الا الله ، و ان محمد رسول الله و اقامة الصلاة و ايتاء الزکوة و السمع و الطاعة و النصیح لكل مسلم ۔ (بخاری شریف کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباد بغير اجر، ص ۳۴۵، نمبر ۲۱۵۷)

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ان باتوں پر بیعت کی، شہادۃ ان لا اله الا الله ، و ان محمد رسول الله ، اور نماز قائم کروں، زکوٰۃ دوں، حضور کی بات سنوں، ان کی اطاعت کروں، اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کروں اس حدیث میں ہے کہ اعمال صالحہ کرنے کے لئے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی

حضور عورتوں سے بیعت کرتے تھے لیکن انکے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے،

حضور عورتوں سے بیعت کرتے تھے انکے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے، پردے میں رہ کر بیعت کرتے تھے، اس کے لئے یہ حدیث ہے

6۔ عن عائشة زوج النبی ﷺ..... قالت عائشة فمن اقر بهذا الشرط من المومنات فقد اقر بالمحنة، فكان رسول الله ﷺ اذا اقرن بذالك من قولهن قال لهن رسول الله ﷺ انطلقن فقد بايعتكن ، لا والله ما مست يد رسول الله ﷺ يد امرأة قط غير انه بايعهن بالكلام ، والله ما اخذ رسول الله ﷺ على النساء الا بما امره الله ، يقول لهن اذا اخذ عليهن قد بايعتكن كلاما ۔ (بخاری شریف، کتاب الطلاق، باب اذا اسلمت المشرکة او النصرانیة تحت الذمی او الحر بی، ص ۹۲۵، نمبر ۵۲۸۸)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، مومن عورتوں میں سے جو آیت کی شرطوں کا اقرار کر لیتی تو گویا کہ اس نے امتحان دینے کی باتوں کا اقرار کر لیا، عورتیں جب باتوں سے ان چیزوں کا اقرار کر لیتیں، تو حضورؐ کہتے، تم لوگ چلے جاؤ، میں نے تم سے بیعت کر لی ہے،، خدا کی قسم حضورؐ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھویا، صرف بات سے ہی بیعت کر لیا کرتے تھے، اللہ نے جتنا حکم دیا تھا، حضورؐ عورتوں کے ساتھ اتنا ہی معاملہ کرتے، حضور جب عورتوں سے بیعت لیتے تو یہی کہتے، میں نے بات [کلام] سے ہی تم سے بیت کر لی ہے

اس حدیث میں ہے کہ عورتوں سے صرف کلام سے بیعت کی اس کا ہاتھ نہیں چھویا۔

آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ مریدہ عورت پیر کے سامنے بے محابہ بیٹھی ہوئی ہے، اور بے پردگی کے وہ سارے کھیل کرتے ہیں جو نہیں ہونی چاہئے، اس سے ہر حال میں بچنا چاہئے

پیر صاحب آپ کو کوئی معنوی فیض دے دیں گے ایسا نہیں ہے

بعض پیر حضرات یہ تاثر دیتے رہتے ہیں کہ میری خدمت کرو گے تو میں تمہیں کوئی معنوی فیض دے دوں گا اور مرید اس کے حاصل کرنے کے لئے برسوں خدمت میں لگا رہتا ہے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ معنوی چیز دینے کا واقعہ حدیث میں صرف ایک مرتبہ ہے جو معجزہ کے طور پر تھا، اس کے بعد پھر صادر نہیں ہوا۔۔۔ ورنہ ہر پیر اپنی اولاد کو یہ فیض پہلے دے دیتا۔

7۔ حدیث یہ ہے۔ عن ابی ہریرۃؓ و قال النبی ﷺ یوما لن یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقصی مقاتلی ہذہ ثم یجمعه الی صدرہ فینسی من مقاتلی شیئا ابدا ، فبسطت نمرۃ لیس علی ثوب غیرہا ، حتی قضی النبی ﷺ مقاتلہ ثم جمعتها الی صدری فوالذی بعثہ بالحق ما نسیت من مقاتلہ تلک الی یومی ہذا ۔ (بخاری شریف، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب ماجاء فی الغرس، ص ۳۷۷، نمبر ۲۳۵۰)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ، کوئی اپنا کپڑا پھیلائے تاکہ اس میں اپنی کوئی بات کہہ دوں اور اس کو اپنے سے لگا لے تو کبھی وہ میری بات نہیں بھولے گا، پس میں نے اپنی ایک چادر پھیلا دی، میرے پاس اس کے علاوہ تھی بھی نہیں، حضور ﷺ نے اپنی بات اس میں کہی، پھر اس چادر کو اپنے سینے پر چپکا لیا، پس قسم اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا، آپ کی کوئی بات ابھی تک نہیں بھولی۔

یہ حدیث معجزہ کے طور پر ہے، ہمیشہ یہ بات نہیں تھی، ورنہ بار بار حضورؐ یہ فیض دیتے اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۶۔ تعویذ پہننا کیسا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 29 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

تعویذ کی سات قسمیں ہیں

[۱]۔۔ قرآن اور حدیث کی جائز تعویذ کو جائز مقصد کے لئے پڑھی جائے، یا کی جائے تو یہ جائز ہے

[۲]۔۔ تعویذ یا منتر میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ حرام ہے

[۳]۔۔ تعویذ، یا منتر میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کا معنی کا پتہ نہیں ہے، تو ہو سکتا ہے کہ

اس میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے

[۴]۔۔ نظر بد لگنا

[۵]۔۔ جادو۔۔ یہ کرنا حرام ہے

[۶]۔۔ عراف۔۔ جو غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔ اس کے پاس جانا حرام ہے

[۷]۔۔ جنات نکالنا

تعویذ کرنے کی دو صورتیں ہیں

[۱]۔۔ ایک ہے قرآن اور حدیث کو پڑھ کر پھونکنا، اس کا ثبوت حدیث میں ہے۔

[۲]۔۔ دوسرا ہے کہ آیت یا حدیث کو لکھ کر گلے میں لٹکانا، حدیث میں اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔۔ ہر ایک کے لئے آگے آیت اور حدیث دیکھیں

بعض تعویذ کرنے والوں کا مکر

دنیا میں اچھے لوگ بھی ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسا کرتے ہیں

سب نہیں، بعض تعویذ کرنے والا، بیچ بیچ کی باتیں کرتا ہے، وہ نہ یہ کہتا ہے کہ جنات ہے، اور نہ وہ اس کا انکار کرتا ہے، بلکہ یوں کہتا ہے کہ اس پر جنات کا سایہ ہے یعنی جنات ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔، اور اس کے اتارنے کے لئے کافی پیسے وصول کر لیتا ہے، اور مہینوں بعد نہ اترے تو یہ کہہ دیتا ہے کہ میں ایک جنات کو نکال دیا تھا، لیکن اب اس کے خاندان کے لوگ آگئے ہیں، اب اس کو اتارنے کے لئے اور پیسے لگیں گے۔

کبھی یہ بھی کہہ دیتے ہیں، کہ آپ کے قریب کے لوگوں نے جادو کیا ہے، یا تعویذ کی ہے،، اور قریب میں پڑوسن، بھاوی، ساس، اور نند ہوتیں ہیں تو ان میں سے کسی ایک سے زندگی بھر کے لئے اندر ہی اندر دشمنی ہو جاتی ہے، اور بعض مرتبہ بڑا ہنگامہ ہو جاتا ہے، اور یہ سب تعویذ والا کرواتا ہے، حالانکہ خود تعویذ والے کو اس کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے، اس لئے ایسے تعویذ، اور جادو والوں سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

اس آیت میں اس کی وضاحت ہے

1۔ فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ و ما ہم بضارین بہ من اہد

الاباذن اللہ۔ (آیت ۱۰۲، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس کے ذریعہ شوہر، اور بیوی میں جدائی پیدا کر دیں، اور یہ واضح رہے کہ وہ اس کے ذریعہ کسی کو اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اس آیت میں فرمایا کہ یہ جادو کرنے والے عموماً ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ میاں، بیوی میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے، بعض مرتبہ رشتہ داروں میں دشمنی کروا دیتا ہے۔ واقعی بعض تعویذ کرنے والے رشتہ داروں میں اختلاف کروا دیتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان تعویذ والوں کو ایک بات کا پتہ لگتا ہے تو اس میں سو جھوٹ ملا کر مریض کو بتاتے ہیں تاکہ اس کو یقین آجائے، اور اس کی دکان خوب چلے اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

1۔ عن عائشة قالت قلت يا رسول الله ! ان الكهان كانوا يحدثونا بالشيء فنجده حقا ، قال تلك الكلمة الحق يخطفها الجنى فيقذفها في اذن وليه ، ويزيد فيها مائة كذبة۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ واتیان الکہان، ص ۹۸۹، نمبر ۲۲۲۸ (۵۸۱۶)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ، میں نے کہا کاہن کچھ بات ہم لوگوں سے کہتا ہے تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں! تو حضورؐ نے فرمایا کہ جنات کوئی ایک سچی بات کو کہیں سے پالیتا ہے، وہ اپنے موکل کو بتاتا ہے، اور موکل اس میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے اس حدیث میں ہے کہ موکل سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو کہتا ہے

جس گھر میں تعویذ کا رواج ہو جاتا ہے، اس کی جان نہیں چھوٹی

بعض مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جس گھر میں تعویذ کا رواج بہت ہو جاتا ہے، تو انکے گھر والوں کو اس کا وہم ہو جاتا ہے، اور کوئی بھی پریشانی آئے تو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نے کوئی جادو کر دیا ہے، یہاں تک کہ ہاتھ سے اچانک برتن گر جائے تو بھی سمجھتے ہیں کہ کسی کے جادو کرنے سے یا تعویذ کرنے سے ہی برتن گرا ہے، اس کو لاکھ سمجھاؤ کہ یہ اچانک برتن گرا ہے، یا یہ درد یا بیماری کی وجہ سے ہے تو وہ نہیں سمجھتے، کیونکہ ان کے دماغ میں تعویذ، یا جادو کا بھوت ہے، پھر اس جادو کے اتروانے کے لئے تعویذ والے کے پاس جاتے ہیں، اور وہ بیچ بیچ کی بات کر کے اچھی خاصی رقم وصول کرتے رہتے ہیں، اور زندگی بھر پھسائے رکھتے ہیں کیونکہ اس کو تو پونڈ وصول کرنا ہے، اور معاشرے میں اپنی شہرت حاصل کرنی ہے اس لئے مودبانہ گزارش ہے کہ ان وہموں سے دور رہیں، اسی لئے حضورؐ نے بعض تعویذ، اور جادو کو منع بھی کیا ہے، اس کے لئے آگے دیکھیں

تعویذ سے ذہنی طور پر تھوڑی تسلی ہو جاتی ہے

ایک تعویذ کرنے والے نے مجھے 4 چار باتیں بتائیں

[۱] جس پر ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں وہ عموماً ذہنی مریض ہوتے ہیں، یا تو اس کو نیند نہیں آتی، یا اس کے ذہن پر خوف ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ڈرتا رہتا، اور کوئی آواز آجائے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ جنات، یا شیطان کی آواز ہے، اور اب وہ ہم پر حملہ کرے گا، اس خوف سے، یا اس وہم سے وہ ڈرتا رہتا ہے، اور بعض مرتبہ اس کو اس خوف کی وجہ سے آٹھ گھنٹے کی پوری نیند نہیں آتی، وہ تھوڑی دیر سوتا ہے، اور اٹھ جاتا ہے، اب اس کم سونے کی وجہ سے پورا دن دماغ میں درد رہتا، گردن میں درد رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ میرے اوپر جنات سوار ہے، اور اس سے وہ بے چین ہو جاتا ہے، حالانکہ کوئی جنات نہیں ہوتا، اس کو کہاں فرصت ہے کہ وہ اس کے گردن پر سوار ہو، اور اپنا کام چھوڑ کر یہاں بسیرا کرے، اصل معاملہ یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے، یا گھریلو ٹینشن کی وجہ سے اس کو نیند نہیں آتی ہے، جس کی وجہ سے پورا جسم ٹوٹ رہا ہے

جب میرے پاس مریض آتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس کو ٹینشن ہے، اور نیند نہیں آتی ہے، لیکن سیدھا کہنے سے کام نہیں بنتا، اس لئے کہتا ہوں کہ یہ تعویذ لو اس سے سارے جنات بھاگ جائیں گے، اس جھاڑ پھونک سے مریض کو تسلی ہو جاتی ہے کہ جنات، اور جادو بالکل بھاگ گیا، اس سے اس کا خوف ختم ہو جاتا ہے، اب وہ آرام سے سو جاتا ہے، اور اس سونے کی وجہ سے اس کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہماری تعویذ، ایک قسم کی تسلی ہے۔

[۲]۔۔ انہوں نے دوسری بات یہ بتائی کہ، ہمارے ہاتھ میں کوئی کرشمہ نہیں ہوتا، ہم لوگ تو مختلف قسم کی دعائیں لکھ کر دے دیتے ہیں، اس میں اثر ڈالنا صرف خدا کا کام ہے، اگر وہ چاہیں تو اس سے شفا ہو جاتی ہے، اور نہ چاہیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمارے ہاتھوں میں کوئی کرشمہ نہیں ہوتا

[۳]۔۔ اور تیسری بات یہ بتائی کہ عموماً ہمارے ہاتھ میں کوئی جنات، یا موکل تابع نہیں ہوتا، عوام کا یہ وہم اتنا صحیح نہیں ہے، ممکن کہ یہ ہوتا ہو لیکن میرے علم تک یہی ہے کہ جنات تابع نہیں ہوتا، پیسہ بنانے کے لئے بہت سے لوگ یہ شوشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ، میرے پاس موکل ہے، اگر ایسے ہی ہے تو اس موکل سے پیسہ کیوں نہیں جمع کروا لیتا، یہ دوسروں سے کیوں مانگتے پھرتے ہیں؟

[۴]۔۔ اور چوتھی بات یہ بتائی کہ ہمیں غیب کا بھی پتہ نہیں ہوتا، ہم لوگ یہ کرتے ہیں کہ بیمار کو ادھر ادھر سے کچھ باتیں پوچھ لیتے ہیں، اس سے ایک اندازہ ہو جاتا ہے، پھر اپنی ذہانت سے، اور اپنے تجربہ سے، بیچ بیچ کی بات سمجھانے لگتے ہیں، اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہے، یا مجھے آپ کے بارے میں جنات نے ساری معلومات دے دی ہیں، چونکہ وہ لوگ عامی لوگ ہوتے ہیں، اس لئے ہماری باتوں پر یقین کر لیتے ہیں، اور سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم لوگوں کو علم غیب ہے، یا ہم پہنچے ہوئے بابا ہیں، جو بیمار کی ہر بات جانتے ہیں

اور اگر کوئی ذہین آدمی آگیا، اور اس نے ہماری باتوں کو پرکھنا شروع کر دیا تو ہم لوگ اس سے زیادہ بات نہیں کرتے، بلکہ اس سے جان چھڑاتے ہیں تاکہ ہماری بنی بنائی شہرت خاک میں نہ مل جائے، اور آنے والے پیسے بند نہ ہو جائیں، کیونکہ ہمارے پاس پیسہ کمانے کے لئے یہی ایک اچھی دکان ہوتی ہے، جس میں ملتا بہت ہے، اور خرچ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اس مخلص تعویذ والے کی بات کہاں تک سہی ہے، یہ وہی جانے، البتہ اس کی باتوں میں کچھ جان تو ہے آپ بھی ان کی باتوں سے فائدہ اٹھائیں، اور دھوکہ کھانے سے محفوظ رہیں۔۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[۱]۔ قرآن اور حدیث کی جائز تعویذ

یہ ضروری ہے کہ تعویذ کے ذریعہ لوگوں کی پریشانی دور کرنا مقصود ہو تو ٹھیک ہے، اور اگر تعویذ اس لئے کر رہا ہو کسی کو ستانا مقصود ہو، یا بیوی اور شوہر کے درمیان نفرت کرنا مقصود ہو، یا رشتہ داروں کے درمیان نفرت بڑھانا مقصود ہو تو ایسی تعویذ جائز نہیں ہے، اس کا سخت گناہ ہوگا

تعویذ میں ایسے کلمات ہوں جن سے صرف اللہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ تعویذ میں وہ کلمات ہوں جن سے حضورؐ نے تعویذ کی ہے تو بہت بہتر ہے، اور چونکہ حضورؐ کے کلمات ہیں اس لئے اس سے اثر بھی زیادہ ہوگا، اور ثواب بھی ملے گا

2۔ عن عبد العزيز قال دخلت انا و ثابت على انس بن مالك ، فقال ثابت : يا ابا حمزة اشتكيت فقال انس الا ارقيك برقية رسول الله ﷺ ؟ قال بلى قال اللهم رب الناس مذهب الباس ، اشف انت الشافي ، لا شافي الا انت ، شفاء لا يغادر سقما۔ (بخاری شریف، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، ص ۱۰۱۲، نمبر ۵۷۴۲)

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیز نے فرمایا کہ، میں اور ثابت حضرت انس کے پاس آئے، تو حضرت ثابت نے کہا، اے ابو حمزہ میں بیمار ہوں؟ تو حضرت انس نے فرمایا، حضورؐ نے جو تعویذ کی ہے میں وہ تعویذ نہ کروں!، تو ثابت نے کہا ہاں! تو حضرت انسؓ نے یہ دعا پڑھی، اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے انسان کے رب، تکلیف دور کرنے والے، شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے

اس حدیث میں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی شفاء دینے والا ہے، اس لئے صرف اسی سے مدد مانگنی چاہئے

پھر تعویذ کرنے کے دو طریقے ہیں

[۱] ایک ہے تعویذ کے کلمات پڑھ کر مریض پر پھونکنا، یہ جائز ہے، کیونکہ حضورؐ نے مریض پر پڑھ کر دم فرمایا ہے

[۲] دوسرا ہے کہ تعویذ کے کلمات کاغذ پر لکھ کر گلے میں، یا بانہوں پر لٹکانا، یہ صورت اتنی اچھی نہیں ہے، اس کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے

حضورؐ نے تعویذ کے کلمات پڑھ کر مریض پر دم فرمایا ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

3۔ عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا اشتكى من انسان مسحہ بيمينه ثم قال اذهب الباس رب الناس و اشف انت الشافي لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا يغادر سقما۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب استجاب رقية المریض، ص ۹۷۲، نمبر ۲۱۹۱/۵۷۰) ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں، کہ کوئی آدمی بیمار ہوتا تو حضورؐ اپنے دائیں ہاتھ سے اس کو پوچھتے، پھر کہتے، اے انسان کے رب، تکلیف دور کر دے۔ اور شفا دے دے، آپ ہی شفا دینے والے ہیں، صرف تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے

4۔ عن عبد العزيز قال دخلت انا و ثابت علی انس بن مالک ، قال ثابت یا ابا حمزة اشتکیت فقال انس : ألا أرقیک برقية رسول اللہ ﷺ؟ قال بلی ، قال الهم

رب الناس مذهب الباس ، اشف انت الشافی لا شافی الا انت ، شفاء لا یغادر سقما
 - (بخاری شریف، باب رقیۃ النبی ﷺ، ص ۱۰۱۲، نمبر ۵۷۴۲)

ترجمہ۔ میں اور ثابت انس کے پاس آئے ، تو حضرت ثابت نے کہا، اے ابو حمزہ میں بیمار
 ہوں؟ تو حضرت انس نے فرمایا، حضورؐ نے جو تعویذ کی ہے میں وہ تعویذ نہ کروں! تو ثابت نے کہا ہاں!
 تو حضرت انسؓ نے یہ دعا پڑھی، اس کا ترجمہ یہ ہے۔۔ اے انسان کے رب، تکلیف دور کرنے والے،
 شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ
 چھوڑے

آیت پڑھ کر دم کیا کرتے تھے اس کی دلیل یہ حدیث ہے

5۔ عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر الدواء القرآن - (ابن ماجہ شریف، کتاب
 الطب، باب الاستشفاء بالقرآن، ص ۵۰۹، نمبر ۳۵۳۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، قرآن بہترین دوا ہے۔

6۔ عن عائشہؓ ان النبی ﷺ کان ینفث علی نفسه فی مرضه الذی قبض فیہ
 بالمعوذات - (بخاری شریف، کتاب الطب، باب المرأة الرجل، ص ۱۰۱۵، نمبر ۵۷۵۱)

ترجمہ۔ جس مرض میں حضورؐ کی وفات ہوئی، اس میں حضورؐ اپنے اوپر، قل اعوذ برب الفلق، اور
 قل اعوذ برب الناس، پڑھ کر پھونکا کرتے تھے

7۔ عن عائشہ ان النبی ﷺ کان ینفث فی الرقیۃ - (ابن ماجہ شریف، کتاب الطب، باب
 النفث، ص ۵۰۸، نمبر ۳۵۲۸)

ترجمہ۔ حضورؐ تعویذ میں دم کیا کرتے تھے

ان احادیث سے تین باتوں کا پتہ چلا،

[۱] ایک تو یہ کہ آیت اور حدیث کے الفاظ سے تعویذ کرنا جائز ہے۔

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ تعویذات میں صرف اللہ ہی سے مدد مانگی جائے، وہی شفا دینے والے ہیں،

کسی اور سے ہرگز شفا طلب کرنا جائز نہیں ہے، بعض مرتبہ وہ شرک شمار ہو جاتا ہے

[۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ الفاظ پڑھ کر پھونکنا جائز ہے۔

پاگل پن اتارنے کے لئے یہ دعا حدیث میں ہے

حضور ﷺ نے یہ آیتیں پڑھ کر پاگل پر دم کیا، اور وہ ٹھیک بھی ہو گیا

حدیث یہ ہے

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ ابی لیلی قال کنت جالسا عند النبی ﷺ اذ

جاءہ اعرابی، فقال ان لی أخا وجعا قال ما وجع أخیک؟ قال به لمم، قال اذهب

فأتنی به قال فذهب فجاء به فاجلسه بین یدیه فسمعتہ عوذہ بفاتحة الكتاب و اربع

آیات من اول البقرة و آیتین من وسطها ﴿وَالْهَکْمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ﴾ [آیت ۱۶۳، سورہ البقرة

[۲] و آية الكرسي، و ثلاث آيات من خاتمتها، و آية من آل عمران أحسبه قال ﴿

شهد الله انه لا اله الا هو﴾ و آية من الاعراف ﴿ان ربکم الله﴾ [آیت ۵۴، سورہ

الاعراف] و آية من المومنین ﴿و من یدع مع الله آلهآ أخر لا برهان له به﴾ [آیت

۱۱، سورۃ المومنون ۲۳] و آية من الجن ﴿وانه تعالى جد ربنا﴾ [آیت ۳، سورہ الجن ۷۲

[و عشرة آیات من اول الصافات و ثلاث آیات من آخر الحشر ، و ﴿قل هو الله احد﴾ [آیت، سورت الاخلاص ۱۱۲] و المعوذتین ، فقام الاعرابی قد برأ ، لیس به بأس۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الطب، باب الفرع والارق وما یعوذ به منه، ص ۵۱۱، نمبر ۳۵۴۹)]

ترجمہ: حضرت ابولیلی فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا میرے بھائی کو کچھ تکلیف ہے، حضورؐ نے پوچھا تمہارے بھائی کو تکلیف کیا ہے؟، دیہاتی نے کہا کہ اس کو کچھ پاگل پن کا اثر ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لیکر آؤ، دیہاتی جا کر لے آیا، ان کو حضورؐ کے سامنے بیٹھایا، تو میں نے سنا کہ انکی ان آیتوں سے تعویذ کر رہے تھے، سورہ فاتحہ پڑھی، اور سورہ بقرہ سے چار آیتیں پڑھیں، اور اس کے درمیان سے، ﴿و الھکم الہ واحد﴾ [آیت ۱۶۳، سورہ البقرہ ۲]۔ پڑھی، اور آیۃ الکرسی پڑھی، اور سورہ بقرہ کے آخر سے تین آیتیں پڑھیں، اور سورہ آل عمران سے ایک آیت پڑھی، میرا خیال یہ ہے کہ، ﴿شھد اللہ انہ لا الہ الا ہو﴾ پڑھی۔ اور سورہ سورہ اعراف سے، ﴿ان ربکم اللہ﴾ پڑھی، اور سورہ مومنین سے ایک آیت، ﴿و من یدع مع اللہ الہا اخر لا برھان لہ بہ﴾ پڑھی، اور ایک آیت سورہ جن سے، ﴿و انہ تعالیٰ جد ربنا﴾ پڑھی، اور سورہ صافات کے شروع سے دس آیتیں پڑھیں، اور سورہ حشر کے آخر سے تین آیتیں پڑھیں، اور سورہ اخلاص ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھی، اور سورہ برب الفلق، اور، قل اعوذ برب الناس، پڑھ کر دم کیا تو دیکھا کہ وہ پاگل بالکل ٹھیک ہو چکا تھا، اس کو کوئی بیماری نہیں تھی

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے اتنی ساری آیتیں پڑھ کر پاگل کا علاج کیا، اور وہ ٹھیک بھی ہو گیا یہ حقیقت تو ہے لیکن اس وقت پاگل کے علاج میں ذہین لوگ لوٹتے بہت ہیں، ان سے چوکنار ہیں

[۲]۔ دوسرا ہے کہ آیت یا حدیث کو لکھ کر گلے میں لٹکانا

اہل عرب کوڑیوں کو دھاگا میں پرو کر ہار بناتے تھے، اور اس کو بیمار کے گلے میں لٹکا دیتے تھے، اور بعض مرتبہ اللہ کے علاوہ جن، شیطان اور بھوت سے مدد بھی مانگتے تھے، کوڑیوں کے ایسے ہار کو، تمیمہ، کہتے ہیں، حضورؐ نے ایسے، تمیمہ، کو لٹکانا شرک فرمایا ہے

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

8۔ عن عبد الله سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الرقى و التمام و التولة شرک۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمام، ص ۵۵۲، نمبر ۳۸۸۳ ابن ماجہ شریف، کتاب الطب، باب تعلیق التمام، ص ۵۰۸، نمبر ۳۵۳۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، جادو کے لئے جھاڑ پھونک کرنا، کوڑی کا ہار لٹکانا، اور جادو کرنا شرک ہے

9۔ عن عقبه بن عامر الجهني ان رسول الله ﷺ اقبل اليه رهط فبايع تسعة و امسك عن واحد فقالوا يا رسول الله بايعت و تركت هذا؟ قال ان عليه تميمة فادخل يده فقها فبايعه و قال من علق تميمة فقد اشرك۔ (مسند احمد، باب حدیث عقبه بن عامر الجھنی، ج ۵، ص ۱۵۶، نمبر ۱۶۹۶۹)

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس ایک جماعت آئی، تو نو آدمیوں سے بیعت کی اور ایک سے نہیں کی، تو لوگوں نے پوچھا کہ، یا رسول اللہ آپ نے سب سے بیعت کی اور اس ایک

کو چھوڑ دیا! تو آپؐ نے فرمایا کہ اس پر کوڑی کا ہار لٹکا ہوا ہے اس آدمی نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور ہار کو نکال دیا، پھر آپؐ نے بیعت کی، اور یوں فرمایا کہ جس نے ہار لٹکایا، تو گویا کہ اس نے شرک کیا۔ اس حدیث میں ہے کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا

10۔ ان ابن مسعود کان یقول کان النبی ﷺ یکرہ عشر خلال.... و الرقی الا بالمعوذات و عقد التمام۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الذهب، ص ۵۹۲، نمبر ۴۲۲۲)

ترجمہ۔ حضورؐ دس باتوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔۔۔، قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس، کے علاوہ سے تعویذ کرنا، اور ہار لٹکانا [یعنی ان دس باتوں کو ناپسند فرماتے تھے]

تعویذ نہ لٹکائے اور صبر کرے تو یہ تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے،

اس کے لئے حدیث یہ ہے

11۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال خرج علينا النبي صلی اللہ علیہ وسلم يوما فرأيت سوادا كثيرا اسد الافق فقليل هؤلاء امتك و مع هؤلاء سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب فقال هم الذين لا يتطيرون و لا يكتون و لا يسترقون و على ربهم يتوكلون۔ (بخاری شریف، باب من لم يرق، ص ۱۰۱۶، نمبر ۵۲۵۷)

ترجمہ۔ حضورؐ ایک دن ہمارے سامنے تشریف لائے۔۔۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جو افق کو گھیری ہوئی تھی، مجھ سے یہ کہا گیا کہ یہ آپؐ کی امت ہے، ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔۔۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بدفالی نہیں لیتے، جسم کو نہیں داغتے، تعویذ نہیں کرتے، صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اس آیت میں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ پر توکل کرنا چاہئے

2۔ و اليه يرجع الامر كله فاعبده و توكل عليه۔ (آیت ۱۲۳، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ تمام معاملہ اللہ ہی کی طرف لوٹتا ہے، اس لئے اسی کی عبادت کرو، اور اسی پر توکل کرو۔ اس آیت اور حدیث میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ تعویذ نہ کرے، اور اللہ پر بھروسہ کرے تو بہت بہتر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں تعویذ والے عوام کو بہت بیوقوف بناتے ہیں، اور بہت لوٹتے ہیں۔

کبھی کبھار تعویذ لٹکالی جس سے تسلی ہو جائے تو اس کی تھوڑی سی گنجائش ہے

حدیث میں تعویذ لٹکانے کو منع فرمایا ہے، لیکن صحابی اور تابعی کے قول اور عمل سے اس کی تھوڑی سی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اس لئے کبھی کبھار کر لیا، اور اس میں بھی اللہ پر ہی بھروسہ کیا، کہ تعویذ سے کچھ نہیں ہوتا، کرنے والی ذات صرف اللہ ہی ہے تو اس کی گنجائش ہے، اس سے دل کی تسلی ہو جاتی ہے

تعویذ لٹکانے میں صحابی کا عمل یہ ہے

12۔ عن عمر بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله ﷺ قال ؛ اذا فرغ احدكم في النوم فليقل ، اعوذ كلمات الله التامات من غضبه و عقابه و شر عبادہ و من همزات الشياطين و ان يحضرون ، فانها لن تضره ، قال فكان عبد الله بن عمر يعلمها من بلغ من ولده ، و من لم يبلغ منهم كتبها في صك ثم علقها في عنقه ۔ (ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب دعاء الفزع من النوم، ص ۸۰۴، نمبر ۳۵۲۸)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو نیند میں گھبراہٹ ہو تو یہ کہے،، اعوذ کلمات اللہ التامات من غضبه و عقابه و شر عبادہ و من همزات الشياطين و ان يحضرون ، یہ دعا پڑھنے سے اس کو نقصان نہیں ہوگا،

راوی کہتے ہیں کہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر یہ دعا اپنے بالغ اولاد کو سکھلاتے تھے، اور جو بالغ نہیں تھے، تو ایک کاغذ پر لکھ کر اس کی گردن میں لٹکا دیتے تھے

تابعی کا قول یہ ہے

13۔ عن عطاء قال لا بأس ان يعلق القرآن۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۵، کتاب الطب، باب من رخص فی تعلیق التعاویذ، ص ۴۳، نمبر ۲۳۵۴۰/۲۳۵۵۰)

ترجمہ۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ قرآن میں سے کسی چیز کو تعویذ کے طور پر لٹکا دے تو کوئی حرج نہیں ہے

14۔ عن الضحاک لم یکن بأساً ان یعلق الرجل الشیء من کتاب اللہ اذا وضعه عند الغسل و عند الغائط۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۵، کتاب الطب، باب من رخص فی تعلیق التعاویذ، ص ۴۳، نمبر ۲۳۵۴۲/۲۳۵۵۲)

ترجمہ۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی قرآن میں سے کوئی چیز تعویذ کے طور پر لٹکائے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، بشرطیکہ غسل کے وقت میں اور پینچانہ کے وقت میں اس کو نکال کر الگ رکھ دے

15۔ عن یونس بن خباب قال سألت ابا جعفر عن التعویذ یعلق علی الصبیان ، فرخص فیہ ، (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۵، کتاب الطب، باب من رخص فی تعلیق التعاویذ، ص ۴۳، نمبر ۲۳۵۵۱)

ترجمہ: حضرت یونس فرماتے ہیں کہ میں نے بچوں پر جو تعویذ لٹکاتے ہیں اس کے بارے میں حضرت ابو جعفر سے پوچھا، تو انہوں نے اس کی گنجائش دی

حدیث میں تو تعویذ لٹکانا منع ہے، البتہ اس کو پڑھ کر پھونکنا جائز ہے، البتہ ان تابعی کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تعویذ لٹکانے کی تھوڑی سی گنجائش ہے، لیکن اس کو دھندلانا نہ بنالے۔

تعویذ کرنے کے لئے معاوضہ لینے کی تھوڑی سی گنجائش ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

16۔ عن ابی سعید الخدری ان ناسا من اصحاب رسول اللہ ﷺ کانوا فی سفر فمروا بحی من احياء العرب فاتاه فرقاہ بفاتحة الكتاب فبرأ الرجل فاعطی قطيعا من غنم ثم قال خذوا منهم و اضربوا لی سهم - (مسلم شریف، کتاب السلام، باب جواز اخذ الاجرة علی الرقية بالقرآن والاذکار، ص ۹۷۵، نمبر ۲۲۰/۵۷۳۳ بخاری شریف، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحة الكتاب، ص ۱۰۱۳، نمبر ۵۷۳۶)

ترجمہ۔ حضورؐ کے کچھ صحابی سفر میں تھے، وہ عرب کے ایک گاؤں سے گزرے۔۔۔ آدمی مریض کے پاس آیا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر پھونکا، جس کی وجہ سے مریض ٹھیک ہو گیا، اور اس نے چند بکریاں دیں۔۔۔ آپؐ نے فرمایا اس سے بکریاں لے لو، اور اس میں میرا بھی حصہ رکھو

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار تھوڑا تعویذ کا پیسہ لے لیا تو اس کی گنجائش ہے

لیکن تعویذ کا دھند اپنا لینا ٹھیک نہیں ہے

اس کے لئے ہی احادیث ہیں

17۔ عن عبادة بن الصامت قال علمت ناسا من اهل الصفة القرآن و الكتابة فاهدى الى رجل منهم قوسا فقلت ليست بمال و ارمى عنها فى سبيل الله ، فسألت رسول الله ﷺ عنها فقال ، ان سرک ان تطوق بها طوقا من نار فاقبلها۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن، ص ۳۱۰، نمبر ۲۱۵۷)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ، انہوں نے فرمایا کہ میں نے صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن اور کتابت سکھلایا، تو ان میں سے ایک نے مجھے ایک کمان ہدئے میں دیا، میں نے دل میں کہا کہ یہ تو مال نہیں ہے، میں اس کے ذریعہ اللہ کے راستے میں تیر پھیکوں گا، میں نے اس بارے میں حضورؐ سے پوچھا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ، اگر تم کو یہ خوشی ہو کہ آگ کا طوق پہنو تو اس کو قبول کرلو

18۔ عن ابی بن کعب قال علمت رجلا القرآن فاهدى الى قوسا فذکرت ذالک لرسول الله ﷺ فقال ان اخذتها اخذت قوسا من نار ، فرددتها ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن، ص ۳۱۰، نمبر ۲۱۵۸)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن سکھلایا، تو انہوں نے مجھے ایک کمان ہدئے میں دیا، میں نے حضورؐ سے اس کا ذکر کیا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کو لیا تو گویا کہ آگ کا کمان لیا، تو میں نے اس کو واپس کر دیا۔

۔ یعنی قرآن پڑھانے کے بدلے میں تیر کا لینا گویا کہ آگ کو لینا ہے، اس لئے تعویذ کے بدلے میں پیسے لینے کا دھند اپنا لینا ٹھیک نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ دوائی استعمال کرنا جائز ہے

بیماری کی دوائی کروانا، اور اس کا علاج کروانا سنت ہے

19۔ عن جابر عن رسول اللہ ﷺ انه قال لكل داء دواء فاذا اصاب دواء الداء برأ باذن اللہ تعالیٰ۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب لكل داء دواء واستحب التداوی ص ۹۷۷، نمبر ۲۲۰۴/۵۷۴)

ترجمہ۔ حضورؐ سے روایت ہے کہ، ہر بیماری کی دوا ہے، اگر بیماری کی صحیح دوا مل جائے تو اللہ کے حکم سے وہ بیماری ٹھیک ہو جاتی ہے

[۲]۔ تعویذ یا منتر میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ حرام ہے

[۳]۔۔ تعویذ، یا منتر میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کا معنی کا پتہ نہیں ہے، تو ہو سکتا ہے کہ اس میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ کے علاوہ سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے

غیر مسلم لوگ جو جنت، منتر کرتے ہیں وہ عموماً اپنی دیوی، دیوتا سے مدد مانگتے ہیں، اور اس میں شرکیہ کلمات ہوتے ہیں اس لئے ان سے جنت، منتر [تعویذ] نہیں کروانا چاہئے

ان دونوں کے لئے حدیث یہ ہے۔

20۔ عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاهلیۃ، فقلنا یا رسول اللہ! کیف تری فی ذالک؟، فقال اعرضوا علی رقاکم، لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ

شرک - (مسلم شریف، کتاب السلام، باب لابس بالرقی مالم یکن فیہ شرک، ص ۹۷۵، نمبر ۲۲۰۰/۵۷۳۲)

ترجمہ۔ عوف بن مالک فرماتے ہیں، ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ، اپنی جھاڑ پھونک مجھے بتاؤ، پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس میں شرک نہیں ہے تو جھاڑ پھونک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرکیہ کلمات سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اللہ سے مدد مانگی گئی ہو، تو اس تعویذ کے پڑھنے سے کوئی حرج نہیں ہے

[۴]۔ نظر بد لگنا

کسی کی نظر کسی کو لگ جائے جس سے اس کو نقصان ہو جائے، یہ حق ہے جس آدمی کی نظر لگتی ہے، اس میں اس کوئی اختیار نہیں ہوتا، خود بخود نظر لگ جاتی ہے، اس لئے اس کو برا بھلا کہنا نہیں چاہئے، کیونکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے جس آدمی کی نظر لگتی ہے، اس کو چاہئے کہ جب کوئی عجیب چیز دیکھے تو ماشاء اللہ، کہہ دے تو اس کہنے سے اس کی نظر نہیں لگے گی

اس کا علاج یہ ہے کہ جس کی نظر لگی ہو اس کو غسل دو، اور غسل کے پانی کو مریض پر ڈال دو، تو اس سے نظر بد ختم ہو جائے گی

اس کے لئے حدیث یہ ہے

21۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال العین حق۔ (بخاری شریف، کتاب الطب، باب العین حق، ص ۱۰۱۲، نمبر ۵۷۴۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے

22۔ عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال العین حق، و لو کان شیء سابق القدر سبقته العین، و اذا استغسلتم فاغسلوا۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، ص ۹۷۱، نمبر ۵۷۰۲/۲۱۸۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ نظر لگنا حق ہے، اگر تقدیر سے کوئی چیز آگے بڑھ سکتی ہے تو نظر لگنا بڑھ سکتا ہے، اگر تم سے کوئی کہے کہ غسل کرو، تو غسل کر لیا کرو

اس حدیث میں ہے کہ جس کی نظر لگی ہے، اس کو غسل کرنے کے لئے کہے تو اس کو غسل کر لینا چاہئے

[۵]۔ جادو کرنا حرام ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

3۔ وما کفر سلیمان و لكن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر۔ (آیت ۱۰۲،
سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ حضرت سلیمانؑ نے کوئی کفر نہیں کیا، البتہ شیطان لوگوں کو جادو کی تعلیم دیکر کفر کا ارتکاب کرتے
تھے

اس آیت میں ہے کہ جادو کرنا کفر ہے

23۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال ان رسول اللہ ﷺ قال اجتنبوا السبع
الموبقات قالوا یا رسول اللہ ما هن؟ قال الشرک باللہ، و السحر، و قتل النفس
التي حرم اللہ الا بالحق۔ (بخاری شریف، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ، ان الذین یأکلون
اموال الیتیمی ظلماً، الخ، ص ۴۵۸، نمبر ۲۷۶۶، مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرها، ص
۵۳، نمبر ۲۶۲/۸۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟
فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اللہ نے جس نفس کو حرام کیا ہے اس کو قتل کرنا، ہاں جس کو قتل کرنے
کا حق بنتا ہے، اس کو قتل کرے تو نہیں۔

اس حدیث میں ہے کہ جادو کرنا گناہ کبیرہ ہے

سحر کی ایک حقیقت ہے

اس آیت میں اس کا ذکر ہے

4۔ فاذا حبالہم و عصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی۔ (آیت ۶۶، سورت طہ ۲۰)
ترجمہ۔ پھر اچانک اس کی ڈالی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے نتیجے میں حضرت موسیٰ کو ایسی محسوس ہونے لگیں جیسے دوڑ رہی ہیں

24۔ عن عائشة، ان النبی ﷺ سحر حتی کان یخیل الیہ انہ صنع شیئا و لم یصنعه۔ (بخاری شریف، کتاب الجزیۃ والموادع، باب هل یعنی عن الذمی اذا سحر، ص ۵۲۹، نمبر ۳۱۷۵)
ترجمہ۔ حضورؐ کو جادو کیا گیا، جس کی وجہ سے آپ کو خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام کر لیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ نہیں کئے ہوتے تھے

25۔ عن عائشة قالت سحر رسول اللہ ﷺ یہودی من یہود بنی زریق یقال لہ لبید بن الاعصم، قالت: حتی کان رسول اللہ ﷺ یخیل الیہ انہ یفعل الشیء و ما یفعله۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب سحر، ص ۹۷۱، نمبر ۲۱۸۹/۵۷۰۳)
ترجمہ۔ بنی زریق کے ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا، اس کا نام لبید بن اعصم تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ، حضورؐ کا حال یہ ہو گیا تھا، آپ کو خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے، حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو کی ایک حقیقت ہے، اور حضورؐ پر بھی اس کا اثر ہوا تھا لیکن آج کل ہر تعویذ والے جادو اور جن کا جو اثر بتاتے ہیں، وہ اکثر جھوٹ ہوتا ہے

[۶]- عراف جو غیب کا دعویٰ کرتا ہو

کچھ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں مجھے غیب کا علم ہے، اور کچھ لوگ صاف تو نہیں کہتے، لیکن تاثر دیتے رہتے ہیں کہ مجھے مریض کے بارے میں سارا علم ہے، ایسے لوگوں کو، عراف، کہتے ہیں، بہت زیادہ جاننے والا

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تعویذ اور جادو کی دکان لیکر بیٹھے ہیں وہ آنے والے لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مجھے سب کچھ معلوم ہو گیا ہے، اور بیچ بیچ کی باتیں کر کے سامنے والوں کے دل میں یہ پختہ کر دیتے ہیں کہ یہ واقعی میں غیب کی بات جانتے ہیں، اور ہمارا حال اس کو معلوم ہے، اس لئے یہ جادو نکال دیں گے، اور اس کے لئے وہ اچھا خاصا روپیہ دے دیتے ہیں، آج کے دور میں یہ بھی ایک قسم کا غیب داں اور عراف ہے اس لئے ان کے پھیرے میں نہیں پڑنا چاہئے

عراف کی باتوں کی تصدیق کرنا جائز نہیں

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

و لا نصدق کاهنا و لا عرافا ، و لا من يدعی شیئا یخالف الكتاب و السنة و اجماع الامة۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۱۰، ص ۲۱)

ترجمہ۔ ہم کاهن اور عراف کی تصدیق نہیں کرتے، اسی طرح جو قرآن، حدیث، اور اجماع امت کی مخالف باتیں ہوں، ان چیزوں کا دعویٰ کرتا ہو تو ہم اس کی بھی تصدیق نہیں کرتے

عراف کے پاس جانے سے چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی

اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

26۔ عن بعض ازواج النبی ﷺ قال من اتی عرافا فساله عن شیء لم تقبل له صلاة اربعین لیلة۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ و اتیان الکہان، ص ۹۹۰، نمبر ۵۸۲۱/۲۲۳۰)

ترجمہ۔ بعض بیویوں نے حضورؐ سے نقل کیا ہے، جو آدمی عراف کے پاس آئے، اور اس سے کچھ پوچھے، تو اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوتی

27۔ عن معاویۃ الحکم السلمي قال قلت یا رسول الله ! امور کنا نصنعها فی

الجاهلیۃ ، کنا ناتی الکھان، قال ﷺ فلا تأتوا الکھان قال قلت کنا نتطیر قال ذاک شیء یجدہ احدکم فی نفسہ، فلا یصد نکم (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان، ص ۹۸۹، نمبر ۵۸۱۳/۲۲۲)

ترجمہ۔ حضرت معاویہ سلمی فرماتے ہیں، یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں ہم میں کچھ کام کیا کرتے تھے، مثلاً ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ، کاہنوں کے پاس مت جاؤ، میں نے کہا کہ ہم لوگ بدفالی، لیا کرتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسے ہی کچھ بات دل میں لے آتے ہو، بدفالی تمہاری کسی چیز کو روکتی نہیں ہے [یعنی بدفالی سے کچھ نہیں ہوتا]

28۔ عن ابی ہریرۃ ، و الحسن عن النبی ﷺ قال من اتی کاهنا او عرافا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمدؐ۔ (مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، ج ۱۵، ص ۳۳۱، نمبر ۹۵۳۶)

ترجمہ۔ حضورؐ سے روایت ہے کہ جو کاہن کے پاس، یا عراف کے پاس آیا، اب وہ جو کچھ کہتا ہے، اس نے اس کی تصدیق کی، تو جو حضورؐ پر جو قرآن اتر ا ہے گویا کہ اس کا انکار کیا۔ اس حدیث میں ہے کہ کاہن، اور عراف کے پاس جائے، اور اس کی تصدیق کرے تو وہ تصدیق کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

آج کل کتنے تعویذ والے ہیں جو کاہن اور عراف کی طرح غیب کی باتوں کا دعویٰ کرتے ہیں، اور لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں، اب بتائے کہ اس کے ایمان کا کیا حال ہوگا۔ اس سے بچنا چاہئے

29۔ عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ ! ان الکھان کانوا یحدثونا بالشیء فنجدہ

حقاً، قال تلك الكلمة الحق يخطفها الجنى فيقذفها في اذن وليه، ويزيد فيها مائة كذبة۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانة واتیان الکہان، ص ۹۸۹، نمبر ۲۲۲۸/۵۸۱۶)۔ ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ، میں نے کہا کاہن کچھ بات ہم لوگوں سے کہتا ہے تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں! تو حضورؐ نے فرمایا کہ جنات کوئی ایک سچی بات کو کہیں سے پالیتا ہے، وہ اپنے موکل کو بتاتا ہے، اور موکل اس میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے اس حدیث میں ہے کہ موکل سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو کہتا ہے

[۷]۔ جنات نکالنا

لوگ کہتے ہیں کہ کچھ تعویذ والے جنات نکالتے ہیں، لیکن کس طرح نکالتے ہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے، اور نہ اس بارے میں کوئی حدیث، یا قول صحابی مجھے نہیں مل سکا، مجھے اس کا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنات کسی پر سوار بھی ہوتا ہے، یا نہیں، صرف ایسے ہی اڑاتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں معذور ہوں۔

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 29 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۷۔ قبروں کی زیارت

اس عقیدے کے بارے میں 22 آیتیں اور 44 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

پچھلی قومیوں میں ان 4 باتوں سے شرک میں مبتلاء ہوئیں، اور اللہ نے ان کو ہلاک کیا

[۱] اللہ کے علاوہ دوسروں کو معبود مانا

[۲] اللہ کے علاوہ دوسروں کے سامنے سجدہ کیا

[۳] اللہ کے علاوہ دوسروں سے مدد مانگی

[۴] اللہ کے علاوہ دوسروں کو حاجت روا، یعنی حاجت پوری کرنے والا سمجھا

ان چاروں باتوں کا رواج اس طرح پڑا کہ اپنے مرے ہوئے بزرگوں کی پہلے تعظیم کی، پھر رفتہ رفتہ سجدہ کرنے لگے اور اسی میں مشغول ہو گئے

اپنے بزرگوں کے بارے میں سمجھا کہ یہ میری بات سنتے ہیں اور میری مدد کر سکتے ہیں۔

اس لئے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے ان کی مورتی بنائی، پھر ان سے مدد مانگنے کے لئے ان کے سامنے جھکے، پھر سجدہ کیا، اور رفتہ رفتہ ان کو بھی خدا مان لیا، اور یہی شرک ہے جس کو خدا کبھی معاف نہیں کرے گا

اس لئے ہمیں بزرگوں کی ایسی تعظیم نہیں کرنی ہے جس سے رفتہ رفتہ شرک شروع ہو جائے

ہندوؤں کے رواجوں پر غور کریں

ہندوؤں کے سارے رواجوں پر غور کریں

، ان کے بت بنانے پر غور کریں

ان سے مدد مانگنے پر غور کریں،

اور ان کے سامنے پوجا کرنے پر غور کریں تو یہی باتیں کھل کر سامنے آئے گی

کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی حد سے زیادہ تعظیم کی، پھر رفتہ رفتہ وہ شرک میں مبتلا ہو گئے

ہندو بھی ایک خدا کو مانتے ہیں، جس کو وہ، ایشور، کہتے ہیں اور ان میں سے بعض پنڈت صرف اسی کو

مانتے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر لوگ ایشور کو مانتے ہوئے بھی مورتی کی پوجا کرتے ہیں

یہ جتنی مورتیاں بناتے ہیں وہ انکے بزرگوں کی شبیہ ہیں

وہ جانتے ہیں کہ یہ مٹی کی بنی ہوئی مورتی ہے، لیکن ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کے بزرگوں کی روحیں، یا

ان کی دیوی دیوتاؤں کی روحیں ان مورتیوں میں آتی ہیں

وہ ان کی بات سنتی ہیں، اور ان کی مدد بھی کرتی ہیں، ان کو مدد کرنے کا اختیار ہے

اسی لئے وہ لوگ ان مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں، اور جی بھر کے ان سے مانگتے ہیں، جس کو شریعت

شرک کہتی ہے

حضورؐ نے قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے سے منع فرمایا

چونکہ اللہ کو اس بات کا پتہ تھا کہ مسلمان بھی اپنے بزرگوں سے حاجت مانگیں گے، یا ان کی مورتی بنائیں گے، اور ان کے سامنے سجدہ کریں گے، اس لئے حضورؐ نے کبھی کبھی قبر پر جانے کی اجازت تو دی، لیکن بار بار یہ تنبیہ کی کہ اس کے سامنے سجدہ نہ کرنا، اس سے ضرورتیں نہ مانگنا، اس کو عید گاہ نہ بنانا، اس پر عمارت نہ بنانا، بلکہ صرف ان کو سلام کر کے، اور ان کے لئے دعائیں کر کے واپس آ جانا۔

آپ ان ساری تفصیلات کے لئے صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں

قبر کس کو کہتے ہیں

میت کے دفن ہونے کے بعد قیامت قائم ہونے تک کا جو وقت ہے اس کو قبر کہتے ہیں، میت کا جسم زمین میں ہو، یا جلادیا گیا ہو، یا اس کو کسی جانور نے کھالیا ہو ان سبھوں کو اس میت کا قبر کہا جاتا ہے اسی وقت کو برزخ بھی کہتے ہیں

اس آیت میں اس کی وضاحت ہے

1۔ حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی أعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها و من ورائهم برزخ الی یوم یبعثون۔ (آیت ۱۰۰ سورت المؤمنون (۲۳)

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آکھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ، میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے، تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

اس آیت میں ہے کہ موت کے بعد سے لیکر قبر سے اٹھائے جانے تک کو برزخ کہتے ہیں، اس کے حالات دنیا کے حالات سے مختلف ہیں۔

قبر پر اس لئے جانے کی اجازت ہے کہ وہاں آخرت یاد آنے لگے

اگر قبر پر جانے سے آخرت یاد آنے لگے اور موت یاد آنے لگے تب تو سمجھو کہ یہاں آنے کا فائدہ ہوا، اور اگر یہاں آنے کا مقصد تفریح کرنا ہے، یا کھیل تماشہ کرنا ہے، یا پیسہ بٹورنا ہے تو پھر یہ قبر کا فائدہ نہیں ہوا، اور ایسی صورت میں قبر پر جانا اچھا نہیں ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔ عن ابن مسعود ان رسول الله ﷺ قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی زیارة القبور، ص ۲۲۳، نمبر ۱۵۷۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قبر کی زیارت سے روکا کرتا تھا، اب اس کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، اور آخرت یاد آتی ہے

2۔ عن ابی ہریرۃ قال زار النبی ﷺ قبر امہ فبکی و ابکی من حوله فقال استأذنت ربی فی ان أستغفر لها فلم يأذن لی و استأذنت ربی ان ازور قبرها فأذن لی ، فزوروا القبور ، فانها تذكرکم الموت ۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی زیارة قبور المشرکین، ص ۲۲۴، نمبر ۱۵۷۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی تو وہ روئے، اور جو قریب میں تھے انکو بھی رولایا، پھر فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کی مغفرت کی اجازت مانگی تو مجھ کو اجازت نہیں ملی،، اور اپنے رب سے

انکی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی، قبر کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ اس سے موت یاد آتی ہے

ان احادیث میں تین باتیں ہیں

[۱] قبر پر خود بخود درونا آجائے تو جائز ہے، واویلا کرنا جائز نہیں

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنی چاہئے، کیونکہ حضورؐ زندگی میں ایک بار ماں کی قبر کی زیارت کی ہے، رات دن اس پر جم گھٹا نہیں لگانا چاہئے

[۳] اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس لئے قبر کی زیارت کرے کہ اس سے موت یاد آئے، کھیل کود کے لئے، یا تماشہ کے لئے قبر کی زیارت نہ کرے

اس دور میں بہت سے لوگ تفریح کے لئے اور موج و مستی کے لئے مزار پر جاتے ہیں، جو جائز نہیں ہے

سات 7 شرطوں کے ساتھ قبر پر جانے کی اجازت ہے

ان سات 7 شرطوں کے ساتھ قبر پر جائیں، اس کے بغیر نہ جائیں

[۱] اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے

پہلی شرط یہ ہے کہ، اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت بھی نہ کرے
اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں۔

2۔ قل انی نہیتُ ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ۔ (آیت ۵۶، سورۃ الانعام ۶)
ترجمہ۔ مجھکو اس بات سے روکا گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ جس کو تم لوگ پکارتے ہو اس کی عبادت کروں

3۔ ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ۔ (آیت ۴۰، سورۃ یوسف ۱۲)
ترجمہ۔ صرف اللہ ہی کا حکم چلے گا، اور اس نے یہ حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں۔

4۔ ان لا تعبدوا الا اللہ۔ (آیت ۱۲، سورۃ فصلت ۴۱)

ترجمہ۔ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو

5۔ قل أتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا۔ (آیت ۷۶، سورۃ المائدۃ ۵)

ترجمہ۔ آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جو نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے، اس کی عبادت کروں
یعنی اللہ کے علاوہ کی ہرگز عبادت نہ کروں۔

6۔ و ما امر و الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء۔ (آیت ۵، سورۃ البینۃ ۹۸)

ترجمہ۔ صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ یکسو ہو کر خالص صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔

7۔ و ما امرؤ الا ليعبدوا الاها واحدا ، لا اله الا الله هو۔ (آیت ۳۱، سورۃ التوبۃ ۹)

ترجمہ۔ اور اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے

ان چھ 6 آیتوں میں ایک ہی حکم دیا گیا ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو، اس لئے کسی اور کی عبادت کرنا ہرگز جائز نہیں

[۲] قبر والوں سے نہ مانگے

دوسری شرط یہ ہے کہ، قبر والوں سے نہ مانگے

، اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

8۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ (آیت ۴، سورہ فاتحہ ۱) اس آیت میں حصر کے ساتھ بتایا کہ

صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں، دن رات میں فرض نماز سترہ

رکعتیں ہیں، اور کم سے کم سترہ مرتبہ ایک مومن سے کہلوا یا جاتا ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں

اور صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں، اس لئے کسی اور کی عبادت بھی جائز نہیں اور کسی اور سے مدد مانگنا بھی

جائز نہیں ہے۔

9۔ والذین تدعون من دونہ لا يستطيعون نصرکم، و لا انفسہم ينصرون۔ (

آیت ۱۹، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اللہ کو چھوڑ کر جسکو تم پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتا، بلکہ وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتا

10۔ اَغِيرَ اللّٰهَ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ، بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ ۔ (آیت ۴۰۔ ۴۱، سورۃ الانعام

۶)۔ ترجمہ۔ تو کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو، بلکہ اسی کو پکارو گے۔

11۔ اِنْ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔ (آیت ۱۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اور سجدے تو تمام تر اللہ ہی کا حق ہے، اس لئے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو

12۔ اِنْ الذِّیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ۔ (آیت ۱۹۴، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جس کو پکارتے ہو وہ سب تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں

13۔ وَ الذِّیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قُطْمِیْرٍ ۔ (آیت ۱۳، سورۃ فاطر ۳۵)

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جس کو بھی پکارتے ہو وہ گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں ہے [تو تمہاری مدد کیا

کریں گے]

14۔ قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ وَ لَا اَشْرُکُ بِهِ اَحَدًا ۔ (آیت ۲۰، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ آپ فرما دیجئے کہ میں صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتا

ان 7 سات آیتوں میں ہے کہ صرف اللہ کو پکارے، اس لئے کسی اور کو پکارنا، اور اس سے مدد مانگنا

ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے قبر پر جائے تو اللہ کے علاوہ کسی اور سے مدد نہ مانگے، اور قبر والے چاہے

ولی ہوں یا نبی ہوں ان سے بھی مدد نہ مانگے

اس وقت بہت سارے لوگ مزار اور قبرستان اس لئے جاتے ہیں کہ صاحب قبر سے حاجت مانگی جائے

، یہ جائز نہیں ہے، دینے والی ذات صرف اللہ ہے۔

اس کی پوری تفصیل اللہ کے علاوہ سے مانگنا، کے عنوان کے تحت دیکھیں

[۳] قبر پر سجدہ نہ کرے

تیسری شرط ہے کہ قبر پر سجدہ نہ کرے اس کے لئے یہ آیت ہے

15۔ لا تسجدوا للشمس و لا للقمر و اسجدوا للہ الذی خلقہن۔ (آیت ۱۳۷، سورۃ فصلت ۴۱)

ترجمہ۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو، جس نے تم کو پیدا کیا ہے صرف اسی کو سجدہ کرو

16۔ فأسجدوا للہ و اعبدوا۔ (آیت ۶۲، سورۃ النجم ۵۳)

اللہ ہی کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

3۔ عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ فی مرضہ الذی لم یقم منہ ، لعن اللہ الیہود و النصارى اتخذوا قبور انبیائہم مساجد۔ (بخاری شریف، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ والی بکرو عمرؓ، ص ۲۲۳، نمبر ۱۳۹۰)

ترجمہ۔ جس بیماری سے حضورؐ کا وصال ہوا اس بیماری میں حضورؐ نے فرمایا، اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت

فرمائے کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا

اس حدیث میں ہے کہ قبر کو سجدے کی جگہ بنانا جائز نہیں ہے۔

4۔ سمعنا ابا مرسد الغنوی یقول قال رسول اللہ ﷺ لا تجلسوا علی القبور و لا تصلوا الیہا۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب فی کراہیۃ القعود علی القبر، ص ۴۷۱ نمبر ۳۲۲۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قبر پر بیٹھا نہ کرو، اور اس کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھا کرو

، اور یہ اس لئے فرمایا کہ آدمی کہیں قبر والے کو خدا نہ سمجھ بیٹھے، اس لئے قبر کی طرف رخ کر کے بھی نماز

پڑھنے سے منع فرمایا، جب قبر کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھو تو قبر کو سجدہ کرنا کیسے جائز ہو جائے گا

۔ عن قیس بن سعد قال أتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله ﷺ احق ان یسجد له قال فأتیت النبی ﷺ فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فانت یا رسول الله ! احق ان نسجد لک ، قال : أرأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد له ؟ قال قلت لا ، قال : فلا تفعلوا ، لو کنت أمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق ۔ (ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة، ص ۳۰۹، نمبر ۲۱۴۰ ابن ماجہ شریف، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأة، ص ۲۶۵، نمبر ۱۸۵۳)

ترجمہ۔ قیس بن سعد فرماتے ہیں کہ میں حیرہ مقام پر آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے، میں حضورؐ کے پاس آیا اور کہا کہ میں حیرہ گیا تھا، وہاں دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، اس لئے آپ یا رسول اللہؐ زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں، حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم میری قبر پر گزرو تو کیا اس کو سجدہ کرو گے، قیس نے جواب دیا نہیں!، تو حضورؐ نے فرمایا کہ، زندگی میں بھی مجھے سجدہ مت کرو، اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، اس لئے کہ اللہ نے شوہروں کو بیویوں پر بہت حقوق دئے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ تعظیمی کرنا بھی حرام ہے

اس وقت کا عالم یہ ہے کہ بہت سے مجاور آنے والے لوگوں کو قبر کے سامنے سجدہ کرواتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ صاحب قبر کا گرویدہ ہو جائے اور مجھے اس کا نذر و نیاز ملتا رہے۔

[۴] پردے کے ساتھ جائے، بے پردگی کے ساتھ ہرگز نہ جائے

چوتھی شرط یہ ہے کہ پردے کے ساتھ جائے، بے پردگی کے ساتھ ہرگز نہ جائے

اس کے لئے حدیث اور آیتیں یہ ہیں

5۔ عن عائشة قالت ، كنت ادخل بيتي الذي دفن فيه رسول الله ﷺ و ابی ،

فاضع ثوبی فاقول : انما زوجی و ابی ، فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلت الا انا

مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر ۔ (مسند احمد، باب حدیث السیدۃ عائشۃ، ج ۷، ص ۲۸۸، نمبر

(۲۵۱۳۲)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے جس گھر میں حضورؐ دفن کئے گئے ہیں میں بغیر پردے کے

بھی اس میں داخل ہو جایا کرتی تھی، اور یوں سوچتی تھی کہ یہاں میرے شوہر ہیں اور میرے والد ہیں،

پھر جب حضرت عمرؓ ان کے ساتھ دفن ہوئے، حضرت عمرؓ سے شرم کی وجہ سے میں جب بھی داخل

ہوئی تو پورا کپڑا باندھ کر داخل ہوئی۔

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر پردہ کے ساتھ جانا چاہئے۔

17۔ و قل للمومنات یغضضن من ابصارهن و یحفظن فروجهن و لا یبدین زینتھن

الا ما ظہر منها، لیضربن بخمرهن علی جیوبھن و لا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او

ابائھن ۔ (آیت ۳۱، سورۃ النور ۲۴)

ترجمہ۔ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگائیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور

اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے، اور اپنی اوڑھنیوں کے

انچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں، اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے

یا اپنے باپ کے۔ الخ۔

اس آیت میں ہے کہ اپنی زینت کسی پر ظاہر نہ کریں

18۔ و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی - (آیت ۳۳، سورۃ الاحزاب

(۳۳)۔ ترجمہ۔ اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور غیر مردوں کو بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

6۔ عن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان - (

ترمذی شریف، باب استشراف الشیطان المرأة اذا خرجت، ۲۸۴، نمبر ۱۱۷۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اشارہ کرتا ہے کہ اس کی تاک جھانک کرو اس حدیث میں ہے کہ عورت بن ٹھن کر باہر نکلتی ہے تو شیطان لوگوں کو متوجہ کرتا ہے کہ اس عورت کو دیکھو۔

مردوں کو بھی حکم دیا کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا کریں

اس آیت میں ہے

19۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہن و یحفظوا فروجہم ذالک ازکی لہم۔ (

آیت ۳۰، سورۃ النور ۲۴)

ترجمہ۔ مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی انکے لئے پاکیزہ ترین طریقہ ہے

اس آیت میں مردوں کو حکم ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں تو عورتوں کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ مزاروں پر بے پردگی کے ساتھ دوڑتی رہیں

[۵] قبر پر واویلا نہ کرے

پانچویں شرط یہ ہے کہ قبر پر واویلا نہ کرے یعنی بلا وجہ زور زور سے نہ روئے اور نہ سینہ پیٹے اس کے لئے احادیث ہیں

7۔ عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ليس منا من شق الجيوب و ضرب الخدود و دعا بدعوى الجاهلية۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء عن نہی ضرب الخدود و شق الجيوب، ص ۲۲۵، نمبر ۱۵۸۴)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہم میں سے وہ نہیں ہے کپڑا پھاڑے، اور چہرے پر مارے، اور زمانہ جاہلیت کی جیسی بات کرے

8۔ لما ثقل ابو موسى رضي... ان رسول الله ﷺ قال انا بري ممن حلق و سلق و خرق۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء عن نہی ضرب الخدود و شق الجيوب، ص ۲۲۵، نمبر ۱۵۸۶، مسلم شریف، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود، ص ۵۸، نمبر ۱۰۳/۲۸۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے بری ہوں جو سر کا بال اکھیڑے، گلا پھاڑ پھاڑ کر کے واویلا کرے، اور کپڑا پھاڑے

9۔ عن جابر بن عبد الله... قال : لا ، و لكن نهيت عن صوتين احمقین فاجرین صوت عند مصیبة خمس وجوه و شق جیوب و رنة شیطان۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصة فی البكاء علی لمیت، ص ۲۴۳، نمبر ۱۰۰۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دو احمق آواز جو فاجر ہیں ان سے مجھے روکا گیا ہے، ایک آواز وہ ہے جو مصیبت کے وقت چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے آواز نکالے، اور کپڑا پھاڑے، اور دوسری آواز ہے

شیطان کی گنگناہٹ۔

اس حدیث میں واویلا کرنے سے سختی منع کیا ہے، پتہ نہیں بعض لوگ محرم کے موقع پر کیوں اتنا واویلا کرتے ہیں
باقی تفصیل ماتم کے عنوان میں دیکھیں

[۶] قبر والوں کو سلام کرے اور دعا پڑھے

چھٹی شرط یہ ہے کہ لوگ قبر پر بہت سارے خرافات کرتے ہیں، اس لئے وہاں خرافات نہ کریں،
صرف قبر والوں کو سلام کریں، ان کے لئے استغفار کریں، ان کے لئے دعا کریں، اور قرآن وغیرہ
پڑھ کر بخش دیں، اور موت کو یاد کریں، اور یوں خیال کریں کہ مجھے بھی قبرستان آنا ہے، یہاں اتنا
ہی کام احادیث سے ثابت ہیں، باقی باتیں ویسے ہی ہیں

سلام اور استغفار کرنے کے لئے احادیث یہ ہیں

10۔ عن ابن عباس قال مر رسول الله ﷺ بقبور المدينة فاقبل عليهم بوجهه فقال
السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا و لكم انتم سلفنا و نحن بالاثـر۔ (ترمذی
شریف، کتاب الجنائز، باب ما يقول الرجل اذا دخل المقابر، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۳)
ترجمہ۔ حضورؐ مدینہ کے ایک قبر کے پاس سے گزرے، تو اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ السلام
علیکم یا اهل القبور، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، آپ ہمارے سلف ہیں اور ہم بعد میں
آنے والے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ اہل قبر کو سلام کرے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

11۔ عن عائشة انها قالت كان رسول الله كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ . يخرج من آخر الليل الى البقيع فيقول ، السلام عليكم دار قوم مؤمنين و انا كم ما تواعدون غدا مؤجلون ، و انا ، ان شاء الله ، بكم لاحقون ، اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقد۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها، ص ۳۹۲، نمبر ۹۷۴، نمبر ۲۲۵۵)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی حضورؐ کی باری میرے ساتھ ہوتی تو رات کے آخر حصے میں جنت البقیع [قبرستان] کی طرف تشریف لیجاتے، اور یہ کلمات کہتے، السلام علیکم دار قوم مؤمنین الخ، کہتے، اور کہتے کہ، اے اللہ بقیع والوں کو معاف کر دے ان دونوں حدیثوں میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ اہل قبور کو سلام کس طرح کرے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کے لئے استغفار کرے

[۷] قبر والے کے لئے استغفار کرے

ساتویں بات یہ ہے کہ قبر والوں کے لئے استغفار کرے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

12۔ عن عثمان بن عفان قال قال النبی ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال استغفروا لاهیکم و اسألوا له بالتشیت فانہ الآن یسأل۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، ص ۴۷۰، نمبر ۳۲۲۱)

ترجمہ۔ حضورؐ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس کھڑے ہوتے، اور فرماتے، اپنے

بھائی کے لئے استغفار کرو، اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کے لئے دعا مانگو، اس لئے کہ اب منکر نکیر [فرشتے] اس سے سوال کریں گے۔

13۔ سمعت عائشة تحدث فقالت... فقال ان ربك يأمرک ان تأتني اهل البقيع فتستغفر لهم، قالت قلت كيف اقول لهم؟ يا رسول الله! قال قولي السلام على اهل الديار من المومنين و المسلمين و يرحم الله المستقدمين منا و المستأخرين، و انا ان شاء الله بكم لاحقون۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها، ص ۳۹۲، نمبر ۹۷۴، نمبر ۲۲۵۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ بقیع والوں کے پاس آئیں اور ان کے لئے استغفار کریں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ سے پوچھا کہ کس طرح انکے لئے دعا کروں، تو آپ نے فرمایا السلام علی اهل الديار من المومنين و المسلمين، آخر تک پڑھو

14۔ عن عائشة انها قالت كان رسول الله ﷺ كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من آخر الليل الى البقيع فيقول، السلام عليكم دار قوم مومنين و اناكم ما توعدون غدا مؤجلون، و انا، ان شاء الله، بكم لاحقون، اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقـ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها، ص ۳۹۲، نمبر ۹۷۴، نمبر ۲۲۵۵)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی حضورؐ کی باری میرے ساتھ ہوتی تو رات کے آخر حصے میں جنت البقیع [قبرستان] کی طرف تشریف لیجاتے، اور یہ کلمات کہتے، السلام علیکم دار قوم مومنین الخ، اور کہتے کہ، اے اللہ بقیع والوں کو معاف کر دے

اس حدیث میں ہے کہ میت کے لئے استغفار کرے۔

قبر والے کو سلام کرنا ہو تو قبر کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

15۔ عن ابن عباس قال مر رسول الله ﷺ بقبور المدينة فاقبل عليهم بوجهه فقال

السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا و لكم انتم سلفنا و نحن بالاثر۔ (ترمذی

شریف، کتاب الجنائز، باب ما يقول الرجل اذا دخل المقابر، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۳)

ترجمہ۔ حضورؐ مدینہ کے ایک قبر کے پاس سے گزرے، تو اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ السلام

علیکم یا اهل القبور، الخ، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، آپ ہمارے سلف ہیں اور ہم بعد

میں آنے والے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ سلام کرنے کے لئے حضورؐ اہل مدینہ کی قبروں کی طرف متوجہ ہوئے

قبر کے پاس بیٹھنا ہو تو منہ قبلہ کی طرف ہو

قبروں کے پاس بیٹھنا ہو تو چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے، تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ قبر والے سے بیٹھ کر مانگ رہے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

16۔ عن البراء بن عازب قال خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الانصار فانتھینا الى القبر و لم يلحد بعد فجلس النبی ﷺ مستقبل القبلة و جلسنا معه۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب کیف تجلس عند القبر، ص ۴۶۹، نمبر ۳۲۱۲)

ترجمہ۔ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے جنازے میں نکلے، ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی قبر نہیں کھودی گئی تھی، تو حضورؐ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے

اس حدیث میں ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے حضور قبرستان میں بیٹھے، ادب کا تقاضہ یہی ہے

عام حالات میں عورتوں کو قبر پر جانا منع ہے

عام حالات میں عورتوں کو قبر پر جانا منع ہے، کیونکہ وہ واویلا کرتی ہیں، اور خلاف شریعت کام کرنے میں مشغول ہو جاتی ہیں، البتہ دوسری حدیثوں کی وجہ سے بعض حضرات نے کبھی کبھار جانے کی گنجائش دی ہے اس میں بھی وہی سات شرطیں ہیں

حدیث میں عورتوں کے لئے قبرستان جانا منع ہے اس کے لئے یہ حدیث ہے

17۔ عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زورات القبور۔ (ابن ماجہ شریف، باب ما جاء عن زیارة النساء القبور، ص ۲۲۴، نمبر ۱۵۷۵)

ترجمہ۔ قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر حضورؐ نے لعنت کی۔

18۔ عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذین علیہا المساجد و السرج۔ (ترمذی شریف، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجداً، ص ۸۸، نمبر ۳۲۰ نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ص ۲۸۶، نمبر ۲۰۴۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

اس حدیث میں ہے کہ جو عورتیں قبر کی زیارت کرتی ہیں ان پر حضور ﷺ نے لعنت کی، اس لئے عورتوں کو عام حالات میں قبر پر جانا اچھا نہیں ہے البتہ کبھی کبھار چلی جائے اس کی گنجائش ہے

عورتوں کے لئے کبھی کبھار قبر کی زیارت کی گنجائش دی ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

19۔ عن عائشہ ان رسول اللہ ﷺ رخص فی زیارة القبور۔ (ابن ماجہ شریف باب ماجاء فی زیارة القبور، ص ۲۲۳، نمبر ۱۵۷۰)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کی زیارت کی رخصت دی اس رخصت کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھار زیارت کر لے تو اس کی رخصت ہے

20۔ عن سلیمان بن بريدة قال قال رسول الله ﷺ قد كنت نهيتكم عن زیارة القبور فقد اذن لمحمد فی زیارة قبر امه فزوروها فانها تذكروا الآخرة۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۴) ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قبر کی زیارت سے روکا کرتا تھا، لیکن محمدؐ کو اپنی ماں کی قبر کی اجازت دی، اس لئے اب اس کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے

21۔ قال توفي عبد الرحمن بن ابي بكر بالحشی قال فحمل الى مكة فدفن فيها فلما قدمت عائشة اتت قبر عبد الرحمن بن ابي بكر۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور، ص ۲۵۵، نمبر ۱۰۵۵)

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر کی وفات حبشہ میں ہوئی تو انکو مکہ لایا گیا اور وہاں دفن کیا، جب حضرت عائشہؓ سفر سے واپس آئیں تو حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کے لئے آئیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا کہ عورتیں بھی کبھی کبھار قبر پر جاسکتی ہیں۔

قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے

قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے

22۔ عن جابر قال نہی رسول اللہ ﷺ ان تجصص القبور و ان یکتب علیہا ، و ان یبنی علیہا و ان تؤطأ۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ تجصیص القبور و الکتبۃ علیہا، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۲ ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور و الکتبۃ علیہا، ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع کیا، اور اس پر لکھنے سے منع کیا، اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا، اور اس کو روندنے سے منع کیا۔

23۔ عن جابر نہی رسول اللہ ﷺ ان یجصص القبر ، و ان یقعد علیہ ، و ان یبنی علیہا۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب النہی عن تجسیس القبر و البناء علیہ، ص ۳۹۰، نمبر ۲۲۴۵/۹۷۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے، اور اس پر بیٹھنے سے، اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے

24۔ عن ابی سعید ان النبی ﷺ نہی ان یبنی علی القبور۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور و الکتبۃ علیہا، ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا۔
ان تینوں حدیثوں میں قبر پر عمارت بنانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے

قبر پر عمارت بنانے والوں کی ایک دلیل

بعض حضرات کہتے ہیں کہ لوگوں کے قرآن پڑھنے کے لئے، یاد دعا کرنے کے لئے قبر کے گرد عمارت بنانا جائز ہے، اور اس کے لئے وہ کچھ بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں

لیکن اس میں یہ خامیاں ہیں

- [۱] حدیث میں شدت کے ساتھ منع کیا ہو تو پھر کسی بزرگ کے قول کو استدلال میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے
- [۲] آج کل لوگ قرآن پڑھنے کے لئے تو کم، اور شہرت، قوالی اور ڈھول کے لئے زیادہ عمارت بناتے ہیں، آپ اس کے لئے یوٹیوب you tube اور انٹرنیٹ، دیکھ لیں، پھر فیصلہ کریں
- [۳] حضورؐ کو خطرہ تھا کہ پچھلی قوموں کی طرح یہ قوم بھی قبر اور اہل قبر کے خرافات میں پڑ جائے گی اس لئے قبر پر عمارت بنانے، اور اس پر چراغ جلانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

حضور ﷺ کی قبر مبارک پر قبہ کیوں ہے

حدیث کی بنیاد پر حضورؐ کی قبر پر چھت نہیں ہونی چاہئے، لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کی قبر شریف حضرت عائشہ کے کمرے میں تھی اس لئے پہلے سے سائبان تھا، اور یہی سائبان کافی سالوں تک رہا، بعد میں دیکھا کہ جو لوگ بھی باہر سے آتے ہیں وہ قبر کے پاس ہی جانا چاہتے ہیں، اور کچھ لوگ وہاں سے مٹی بھی اٹھانے لگے، کیونکہ باہر کے سب لوگ اتنے تربیت یافتہ نہیں ہوتے، اس لئے اس کے ارد گرد دیوار کھڑی کر دی تاکہ لوگ وہاں تک نہ جاسکے، اور کسی توہین کا ارتکاب نہ کر سکے

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء میں سلطان نور الدین زنگی والی دمشق کے زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا، وہ یہ کہ کچھ یہودیوں نے حضورؐ کی قبر تک سرنگ بنایا اور آپ کی توہین کرنے کی کوشش کی اس لئے اس نور الدین زنگی نے قبر کے ارد گرد شیشے کی مضبوط بنیاد بنائی تاکہ کوئی یہودی سرنگ نہ بنا سکے

ان حالات کو دیکھتے ہوئے ۶۷۸ھ مطابق ۱۲۷۹ء میں سلطان سیف الدین قلاوون نے اس کی مرمت کی اور لکڑی کی مضبوط دیوار بنائی، اور چھت بھی بنا دی، تاکہ کوئی اوپر سے بھی نہ آ سکے، اور کوئی شخص ارد گرد سے بھی اندر نہ جاسکے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکے، اس لئے اس مجبوری کی وجہ سے حضور کی قبر شریف کے ارد گرد لکڑی کی دیوار، اور لکڑی کی چھت بنائی گئی، ورنہ حدیث کے اعتبار سے اس پر بھی کوئی عمارت، یا چھت نہیں ہونی چاہئے۔

اس وقت یہ دیوار لکڑی کی تھی اس لئے ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء میں اس عمارت میں زبردست آگ لگ گئی اور جل گئی، جس کی وجہ سے سلطان قاتیبائی مصری نے اینٹ اور پتھر سے اس کی تعمیر کی اور اس پر مضبوط گنبد ڈال دی، تاکہ کوئی اندر نہ آ سکے، اس وقت اس عمارت پر سادہ رنگ سے رنگا جاتا تھا

۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں سلطان محمود بن عبد الحمید نے اس کو ہرے رنگ سے رنگ دیا، اور وہ رنگ آج تک چل رہا ہے

قبر پر عمارت نہ بناؤ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے آج بھی حضورؐ کی قبر، اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں مٹی کی ہیں، اور ان پر کنکریاں بچھی ہوئی ہیں، البتہ لوگوں سے حفاظت کی غرض سے دور میں دیوار اور اس کی چھت بنائی گئی ہے۔

حضور کی قبر مبارک پر مٹی ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے

عن القاسم قال دخلت علی عائشة فقلت یا امة! اکشفی لی عن قبر رسول اللہ ﷺ و صاحبہ رضی اللہ عنہما فکشفت لی عن ثلاثة قبور ، لا مشرفة ، و لا لاطئة مطوحة ببطحاء العرصة الحمراء۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب فی تسویة القبر، ص ۴۷۰، نمبر ۳۲۲۰)

ترجمہ۔ حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے حضورؐ اور ان کے دو ساتھیوں کی قبر دکھائیں؟ تو انہوں نے تین قبریں دکھائیں، جو بہت اونچی بھی نہیں تھیں اور بہت نیچی بھی نہیں تھیں، ان پر بطحاء کی سرخ کنکریاں بچھائی ہوئی تھیں اس قول صحابی میں ہے کہ حضور کی قبر پر ابھی بھی سرخ نگ کی کنکری پڑی ہوئی ہے

اس لئے حضورؐ کی قبر کے گرد عمارت سے دوسری قبروں پر قبہ، اور گنبد بنانے پر استدلال نہیں کرنی چاہئے یہ حدیث کے خلاف ہے

قبر کو بہت اونچی بنانا بھی مکروہ ہے

قبر کو اونچی بنانا بھی صحیح نہیں ہے۔

اس کے لئے یہ حدیث ہے۔

25۔ عن ابی الہیاج الاسدی قال : قال لی علی بن طالب الا ابعثک علی ما بعثنی

علیہ رسول اللہ ﷺ ؟ ان لا تدع تمثالا الا طمستہ و لا قبراً مشرفاً الا سویتہ ۔ (

مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر، ص ۳۸۹، نمبر ۹۶۹/۲۲۴۳)

ترجمہ۔ ابی الہیاج اسدی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے مجھ سے کہا کہ، جس کے لئے مجھے حضورؐ نے

بھیجا ہے میں تم کو نہ بھیجوں؟، مجھے اس بات کے لئے بھیجا ہے کہ کوئی بت نہ دیکھوں مگر اس کو توڑ

دوں، اور کوئی اونچی قبر نہ دیکھوں مگر اس کو برابر کر دوں

اس حدیث میں ہے کہ اونچی قبر کو برابر کر دے، اس لئے قبر کو اونچی رکھنا بھی اچھا نہیں ہے، اس لئے قبر کو

پختہ بنا کر اس کو اونچی کرنا اچھی بات نہیں ہے

بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کافر کی قبر کے بارے میں برابر کرنے کا حکم تھا، لیکن یہ تاویل اس

لئے صحیح نہیں ہے اس حدیث میں کسی قبر کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ تمام قبروں کے لئے یہ حکم عام ہے

قبر کے ارد گرد مسجد بنانا بھی مکروہ ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

26۔ عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذين عليها المساجد و السرج۔ (ترمذی شریف، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجداً، ص ۸۸، نمبر ۳۲۰/نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ص ۲۸۶، نمبر ۲۰۴۵)۔ ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

27۔ عن عائشة ان ام سلمة ذكرت لرسول الله ﷺ كنيسة رأتها بارض الحبشة يقال لها مارية فذكرت له ما رأت فيها من الصور فقال رسول الله ﷺ اولئك قوم اذا مات فيهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا و صوروا فيه تلك الصور اولئك شرار الخلق عند الله . (بخاری شریف، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی البیعة، ص ۷۵، نمبر ۴۳۴)۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ نے حضور کے سامنے حبشہ میں جو چرچ دیکھا تھا، جس کو ماریہ، کہتے ہیں، اس میں جو تصویر لگی ہوئی ہے اس کا تذکرہ کیا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم تھی جس کے نیک بندے مر جاتے تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، اور اس میں یہ تصویر لگا دیتے، اللہ کے نزدیک یہ شریر مخلوق ہے ان احادیث میں ہے کہ قبر کے پاس مسجد بنانا بھی مکروہ ہے، لیکن کچھ لوگوں نے اس کے خلاف خواہ مخواہ فتویٰ دے دیا ہے، اور لوگوں کو گمراہ کیا ہے

قبر پر چراغ جلانا بھی مکروہ ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

28۔ عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذين عليها المساجد و السرج۔ (ترمذی شریف، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجداً، ص ۸۸، نمبر ۳۲۰ نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ص ۲۸۶، نمبر ۲۰۴۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

29۔ عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذين عليها المساجد و السرج۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب فی زیارة النساء القبور، ص ۴۷۲، نمبر ۳۲۳۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

اس دور میں لوگ قبر پر کتنے چراغاں کرتے ہیں، اور کتنی رنگ برنگ بجلیاں جلاتے ہیں، اور اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں

قبر پر پھول چڑھانا ٹھیک نہیں ہے

حضورؐ نے یا صحابہ نے کبھی بھی کسی قبر پر پھول نہیں چڑھایا ہے، یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ وہ لوگ اپنے بتوں پر، اور مورتیوں پر پھول چڑھاتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہمیں ہندوؤں کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے

کچھ حضرات اس حدیث سے قبر پر پھول چڑھانے پر استدلال کرتے ہیں

29۔ عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ انه مر بقبرین یعذبان فقال انھما لیعذبان ... ثم اخذ جریدة رطبة فشقھا بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدہ فقالوا یا رسول اللہ لم صنعت هذا؟ فقال لعلہ ان یموت عنھما ما لم یمسا۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب الجریدة علی القبر، ص ۲۱۸، نمبر ۱۳۶۱)

ترجمہ۔ حضورؐ کا دو قبروں پر گزر ہوا جن پر عذاب ہو رہا تھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔۔۔ پھر ایک تر شاخ کو لیا اور اس کو دو ٹکڑا کیا، پھر ہر قبر پر ایک ایک شاخ گاڑ دی، لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیوں کیا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تک سوکھ نہ جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک دونوں سے عذاب میں کمی رہے۔

اس حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ صاحب قبر پر عذاب ہو رہا ہے تو آپؐ نے اس پر کھجور کی ٹہنی گاڑی اور کہا جب تک یہ خشک نہ ہو تو اس وقت تک اس سے عذاب کم ہو جائے گا اس سے استدلال کرتے ہیں کہ قبر پر پھول چڑھانا جائز ہے

لیکن اس میں یہ باتیں دیکھنے کی ہے، کہ حضورؐ نے صرف ایک مرتبہ ایسا کیا، اس لئے ممکن ہے کہ یہ آپ کی برکت سے عذاب کم ہوا ہو، اس لئے کیا ضروری ہے کہ ہمارے گاڑنے سے بھی عذاب کم ہو جائے حضورؐ نے کھجور کی ٹہنی ڈالی ہے، ہم پھول ڈالتے ہیں، اور پھول ڈالنا ہندوؤں کا طریقہ ہے وہ بھی اپنے بتوں پر پھول ڈالتے ہیں، اس لئے اس سے پرہیز بہتر ہے

آج کل قبروں پر ایک پھول نہیں ڈالا جاتا، بلکہ یہ مجاوروں کی بزنس بن گئی ہے، اس سے کتنے لوگ تجارت کر رہے ہیں، دیکھیں کہ کتنا بڑا فرق ہے

غرائب کا فتویٰ

کچھ حضرات یہ فتویٰ پیش کرتے ہیں، لیکن اس فتوے کا اعتبار اس لئے نہیں ہے کہ فتاویٰ ہندیہ والوں نے، غرائب، کوئی کتاب ہے وہاں سے فتویٰ نقل کیا گیا ہے، اور اس پر کوئی حدیث بھی پیش نہیں کی ہے غرائب کا فتویٰ یہ ہے

وضع الورد و الرياحین علی القبور حسن و ان تصدق بقيمة الورد کان احسن کذا فی الغرائب۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب سادس عشر، فی زیارة القبور، ج ۵، ص ۳۵۱)

ترجمہ۔ قبر پر گلاب کا پھول، یا خوشبور کھے تو بہتر ہے، اور اس کی قیمت صدقہ کر دے تو اور زیادہ بہتر ہے، غرائب کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے

اس عبارت میں دیکھیں کہ کوئی حدیث پیش نہیں کی، اور نہ کسی اہم کتاب کا حوالہ دیا ہے، یہ تو غرائب کی ایک عبارت ہے اس لئے یہ فتویٰ ٹھیک نہیں ہے، خصوصاً جبکہ آج کل یہ ایک بہت بڑی تجارت بن گئی ہو

قبر پر لکھنا بھی اچھا نہیں ہے

30۔ عن جابر قال نہی رسول اللہ ﷺ ان یکتب علی القبر شیء۔ (ابن ماجہ شریف،

باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور والکتابة علیہا، ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۳)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر پر کوئی چیز لکھنے سے منع فرمایا ہے

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر لکھنے سے منع کیا ہے

قبر پر پتھر کی علامت رکھنا جائز ہے

قبر پر کوئی علامت کی چیز رکھ دے جس سے پتہ چلے کہ یہ فلاں کی قبر ہے تو اس کی تھوڑی سی گنجائش ہے

لیکن اس کا عام رواج نہ بنالے۔

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

31۔ عن انس بن مالک ان رسول اللہ أعلم قبر عثمان بن مظعون بصخرة۔ (ابن

ماجہ شریف، باب ماجاء فی العلامة فی القبر، ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے عثمان بن مظعون کی قبر پر چٹان رکھ کر نشان لگائی۔

قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں

قبر کی طرف رخ کر کے نماز بھی پڑھنا جائز نہیں ہے تو اس کے سامنے سجدہ کرنا کیسے جائز ہوگا!

حدیث یہ ہے

32۔ عن ابی مرسد الغنوی قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجلسوا علی القبور ، و لا تصلوا الیہا ۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب انہی عن الجوس علی القبر والصلاة علیہ، ص ۳۹۰، نمبر ۲۲۵۰/۹۷۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا قبر پر مت بیٹھو، اور اس کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھو۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی جائز نہیں تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ صاحب قبر کی عبادت کر رہا ہے

قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے

قبر پر بیٹھنے سے صاحب قبر کی توہین ہوگی اس لئے قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے

33۔ حدیث یہ ہے۔ عن ابی مرسد الغنوی قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجلسوا علی القبور ، و لا تصلوا الیہا ۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب انہی عن الجوس علی القبر والصلاة علیہ، ص ۳۹۰، نمبر ۲۲۵۰/۹۷۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا قبر پر مت بیٹھو، اور اس کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھو۔

34۔ عن جابر نہی رسول اللہ ﷺ ان یجصص القبر ، و ان یقعد علیہ ، و ان ینس علیہا۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب النہی عن تجسیس القبر والبناء علیہ، ص ۳۹۰، نمبر ۲۲۲۵/۹۷۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے، اور اس پر بیٹھنے سے، اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے

قبر کو روندنا مکروہ ہے

35۔ عن جابر قال نہی رسول اللہ ﷺ ان تجصص القبور و ان یکتب علیہا ، و ان ینس علیہا و ان تؤطأ۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ تجصیص القبور و الکتبۃ علیہا، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۲/۱ ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور و الکتبۃ علیہا، ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع کیا، اور اس پر لکھنے سے منع کیا، اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا، اور اس کو روندنے سے منع کیا۔

قبروں کے درمیان گزرنے کی ضرورت پڑ جائے تو جوتا نکال کر چلے
قبروں کے درمیان گزرنے کی ضرورت پڑ جائے تو جوتا نکال کر چلے تاکہ قبر کی توہین نہ ہو، لیکن اگر
وہاں گھاس وغیرہ کی وجہ سے چلنا ممکن نہ ہو تو چیل پہن سکتا ہے،

اس کے لئے حدیث یہ ہے

36۔ ان بشیر ابن الخصاصیۃ قال کنت امشی مع رسول اللہ ﷺ فمر علی قبور
المسلمین فقال : لقد سبق هؤلاء شرا کثیرا ، ثم مر علی قبور المشرکین فقال لقد
سبق هؤلاء خیرا کثیرا ، فحانت منه التفاتۃ فرأی رجلا یمشی بین القبور فی نعلیه
فقال یا صاحب السبتین القهما ۔ (نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب کراہیۃ الممشی بین القبور
فی النعال البتۃ، ص ۲۸۷، نمبر ۲۰۵۰)

ترجمہ ۔ بشیر ابن خصاصیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ مسلمان کی قبروں کے درمیان سے چل
رہے تھے، تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ شرکی بہت ساری چیزوں کو پار کر گئے، پھر ہم مشرکین کی قبروں
سے گزرے تو حضورؐ نے فرمایا کہ، یہ لوگ بہت سارے خیر کو چھوڑ آئے ہیں، اس درمیان آپؐ نے ایک
آدمی کو دیکھا کہ وہ جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چل رہا ہے تو آپؐ نے فرمایا، آئے جوتے والے اس
کو نکال لو۔

اس حدیث نے حضورؐ نے فرمایا کہ چمڑے کے جوتے کو نکال کر قبروں کے درمیان میں چلو۔

لغت: سبتیہ چمڑے کا جوتا

جن کے یہاں موت ہوئی ہے انکے یہاں کھانا بنا کر بھیجنا سنت ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

37۔ عن عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال رسول الله ﷺ اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم او امر يشغلهم۔ (ابن ماجہ شریف، باب فی الطعام، بیعت الی اہل البیت، ص ۲۲۹، نمبر ۱۶۱۰)

ترجمہ۔ حضرت بد بن جعفر فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفرؓ کی موت کی خبر آئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت جعفر کے رشتہ داروں کے لئے کھانا بناؤ، کیونکہ انکے پاس ایسی خبر آئی ہے، جس کی وجہ سے انکو مشغولیت ہوگئی ہے، یا یوں فرمایا کہ، ایسا معاملہ آگیا ہے، جس میں وہ لوگ مشغول ہیں [یعنی غمی کی وجہ سے کھانا بنانے کی فرصت نہیں ہے]۔

اس حدیث میں ہے کہ میت کے گھر میں کھانا بھیجنا چاہئے۔

لیکن اس وقت کی صورت حال یہ ہے کہ جنکے یہاں وفات ہوئی ہو تو اس کے یہاں کھانا کہاں بھیجتے ہیں، بلکہ انکے یہاں رشتہ دار اور عوام مل کر اتنا کھاتے ہیں کہ گھر والے تنگ آجاتے ہیں

جنگے یہاں موت ہوئی ہے انکے یہاں کھانا کھانا مکروہ ہے

آج کل ایصال ثواب کے نام پر اتنا خرچ کرواتے ہیں کہ وارثین تنگ آ جاتے ہیں حالانکہ ایصال ثواب کرنا ایک مستحب کام ہے، اور وہ وارثین کی اپنی مرضی کی چیز ہے، کہ جب چاہے اپنی خوشی سے کچھ غرباء کو چپکے سے کھانا کھلا دے، یا کپڑا پہنا دے، اور اس کا ثواب میت کو پہنچا دے، یہی ثواب میت کو پہنچتا ہے

اس کے لئے نہ وقت متعین کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اعلان کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ چپکے سے غرباء کو کھلانا ہے

لیکن میں نے دیکھا کہ کئی غریب کی والدہ کا انتقال ہوا تو کچھ ذہین لوگوں نے اتنا مجبور کیا کہ وہ بیویوں سے کئی ہزار روپیہ سودی قرض لا کر لوگوں کو کھانا کھلایا تب اس کی جان چھوٹی اس کے لئے صحابی کا قول یہ ہے

38۔ عن جریر بن عبد اللہ بجلیؓ قال کنا نرى الاجتماع الى اهل الميت و صنعۃ الطعام من النیاحۃ۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی النہی الاجتماع الى اهل الميت و صنعۃ الطعام، ص ۲۳۰، نمبر ۱۶۱۲ / مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، جلد ۱، ص ۵۰۵، نمبر ۲۲۷۹)

ترجمہ۔ جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم، میت والوں کے پاس جمع ہونا، اور ان سے کھانا بنوانا نوحہ کرنے کے قسم سے سمجھتے تھے

اس حدیث میں ہے کہ جس طرح نوحہ کرنا ناجائز سمجھتے تھے اسی طرح میت والوں کے یہاں کھانا بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔

میت کے لئے بہت زیادہ اعلان کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے

میت کے لئے بہت زیادہ اعلان کریں گے تو اس کے یہاں بھیڑ ہو جائے گی اور اس کو سنبھالنا مشکل ہو گا، اس لئے شریعت نے یہ معیار مقرر کیا ہے کہ مرنے والوں کے یہاں بہت بھیڑ جمع نہ ہو جائے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

39۔ عن عبد الله عن النبي ﷺ قال اياكم و النعي فان النعي من عمل الجاهلية ، قال عبد الله و النعي اذان بالميمت ۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ النعی، ص ۲۳۹، نمبر ۹۸۴/۱ ابن ماجہ شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن النعی، ص ۲۱۱، نمبر ۱۴۷۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان موت کے اعلان سے بچا کرو، اس لئے کہ یہ جاہلیت کا عمل ہے، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ، نعی، کا ترجمہ ہے لوگوں کے درمیان موت کا اعلان کرنا۔ اس حدیث میں اہتمام کے ساتھ لوگوں میں میت کی موت کے اعلان کرنے سے منع کیا ہے، ہاں تھوڑا بہت جنازے کی اطلاع دے اس کی گنجائش ہے، لیکن جم گھٹا کرنا صحیح نہیں ہے،

اس وقت کا عالم یہ ہے کہ جنکے یہاں موت ہو جائے وہاں مہینوں لوگ جمع ہوتے رہتے ہیں، اور گھر والوں کو کوئی کام کرنا مشکل ہوتا ہے، اور بے پناہ خرچ ہو جاتا ہے

تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے

بیوی تو چار مہینے دس روز تک سوگ منائے گی۔ اس کے علاوہ کے لوگ تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے، حدیث میں اس کو منع فرمایا ہے،

یہ جو لوگ چالیس دن تک سوگ مناتے رہتے ہیں یا ہر سال سوگ مناتے ہیں، اور پورا ہنگامہ کرتے ہیں یہ حدیث کے اعتبار سے غلط ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

40۔ عن ام عطیة قالت کنا ننهی ان نحد علی المیت فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشهر و عشرا۔ (بخاری شریف، کتاب الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من الحيض، ص ۵۴، نمبر ۳۱۳۳ مسلم شریف، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عده الوفاة و تحریمہ فی غیر ذالک، الاثلاثہ ایام، ص ۶۴۴، نمبر ۱۴۸۶، نمبر ۳۷۲۵)

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ، تین دن سے زیادہ میت پر سوگ منانے سے ہم کو روکا جاتا تھا،

سوائے شوہر کے کہ اس پر چار مہینے دس دن بیوی سوگ منائے

اس حدیث میں ہے کہ تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے۔

قبر میں گناہ گاروں کو عذاب ہوتا ہے

قبر کا عذاب حق ہے، اور ان کی زندگی برزخی زندگی ہے

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

20۔ حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون۔ (آیت ۱۰۰ سورت المؤمنون ۲۳)

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آکھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ، میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے، تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

21۔ و حاق بال فرعون سوء العذاب ، النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعة اذ خلوا آل فرعون اشد العذاب ۔ (آیت ۴۵-۴۶، سورۃ غافر ۴۰)

ترجمہ۔ اور فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا، آگ ہے جس کے سامنے ان کو صبح شام پیش کیا جاتا ہے، اور جب قیامت آئے گی تو حکم ہوگا کہ اس کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو

22۔ و لو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت و الملائکۃ باسطوا ایدہم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الہون ۔ (آیت ۹۳، سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔ اگر تم وہ وقت دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا ان تین آیتوں میں اشارۃ قبر کے عذاب کا تذکرہ ہے

41۔ عن ابی ایوبؓ قال خرج النبی ﷺ وقد وجبت الشمس ، فسمع صوتا فقال یہود یعذب فی قبورہا۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۵)

ترجمہ۔ سورج ڈوبتے وقت حضور ﷺ نکلے تو ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا، یہود کو اپنی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

42۔ عن عائشۃؓ قالت عائشۃؓ فما رأیت رسول اللہ ﷺ بعد صلی صلاة الا تعوذ من عذاب القبر ، و زاد غندر ، عذاب القبر حق۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۲)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہر نماز کے بعد میں حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے، حضرت غندرؒ نے یہ بھی فرمایا کہ قبر کا عذاب حق ہے۔

43۔ حدثنی ابنة خالد بن سعید ابن العاصی انها سمعت النبی ﷺ و هو يتعوذ من عذاب القبر۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ص ۲۲۱، نمبر ۱۳۷۶)

ترجمہ۔ حضرت سعید بن عاصؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے

اس حدیث میں ہے کہ حضور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حیات برزخی ہے۔

44۔ عن البراء بن عازب قال خرجنا مع النبی ﷺ فی جنازة..... قال فتعاد روحه فی جسده ، فیاتیہ ملکان فیجلسان فیقولان له من ربک فیقول ربی اللہ..... فتعاد روحه ویاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان من ربک؟ فیقول ہا ہا لا ادری۔ (مسند احمد، حدیث البراء بن عازب، ج ۵، ص ۳۶۴، نمبر ۱۸۰۶۳/۱ ابو داود شریف، باب المسألة فی القبر وعذاب القبر ۶۷۲، نمبر ۵۳۵۳)

ترجمہ۔ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے۔۔۔ فرمایا کہ اس کی روح کو جسم میں لائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ مسلمان کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔۔۔ کافر کی روح کو لوٹائی جاتی ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے، ہا ہا مجھے معلوم نہیں ہے ان احادیث میں ہے کہ انسان کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی یہ زندگی برزخی ہے

اس عقیدے کے بارے میں 22 آیتیں اور 44 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۳۸۔ قبر پر عرس جائز نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

قبر پر عرس کرنے سے عید کی شکل بنتی ہے، اور حضورؐ نے قبر پر عید کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں ہے
اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا، و لا تجعلوا قبری عیدا، و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، ص ۲۹۶، نمبر ۲۰۴۲) اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کو میلے کی جگہ نہ بناؤ، ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ [اس میں نماز پڑھتے رہو] اور میری قبر کو عید کی طرح مت بناؤ، مجھ پر درود بھیجتے رہو، تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر عید کی شکل مت بناؤ، اور عرس میں عید کی شکل ہوتی ہے اس لئے یہ جائز نہیں ہے

اس حدیث سے عرس پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے

بعض حضرات نے اس حدیث سے عرس کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے

2۔ عن محمد بن ابراہیم التیمی قال کان النبی ﷺ یأتی قبور الشهداء عند رأس الحول ، فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار ، قال و کان ابو بکر ، و عمر و عثمان يفعلون ذالک ۔ (مصنف عبدالرزاق، باب زیارة القبور، جلد ۳، ص ۵۷۳، نمبر ۶۷۱۶)

ترجمہ۔ محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ حضورؐ سال کے شروع میں شہداء کی قبر پر آیا کرتے تھے اس حدیث میں ہے کہ سال کے شروع میں حضور شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے، فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار، اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور ہر سال کے شروع میں شہداء احد کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ ہر سال میں ایک مرتبہ عرس کرنا جائز ہے

لیکن اس میں یہ 4 خامیاں ہیں

[۱] پہلی بات یہ ہے کہ حضورؐ بغیر کسی اعلان کے جایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ کسی کو خبر ہوئی کسی کو خبر نہیں ہوئی، یہی وجہ ہے کہ یہ حدیث کہ، ہر سال کے شروع میں جایا کرتے تھے، صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے، اور اس کے اساتذہ کی بھی کسی کتاب میں نہیں ہے، صرف مصنف عبدالرزاق والے نے

اس کا ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کے مطابق اگر کوئی آدمی کبھی کبھار قبرستان چلا جائے اور صرف، السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار، پڑھ کر واپس چلا آئے تو کسی کو اشکال نہیں ہے، لیکن یہاں ہو یہ رہا ہے کہ تاریخ متعین کی جاتی ہے، عرس کے نام پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، مہینوں سے اس کا اعلان ہوتا ہے، بے پناہ لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور وہ دھمال ہوتا ہے کہ ہندوؤں کا میلہ شرمایا جائے، اس کی گنجائش کیسے دی جاسکتی ہے

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں تابعی نے حضورؐ کا عمل نقل کیا ہے، اور بیچ میں صحابی کا نام چھوڑ دیا ہے [کیونکہ محمد بن ابراہیم التیمی، تابعی ہیں]، اس لئے یہ حدیث مرفوع نہیں ہے حدیث مرسل ہے، اس لئے اس کی حیثیت کم ہے

[۳] عرس میں عید کا سما ہوتا ہے، اور ابھی اوپر گزرا کہ قبرستان پر عید کا سما کرنے سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے تو عرس کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے

[۴] کبھی بھی کسی صحابی یا تابعی نے عرس نہیں کیا ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے، بلکہ اوپر کی احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے، تاکہ رفتہ رفتہ لوگ شرک میں مبتلا نہ ہو جائے۔

[۵] اصل بات یہ ہے کہ ذہین لوگوں کے کھانے پینے کا اور سال بھر کے خرچ جمع کرنے کا ایک دھندا ہے۔ آپ خود بھی اس پر غور کر لیں

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کبھی کبھی شہداء کی قبر پر آیا کرتے تھے، اس میں تاریخ متعین نہیں تھی

3۔ سمعت طلحہ بن عبید اللہ يحدث ... قال خرجنا مع رسول الله ﷺ نريد قبور الشهداء حتى اذا اشرفنا على حرة واقم فلما تدلينا منها فاذا قبور بمحنة قال قلنا يا رسول الله! قبور اخواننا هذه؟ قال قبور اصحابنا فلما جئنا قبور الشهداء قال هذه قبور اخواننا۔ (ابوداود شریف، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، ص ۲۹۶، نمبر ۲۰۴۳)

ترجمہ۔ فرمایا کہ ہم حضورؐ کے ساتھ نکلے، شہداء کی قبر پر جانے کا ارادہ تھا، ہم جب حرا واقم [مقام آئے، ہم جب آگے بڑھے تو محسوس کیا کہ قبر تھی، تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائیوں کی قبر ہیں، تو حضورؐ نے فرمایا یہ ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں، پھر جب ہم شہداء احد کی قبر کے پاس آئے، تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں

اس حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کبھی کبھار شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے

کچھ حضرات نے 1100 اگیارہ سو سال بعد والے بزرگوں کے اقوال اور انکے اعمال سے عرس، چہلم وغیرہ کے جواز کا ثبوت پیش کرتے ہیں

[۱] لیکن یہ اس لئے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ بہت بعد کے بزرگوں کے عمل سے اعتقادی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، اس کے ثابت کرنے کے لئے صریح آیت، یا پکی حدیث چاہئے

[۲] اس کے خلاف کئی حدیثیں پیش کی جا چکی ہیں

[۳] اب یہ چیزیں آخرت کی یاد، اور دنیا کی بے رغبتی کی چیزیں نہیں رہیں، بلکہ صرف تفریح، کھیل، اور مذہب کے نام پر لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنا لیا ہے

گانا اور ڈھولک، طبلہ بجانا حرام ہے

تھوڑا بہت نظم، یا نعت پڑھ لینا جائز ہے، اس میں شرط یہ ہے کہ ڈھول، طبلہ، ہارمونیم، اور بجانے سے ساز نہ ہوں، اگر بجانے کے ساز ہوں تو کوئی بھی گیت جائز نہیں ہے اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ و من الناس من یشری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغير علم و یتخذھا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین۔ (آیت ۶۔ سور لقمان ۳۱)

ترجمہ۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں، تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے ہو جیسے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہو گا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا

اس آیت میں غافل کرنے والی باتوں سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

2۔ و ما کان صلوتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ (آیت ۳۵، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔ اور بیت کے پاس ان کی نمازیں سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے سوا کچھ بھی نہیں اس لئے جو کافرانہ باتیں تم کرتے رہے ہو ان کی وجہ سے اب عذاب کا مزا چکھو

کافر لوگ بیت اللہ کے پاس تالیاں اور سیٹی بجایا کرتے تھے، اللہ نے اس سے نفرت کا اظہار کیا، اور قوالی میں یہی کچھ ہوتا ہے، اس لئے اس سے بھی رکنا چاہئے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

4۔ حدثنی ابو عامر... و اللہ ما کذبنی : سمع النبی ﷺ یقول لیکونن من امتی
یستحلون الحر، و الحریر، و الخمر، و المعازف۔ (بخاری شریف، کتاب الاثریۃ،
باب ماجاء فی من تکل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ، ص ۹۹۲، نمبر ۵۵۹۰)

ترجمہ۔ خدا کی قسم مجھ سے جھوٹ نہیں بولا، میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے
لوگ ہوں گے جو زنا کو، ریشم کو، شراب کو اور بجانے کی چیز کو حلال کر لیں گے

5۔ عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ قال ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین و امرنی ان امحق
المزامیر و الكنارات، یعنی برابط و المعازف و الاوثان التی كانت تعبد فی
الجاهلیۃ۔ (مسند احمد، حدیث ابی امامۃ باہلی الصدی، جلد ۳۶، ص ۵۵۱، نمبر ۲۲۲۱۸/نمبر ۲۲۳۰)
ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور اس بات کا حکم دیا کہ، بانسری
، ڈھول،، بلجہ، بجانے کی چیز، اور بتوں کو مٹا دوں، زمانہ جاہلیت میں جس کی عبادت کی جاتی تھی

ان احادیث میں ہے کہ مزامیر اور ڈھولک حرام ہیں تو پھر عرس میں یہ گانے اور قوالیاں، اور یہ دھمال
کیسے جائز ہوں گے

گنگنا کر گیت گانا بھی مکروہ ہے

کھیل کود اور لہب و لعب کے وقت جو گنگنا کر گیت گاتے ہیں، حدیث میں اس کو بھی منع کیا ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔ عن عبد الرحمن بن عوف ... و لكنی نہیت عن صوتین احمقین فاجرین، صوت عند نعمة لهو و لعب و مزامیر الشیطان۔ (مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب ذکر سراری رسول اللہ ﷺ فاولھن ماریۃ القبطیۃ ام ابراہیم، جلد ۴، ص ۴۳، نمبر ۶۸۲۵) ترجمہ۔ مجھ کو دو احمق آواز جو فاجر ہیں ان سے منع کیا گیا ہے لہو و لعب کے وقت میں گنگنا نے کی آواز، اور شیطان کی بانسری کی آواز۔

اس حدیث میں ہے کہ لہو و لعب کے وقت گنگنا کر گانا بھی ٹھیک نہیں ہے

7۔ عن جابر بن عبد اللہ ... قال : لا ، و لكن نہیت عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند مصیبة خمس و جوه و شق جیوب و رنة شیطان۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصة فی البرکاء علی لمیت، ص ۲۴۳، نمبر ۱۰۰۵)

ترجمہ۔ ہم کو دو احمق فاجر آواز سے روکا گیا ہے، ایک ایسی عورت جس نے مصیبت کے وقت چہرہ زخمی کر لیا ہو، کپڑے پھاڑ لیا ہو اس عورت کی آواز، اور دوسرا شیطان کا گنگنا نا۔

ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ گانے کے طور پر گانا حدیث میں ممنوع ہے

اس لئے مزاروں پر ڈھول اور طبلے کے ساتھ جو گاتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے

اب تو عرس میں لڑکیاں بھی قوالی گانے کے لئے آنے لگی ہیں

ان احادیث سے کچھ حضرات قوالی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں

کچھ حضرات نیچے والی حدیث کی وجہ سے قوالی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں
یہ استدلال اس لئے ٹھیک نہیں ہے کہ اس میں صرف نظم اور نعت کی شکل ہے، اور اس میں ڈھول، طبلہ، سارنگی بالکل نہیں تھے، اور قوالی میں یہ سارے دھمال ہوتے ہیں تو وہ کیسے جائز ہو جائے گی،
حدیث یہ ہے

8۔ عن سعید بن المسیب قال: مر عمر فی المسجد و حسان ینشد فقال کنت انشد فیہ و فیہ من ہو خیر منک ثم التفت الی ابی ہریرۃ فقال انشدک باللہ اُسمعت رسول اللہ ﷺ یقول ، اجب عنی اللہم ایدہ بروح القدوس ؟ قال نعم . (بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیہم۔ ص ۵۳۷، نمبر ۳۲۱۲، مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، باب فضائل حسان بن ثابتؓ، ص ۱۰۹۴، نمبر ۲۴۸۵، نمبر ۶۳۸۴)

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ مسجد سے گزرے، اور حضرت حسان بن ثابتؓ شعر کہہ رہے تھے [شاید حضرت عمر کو یہ ناگوار گزرا] تو حضرت حسان نے فرمایا کہ، تم سے جو بہتر تھے یعنی حضورؐ ان کے سامنے میں شعر پڑھتا رہا ہوں، پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ، کیا تم نے حضورؐ سے یہ فرماتے سنا تھا کہ، میری جانب سے قریش کو جواب دو، آے اللہ حضرت جبریلؑ کے ذریعہ سے ان کی [یعنی حسان] کی مدد کر، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ، ہاں میں نے حضورؐ سے سنا تھا۔

اس حدیث میں نظم پڑھنے کا ذکر تو ہے، لیکن اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کو ناپسند فرمایا، اسی وجہ سے حضرت حسانؓ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی گواہی لینی پڑی، اس لئے نظم پڑھنا اتنا اچھا نہیں ہے

9۔ عن عائشة قالت: قال حسان يا رسول الله ﷺ ائذن لي في ابى سفيان ، قال كيف بقرايتى منه ؟ قال و الذى اكرمك لاسلنك منهم كما تسل الشعراة من الخمير فقال حسان

ع و ان سنام المجد من آل هاشم۔ الخ

(مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، باب فضائل حسان بن ثابتؓ، ص ۱۰۹۵، نمبر ۲۴۸۹، نمبر ۶۳۹۳)
ترجمہ۔ حضرت حسانؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ابو سفيانؓ کی ہجو کرنے کی مجھے اجازت دیجئے؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رشتہ دار ہیں تو اس کی ہجو کیسے کریں گے، تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ، جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے، جس طرح آٹے سے بال کونکالتے ہیں اس طرح میں آپ کو ان کی ہجو سے نکال دوں گا، پھر آگے لمبا قصیدہ پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے

ع و ان سنام المجد من آل هاشم۔ الخ

اس حدیث میں حضرت حسانؓ کو حضورؐ نے نظم پڑھنے کی اجازت دی ہے

10۔ عن عائشة ان ابا ابو بكر دخل عليها و عندها جاريتان في ايام منى تدفقان و تضربان ، و النبى ﷺ متغش بثوبه فانتهرهما ابو بكر فكشف النبى ﷺ عن وجهه و قال دعهما يا ابا بكر فانها ايام عيد ، و تلك الايام ايام منى۔ (بخاری شریف، کتاب العیدین، باب اذافاتہ العید یصلی رکعتین، ص ۱۵۹، نمبر ۹۸، مسلم شریف، کتاب صلاة العید، باب الرخصة فی اللعب الذی لا معصية فيه فی ايام العید، ص ۳۵۶، نمبر ۸۹۲، نمبر ۲۰۶۱)

ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ داخل ہوئے، یہ منی کا زمانہ تھا، اس وقت دو لڑکیاں دف بجارہی تھیں، اور حضورؐ پر کپڑا ڈھکا ہوا تھا، تو حضرت ابو بکرؓ نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا، تو حضورؐ نے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور

فرمایا: ابو بکر انکو چھوڑ دو، یہ عید کا دن ہے، اور یہ زمانہ منی کا زمانہ تھا

ان احادیث میں ہے کہ کچھ اشعار بھی پڑھ سکتے ہیں اور بغیر جلاجل کے دف بھی بجا سکتے ہیں لیکن حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو اتنا بھی پسند نہیں تھا، اسی لئے حضرت ابو بکرؓ نے روکا، لیکن چونکہ عید کا دن تھا، اور چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں تو حضورؐ نے تھوڑی سی گنجائش دے دی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علماء کے جلسوں میں طلبہ نظم پڑھتے ہیں، نعت پڑھتے ہیں، اور اس میں کوئی دف وغیرہ نہیں ہوتا نہ تالی بجائی جاتی ہے، نہ جھومنا ہوتا ہے، تو اتنا سا حدیث سے جائز ہے بزرگان دین اور مشائخ بھی ذکر و اذکار کر کے تھک جاتے تھے تو تفریح کے لئے کبھی کبھار نظم سن لیتے تھے جو حدیث کے مطابق جائز ہے

بعد کے لوگوں نے اپنی روزی کمانے کے لئے اسی کو سماع بنایا، اسی کو قوالی بنائی، اور پھر اس میں سارنگی ڈھول، طبلہ سب کچھ وٹنے لگا۔ تنکو حدیث اور آیت میں سختی سے منع کیا تھا پھر وہ سارے دھمال کئے جس سے ہندوؤں کے میلے شرمائے، فیا للاسف۔

ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ حدیث میں جو تھوڑی بہت گیت تھی وہ خوشی کے موقع پر گائی گئی تھی، یا بزرگوں نے جو سماع کیا تھا وہ اپنی خانقاہوں میں کی تھی، اور قوالی تو ڈھول اور طبلہ پر گائی جاتی ہے، حالانکہ یہ جگہ غم کرنے کی ہے، اور آخرت کو یاد کرنے کی جگہ ہے، یہاں گیت اور قوالی کو گانے کا جوڑ بالکل سمجھ میں نہیں آتا، یہ تو مندروں میں مرتیوں کے سامنے بھجن گانے جیسا ہو گیا۔

آپ اس نکتہ پر غور کریں

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

ہندو اپنے بزرگوں کی مندروں کے پاس میلہ لگاتے ہیں

ہندو لوگ ہر سال اپنے بزرگوں کی مندروں کے پاس میلہ لگاتے ہیں، اس پر گاتے اور بجاتے ہیں، اس سے مانگتے ہیں، اس کی پوجا کرتے ہیں، ان کے سامنے ماتھا ٹسکتے ہیں، اور سجدہ کرتے ہیں، جو شرک ہے

قبر پر عرس اسی کی مشابہ ہے، اس لئے اس کو نہیں کرنا چاہئے۔

اس نکتہ پر غور کریں

۳۹۔ فیض حاصل کرنا

اكتساب فیض، یعنی کسی سے فیض حاصل کرنا، اس دور میں ایک الجھا ہوا مسئلہ بن گیا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

فیض حاصل کرنے کی دو صورتیں

[۱] زندوں سے فیض حاصل کرنا

[۲] مردوں سے فیض حاصل کرنا

زندوں سے کون سا فیض حاصل ہوتا ہے

استاذ، یا پیر میں یہ 3 صفات ہوں تو اس سے فیض حاصل ہوتا ہے

[۱] پہلی صفت یہ ہے کہ۔ استاذ یا پیر مخلص ہوں ان کا ایک ہی مقصد ہو کہ لوگوں کی اصلاح کرنی ہے، اور ان کو دین پر لانا ہے اور اس معاملے میں لگن کے ساتھ کام کرے، پیسہ کمانے کے لئے پیری مریدی نہ کرتا ہو، ان کا مقصد یہ نہ ہو کہ اکتساب فیض کے نام پر پورے سال کا خرچ جمع کر لیا جائے، اور ساری فیملی کا خرچ حاصل کر لیا جائے، یا خانقاہ کے نام پر اپنا گھر بنالیا جائے اگر اس مقصد سے پیری مریدی کرتا ہے تو ان سے کوئی اکتساب فیض نہیں ہوگا

[۲] استاذ یا پیر، خود بھی شریعت کا پابند ہوں، اگر وہ خود ہی فرض نماز نہیں پڑھتا ہے، روزہ نہیں رکھتا ہے تو آپ کو وہ کیا فیض دے گا، اسکے پاس تو خود بھی کچھ نہیں ہے

[۳] ان میں ریا اور نمود نہ ہو، وہ یہ کام شہرت اور دکھلاوے کے لئے نہ کرتا ہو۔ کیونکہ اگر وہ ٹیلی ویژن پر، اور یوٹیوب۔ you tube پر آنے کے لئے یہ کر رہا ہے تو یہ شہرت کے لئے ہے، اس میں کیا فیض حاصل ہوگا

یا ان کا مقصد اپنی فیملی کے لئے خرچ جمع کرنا ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہوگا

اس لئے پیر کا انتخاب سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر کیا کریں، میرا یہ مخلصانہ مشورہ ہے

قرآن پاک میں چار قسم کے فیض کا ذکر ہے

- [۱] پیر صاحب مریدوں کے سامنے قرآن پڑھتے ہیں اور ان کا قرآن درست کرواتے ہیں ،
- [۲] انکو قرآن کا معنی سکھلاتے ہیں،
- [۳] قرآن میں جو حکمت ہے، یعنی حلال و حرام کے جو احکامات ہیں ان کو سکھاتے ہیں
- [۴] ، اور دل کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی شرک وغیرہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔ ربنا و ابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم نایاتک و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ و یزکیہم انک انت العزیز الحکیم۔ (آیت ۱۲۹، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ آئے ہمارے رب ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو، جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب کی تعلیم دے، اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کو پاکیزہ بنائے، صرف تیری ہی ذات ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل ہے

اس آیت میں ہے کہ حضور چار کام کے لئے مبعوث ہوئے

2۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم نایاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (آیت ۱۶۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے، اور انہیں کتاب کی تعلیم دے، اور حکمت کی تعلیم دے، جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

3۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم آیاتنا و یرزیکم و یعلمکم الکتاب و الحکمة و یعلمکم ما لم تکنوا تعلمون۔ (آیت ۱۵۱، سورہ البقرہ ۲)

ترجمہ۔ جیسے ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا تھا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے، اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو۔

آن آیتوں سے پتہ چلا کہ استاذ یا پیر مخلص ہوں تو ان سے یہ چار قسم کے فیض حاصل ہوتے ہیں
[۱] پیر صاحب مریدوں کے سامنے قرآن پڑھتے ہیں اور ان کا قرآن درست کرواتے ہیں،
[۲] ان کو قرآن کا معنی سکھلاتے ہیں،

[۳] قرآن میں جو حکمت ہے، یعنی حلال و حرام کے جو احکامات ہیں ان کو سکھاتے ہیں

[۴]، اور دل کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی شرک وغیرہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پیر اچھا ہو اور مرید بھی لگن سے فیض حاصل کرے تو مریدوں کو یہ چار قسم کے فیض حاصل ہوتے ہیں،
قرآن میں انہیں کا تذکرہ ہے

کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ پیر صاحب کوئی خاص معنوی چیز مرید کو دے دیتے ہیں، اور مرید اس کے حاصل کرنے کے لئے برسوں پیر کی خدمت کرتا رہتا ہے، لیکن حدیث اور آیت سے ایسا معلوم نہیں ہوتا، بلکہ وہی چار باتیں جو اوپر ذکر کی وہی حاصل ہوتی ہیں

یز کیکم کی تفسیر

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب اپنے مرید کو کوئی معنوی چیز دے دیتے ہیں، اور وہ حضرات اس آیت سے استدلال کرتے ہیں

كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم آياتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون۔ (آیت ۱۵۱، سور البقرة ۲)

اس آیت میں، ویز کیکم، رسول تمہارا تزکیہ کرتے ہیں، سے استدلال کرتے ہیں لیکن تفسیر ابن عباس سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں کوئی معنوی معنی دینا نہیں ہے بلکہ یز کیکم کا معنی یہ ہے کہ تو حد سکھلا کر، زکوٰۃ دلوا کر اور صدقہ دلوا کر تم کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں تفسیر ابن عباس میں، یز کیکم، کا ترجمہ کیا ہے [یطهرکم بالتوحید، و الذکاۃ، و الصدقة من الذنوب]

ترجمہ: تم کو توحید سکھلا کر، زکوٰۃ دلوا کر، اور صدقہ دلوا کر پاک کرتے ہیں

اس لئے کچھ لوگ جو، یز کیکم، کا معنی بتاتے ہیں کہ پیر صاحب دل کا تزکیہ کر دیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ شریعت میں جو حلال، اور حرام کے احکامات ہیں پیر صاحب وہ بتاتے ہیں، جیسے استاد بتاتے ہیں

پیر صاحب خدا ترس ہو تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے

پیر صاحب خدا ترس ہو، اور لگن سے کام کرے، اور مرید بھی لگن سے محنت کرے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

1۔ ان اسماء بنت یزید انھا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : الا ینبأکم بخیار کم ؟ قالوا بلی یا رسول اللہ قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر اللہ عز و جل ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الزہد، باب من لایؤبہ لہ، ص ۶۰۱، نمبر ۴۱۱۹)

ترجمہ۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا کہ تم میں سے اچھے کون ہیں اس کی خبر دوں؟ لوگوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا، تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھو تو خدا یاد آجائے

اس حدیث میں ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، وہ اچھے لوگ ہیں، اس لئے پیر ایسا اللہ والا ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

یہ چاروں فائدے اس وقت ہوں گے جب پیر صاحب زندہ ہوں، اور آپ ان سے بالمشافہ درس حاصل کریں۔ لیکن کسی کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ یہ فیض نہیں دے سکتے ہیں، کیونکہ مرنے کے بعد اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، حدیث میں یہی ہے، اس لئے اب وہ یہ فیض نہیں دے سکتا۔

قبروں اور مردوں سے کون سا فیض حاصل ہوتا ہے

بہت سے لوگ میت سے اور مزار سے بہت سے فیوض بتاتے ہیں، لیکن قرآن اور حدیث کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ

قبر پر جانے سے یہ 3 فیض حاصل ہوتے ہیں

[۱] آخرت یاد آنے لگے

[۲] دنیا سے دل اچاٹ ہونے لگے

[۳] موت یاد آنے لگے۔ یعنی یہ سوچنے لگے کہ جس طرح یہ بڑے لوگ دنیا سے چلے گئے، کچھ دنوں کے بعد مجھے بھی یہ سب چھوڑ کر جانا ہے، اس لئے دنیا کا مال جمع کر کے کیا فائدہ ہوگا، یا اس کی شہرت حاصل کر کے کیا کروں گا

اگر قبرستان پر جانے کے بعد یہ تین باتیں پیدا ہوتی ہوں تو بہتر ہے، اور اگر قبر چمک دمک والی ہے، اور اس پر دنیا کی سارے کھیل تماشے ہیں، اور آخرت کی یاد آنے کے بجائے تفریح ہوتی ہو، دنیا کی آسائش ہوتی ہو، بلکہ مزار مال بٹورنے کا ذریعہ ہو، اور کھیل تماشے کا ذریعہ ہو تو یہ قبر کا فیض نہیں ہے بلکہ الٹا اس کا نقصان ہے

ان احادیث میں قبر کی زیارت کے فوائد بتائے گئے ہیں

3۔ عن ابن مسعود ان رسول اللہ ﷺ قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی زیارة القبور، ص ۲۲۳، نمبر ۱۵۷۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قبر کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب اس کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، اور آخرت یاد آنے لگتی ہے

4۔ عن ابی ہریرۃ قال زار النبی ﷺ قبر امہ فبکی و ابکی من حوله فقال استأذنت ربی فی ان أستغفر لها فلم يأذن لی، و استأذنت ربی ان ازور قبرها فأذن لی، فزوروا القبور، فانها تذكرکم الموت۔ (ابن ماجہ شریف، باب ماجاء فی زیارة قبور المشرکین، ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۷۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، خود بھی روئے اور اپنے قریب والوں کو بھی رلائے، پھر فرمایا کہ، میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے استغفار کی اجازت مانگی، تو مجھے اجازت نہیں ملی، اور اپنے رب سے اس کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھ کو اجازت مل گئی، اس لئے قبر کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ اس سے تم کو موت یاد آنے لگے گی

ان احادیث میں تین فوائد ذکر کئے گئے ہیں

[۱] دنیا میں زہد پیدا ہو جائے، یعنی قبر دیکھ کر دل دنیا سے اچاٹ ہونے لگے

[۲] آخرت یاد آنے لگے

[۳] قبر دیکھ کر اپنی موت یاد آنے لگے، کہ مجھے بھی اسی قبر میں آنا ہے

یہ ہیں مزار پر جانے کے فیض

اگر قبر پر جانے سے یہ تین فائدے حاصل ہوتے ہوں تو بہتر ہے، لیکن اگر وہاں جانے سے آپ کی تفریح ہوتی ہے، دنیا میں خود جی لگتا ہے، اور آپ عیش کے لئے جاتے ہیں تو یہ قبر کا فیض نہیں ہے، یہ الٹا اثر ہے، اس لئے قبر کی زیارت کی رخصت نہیں ہے

لیکن کیا کیا جائے کچھ لوگوں نے پیسہ بٹورنے کے لئے اور اپنی شہرت کے لئے عجیب عجیب فیض کا ذکر کیا ہے، کہ ولیوں سے یوں فیض ہوگا، اور یہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے

پیر صاحب آپ کو کوئی معنوی فیض دے دیں گے ایسا نہیں

بعض پیر حضرات یہ تاثر دیتے رہتے ہیں کہ میری خدمت کرو گے تو میں تمہیں کوئی معنوی فیض دے دوں گا اور مرید اس کے حاصل کرنے کے لئے برسوں خدمت میں لگا رہتا ہے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ معنوی چیز دینے کا واقعہ حدیث میں صرف ایک مرتبہ ہے جو معجزہ کے طور پر تھا، اس کے بعد پھر صادر نہیں ہوا۔ حدیث یہ ہے

عن ابی ہریرۃؓ و قال النبی ﷺ یوما لن یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقصیٰ مقاتلتی ہذہ ثم یجمعه الی صدرہ فینسی من مقاتلتی شیئا ابدا ، فبسطت نمرۃ لیس علی ثوب غیرہا ، حتی قضی النبی ﷺ مقالته ثم جمعتها الی صدری فوالذی بعثہ بالحق ما نسیت من مقالته تلک الی یومی ہذا۔ (بخاری شریف، کتاب الحرث والمزارعۃ ، باب ماجاء فی الغرس، ص ۳۷۷، نمبر ۲۳۵۰)

ترجمہ۔ حضور پاک ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ، کوئی اپنا کپڑا پھیلائے تاکہ اس میں اپنی کوئی بات کہہ دوں اور اس کو اپنے سے لگا لے تو کبھی وہ میری بات نہیں بھولے گا، پس میں نے اپنی ایک چادر پھیلا دی، میرے پاس اس کے علاوہ تھی بھی نہیں، حضور ﷺ نے اپنی بات اس میں کہی، پھر اس چادر کو اپنے سینے پر چپکا لیا، پس قسم اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا، آپ کی کوئی بات ابھی تک نہیں بھولی۔

یہ حدیث معجزہ کے طور پر ہے، ہمیشہ یہ بات نہیں تھی، اسی لئے حضرت ابو ہریرہؓ کو صرف ایک مرتبہ یہ مقالہ دیا اس کے بعد کسی کو دینے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے

مستحب کام میں تشدد

اس دور میں یہ بھی یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ایک چیز حدیث سے ثابت ہے، لیکن اس کام کو کبھی کبھار حضورؐ نے کیا ہے، اس میں کسی کو بلایا بھی نہیں، بلکہ جو لوگ وہاں حاضر تھے انہوں نے ہی کر لیا مثلاً: صحابہ کرام کبھی کبھار مل گئے اور اس میں اللہ کا ذکر کر لیا، تو یہ حدیث سے ثابت ہے، اور اتنا سا کر لینا جائز ہے، لیکن اب بعض جگہ دیکھا گیا ہے [الحمد للہ سب جگہ یہ بات نہیں ہے] کہ ذکر کے نام پر مہینوں سے اشتہار دیا جاتا ہے، لوگوں کو بلایا جاتا ہے، اس کے لئے خوب چندہ کیا جاتا ہے، اور بے پناہ خرچ کیا جاتا ہے، اور جھوم جھوم کر اس طرح ذکر کیا جاتا ہے، کہ جیسے وہ ناچ رہے ہوں، اور یہ ناچ گانے کی محفل ہو۔ اور اس کو کچھ کہو تو وہ حدیث کا حوالہ دیتے ہیں، اور یہ نہیں سوچتے کہ وہ کبھی کبھار تھا، اور اچانک تھا، اور آپ ذکر کے نام پر پورا ہنگامہ کر رہے ہیں، اور you tube یوٹیوب پر اس کی تشہیر کر رہے ہیں اور تحقیق کریں تو اندر خانے یہ محسوس ہوتا ہے کہ [وہ بولتے تو یہی ہے کہ ہم ذکر کرتے ہیں، یاد دین کی خدمت کر رہے ہیں] لیکن اصل میں اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو یہ تین چیزیں چاہئے

[۱] عوام کے اندر اپنی شہرت حاصل کرنا، تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام جمع ہوں

[۲] عوام کے اندر اپنا رعب جمانا

[۳] اور اس بہانے سے اتنا روپیہ اکٹھا کر لے کہ، اس سے پورے سال کا خرچ چلے

اس لئے ایسے بہت سے مستحبات سے بچنے کی ضرورت ہے، جس میں تداعی ہو، یعنی لوگوں کو بلایا کر جمع کیا ہو، کیونکہ درمختار میں لکھا ہے کہ مستحب کام کے لئے تداعی، یعنی لوگوں کو بلایا کر مستحب کام کرنا مکروہ ہے، اور شریعت ایسی تداعی سے منع کرتی ہے، اس لئے اس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے

زیارت قبور میں، موت کے موقع پر، اور شادی کے موقع پر دیکھا گیا ہے کہ بعض کام بنیادی طور پر مستحب ہوتا ہے، لیکن لوگ اس پر اتنا تشدد کرتے ہیں کہ وہ تداعی کے درجے میں آجاتا ہے، بعض مرتبہ اس میں ریا و نمود ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ تو ایسے رواج میں اتنا خرچ کرواتے ہیں کہ آدمی تنگ آجاتا ہے، اور بعض مرتبہ تو سودی قرض لیکر ان کاموں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مستحب کام میں اتنا تشدد بالکل صحیح نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۴۰۔ قبر کے پاس ذبح کرنا ممنوع ہے

جانور ذبح کر کے مسکین کو کھلانا صدقہ ہے، شریعت میں صدقہ کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح کیا ہو۔ اس میں بس اتنی سی بات ہے کہ جانور کو ذبح کر کے میت کو ثواب پہنچانا ہے، لیکن اب تو اس میں بے پناہ ریا نمود داخل ہو گیا ہے

ذبح کرنے کی چار صورتیں ہیں

اس کی تفصیل آگے دیکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

[۱] پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کے نام پر ذبح کرے

اللہ کے نام پر ذبح نہیں کیا، یا تو کسی کا نام لیا ہی نہیں، یا نام لیا لیکن اللہ کے علاوہ کا نام لیا تو یہ گوشت حرام ہے، اس کا کھانا حرام ہے۔
اس کی دلیل یہ آیت ہے

1۔ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَانْهَ لِفُسْقٍ۔ (آیت ۱۲۱، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ اور جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اس میں سے مت کھاؤ، اور ایسا کرنا سخت گناہ ہے

2۔ حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و ما اهل لغير الله به و المنخنقة و الموقوذة و المتردية و النطیحة و ما اكل السبع الا ما ذکیتم و ما ذبح علی النصب۔ (آیت ۳، سورت المائدة ۵)

ترجمہ۔ تم پر مردار جانور، اور خون،، اور سور کا گوشت، اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جسے چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا ہو، اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو، اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا ہو، اور جسے کسی درندے نے کھا لیا ہو، مگر یہ کہ تم اس کے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر چکے ہو، اور وہ جانور بھی حرام ہے جسے بتوں کی قربانی گاہ پر ذبح کیا گیا ہو۔

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کا نام نہ لیا ہو تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ حلال ہی نہیں ہے

[۲] دوسری صورت، قبر پر یا بتوں پر ذبح کرے

دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ مثلاً بت والوں کو یا قبر والوں کو خوش کرنے کے لئے بتوں کے پاس یا قبر کے پاس ذبح کرے، اس صورت میں اللہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو تب بھی حلال نہیں ہے، کیونکہ اللہ کے علاوہ کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

3۔ حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و ما اهل لغير الله به و المنخنقة و الموقوذة و المتردية و النطیحة و ما اكل السبع الا ما ذکیتم و ما ذبح علی النصب۔ (آیت ۳، سورت المائدة ۵)

ترجمہ۔ تم پر مردار جانور، اور خون،، اور سور کا گوشت، اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جسے چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا ہو، اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو، اور جسے کسی جانور نے سینک مار کر ہلاک کیا ہو، اور جسے کسی درندے نے کھا لیا ہو، مگر یہ کہ تم اس کے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر چکے ہو، اور وہ جانور بھی حرام ہے جسے بتوں کی قربانی گاہ پر ذبح کیا گیا ہو۔

4۔ یا ایہا الذین امنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان . فاجتنبوه لعلکم تفلحون (آیت ۹۰، سورت المائدة ۵)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان، اور جوئے کے تیریہ سب ناپاک شیطانی کام

ہیں لھذا ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ
ان آیتوں میں ہے کہ بتوں پر ذبح کیا گیا ہو تو وہ گوشت حرام ہے

اس حدیث میں بھی ہے کہ اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کیا گیا ہو تو وہ جائز نہیں ہے اس پر لعنت ہے
1۔ عن عامر بن واثلة قال سأل رجل علياً هل كان رسول الله ﷺ يسر اليك
بشيء دون الناس فغضب علي حتى احمر وجهه وقال ما كان يسر الي شيئا دون
الناس غير انه حدثني باربع كلمات وانا و هو في البيت فقال لعن الله من لعن والده
ولعن الله من ذبح لغير الله ولعن الله من اوى محدثا ولعن الله من غير منار
الارض۔ (نسائی شریف، کتاب الضحایا، باب من ذبح لغير اللہ عز و جل، ص ۶۱۴، نمبر ۴۴۲۷)
ترجمہ۔ کسی آدمی نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ حضورؐ نے لوگوں کو چھوڑ کر آپ کو کوئی راز کی بات بتائی تھی
، تو حضرت علیؑ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، اور کہا کہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھ سے کوئی راز کی بات نہیں کہی ہے
، ہاں چار باتیں مجھے گھر میں کہی ہیں، جس نے والدین کو لعنت کی اللہ اس پر لعنت کرے، جس نے اللہ
کے علاوہ کے لئے ذبح کیا اللہ اس پر لعنت کرے، جو نئی چیز پیدا کرنے والا ہے اس کو جو پناہ دے اس پر
اللہ لعنت کرے، جو زمین کی نشان کو بدل دے اللہ اس پر لعنت کرے [مجھے یہ چار باتیں خاص طور
پر حضورؐ نے بتائی ہیں]

اس حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کرے اس پر لعنت ہو۔

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ قبر کے پاس ذبح کرے

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرے لیکن قبر کے پاس کرے تو یہ بھی مکروہ ہے اس حدیث میں اس کا ذکر ہے

2۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ لا عقور فی الاسلام

قال عبد الرزاق : كانوا يعقرون عند القبر یعنی ببقرة او بشيء۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب کراہیۃ الذبح عند القبر، ص ۷۰، نمبر ۳۲۲۲ مسند احمد، مسند انس بن مالک، ج ۴، ص ۵۱، نمبر ۱۲۶۲۰)

ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے

عبد الرزاقؒ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ قبر کے پاس گائے وغیرہ ذبح کیا کرتے تھے اس حدیث میں ہے کہ اسلام میں عقر نہیں ہے، یعنی قبر کے پاس ذبح کرنا جائز نہیں ہے

قبر پر ذبح کرنے کا شائبہ بھی ہو تو وہ بھی منع ہے

قبر کے پاس ذبح کر کے لوگ شرک میں مبتلاء نہ ہو جائیں، اس لئے اتنا منع کیا ہے کہ قبر پر ذبح کرنے کا شائبہ بھی ہو تو اس کو منع کرتے ہیں اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ حدیثی ثابت بن الضحاک قال نذر رجل علی عهد النبی و ان ینحر ابلا ببوانة ، فقال النبی ﷺ هل کان فیها وثن من اوثن الجاهلیة یعبد ؟ قالوا لا : قال هل کان فیها عید من اعیادهم ؟ قالوا لا : قال النبی ﷺ اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذر فی معصیة الله ولا فیما لا یملک ابن آدم۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الایمان والنذور، باب ما یومر بہ من وفاء النذر، ص ۴۸۰، نمبر ۳۳۱۳)

ترجمہ۔ ایک آدمی نے حضورؐ کے زمانے میں بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، حضورؐ نے پوچھا زمانہ جاہلیت میں وہاں کوئی بت تو نہیں تھا جس کو لوگ پوجتے ہوں؟ لوگوں نے کہا نہیں تھا، پھر حضورؐ نے پوچھا وہاں کوئی عید تو نہیں منائی جاتی تھی؟ لوگوں نے کہا نہیں منائی جاتی تھی، اس کے بعد نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو، کیونکہ اللہ کے گناہ میں نذر کو پوری کرنا ٹھیک نہیں ہے، اور آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر پوری کرنا صحیح نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ اگر وہاں جاہلیت میں عید بھی ہوتی تھی تب بھی وہاں جانور ذبح نہ کرو، کیونکہ اس طرح پھر بتوں کو پوجے گا، قبروں کو پوجے گا اور آہستہ آہستہ شرک میں مبتلاء ہو جائے گا

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مجاور گوشت لینے کے لئے اور اس کے ساتھ روپیہ اور ہدیہ ہدایا لینے کے

لئے اس کی پوری ترغیب دیتے ہیں کہ باوا صاحب آپ کی مراد پوری کر دیں گے اس لئے وہ قبر کے پاس ہی جانور ذبح کرواتے ہیں اور ایک ناجائز کام میں لوگوں کو مبتلاء کرنے کی کوشش کرتے ہیں، عوام کو اس سے بچنا چاہئے

[۴] چوتھی صورت، اللہ کے نام پر کرے اور قبر سے دور کرے

[۴] چوتھی صورت یہ ہے کہ اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اور قبر سے دور کرے، اس میں قبر والے کو خوش کرنے کی بھی نیت نہ ہو، صرف یہ نیت ہو کہ یہ گوشت غریبوں کو کھلاؤں گا، تو چونکہ اس نے قبر کے پاس بھی ذبح نہیں کیا، اور ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام بھی لیا ہے، اس لئے یہ گوشت حلال ہے، لیکن میت کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا گوشت غریب مسکین کو کھلائے گا

اس کا اصل طریقہ یہ ہے کہ قبر سے کافی دور جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت غریب اور مسکین میں تقسیم کرے، یا اس کو پکا کہ غریب اور مسکین کو کھلائے تو اس کھلانے کا ثواب میت کو پہنچے گا، یہی ایک صورت جائز ہے۔ اس میں ریا نمود اور دکھاو اجتناء کم ہوگا اتنا زیادہ ثواب ملے گا، اور ریا نمود جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی ثواب کم ملے گا، اور اگر صرف ریا اور نمود ہو اور شہرت ہو تو کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا

لیکن آج کل یہ ہو رہا ہے کہ غریب کے بجائے مالدار اور رشتہ دار لوگ اس کو زیادہ کھاتے ہیں، یا مجاور قسم کے لوگ لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں، غریب کو تو بہت کم ملتا ہے۔ عوام کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اس حدیث میں ہے کہ خیرات کرنے کا ثواب میت کو ملتا ہے

4۔ أنبانا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادۃؓ توفیت امہ و ہوا غائب عنها فقال یا رسول اللہ

ان امی توفیت و انا غائب عنها أينفعها شيء ان تصدقت به عنها؟ قال نعم قال فانی
أشهدك ان حائطي المخراف صدقة عليها۔ (بخاری شریف، باب اذا قال ارضی او بستانی
صدقة للدين امی، ص ۴۵۶ مسلم شریف، باب وصول ثواب الصدقات الى الميت، ص ۱۶۷، نمبر ۱۶۳۰/۴۲۱۹)

ترجمہ۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا، کہ میں غائب تھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا، پھر پوچھایا
رسول اللہ میری ماں کا انتقال ہو گیا، اور میں غائب تھا، کیا ان کی جانب سے صدقہ کروں تو اس کو نفع ہوگا
؟، آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! سعدؓ نے فرمایا کہ میں آپؐ کو گواہ بناتا ہوں کہ محراف کا میرا باغ میری ماں
کے لئے صدقہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ دوسرے کا صدقہ کیا ہو ا میت کو ثواب ملتا ہے۔

پوری تفصیل ایصال ثواب میں دیکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۴۱۔ ماتم کرنا حرام ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

اچانک غم آجائے اور آنسو نکل جائے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن اس میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ ایسے موقع پر زبان سے کوئی بات نہ نکلے جو بے صبری ظاہر کرتی ہو، یا اللہ کو کوسنا ہو

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں شور مچانا نہ ہو، کپڑا پھاڑنا نہ ہو، اس کو واویلا کہتے ہیں یہ جائز نہیں ہے اور زمانہ دراز کے بعد بھی غم کو بار بار یاد کرنا، اور لوگوں کو بتانا کہ مجھے بہت غم ہے، اور پھر سینہ پیٹنا، اور شور مچانا یہ بھی جائز نہیں ہے

مصیبت کے وقت قرآن نے صبر کرنے کو کہا ہے

اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ مصیبت پر شور مچائے اور وایلا کرے، بلکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر مصیبت آجائے تو اس پر صبر کرے اور اللہ سے عافیت مانگے۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوات ان اللہ مع الصابرین ، و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء و لکن لا تشعرون و لبونکم بشیء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشر الصابرین ، الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و انا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم و رحمة و اولئک ہم المہتدون ۔ (آیت ۱۵۳-۱۵۷، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو گئے ان کو مردہ نہ کہو، دراصل وہ زندہ ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا، اور دیکھو ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے، کبھی بھوک سے، اور کبھی مال و جان اور پھلوں کی کمی کر کے، اور جو لوگ ایسے حالات میں صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ، ہم سب اللہ ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن پر انکے رب کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔

اس آیت میں تین مرتبہ صبر کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ جو صبر کرتے ہیں ان پر صلوات اور رحمتیں نازل کی جاتی ہیں اور وہی اصل میں ہدایت پر ہیں۔

2۔ و استعينوا بالصبر و الصلوة و انها لكبيرة الا على الخاشعين۔ (آیت ۴۵، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع، یعنی دھیان اور عاجزی سے پڑھتے ہیں

3۔ يا ايها الذين آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا الله لعلكم تفلحون۔ (آیت ۲۰۰، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! صبر اختیار کرو، اور مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ، اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے جمے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو

ان تینوں آیتوں میں صبر کرنے کی بار بار تلقین کی ہے، اسلئے واویلا کرنا، اور شور مچانا بالکل ٹھیک نہیں ہے

رشتہ دار کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ رشتہ دار کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس لئے بلا وجہ شور نہیں مچانا چاہئے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

1۔ فقال عبد الله بن عمر لعمر بن عثمان الا تنهى عن البكاء فان رسول الله ﷺ قال ان الميت ليعذب ببكاء اهله۔ (بخاری شریف، باب قول النبی ﷺ يعذب لميت بعض بكاء اهله عليه اذا كان النوح من سنته، ص ۲۰۶، نمبر ۱۲۸۶)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے عمر بن عثمان سے کہا آپ رونے سے نہیں روکتے! کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ، گھر والے روتے ہیں تو اس کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے
اس حدیث میں ہے کہ گھر والے کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس کے باوجود پتہ نہیں بعض لوگ کیوں ہر سال سینہ پیٹ پیٹ کر روتے ہیں اور میت کو زیادہ عذاب ہونے میں اضافہ کرتے ہیں

واویلا کرنا ممنوع ہے

ایک ہے خود بخود آنسو آجائے یہ جائز ہے، کیونکہ آدمی اس میں مجبور ہے، اور دوسرا ہے کہ خواہ مخواہ شور مچا رہا ہے اور گلے پھاڑ رہا ہے یہ ناجائز ہے، ان آحادیث میں واویلا کرنے سے منع کیا گیا ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔ عن عبد الله رض قال قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ليس منا من لطم الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية۔ (بخاری شریف، باب ليس منا من شق الجيوب، ص ۲۰۷، نمبر ۱۲۹۴، مسلم شریف، باب ضرب الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية، ص ۵۸، نمبر ۱۰۳/۲۸۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، جو گال پر طمانچہ مارے، اور دامن پھاڑے، اور زمانہ جاہلیت میں جس قسم کے کبوتر کرتے تھے اس قسم کے کبوتر کرے، تو وہ مجھ میں سے نہیں ہیں، یعنی یہ کام مسلمانوں کا نہیں ہے

3۔ قال وجع ابو موسى قال انى برى ممن برى منه محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم برى من الصالقة و الحالقة و الشاقة۔ (بخاری شریف، باب ما نهى من الحلق عند المصيبة، ص ۲۰۷، نمبر ۱۲۹۶، مسلم شریف، باب ضرب الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية، ص ۵۸، نمبر ۱۰۳/۲۸۸)

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا۔۔۔ جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بری ہیں میں بھی اس سے بری ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت سے جو چیخے چلائے، بال نوچے، اور کپڑا پھاڑے ان سے بری ہیں

خود بخود آنسو نکل جائے تو یہ معاف ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

4۔ قال انس لقد رأيته يكيد بنفسه بين يدي رسول الله ﷺ فدمعت عينا رسول الله ﷺ فقال تدمع العين و يحزن القلب ، و لا نقول الا ما يرضى ربنا ، انا بك يا ابراهيم لمحزونون ۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الجنائز، باب البركاء علی لمیت، ص ۴۵۸، نمبر ۳۱۲۶) ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا کہ حضورؐ کی گود میں اپنی جان اللہ کو سپرد کر رہے تھے، تو حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گیا، [تو کسی نے کہا کہ حضورؐ آپ بھی روتے ہیں؟] تو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل مغموم ہے، لیکن جس سے میرا رب راضی ہو میں وہی کہتا ہوں، اے ابراہیمؑ میں تمہاری وجہ سے غمگین ہوں اس حدیث میں دیکھیں کہ خود بخود آنسو نکل گیا تو یہ معاف ہے

5۔ حدثني اسامة بن زيد فرفع الي رسول الله الصبي و نفسه تتقعقع قال حسبت انه قال كانها شن فاضت عيناه فقال سعد يا رسول الله ما هذا ؟ فقال هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده و انما يرحم الله من عباده الرحماء ۔ (بخاری شریف، باب قول النبی ﷺ يعذب لميت بعض بكاء ابله عليه، ص ۲۰۵، نمبر ۱۲۸۴)

ترجمہ۔ حضورؐ کے پاس بچی لائی گئی، وہ آخری سانس لے رہی تھی، راوی کہتے ہیں، میرا گمان ہے کہ وہ پرانے مشک کی طرح تھی، حضورؐ کی آنکھیں بہ پڑیں، حضرت سعدؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا

ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے، اللہ نے اپنے بندے کے دل میں اس کو رکھا ہے، جو لوگ رحم کرنے والے ہیں اللہ ایسے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شدت غم کی وجہ سے خود بخود آنسو نکل گیا، اور زبان سے کوئی غلط سلف جملہ نہیں نکلا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۴۲۔ ایصال ثواب ایک مستحب کام ہے

کوئی نیک کام کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانے کو ایصال ثواب، کہتے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 14 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

ایصال ثواب ایک مستحب کام ہے، کوئی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اور نہیں کرنا چاہے تو کوئی گناہ نہیں ہے

اس کام کرنے میں یہ 5 باتیں ضروری ہیں

1۔ اس میں ریا نمود، جس کو دکھلاوا کہتے نہ ہو، اگر لوگوں کے دکھلاوے کے لئے کیا تو چونکہ ثواب کے لئے نہیں کیا اس لئے ثواب نہیں ملے، اور جب کرنے والے کو ہی ثواب نہیں ملے گا، تو میت کو کیا ثواب پہنچائے گا، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو، اتنا چھپا کر کرے

2۔ رسم و رواج کی پابندی نہ ہو، یہ نہ ہو کہ چونکہ اس کام کی رسم بن گئی ہے اس لئے یہ کیا جا رہا ہے

3۔ مالی صدقہ کرنا ہو تو غریبوں کو دے، کیونکہ انہیں کا حق بنتا ہے، اور انہیں کو دینے سے ثواب زیادہ ملے گا

4۔ اس میں فضول خرچی نہ ہو

5۔ ایصالِ ثواب کرتے وقت لوگوں کو بلانا اور جم گھٹا کرنا یہ بھی ٹھیک نہیں ہے

کیونکہ آدمی کی موت ہو چکی ہو تو اس کے لئے اعلان کرنا، اور لوگوں کو جمع کرنا بھی حدیث میں اچھا نہیں سمجھا گیا ہے تو ایصالِ ثواب کے لئے لوگوں کو جمع کرنا، ناچ اور گانے کا سہا بنانا اور وہ سارے خرافات کرنا جو ہندوؤں کے میلوں میں ہوتے ہیں کیسے جائز ہو سکتے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

۔ عن عبد الله عن النبي ﷺ قال اياكم و النعي فان النعي من عمل الجاهلية ، قال عبد الله و النعي اذان بالميمت ۔ (ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ النعی، ص ۲۳۹، نمبر ۹۸۴/ ابن ماجہ شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النعی عن النعی، ص ۲۱۱، نمبر ۱۴۷۶)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان موت کے اعلان سے بچا کرو، اس لئے کہ یہ جاہلیت کا عمل ہے، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ نعی، کا ترجمہ ہے لوگوں کے درمیان موت کا اعلان کرنا۔

اس حدیث میں ہے کہ اہتمام کے ساتھ لوگوں میں موت کے اعلان کرنے سے منع کیا ہے، ہاں تھوڑا بہت جنازے کی اطلاع دے اس کی گنجائش ہے، لیکن جم گھٹا کرنا صحیح نہیں ہے،

یہ غمی کا موقع ہے، یہ اس کی آخری ملاقات ہے، اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھنا ہے اس کے باوجود بھی زیادہ جم گھٹا کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے تو ایصال ثواب جیسے چھپا کر کرنے کے کام میں آدھی دنیا کو جمع کرنا کیسے صحیح ہوگا۔ ہاں بغیر خرافات کے لوگ جمع ہو کر کچھ پڑھ کر میت کو بخش دیں تو علماء نے اس کی گنجائش دی ہے

اس وقت کی افراتفری

لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اس مستحب کام میں بہت افراتفری ہے ایک آدمی کے والد کا انتقال ہوا، اس میں چالیس روز تک لوگ آتے رہے، اور اس میں 40,000 چالیس ہزار پونڈ خرچ کروادیا، اور اس آدمی کا دیوالہ نکل گیا، کیا مستحب کام میں اتنی زیادتی جائز ہے

میرے گاؤں میں کئی آدمیوں کا انتقال ہوا، انکے وارث کے پاس کفن کا بھی پیسہ نہیں تھا، لیکن لوگوں نے سودی قرض لینے پر مجبور کیا، اور اس نے بیویوں سے تین ہزار روپیہ قرض لیکر لوگوں کو کھانا کھلایا ایسے موقع پر رشتہ دار لوگ پیچھے لگ جاتے ہیں، اور کچھ ذہین لوگ بھی ساتھ ہو جاتے ہیں، اور ایصالِ ثواب کے نام پر اتنا تنگ کرتے ہیں کہ غریب کی چٹری ادھیڑ لیتے ہیں،

فیا للآسف

ایصالِ ثواب کی 3 صورتیں ہیں

[۱] مالی صدقہ کر کے ثواب پہنچانا

مثلاً۔۔ مال خیرات کر کے ثواب پہنچانا

۔۔ کھانا کھلا کر ثواب پہنچانا

۔۔ غریبوں کو جانور صدقہ کر کے ثواب پہنچانا

۔۔ قربانی کر کے ثواب پہنچانا

[۲] بدنی اعمال کر کے ثواب پہنچانا

۔۔ مثلاً، حج کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا

۔۔ روزہ رکھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا

۔۔ نماز پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا

[۳] پڑھ کر ثواب پہنچانا

۔۔ مثلاً، حضور ﷺ کے لئے درود شریف پڑھنا

۔۔ قرآن پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا

۔۔ دعا کر کے میت کو ثواب پہنچانا

[۱] مال خیرات کر کے ثواب پہنچانے سے میت کو ثواب ملتا ہے

اس کے لئے عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے،

و فی دعاء الاحیاء و صدقاتہم منفعة للاموات۔ (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۸۹، ص ۱۹)

ترجمہ۔ زندہ آدمی مردوں کے لئے دعا کرے، یا وہ صدقہ کرے اس سے مردوں کو فائدہ ہوتا ہے

و منها : ان دعاء الاحیاء للاموات و صدقتہم عنہ نفع لہم فی علو الحالات۔

شرح فقہ اکبر، مسئلۃ فی ان۔ دعاء للمیت ینفع خلافا للمعتزلۃ، ص ۲۲۲)

ترجمہ۔ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ زندہ لوگ مردوں کے لئے دعا کرے، یا ان کی جانب سے صدقہ کرے

تو حالات کی بلندی میں ان کو نفع ہوتا ہے۔

اس عبارت میں ہے کہ میت کو مالی صدقات کا نفع ملتا ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔ أنبانا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادۃؓ توفیت امہ و ہوا غائب عنها فقال یا رسول اللہ

ان امی توفیت و انا غائب عنها أينفعها شیء ان تصدقت بہ عنها؟ قال نعم قال فانی

أشهدک ان حائطی المخراف صدقة علیہا۔ (بخاری شریف، باب اذا قال ارضی اوبستانی

صدقۃ للہ عن امی، ص ۴۵۶، مسلم شریف، باب وصول ثواب الصدقات الی لمیت، ص ۱۶، نمبر ۱۶۳۰،

(۴۲۱۹)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سعد ابن عبادہ کی ماں کا انتقال ہوا، جبکہ سعد ابن عبادہ غائب تھے

انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں غائب تھا اس حال میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انکو نفع ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، سعدؓ نے کہا کہ میں آپؐ کو گواہ بناتا ہوں کہ مخرف میں جو میرا باغ ہے، میں مان کے لئے اس کو صدقہ کرتا ہوں

2۔ عن سعد بن عبادۃ انه قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فأی الصدقة افضل؟ قال الماء قال فحفر بئرا و قال هذه لام سعد۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الزکوۃ، باب فی فضل سقی الماء، ص ۲۴۹، نمبر ۱۶۸۱)

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ افضل ہے، آپؐ نے فرمایا، پانی، راوی کہتے ہیں حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا، پھر یہ کہا کہ، یہ سعد کی ماں کے لئے صدقہ ہے

ان احادیث میں ہے کہ دوسرے نے صدقہ کیا تو اس کا ثواب میت کو ملتا ہے

3۔ عن عائشة ان رجلا اتی لنبی ﷺ فقال یا رسول اللہ! ان امی افلتت نفسها و لم توص، و اظنہا لو تکلمت تصدقت، أفلہا اجر ان تصدقت عنها؟ قال نعم۔ (مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، باب وصول ثواب الصدقة عن لمیت الیہ، ص ۴۰۶، نمبر ۱۰۰۴، نمبر ۲۳۲۶)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا، اور کہا یا رسول اللہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہیں اور وصیت نہیں کر پائیں، اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ ضرور کرتیں، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انکو اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا! ہاں [ملے گا]

4۔ عن جابر بن عبد الله ... نزل من منبره و اتى بكبش فذبحه رسول الله بیده و قال بسم الله و الله اكبر هذا عنی و عن من لم یضح من امتی۔ (ابوداؤد شریف، كتاب الضحایا، باب فی الشاة یضحی بها عن جماعة، ص ۴۰۹، نمبر ۲۸۱۰)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے۔۔۔ حضورؐ منبر سے نیچے اترے، آپ کے سامنے ایک مینڈھالا لایا گیا، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کیا، اور فرمایا، بسم اللہ و اللہ اکبر۔ یہ میری جانب سے ہے، اور میری امت میں جن لوگوں نے قربانی نہیں کی ان کی جانب سے ہے

5۔ قال رأیت علیاً یضحی بكبشین فقلت له ما هذا؟ فقال ان رسول الله ﷺ اوصانی ان اضحی عنه فاننا اضحی عنه۔ (ابوداؤد شریف، كتاب الضحایا، باب الاضحیة عن لمیت، ص ۴۰۷، نمبر ۲۷۹۰)

ترجمہ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ مینڈھا [بکرا] ذبح کر رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ، مجھے حضورؐ نے وصیت کی ہے کہ میں حضورؐ کی جانب سے قربانی کیا کروں، تو میں یہ انکی جانب سے قربانی کر رہا ہوں۔

ان 5 احادیث سے ثابت ہوا کہ مالی صدقات کرے تو اس کا ثواب، میت کو پہنچتا ہے البتہ اس میں شہرت، ریاء نمود، دوسروں کو چڑانا نہ ہو اور نہ ہی رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے کرے، اور نہ فضول خرچی کرے۔

یہ کام کبھی کبھار کر لے، اور اس کا ثواب میت کو پہنچا دے، کیونکہ یہ صرف مستحب ہے۔

[۲] بدنی عمل کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال أحج عن ابی قال نعم حج عن ابیک۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب المناسک، باب الحج عن میت، ص ۲۲۰، نمبر ۲۹۰۴)
ترجمہ۔ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا، اور پوچھا کہ میں اپنے باپ کی جانب سے حج کروں؟، آپ نے فرمایا ہاں! اپنے باپ کی جانب سے حج کرو۔

7۔ عن ابی الغوث بن حصین . رجل من الفروع . انه استفتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن حجة كانت علی ابیه مات و لم يحج ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج عن ابیک ، و قال النبی و کذا لک الصیام فی النذر یقضی عنہ۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب المناسک، باب الحج عن میت، ص ۲۲۰، نمبر ۲۹۰۵)

ترجمہ۔ ابی غوث بن حصین سے روایت ہے کہ، باپ پر ایک حج تھا، اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا، اور ان کا انتقال ہو گیا تھا، تو اس کے بارے میں فتویٰ پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے باپ کی جانب سے حج کرو۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ نذر کا روزہ باقی ہو تو انکی جانب سے قضا کر سکتے ہو۔

حج کرنا، اور روزہ رکھنا بدنی عبادتیں ہیں، اس لئے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بدنی عبادت کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

[۳] قرآن پڑھ کر اور دعا کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

لیکن اس کے لئے وقت متعین کرنا، جس میں زمانے کا دھمال ہو، ویڈیو بنایا جائے، ناچ اور گانے بھی ہوں، طبلہ اور ڈھولکی تو ہوں ہی، اور اس پر نئے انداز کا ڈانس بھی ہوتا کہ زمانے تک اس کی یاد یوٹیوب you tube پر اور انٹرنیٹ پر رہے، یہ سب کہاں تک جائز ہیں، آپ خود ہی فتویٰ دے لیں،

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

1۔ و الذین جاؤ من بعدہ یقولون ربنا اغفر لنا و لآخواننا الذین سبقونا بالایمان ۔ (آیت ۱۰، سورت الحشر ۵۹)

ترجمہ۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں

2۔ رب اغفر لی و لوالدی و لمن دخل بیتی مأمنا و للمؤمنین و للمؤمنات ۔ (آیت ۲۸، سورت نوح ۷۱)

ترجمہ۔ میرے رب میری بھی بخشش فرما دیجئے، میرے والدین کی بھی، اور ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ حالت میں داخل ہوا، اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بھی [بخشش کر دیجئے]

3۔ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما ۔ (آیت ۵۶، سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خود سلام بھیجا کرو۔

اس آیت میں ہے کہ اللہ اور فرشتے حضورؐ پر درود بھیجتے ہیں اس لئے مومن کو بھی حکم دیا گیا کہ حضورؐ پر خود درود بھیجیں، اس لئے حضورؐ پر خود درود بھیجنا چاہئے، پڑھنے میں یہ سب سے بڑی عبادت ہے اس آیت میں حضورؐ پر درود بھیجنے کے کا حکم دیا گیا ہے، اگر اس کا ثواب نہیں ملتا تو درود بھیجنے کا حکم کیوں دیتے!۔

پڑھ کر بخشے کے لئے احادیث یہ ہیں

8۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث الا من صدقة جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعوا لہ۔ (مسلم شریف، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ص ۱۶، نمبر ۴۲۲۳/۱۶۳۱)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے [۱] صدقہ جاریہ کا ثواب، [۲] ایسا علم چھوڑا جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہوں [۳] نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو اس کا ثواب، مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے

9۔ عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ ﷺ أقرؤ (یس) علی موتاکم۔ (ابوداؤد شریف، باب القرأۃ عند الموت، ص ۲۵، نمبر ۳۱۲۱)

ترجمہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی میت پر یس شریف پڑھا کرو

10۔ عن عثمان بن عفان قال كان النبي ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال استغفروا لآخيكم واسألوا له بالتبثيث فانه الانسان يسأل۔ (ابوداود شریف، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، ص ۴۷۰، نمبر ۳۲۲۱)

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے رہتے اور کہتے، اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو، اور ان کے لئے جواب دینے میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو! اس لئے کہ ابھی فرشتے ان سے سوال کریں گے۔

11۔ عن ابی ہریرۃؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول اذا صليت على الميت فاخلصوا له الدعاء۔ (ابوداود شریف، باب الدعاء للمیت، ص ۴۶۷، نمبر ۳۱۹۹)

ترجمہ۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میت پر نماز جنازہ پڑھو تو ان کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو

12۔ حدثنا صفوان حدثني المشيخة انهم حضروا غصيف بن الحارث الشمالي حين اشتد سوقه فقال هل منكم احد يقرأ يسن.... فكانت المشيخة يقولون اذا قرئت عند الميت خفف عنه بها۔ (مسند احمد، مسند حديث غصيف بن الحارثؓ، ج ۵، ص ۷۵، نمبر ۱۶۵۲۱)

ترجمہ۔ غصیف بن الحارث الشمالی کی موت کا وقت آیا تو کہنے لگے تم میں سے کوئی یسن شریف پڑھ سکتا ہے۔۔۔ اس لئے کہ بوڑھے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میت کے پاس یسن شریف پڑھی جائے تو اس کی برکت سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

اس قول تابعی میں ہے کہ یسن شریف پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

13۔ عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه انه قال لبنیه : اذا ادخلتمونی قبری فضعونی فی اللحد و قولوا باسم الله و علی سنة رسول الله ﷺ و سنوا علی التراب سنا و اقرأوا عند رأسی اول البقرة و خاتمها فانی رأیت ابن عمر یستحبها ذالک۔ (سنن بیہقی، کتاب الجنائز، باب ما ورد فی قرأة القرآن عند القبر، ج ۴، ص ۹۳، نمبر ۷۰۶۸)

ترجمہ۔ ابن الجلاجؒ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب مجھے قبر میں اتار دو اور مجھے لحد میں رکھ دو تو بسم اللہ علی سۃ رسول اللہؐ، کہو، اور میرے اوپر مٹی ڈال دو پھر میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا شروع اور اس کا آخر حصہ پڑھو، اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس عمل کو مستحب کہتے تھے۔
اس تابعی کے عمل سے معلوم ہوا کہ میت کے سر ہانے میں سورہ بقرہ پڑھی جائے

ان 13 احادیث اور 3 آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خیرات کا ثواب اور دعا اور استغفار کا ثواب میت کو ملتا ہے

ان میں سے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دعا اور درود کا اہتمام ہمیشہ کرے، اور باقی عمل کبھی کبھار کرے

لیکن ان میں یہی ہے کہ دن متعین نہ ہو، رسم و رواج نہ ہو، ریا اور نمود نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، اجتماع، ڈھول، طبلہ، ناچ، گانا اور وہ خرافات نہ ہوں جس سے ہندوؤں کا میلہ شرما جائے مالی صدقات غریبوں کو دیا جائے، لٹیروں کو اور ذہین قسم کے مکاروں کو ہرگز نہ دیں۔

کچھ حضرات کی رائے ہے کہ ثواب نہیں پہنچا سکتے

اور کچھ حضرات کہتے ہیں کہ دعا کا ثواب تو پہنچتا ہے، کیونکہ یہ حدیث سے ثابت ہے
مالی صدقات کا ثواب نہیں پہنچتا

ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے کو نہیں پہنچتا
اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

4۔ ان لا تزر وازرة وزرى اخرى و ان ليس للانسان الا ما سعى (آیت ۳۹، النجم ۵۳)
ترجمہ۔ یعنی یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اور یہ کہ انسان کو خود اپنی
کوشش کوشش کے سوا کسی اور چیز کا بدلہ لینے کا حق پہنچتا۔

5۔ ولا تكسب كل نفس الا عليها و لا تزر وازرة وزر اخرى۔ (آیت ۱۶۴، الانعام ۶)
ترجمہ۔ اور جو کوئی شخص کوئی کمائی کرتا ہے اس کا نفع اور نقصان کسی اور پر نہیں خود اسی پر پڑتا ہے، اور کوئی
بوجھ اٹھانے والا کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

6۔ كل نفس بما كسبت رهينة۔ (آیت ۳۸، سورت المدثر ۷۴)

ترجمہ۔ ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے

7۔ لها ما كسبت و عليها ما اکتسبت۔ (آیت ۲۸۶، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ اس کو فائدہ بھی اسی کام سے ہوگا جو اس نے اپنے ارادے سے کرے، اور نقصان بھی اسی کام
سے ہوگا جو اپنے ارادے سے کرے

8۔ تلک امة قد خلت لہا ما کسبت و لکم ما کسبت۔ (آیت ۱۴۱، سورت البقرة ۲)

9۔ تلک امة قد خلت لہا ما کسبت و لکم ما کسبت۔ (آیت ۱۳۲، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ وہ ایک امت تھی جو گزر گئی، جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کا ہے، اور جو کچھ تم نے کمایا وہ تمہارا ہے

10۔ ثم توفی کل نفس ما کسبت و ہم لا یظلمون۔ (آیت ۲۸۱، سورت البقرة ۲)

ترجمہ۔ پھر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

ان 7 آیتوں میں ہے کہ آدمی خود جو کام کرتا ہے اسی کا اس کو ثواب ملتا ہے،

اس سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ میت کو دوسروں کے ایصال ثواب کرنے سے مالی ثواب نہیں ملتا ہے،

بس جو اس نے اپنی زندگی میں کیا اسی کا ثواب اور عذاب ملے گا

ان تین وجہ سے جمہور ایصالِ ثواب کے قائل ہوئے

ان تین 3 وجہ سے جمہور اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ میت کو مالی اور قرأت کا ثواب ملتا ہے

1۔ اوپر 13 احادیث، اور 3 آیتیں گزریں جن سے پتہ چلتا ہے کہ میت کو بھیجا ہوا ثواب ملتا ہے، اگر یہ حدیثیں اور آیتیں نہ ہوتیں تو ہم بھی اس بات کے قائل ہوتے کہ میت کو ثواب نہیں ملتا ہے

2۔ اوپر کی آیتوں سے اتنا پتہ چلتا ہے کسی کا گناہ دوسرے کو نہیں ملے گا، کیونکہ انصاف کا تقاضہ یہی ہے، لیکن دوسرے کا بھیجا ہوا ثواب بھی نہیں ملتا ہے، اس کا انکار اوپر کی آیت میں نہیں ہے، اس لئے ثواب مل سکتا ہے

3۔ جمہور نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ مرنے والا اپنا دوست بناتا ہے، یا اپنا رشتہ دار ہوتا ہے یا اپنی اولاد کی تربیت کرتا ہے، یہ دوست بنانا، اور اولاد کی تربیت کرنا بھی ایک قسم کی نیکیاں کمانے کا سبب ہے اس لئے اس سبب بنانے کی وجہ سے اس کو ثواب ملے گا۔

اور سبب بنے گا تو اس کا گناہ ہوگا، اس کی دلیل یہ آیت ہے

11۔ لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیامۃ و من اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الا ساء ما یزرون۔ (آیت ۲۵، سورت النحل ۱۶)۔ ترجمہ۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن خود اپنے گناہوں کے پورے پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان لوگوں کے بوجھ کا ایک حصہ بھی جنہیں یہ کسی کے علم کے بغیر گمراہ کر رہے تھے، یاد رکھو کہ بہت بڑا بوجھ ہے جو یہ لا رہے ہیں

14۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال من دعا الی ہدی کان لہ من الاجر مثل

اجور من تبعه لا ينقص ذالك من اجورهم شيئاً، و من دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذالك من آثامهم شيئاً۔ (ابوداؤد شریف، باب من دعا الى السنة، ص ۶۵۲، نمبر ۴۶۰۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی ہدایت کی طرف بلائے تو جس نے اس کی اتباع کی اس کا اجر بھی اس کو ملے گا، اتباع کرنے والوں کے اجر میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ اور کسی نے گمراہی کی طرف بلایا، تو اس کا بھی گناہ ہوگا جس نے اس کی اتباع کی، اتباع کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہیں ہوگا

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی رہنمائی کرنے سے کوئی کام کرے گا تو کرنے والے کا ثواب رہنمائی کرنے والے کو ملے گا۔ اسی طرح آپ کے گمراہ کرنے سے کوئی گناہ کرے گا تو اس کے گناہ کا عذاب گمراہ کرنے والے کو بھی ملے گا، کیونکہ یہ گمراہ کرنے کا سبب بنا ہے۔

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ کوئی سبب بنتا ہے تو سبب بننے کی وجہ سے سبب بننے والوں کو اس کا ثواب، یا عذاب ملتا ہے، اور چونکہ ایمان لانے والا ایمان کے سبب سے ثواب کا مستحق بنا ہے، اس لئے جو ثواب پہنچائے گا، اس کا ثواب میت کو ملے گا۔

قبر پر خرافات سے ثواب نہیں ملتا ہے

قبر پر جتنی نذرو نیاز چڑھاتے ہیں، یا ذبح کرتے ہیں، یا ہدیہ دیتے ہیں ان میں سے کسی کا ثبوت حدیث میں نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف میں احادیث ہیں، اور نہ اس کا ثواب ملتا ہے، بس شریعت کے مطابق ایصالِ ثواب کر دے اتنے ہی کا ثواب میت کو ملتا ہے، اور وہی کرنا چاہئے۔

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 14 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

بعض مجاوروں کی دکانیں

جتنی احادیث پیش کی جاتیں ہیں ان سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قبروں پر جا کر میت کے لئے دعا کرے، اور کبھی کبھار چپکے سے غریبوں پر صدقہ کر دے، اور ایسا کرنا مستحب ہے

لیکن اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ ان فتوؤں کی آڑ میں بعض مجاوروں نے بڑے بڑے قبے بنائے چمک دمک بلب لگائے، اور ہر آنے والوں کو یہ ترغیب دیتے ہیں کہ یہ بزرگ آپ کی ہر مرادیں پوری کر دیں گے، اور اس سے اتنا فیض ہوگا کہ آپ کی زندگی سنور جائے گی، اور اس جھانسنے میں آنے والوں سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے ہیں اور ان کی جیب خالی کر دیتے ہیں، اور جو اس چکر میں پڑتا ہے اس کو غریب بنا دیتے ہیں، کہاں ہے کبھی کبھار قبر کی زیارت، اور کہاں یہ لوٹیروں کا کھیل،

پھر وہ اتنے ہی پربس نہیں کرتے، ہر جمعرات کو قبر پر حاضری، عرس اور مختلف حیلوں سے لوگوں کو آنے کی دعوت دیتے ہیں، پھر عرس کے نام پر میلہ لگتا ہے، قوالی ہوتی ہے، رنڈیاں ناچتی ہیں، اور پوری رات وہ دھمال ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے میلے بھی اس کے مقابلے میں ماند ہیں

کچھ لوگوں نے اتنی گنجائش دی تھی کہ قبرستان سے فیض حاصل ہوگا، اور حدیث میں وہ خاص فیض یہ ہے کہ قبر کو اور اس کی ویرانی کو دیکھ کر آخرت یاد آئے گی، دنیا سے دل اچاٹ ہو جائے گا، اور یہاں یہ ہے کہ دنیا بالکل ننگی ہو کر سامنے آتی ہے، بلکہ مذہب کے نام پر اتنے اچھے انداز میں دنیا اور اس کی رونقیں سامنے آتی ہیں کہ ہر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس کو حاصل کرنے کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔

کہاں مستحب کے نام پر بزرگوں کی تھوڑی سی گنجائش، اور کہاں یہ ڈانس، ناچ، اور یوٹیوب

، you tube، انٹرنیٹ، TV، پر اس کا اشتہار اور خرافات کی بھرمار۔۔۔ کتنا فرق ہے!

فیا للآسف

۴۳۔ میت کا سننا

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

مردے سنتے ہیں یا نہیں، یہ مسئلہ ایک دلدل ہے، یہاں مردے کے سننے کے سلسلے میں تین مسلک ہیں، اور تینوں کے پاس آیت اور حدیث کی دلائل ہیں

[۱]۔۔۔ ایک رائے یہ ہے کہ مردے نہیں سنتے

[۲]۔۔۔۔ دوسری رائے یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں

[۳]۔۔۔۔ اور تیسری رائے یہ ہے کہ ہر بات کو تو نہیں سنتے، ہاں اللہ جس بات کو سنانا چاہتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ، یا کسی اور ذریعہ سے سنوا دیتے ہیں۔

نوٹ: جب میت کے سننے میں ہی اختلاف ہے، تو اس کی کیسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ آدمی نبیوں اور ولیوں سے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے کہے، اور انکو حاجت روا کہہ کر پکارے !

[۱]۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے ہیں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ انک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین۔ (آیت ۸۰،
سورت النمل ۲۷)

۔ ترجمہ۔ یقیناً تم مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے، اور نہ تم بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو، جب وہ پیٹھ پھیر کر چل کھڑے ہوں

2۔ فانک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین۔ (آیت ۵۲،
سورت الروم ۳۰)

۔ ترجمہ۔ اے پیغمبر! تم مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے، اور نہ تم بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو، جب وہ پیٹھ پھیر کر چل کھڑے ہوں۔

3۔ و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات ان الله یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من
فی القبور۔ (آیت ۲۲، سورت فاطر ۳۵)

۔ ترجمہ۔ زندہ لوگ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے، اور اللہ تو جسکو چاہتا ہے بات سنا دیتا ہے، اور تم ان کو بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں

ان 3 آیتوں میں حضورؐ سے یہ کہا کہ آپ مردے کو نہیں سنا سکتے، ہاں اللہ جس کو چاہے سنا سکتے ہیں
اس آیت، نمبر ۲۲/۳۵ سے ایک بزرگ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ہم مردے کو نہیں سنا سکتے، ہاں اللہ جسکو
چاہے سنا سکتے ہیں

حضرت عائشہؓ اسی بات کی قائل تھیں کہ مردے نہیں سنتے، اور حضورؐ نے جو سنایا تھا وہ معجزہ کے طور پر صرف اسی وقت سنایا تھا، ہمیشہ نہیں سنا سکتا، اسی لئے اس حدیث میں، یسمع الآن، یعنی ابھی وہ سن رہے ہیں کا لفظ موجود ہے، چنانچہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مردے نہیں سنتے ہیں، اور اس کے لئے ﴿انک لا تسمع الموتی﴾ والی آیت پڑھی۔

حدیث یہ ہے۔

1۔ عن ابن عمر قال وقف النبی ﷺ علی قلب بدر فقال هل وجدتم ما وعد ربکم حقا؟ ثم قال انهم الآن یسمعون ما اقول، فذكر لعائشة فقالت انما قال النبی ﷺ انهم الآن لیعلمون ان الذی كنت اقول لهم هو الحق، ثم قرأت ﴿انک لا تسمع الموتی﴾ (آیت ۸۰، سورت النمل ۲۷) حتی قرأت الآیة۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، ص ۶۷۱، نمبر ۳۹۸۰/۳۹۸۱)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے، اور کفار مکہ سے یہ کہا کہ تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا، کیونکہ تم نے اس کو حق پایا؟ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ابھی میری بات سن رہے ہیں، اس کا تذکرہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ، حضورؐ نے فرمایا کہ ابھی جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ ابھی جانتے ہیں کہ میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ حق ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ نے استدلال کے طور پر ﴿انک لا تسمع الموتی﴾، والی آیت پڑھی جس میں ہے کہ آپؐ مردے کو نہیں سنا سکتے۔

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہے کہ مردے سنتے ہیں، بلکہ حضورؐ نے یوں فرمایا کہ میں جو کچھ میں کہتا تھا، بدر کے کنوئیں والے ابھی یقین کر رہے ہیں کہ میں سچ کہتا تھا۔

اس کی تائید حضرت قتادہؓ کی اس تاویل سے بھی ہوتی ہے۔

2۔ عن ابی طلحہ ان نبی اللہ ﷺ امر یوم بدر ... فخذفوا فی طوی من اطواء بدر ... فجعل ینادیہم باسمائہم و اسماء آباہم فقال عمر یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح لها ، فقال رسول اللہ ﷺ و الذی نفس محمد بیدہ ما انتم بأسمع لما اقول منهم .

قال قتادة أحياءهم الله حتى اسمعهم قوله توبيخا و تصغيرا و نقمة و حسرة و ندما -
(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، ص ۶۷۱، نمبر ۶۷۹۷)

ترجمہ۔ حضورؐ نے جنگ بدر کے دن۔۔۔ کفار مکہ کے مردوں کو کنوئیں میں ڈلوادیا۔۔۔ آپؐ نے اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر پکارا۔۔۔ تو حضرت عمرؓ فرمانے لگے جس جسم میں روح نہیں ہے، حضورؐ آپ اس سے بات کر رہے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان مردوں کو زندہ کیا تا کہ حضورؐ کی بات کو سن لے، ڈانٹنے کے طور پر، حقیر کرنے کے طور پر، سزا دینے کے طور پر، اور شرمندہ کرنے کے طور پر

حضرت قتادہؓ کی تاویل سے لگتا ہے کہ مردے تو سنتے نہیں ہیں، لیکن کفار قریش کو اللہ نے زندہ کیا اور انکو شرمندہ کرنے کے لئے حضورؐ کی بات کو سنایا، اس لئے یہ حضورؐ کا ایک معجزہ ہے، عام حالات میں مردے نہیں سنتے۔

ان 3 آیت اور 2 حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مردے نہیں سنتے ہیں

[۲]۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ قبر والے سنتے ہیں

انکی دلیل یہ احادیث ہیں

3۔ ان ابن عمر اخبرہ قال اطلع النبی ﷺ علی اهل القليب فقال : وجدتم ما وعد ربکم حقا ؟ فقیل له اُتدعون أمواتا ، فقال ما انتم باسمع منهم و لكن لا یجیبون ۔ (بخاری شریف، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۰)

ترجمہ۔ حضورؐ بدر کے کنوں والوں کے پاس تشریف لائے اور کہا: تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، کیونتم نے اس کو حق پایا؟، آپؐ سے لوگوں نے پوچھا، کہ کیا آپ مردوں کو پکارا رہے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم بھی اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ اب جواب نہیں دے سکتے۔ اس حدیث میں ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

4۔ عن انس رض عن النبی ﷺ قال العبد اذا وضع فی قبره و تولی و ذهب اصحابه حتی انه لیسمع قرع نعاله اتاه ملکان فأقعدانه فیقولان له ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد ﷺ فیقول أشهد انه عبد الله و رسوله ۔ (بخاری شریف، باب لمیت یسمع خفق النعال، ص ۲۱۳، نمبر ۱۳۳۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں لٹایا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی واپس آ جاتے ہیں یہاں تک کہ جب مردہ جوتے کی آواز سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اور اس کو بیٹھاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ اس آدمی محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو، تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا

ہوں کہ یہ اللہ کا بندہ اور رسول ہیں۔

اس حدیث میں ہے کہ مردہ جوتے کی آواز سنتا ہے ،

5۔ عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری و کل بہما ملک یبلغنی و کفی بہما امر دنیاہ و آخرتہ و کنت لہ شہیدا او شفیعاً ، هذا اللفظ حدیث الاصحیح ، و فی روایۃ الحنفی قال : عن النبی ﷺ قال من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا ابلغته ۔ (بیہقی [متوفی ۴۵۸] فی شعب الایمان ، باب فی تعظیم النبی ﷺ واجلالہ و توقیرہ ، ج ثانی ، ص ۲۱۸ ، نمبر ۱۵۸۳)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، جو میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے تو اس پر اللہ فرشتے کو مقرر کرتے ہیں جو مجھے وہ درود پہنچا دے، اس کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی کافی ہو جاتی ہے، اور میں اس کے لئے گواہ ہوں گا اور شفا رسی ہوں گا،

حدیث کے یہ جملے حضرت اصمعیؒ سے منقول ہیں

، اور حضرت حنفی کی روایت میں یوں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے تو میں اس کو سنتا ہوں، اور جو دور سے درود بھیجتا ہے تو وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کے پاس درود بھیجے تو میں اس کو سنتا ہوں، اور دور سے درود بھیجے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

میں نے مکتبہ شاملہ سے بہت تلاش کی، کسی کتاب میں، عند قبری سمعته، کا لفظ نہیں ملا، اور کئی محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے

[۳]۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خود تو نہیں سنتے

، لیکن اللہ جتنا چاہے تو سنا دیتے ہیں

ان کے دلائل یہ ہیں

4۔ و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور۔ (آیت ۲۲، سورت فاطر ۳۵)

ترجمہ۔ زندہ لوگ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے، اور اللہ تو جسکو چاہتا ہے بات سنا دیتا ہے، اور تم ان کو بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں

اس آیت میں ہے کہ قبروں میں جو لوگ ہیں ان کو اللہ چاہے تو سنا دیتے ہیں، حضور آپ نہیں سنا سکتے

6۔ عن اوس ابن اوس قال قال النبی ﷺ ان من افضل ايامکم يوم الجمعة فاکثروا علی من الصلوة فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی ، قال فقالوا یا رسول اللہ ! و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمیت ؟ قال یقولون بلیت . قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء ﷺ۔ (ابوداؤد شریف، باب فی الاستغفار، ص ۲۲۶، نمبر ۱۵۳۱ ابن ماجہ شریف، باب فی فضل الجمعة، ص ۱۵۲، نمبر ۱۰۸۵)

ترجمہ۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا سب سے اچھا دن جمعہ کا دن ہے، اس لئے اس دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ شاید بلیت، کا لفظ

کہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم کو حرام کر دیا [زمین انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی] اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے، وہ دور سے نہیں سنتے، بلکہ سنایا جاتا ہے۔

7۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا و لا تجعلوا قبری عیدا و صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (ابوداؤد شریف، باب زیارة القبور، ص ۲۹۶، نمبر ۲۰۴۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ، اور میری قبر کو عید کی طرح مت بناؤ، ہاں مجھ پر درود بھیجا کرو، اس لئے کہ تم کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ براہ راست نہیں سنتے، بلکہ انکو سنایا جاتا ہے، اور ان پر درود پیش کیا جاتا ہے۔

ایک استاذ کی رائے

میرے ایک استاذ یہ فرماتے تھے کہ دونوں حدیثوں اور آیتوں کو ملانے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مردہ خود تو نہیں سنتا، البتہ اللہ جس چیز کو سنانا چاہتا ہے، اس کو سنا دیا جاتا ہے۔ یہ اسلم طریقہ ہے، اور دونوں قسم کی آیتوں کو جامع ہے۔ واللہ اعلم۔

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۴۴۔ یہ دس چیزیں علامت قیامت میں سے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

[۱] دھواں

[۲] دجال کا نکلنا

[۳] زمین سے جانور نکلے گا جو انسانوں سے بات کرے گا

[۴] سورج مغرب سے نکلے گا

[۵] حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے

[۶] یاجوج ماجوج ایک قوم ہوگی جو نکلے گی اور پوری دنیا کو تہس نہس کر دے گی

[۷-۸-۹] تین جگہ سے زمین کا دھسنا ہوگا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، اور تیسرا جزیرہ عرب

میں

[۱۰] ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر تک لے جائے گی۔

[۱۱] کچھ علامات قیامت اور بھی ہیں

ہم ان علامات قیامت پر ایمان رکھتے ہیں

کیونکہ ان کا ثبوت آیت اور پکی حدیث میں ہے ان دس علامات کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔ عن حذیفہ بن اسید الغفاری قال اطلع النبی ﷺ علینا و نحن نتذاکر فقال ما تذاکرون؟ قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی ترون قبلها عشر آیات، فذکر الدخان، و الدجال، و الدابة، و طلوع الشمس من مغربها، و نزول عیسی ابن مریم ﷺ، و یاجوج و ماجوج، و ثلاثة خسوف، خسف بالمشرق، و خسف بالمغرب، و خسف بجزیرة العرب، و آخر ذالک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرهم۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب فی الآیات التي تكون قبل الساعة، ص ۱۲۵۶، نمبر ۲۹۰/۲۸۵، ابوداود شریف، کتاب الملاحم، باب امارات الساعة، ص ۶۰۵، نمبر ۴۳۱۱)

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضورؐ تشریف لائے، ہم کسی چیز کا ذکر کر رہے تھے، حضورؐ نے پوچھا کہ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو، لوگوں نے کہا قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، تو حضورؐ نے فرمایا، جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے، قیامت ہرگز نہیں آئے گی۔ آگے آپؐ نے بیان فرمایا، دھواں، دجال، ایک جانور نکلے گا، مغرب سے سورج نکلے گا، حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے اتریں گے، یاجوج ماجوج کا خروج، اور تین جگہ زمین دھنسے گی، ایک مشرق میں، دوسری مغرب میں، اور تیسری جزیرۃ العرب میں، اور آخری میں یمن سے آگ نکلے گی، جو لوگوں کو محشر تک دھکیل کر لے جائے گی۔

قیامت سے پہلے یہ دس بڑی بڑی نشانیاں ہوں گی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زمین پر اتریں گے

کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ نہیں آئیں گے، یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ پکی اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، اور وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے، اور حضورؐ کی شریعت کے مطابق شریعت نافذ کریں گے، اس وقت انکی اپنی شریعت نہیں ہو گی، حضرت عیسیٰؑ حضورؐ کے امتی بن کر آئیں گے، کیونکہ حضورؐ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والے نہیں ہیں، جواب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے کچھ لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ میں عیسیٰؑ ہوں، لیکن یہ دعویٰ بالکل غلط ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بالکل آخر میں ہوں گے، اور اپنے ہاتھوں سے دجال کو قتل کریں گے، اور جو دعویٰ کرنے والے ہیں انہوں نے کبھی دجال کو نہ دیکھا ہے، اور نہ قتل کیا ہے، اس لئے اس دعویٰ بالکل غلط ہے

حضرت عیسیٰؑ کے اترنے کی دلیل یہ آیت ہے

1۔ ووما قتلوه یقینا، بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیمًا، و ان من اهل الكتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ و یوم القیامة یكون علیہم شہیدا۔ (آیت ۱۵۹، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ [عیسیٰؑ کو قتل کرنے والے] عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر پائے، بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا، اور اللہ بڑا اقتدار والا، حکمت والا ہے، اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰؑ پر ایمان نہ لائے، اور قیامت کے دن وہ ان

لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

تفسیر ابن عباس کے مطابق۔۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے، اور تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے، جس سے دوبارہ اترنے کا اشارہ اس آیت میں ملتا ہے اس حدیث میں ہے

2۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال..... فبینا ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا قیمت الصلاة فینزل عیسیٰ ابن مریم فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما یدوب الملح فی الماء، فلو ترکہ لانداب حتی یہلک، و لكن یقتلہ اللہ بیدہ فیرہم دمہ فی حربتہ۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب فی فتح قسطنطنیۃ و خروج الدجال، و نزول عیسیٰ ابن مریم، ص ۱۲۵۴، نمبر ۷۲۸۹/۷۲۸۸)

ترجمہ۔ حضورؑ نے فرمایا۔۔ قیامت کے قریب لوگ ایک جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے، اور صفیں سیدھی کی جا چکی ہوں گی، اور نماز کی اقامت کہی ہوگی، کہ حضرت عیسیٰؑ نیچے اتریں گے، اور لوگوں کی امامت کریں گے، جب اللہ کا دشمن دجال دیکھے گا تو جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے، اسی طرح وہ پگھلنے کی کوشش کرے گا، اگر اس کو ایسے ہی چھوڑ دیتے تو وہ پگھل جاتا، اور مرجاتا، لیکن اللہ حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ سے اس کو قتل کرائے گا، پھر حضرت عیسیٰؑ [لوگوں کو یقین کرانے کے لئے] اپنے نیزے پر دجال کا خون دکھلائیں گے۔

3۔ سمع ابا ہریرۃ یقول قال رسول اللہ ﷺ و الذی نفسی بیدہ! لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا، فیکثر الصلیب، و یقتل الخنزیر، و یضع الجزیۃ، و یفیض المال حتی لا یقبلہ أحد۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم، حاکما)

بشریۃ نبینا محمد، ص ۷۷، نمبر ۱۵۵، نمبر ۳۸۹)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا کہ، جس ذات کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ حضرت عیسیٰؑ تمہارے درمیان ضرور اتریں گے، وہ انصاف کرنے والا حاکم ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں [یعنی تمام لوگوں کو ایمان ہی لانا ہوگا، تاکہ کوئی جزیہ نہ دے] اور ان کے زمانے میں مال اتنا بہہ پڑے گا کہ اس کو کوئی لینے والا نہیں ہوگا

4۔ ان ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریۃ نبینا محمد، ص ۷۸، نمبر ۱۵۵، نمبر ۳۹۲)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ تمہارے درمیان حضرت عیسیٰؑ اتریں گے، اور اس وقت امام تمہارے میں سے ہوگا [یعنی حضرت مہدی علیہ السلام امام ہوں گے] اور حضرت عیسیٰؑ انکے تابع ہوں گے۔

5۔ عن ابی ہریرہ... قال ابن ابی ذئب : تدری ما امکم منکم ؟ قلت : تخبرنی قال فامکم بکتاب ربکم عزو جل و سنة نبیکم۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریۃ نبینا محمد، ص ۷۸، نمبر ۱۵۵، نمبر ۳۹۲)

ترجمہ۔ ابن ابی ذئب نے کہا، امکم منکم، کا معنی تم کو پتہ ہے؟ میں نے کہا آپ بتائے تو انہوں نے کہا کہ، قرآن کے ذریعہ اور حضورؐ کی سنت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ تمہاری امامت کریں گے ان احادیث سے پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ زمین پر اتریں گے، اور وہ حضورؐ کی شریعت کے تابع ہوں گے، اور ان کے امتی بن کر تشریف لائیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام

یہ بھی قیامت کے علامات میں سے ہیں

حضرت مہدی علیہ السلام کا نام حضور کے نام پر محمد، ہوگا، اور اس کے باپ کا نام حضور کے باپ کے نام پر عبد اللہ، ہوگا، اور یہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں ہوگا، اور حضرت حسن کی اولاد میں ہوگا

قیامت کے قریب لوگ انکے ہاتھ پر بیعت کریں گے، اور یہ آخری خلیفہ ہوں گے، یہ نماز پڑھا رہے ہوں گے، کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے، اور ان کی امامت میں نماز پڑھیں گے، پھر یہ دونوں مل کر دجال سے جنگ کریں گے، اور حضرت عیسیٰؑ دجال کو قتل کریں گے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

6۔ عن ام سلمة زوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال یكون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فیأتیہ ناس من اهل مكة فیخرجونه و هو کاره فیبايعونه بین الركن و المقام ... یلقى الاسلام بجرانه الى الارض، فیلبث سبع سنین، ثم یتوفی و یصلی علیہ المسلمون۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الملاحم، باب اول کتاب المہدی، ص ۶۰۲، نمبر ۴۲۸۶)

ترجمہ۔ حضورؑ نے ارشاد فرمایا کہ، ایک خلیفہ کی موت پر لوگوں میں اختلاف ہوگا، ایک آدمی [حضرت مہدی] مدینہ سے بھاگ کر مکہ آئیں گے، ان کے پاس مکہ مکرمہ کے لوگ آئیں گے، اور مہدیؑ کو لوگوں کے سامنے لائیں گے، حالانکہ وہ خلیفہ بننا نہیں چاہیں گے، رکن یمانی، اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے۔۔۔ اس وقت اسلام زمین پر جڑ پکڑ لے گا، حضرت مہدی اس کے

بعد سات سال تک زندہ رہیں گے، پھر ان کا وصال ہوگا، اور مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے

7۔ عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ : لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي۔ (ترمذی شریف، کتاب الفتن، باب ما جاء في المهدی، ص ۵۱۲، نمبر ۲۲۳۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا مالک بنے گا، ان کا نام میرے نام پر، محمد، ہوگا

8۔ عن ابی سعید الخدری قال خشینا ان یكون بعد نبینا حدث ، فسألنا نبی الله ﷺ ، فقال ؛ ان فی امتی المهدی یرجی عیش خمساً او سبعا او تسعاً... قال فیجیء الیه الرجل فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی قال فیحشی له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله۔ (ترمذی شریف، کتاب الفتن، باب فی عیش المهدی وعطاءه، ص ۵۱۲، نمبر ۲۲۳۲)

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ، ہمیں ڈر ہوا کہ حضورؐ کے بعد کوئی واقعہ نہ پیش آجائے، تو ہم نے حضورؐ سے پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ، میری امت میں مہدی، ہوں گے، وہ پانچ سال، سات سال، یا نو سال زندہ رہیں گے۔۔۔ ان کے پاس لوگ آئیں گے اور کہیں گے اے مہدی مجھے دو، مجھے دو، راوی کہتے ہیں کہ آدمی جتنا اٹھا سکے گا، اس کے کپڑے میں اتنا ڈال دیں گے [یعنی مال کی کثرت اتنی ہو جائے گی کہ حضرت مہدیؑ لوگوں کو بے حساب مال دیں گے]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدیؑ قیامت کے قریب تشریف لائیں گے، وہ خلیفہ بنیں گے، اور ان کے زمانے میں فتوحات بہت ہوں گی، اور مال کی کثرت ہوگی۔

دجال کا بیان

دجال انسان ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو اتنی طاقت دیں گے کہ لوگوں کو گمراہ کر سکے
دجال آئے گا، وہ کافر ہوگا، اور لوگوں کو اپنے کفر کی طرف بلائے گا
اس کے لئے احادیث یہ ہیں

9۔ ان ابا سعید الخدری قال حدثنا رسول الله ﷺ حديثا طويلا عن الدجال
... فيقول الدجال أريت ان قتلت هذا ثم احبيته ، هل تشكون في الامر ؟ فيقولون ،
لا ، فيقتله ثم يحييه ، فيقول حين يحييه ، و الله ما كنت قط اشد بصيرة مني اليوم ،
فيقول الدجال أقتله ، فلا يسلط عليه ۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل المدینہ، باب لا یدخل
الدجال المدینہ، ص ۳۰۳، نمبر ۱۸۸۲)

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ، دجال کے بارے میں حضورؐ نے لمبی حدیث بیان کی
۔۔۔ دجال لوگوں سے کہے گا، اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں، اور پھر اس کو زندہ کر دوں تو میرے
معاملے میں کوئی شک رہے گا، لوگ کہیں گے نہیں، دجال اس کو قتل کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا،
جب اس کو زندہ کر دے گا، تو وہ آدمی کہے گا، آج جس طرح یقین ہوا [کہ تم دجال ہو] خدا کی قسم اس
سے پہلے نہیں ہوا تھا، اب دجال کہے گا کیا اس کو قتل نہ کر دوں، لیکن اللہ اس قتل کرنے پر قدرت نہیں
دے گا۔

10۔ ان عبد الله بن عمر قال قام رسول الله ﷺ في الناس فاثني على الله بما هو

اہلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذر کموہ و ما من نبی الا قد انذرہ قومہ و لکنی سأقول لکم فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ ، انہ اعور ، و ان اللہ لیس باعور ۔ (بخاری شریف، باب ذکر الدجال، ص ۱۲۷، نمبر ۷۱۲۷/مسلم شریف، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، ص ۱۲۶۹، نمبر ۲۹۳۲/۷۳۶۱)

ترجمہ۔ حضورؐ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ کی مناسب تعریف کی، پھر دجال کا ذکر کیا، اور فرمایا، ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے، اور میں بھی تم کو اس کے فتنے سے ڈراتا ہوں، لیکن میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی، کہ دجال کا نا ہے، اور خدا ہرگز کا نا نہیں ہے

11۔ عن حذیفة عن النبی ﷺ قال فی الدجال ، ان معہ ماء ، و نار ، فنارہ ماء بارد و مائہ نار ۔ (بخاری شریف، باب ذکر الدجال، ص ۱۲۸، نمبر ۷۱۳۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے دجال کے بارے میں فرمایا، دجال کے ساتھ پانی اور آگ چلے گی، جو اس کی آگ ہے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہے، اور جو پانی نظر آئے گا وہ حقیقت میں آگ ہے

12۔ ان عائشۃؓ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یستعید فی صلاتہ من فتنۃ الدجال ۔ (بخاری شریف نمبر ۷۱۲۹)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ حضورؐ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے

دجال ایک بڑا فتنہ ہوگا اس سے پناہ مانگنا چاہئے۔ یہ بھی علامت قیامت میں سے ہے

یا جوج ماجوج نکلیں گے

یا جوج ماجوج ایک بہت بڑی قوم ہے، جو قیامت کے قریب نکلے گی، اور پوری دنیا میں بڑی ادھم مچائے گی، حضورؐ نے اس کی خبر دی ہے اس کے لئے آیت یہ ہے

2۔ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و هم من کل حدب ینسلون و اقترب الوعد الحق۔ (آیت ۹۶، سورت الانبیاء ۲۱)

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب یا جوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا، اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے، اور سچا وعدہ [یعنی قیامت] پورا ہونے کا وقت قریب آجائے گا حدیث یہ ہے

13۔ عن زینب بنت جحش ان النبی ﷺ استیقظ من نومہ و هو یقول: لا الہ الا اللہ، ویل للعرب من شر قد قترت، فتح الیوم من ردم یاجوج و ماجوج مثل ہذہ و عقد سفیان بیدہ عشرة۔ (مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اقتراب الفتن و اشراط الساعة، ص ۱۲۲۶، نمبر ۲۸۸۰/۷۲۳۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نیند سے بیدار ہوئے، لا الہ الا اللہ، کہہ رہے تھے، عربوں کے لئے ہلاکت ہو شر بہت قریب آچکا ہے، اور آج یا جوج ماجوج کا سوراخ اتنا کھول دیا گیا ہے، حضرت سفیان نے انگلیوں کا گول حلقہ بنا کر بتایا کہ اتنا سا کھولا گیا

اس آیت اور حدیث سے پتہ چلا کہ قیامت میں یا جوج ماجوج کھولے جائیں گے

سورج مغرب سے نکلے گا

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

14۔ حدثنا ابو هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها فاذا راها الناس آمن من عليها فذاك حين ﴿لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن آمنت من قبل﴾ (آیت ۱۵۸، سورت الانعام ۶) ﴿بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب لا ینفع نفسا ایمانھا، ص ۹۳، نمبر ۴۶۳۵﴾ ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک مغرب سے سورج نہیں نکلے گا قیامت قائم نہیں ہوگی، جب اس کو نکلتا دیکھیں گے تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے [لیکن اس وقت یہ ایمان قابل قبول نہیں ہوگا، اس آیت، لا ینفع نفسا]، میں اس کا ذکر ہے

جانور نکلے گا

قیامت کے قریب ایک عجیب جانور نکلے گا جو انسانوں سے باتیں کرے گا۔، اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جانور نکلنے کی دلیل یہ آیت ہے

3۔ اذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون۔ (آیت ۸۲، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں پر آ پہنچے گا، تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا، کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے

کچھ اور چیزیں بھی علامت قیامت میں سے ہیں

قیامت کے قریب زنا عام ہو جائے گا، گانے عام ہو جائیں گے، شراب پینا عام ہوگا، دین سے جہالت عام ہو جائے گی، اور والدین کے ساتھ بچوں کا رویہ آقا جیسا ہوگا، اور بچے ماں باپ کا کوئی احترام نہیں کریں گے، اور نیچے قسم کے لوگ بڑی بڑی بلڈنگیں بنالیں گے

ان احادیث میں اس کا تذکرہ ہے

15۔ عن ابی ہریرۃ... و سأخبرک عن اشراطها اذا ولدت الامة ربثها، و اذا تطاول رعاة الابل البهم فی البیان۔ (بخاری شریف، کتاب الایمان، باب سوءال جبریل النبی ﷺ عن الایمان، ص ۱۲، نمبر ۵۰)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا، میں قیامت آنے کی علامت بتاتا ہوں، جب عورتیں اپنے آقا کو جنم دینے لگیں، کالے اونٹوں کو چرانے والے لوگ بڑی بڑی بلڈنگوں میں ڈینگیں مارنے لگیں

16۔ عن انس بن مالک... ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم و يظهر الجهل و يفشو الزنا، و يشرب الخمر، و يذهب الرجال و يبقى النساء حتى يكون لخمسين امرأة قيم واحد۔ (ابن ماجہ شریف، کتاب الفتن، باب اشراط الساعة، ص ۵۸۴، نمبر ۴۰۴)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہیں، علم دین اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب خوب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک ہی ذمہ دار ہوگا۔

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

تمت بالخیر

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین، و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم و
 علی الہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین ۔

الحمد للہ آج یہ کتاب پوری ہوئی، جو میری زندگی کی ایک اہم کتاب ہے۔

احقر شمیر الدین قاسمی غفرلہ، مانچسٹر، 2 / 2 / 2018

مؤلف کا پتہ

Maulana Samiruddin Qasmi

70 Stamford Street , Old trafford

Manchester, England -M16 9LL

E samiruddinqasmi@gmail.com

M (00 44) 07459131157



